COMMENTARY ON THE EPISTLE TO THE HEBREWS

عبرانیوں کی تفسیر

مصنّفہ

پادری جے۔ جے لوکس صاحب

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

P. R. B. S., LAHORE.

1st Edition. 1931.

To
The Library of Princeton Theological Seminary
from a student of the Class of 1870 —
with thanksgiving ever growing as
memory after memory of those three years
come back to me and especially of the
Sabbath day in January 1870 I gave up
America to go as a missionary —

J. J. Lucas

Allahabad
1931

COMMENTARY ON THE EPISTLE TO THE HEBREWS.

BY REV. J. J. LUCAS

عبرانیوں کے نام کے خط

کی

تفسیر بطور سوال و جواب

مصنفہ

پادری جے۔ جے۔ لوکس صاحب

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

۱۹۳۱ء

بار اوّل

P. R. B. S., LAHORE.

1931

فہرست مضامین

دیباچہ

ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں سے جُدا ہوتے وقت یہ تسلی بخش وعدہ کیا کہ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے۔ جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا" (دیکھو یوحنا ۱۶ باب ۱۲ سے ۱۴ آیت) اس میں کلام نہیں کہ جس نے عبرانی مسیحیوں کو یہ خط لکھا اُس نے خط کے شروع سے آخر تک یسوع کا جلال ظاہر کیا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس خط میں اور بھی بہت باتیں ہیں جو کتاب مقدس کی کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتیں مثلاً یسوع نے ملک صدق کا کچھ ذکر نہیں کیا اور نہ چاروں انجیلوں میں ہی اُس کا کچھ ذکر یا اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور پولوس رسول۔ یوحنا رسول یا پطرس رسول کے خطوط میں یا مکاشفہ کی کتاب میں بھی ملک صدق کا کچھ ذکر یا اشارہ نہیں۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ یہ کہ جس حال میں نہ چاروں اناجیل میں اور نہ رسولوں کے کسی خط میں ملک صدق کا کچھ ذکر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ روح القدس کا جو وعدہ خداوند یسوع نے کیا کہ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا" وہ وعدہ اس خط کے لکھنے والے کے لئے پورا کیا گیا ہے۔ کیونکہ روح القدس نے اُسے صاف سکھایا کہ ملک صدق کی کہانت اور بادشاہت یسوع کی لاثانی۔ بے بدل اور ابدی کہانت اور

بادشاہت کی زمینی شان او پیش نشانی تھی اور ہے۔

پھر جس عہد کی طرف یسوع نے اشارہ کیا کہ "یہ عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے" روح القدس نے اس خط کے مصنف کی معرفت اس خون کے عہد کے صاف اور مفصل معنے بتائے۔ انجیل مقدس کی کسی اور کتاب میں روح القدس نے اس نئے عہد کے معنے اور یسوع کی قربانی کی حقیقت۔ کیفیت اور کاملیت کی تشریح نہیں کی۔ جیسے اُس نے اس خط میں کی ہے۔ (مقابلہ کرو عبرانیوں ۹ باب ۱۱ سے ۱۵ آیت ۱۰ باب ۱۱ سے ۱۸ آیت) روح القدس نے اس خط کے لکھنے والے کو چن لیا اور سکھایا کہ وہ عبرانی مسیحیوں کو اپنے عہد کی قربانیوں کے حقیقی معنی سکھائے کہ وہ سب یسوع مسیح کی پاک۔ بے عیب اور خدا کو پسندیدہ قربانی کی پیش نشانیاں اور پرچھائیاں تھیں۔ روح القدس نے پولوس رسول کو عبرانیوں یعنے یہودی مختونوں کا رسول ہونے کے لئے مخصوص نہیں کیا بلکہ صرف غیر قوموں کا رسول ہونے کے لئے جیسے کہ وہ خود کہتا ہے کہ "خدا نے اپنے بیٹے کو مجھ میں ظاہر کیا تاکہ میں غیر قوموں میں اُس کی خوشخبری دوں کیونکہ جس نے مختونوں (عبرانیوں) کی رسالت کے لئے پطرس میں اثر پیدا کیا اُسی نے غیر قوموں کے لئے مجھ میں بھی اثر پیدا کیا" (مقابلہ کرو گلتیوں ۱ باب ۱۵ و ۱۶ آیت ۲ باب ۸ و ۹ آیت)

پھر پولوس رسول نے شہر روم کے مسیحیوں کو لکھا کہ میں یہ باتیں تم غیر قوموں سے کہتا ہوں کیونکہ میں غیر قوموں کا رسول ہوں (دیکھو رومیوں ۱۱ باب ۱۳ آیت مقابلہ کرو اعمال ۱۸ باب ۵ و ۶ آیت) پولوس رسول کی اس گواہی سے ظاہر ہے کہ روح القدس نے اُس کو عبرانیوں یعنے مختون یہودیوں کا رسول ہونے

کے لئے نہیں بلکہ اُسے اِس سے بہت ہی زیادہ وسیع خدمت کے لئے مخصوص کیا۔ یعنے ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ غیر قوموں کی خدمت کے لئے مخصوص کیا۔ اِس لحاظ سے یہ گمان غالب ہے کہ پولوس رسول عبرانیوں کے نام کے خط کا مصنف نہیں۔ اگر اُس کو ملک صدق کی کہانت کے معنے سمجھانے کی توفیق ملتی تو کیا اُس کے تیرہ خطوط میں اِس عجیب کہانت کا کچھ ذکر نہ ہوتا؟ جس حال میں کہ غیر قوموں کا رسول ہونے کے لئے مخصوص کیا گیا تو اگر وہ یہ خط عبرانی مسیحیوں کو لکھتا تو جیسے اُس کے دوسرے خطوں میں غیر قوموں کا بہت ذکر آیا ہے کیا اِس خط میں بھی اُن کا ذکر نہ ہوتا؟ مگر اِس خط میں شروع سے آخر تک غیر قوموں کا کچھ ذکر نہیں اور نہ اُن کی طرف کچھ اشارہ ہے۔ اِس خط کا لکھنے والا صرف ایک ہی یعنے عبرانی قوم کا خیال کرتا ہے۔ بظاہر وہ کسی اور قوم کا خیال نہیں کرتا۔ اِن سب باتوں کا لحاظ کرنے سے یہ ظاہر ہے کہ پولوس رسول عبرانیوں کے خط کا لکھنے والا نہ تھا۔ اِن باتوں کے علاوہ ظاہر ہے کہ یہ خط کسی رسول نے نہیں لکھا۔ اِس لئے کہ لکھنے والا خود یہ کہتا ہے کہ "اتنی بڑی نجات سے غافل رہ کر ہم کیونکر بچ سکتے ہیں جس کا بیان پہلے خداوند کے وسیلے سے ہؤا اور سُننے والوں سے ہمیں پایہ ثبوت کو پہنچا" (دیکھو ۲ باب ۳ آیت) کیا پولوس رسول یا کسی دوسرے رسول کو اِس بڑی نجات کا بیان سُننے والوں سے پہنچا یا خود خداوند ہی سے؟ کیا پولوس رسول یا کسی دوسرے رسول کو انجیل کی نجات کا بیان سُننے والوں سے پایۂ ثبوت کو پہنچا؟ کیا رسول انجیل کے سُننے والوں کی گواہی سے یسوع کے شاگرد یا رسول ہوگئے یا اِس لئے کہ خود یسوع شروع سے انہیں سکھاتا رہا؟ اُس دن تک کہ وہ اُن رسولوں کو جنہیں اُس نے چُنا تھا روح القدس کے وسیلے سے حکم دے

کر اُٹھایا نہ گیا؛ (دیکھو اعمال ۱ باب ۱ و ۲ آیت + عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۳ آیت) پھر جس حال میں کہ اِس خط کا لکھنے والا نہ یسوع کے مُنہ سے اُس کا کلام سُننے والا ہے اور نہ اُس کے جی اُٹھنے کے بعد ہی اُسے دیکھنے والا ٹھہرتا ہے بلکہ انجیل کی بڑی نجات کے سننے والوں کے وسیلے سے اس کی سچائی اسے پہنچی تو اب یہ سوال لازم آتا ہے کہ انجیل کی بڑی نجات کے سننے والوں میں سے کس نے سنانے یا کس کی گواہی سے اس خط کے لکھنے والے کو یقین آیا کہ انجیل کی بڑی نجات کا بیان صحیح اور بالکل اعتبار کے لائق ہے؟ رسولوں کے اعمال کی کتاب کے اٹھارھویں باب کے پڑھنے اور اُس پر غور کرنے سے شاید اِس سوال کا صحیح جواب مل سکے۔ لکھا ہے کہ "اپلوس نام ایک یہودی اسکندریہ کی پیدائش خوش تقریر اور کتاب مقدس کا ماہر افسس میں پہنچا۔ اس شخص نے خداوند کی راہ کی تعلیم پائی تھی اور روحانی جوش سے کلام کرتا اور یسوع کی بابت صحیح صحیح تعلیم دیتا تھا۔ مگر صرف یوحنا ہی کے بپتسمہ سے واقف تھا۔ وہ عبادت خانہ میں دلیری سے بولنے لگا مگر پرسکلہ اور اکولہ اُس کی باتیں سُن کر اُسے اپنے گھر لے گئے اور اُس کو خدا کی راہ اور زیادہ صحت سے بتائی۔ جب اُس نے ارادہ کیا کہ پار اُتر کے اخیہ کو جائے تو بھائیوں نے اُس کی ہمت بڑھا کر شاگردوں کو لکھا کہ اُس سے اچھی طرح ملنا۔ اُس نے وہاں پہنچ کر اُن لوگوں کی بڑی مدد کی جو فضل کے سبب ایمان لائے تھے۔ کیونکہ وہ کتاب مقدس سے یسوع کا مسیح ہونا ثابت کر کے بڑے زور و شور سے یہودیوں کو علانیہ قائل کرتا رہا۔ (دیکھو رسولوں کے اعمال کی کتاب ۱۸ باب ۲۴ سے ۲۸ آیت)

اپلوس کے ان احوال پر غور کرنے سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ روح القدس

نے کسی رسول کو نہیں بلکہ یسوع کے ایک شاگرد اپلوس کو عبرانی مسیحیوں کو اس خط کے لکھنے کی خدمت کے لئے چن لیا اور اس کے لئے مخصوص اور ممسوح کیا۔

(۱) پہلے وہ عبرانی تھا اور یونانی مائل یہودی تھا۔ وہ اسکندریہ کی پیدائش ہونے کے سبب سے یونانی زبان سے خوب واقف اور خوش تقریر تھا۔ اس خط کی عبارت یونانی زبان کے فصیح کی عبارت ہے۔

(۲) پھر اس کے اس خط کے لکھنے کی دوسری تیاری یہ تھی کہ وہ کتاب مقدس کا ماہر تھا۔ اس خط کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ لکھنے والا موسوی شریعت کے خیمے اور ہیکل کے لوازم اور پرانے عہد کی عبادت کی تمام رسم سے خوب واقف تھا۔

(۳) اپلوس کے اس خط کے لکھنے کی تیسری تیاری یہ تھی کہ اس نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کے شاگردوں سے خداوند کی راہ کی تعلیم پائی تھی۔ اس نے یوحنا کا بپتسمہ یعنی توبہ کا بپتسمہ پایا تھا۔ یوحنا نے یسوع کی بابت جو تعلیم اور گواہی دی تھی وہ اس سے خوب واقف تھا۔ اس نے اپنے تجربہ سے معلوم اور محسوس کیا تھا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی تعلیم اور بپتسمہ نجات کے لئے کافی نہ تھے (مقابلہ کرو متی ۳باب ۱۱و۱۲ آیت + لوقا ۳باب ۱۶ آیت + یوحنا ۱باب ۸ و ۹ آیت + ۳باب ۲۸ سے ۳۰ آیت)

(۴) اپلوس کی چوتھی تیاری یہ تھی کہ وہ افسس شہر کے عبرانیوں کے عبادت خانے میں دلیری سے بولنے والا تھا۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والا دلیری سے بولنے والا تھا۔

(۵) پولوس رسول کے دو شاگرد بنام پرسکلا اور اکولا نے اُس کو خدا کی راہ اور زیادہ صحت سے بتائی اُس نے انجیل کی پوری پوری نجات کا بیان ان دو سننے والوں سے سُن لیا۔ یہاں تک کہ اُن کا بیان اُس کو پایۂ ثبوت تک پہنچا (دیکھو ۲ باب ۳ آیت)

(۶) جب وہ اخیہ میں پہنچا تو اُس نے یسوع پر ایمان لانے والوں کی بڑی مدد کی۔ اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کتاب مقدس کا ماہر تھا اور اسی کتاب سے یہودیوں پر یہ ثابت کرتا اور ان کو علانیہ قائل کرتا رہا کہ کتاب مقدس میں جو باتیں اور پیشین گوئیاں لکھی ہوئی ہیں یسوعؑ نے اُن کو پورا کیا تھا۔ (دیکھو اعمال ۱۸ باب ۲۶ سے ۲۸ آیت)

افسس شہر کے جن بارہ شخصوں کو پولوس رسول نے روح القدس کا بپتسمہ دیا تھا ممکن ہے کہ وہ اپلوس کے شاگرد ہوئے ہوں۔ اس خط کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے لکھنے والے نے بھی روح القدس کا بپتسمہ پایا تھا۔ کیونکہ روح القدس نے اس خط کے لکھنے والے کی معرفت یسوعؑ کی کہانت کی بابت بہت سی نئی اور گہری باتیں لکھوائی ہیں (مقابلہ کرو اس خط کے ابواب ۷ سے ۱۰)

اس خط کا سرنامہ ہے " عبرانیوں کے نام کا خط " یہ نہیں لکھا کہ مصنف نے یہ خط کس شہر یا کس ملک کے عبرانیوں کو لکھ بھیجا۔ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جن کو وہ لکھ رہا تھا وہ انجیل کی بڑی نجات سے غافل ہوتے جاتے تھے۔ (دیکھو ۲ باب ۱ سے ۴ آیت) لکھنے والا مانتا ہے کہ پہلے دنوں میں یسوعؑ کے پیرو ہوتے وقت اُس کے عبرانی مسیحی بھائیوں نے دُکھوں کی بڑی کشمکش اٹھائی تھی۔ مگر افسوس کہ ان دُکھوں کے سبب سے وہ اپنی دلیری چھوڑ دیتے

کو تھے۔ اور انجیل کی تعلیم کو اونچے کانوں سننے لگے تھے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ دعا اور پاک کلام کی تلاوت کے لئے جمع ہونے سے باز رہنے لگے تھے۔ جن پیشواؤں اور اُستادوں نے انہیں انجیل سنائی تھی بعض ان میں سے گزر گئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُن کے پیرو اُن کی تعلیم سے غافل ہو کر مختلف اور بیگانی تعلیموں کے سبب سے بھٹکتے جا رہے تھے۔ اور یسوع کی پہچان میں اور اپنے پیشواؤں اور اُستادوں کی تعلیم میں کوئی ترقی نہ کر سکتے تھے۔ بلکہ برعکس اِس کے اُن میں سے بعض یسوع کو اپنی طرف سے دوبارہ صلیب دے کر علانیہ ذلیل کرتے تھے۔ اور برگشتہ ہو جانے پر تھے۔ اُن کی اس خوف زدہ حالت کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اُن کے عبرانی گھر والے یہ کہتے تھے کہ تم نے اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا اور باپ دادوں کا دین ترک کر دیا ہے اور یروشلیم شہر کا حج کرنا۔ اور اپنی قوم کی عیدوں کو ماننا اور ہیکل کی نذریں اور قربانیاں گزراننا سب چھوڑ دیا ہے۔ جب تم نے اپنے گھر والے۔ اپنے باپ دادے۔ اپنی قوم کے نبی اور بزرگ یروشلیم اور اُس کی پاک ہیکل اور ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کے خدا کی پرستش۔ ان سب کو چھوڑ دیا ہے تو بتاؤ تمہیں اس کے بدلے میں کیا ملا ہے؟ اس خط کا مصنّف اپنے عبرانی بھائیوں کو ان سوالوں کا جواب دے کر بتاتا ہے کہ ہم نے کیا پایا۔ ہم نے یسوع کو پایا جو مسیح ہے۔ یسوع کو جو موسیٰ سے بڑا نبی اور یروشلیم کی ہیکل کے سب کاہنوں سے بزرگ تر ہے۔ ہم نے اُسے پایا جو موسوی شریعت کی ساری قربانیوں کا پورا کرنے والا ہے۔ جو کل قوموں کے گناہوں کے کفارہ کے لئے قربان ہُوا تھا۔ ہم نے روح القدس کو بھی پایا ہے کہ وہ ہر وقت خواہ کسی حال میں ہوں ہمارا ہادی

اور حامی ہو۔ لکھنے والا ایسی تعلیم سے اپنے عبرانی بھائیوں کے دلوں کو تقویت اور تسلی دینا چاہتا ہے۔ کہ اگرچہ انہوں نے یسوع کے پیرو ہو جانے کے سبب سے اپنے خاندان اور قوم کے لوگوں سے بہت دُکھ اُٹھایا اور اب بھی اٹھا رہے ہیں تو بھی وہ یسوع کو نہ چھوڑیں۔ پھر وہ کتنی آگاہی کی باتیں بیان کر کے خوف دلاتا ہے کہ یسوع کے چھوڑنے سے اُن کے گناہوں کی معافی کی کوئی اُمید باقی نہیں رہ سکتی۔ وہ آگاہی کی باتیں محبت کے آنسوؤں اور غم سے بھرے ہوئے دل سے لکھی گئیں۔ وہ اپنے پیارے بھائیوں کو اس خط کے شروع سے آخر تک پکارتا جاتا ہے کہ "آج تم روح القدس کی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آ کر سخت دل ہو جائے" (دیکھو ۳ باب ۱۲ سے ۱۷ آیت)

یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ کس شہر کے عبرانی مسیحیوں کو یہ خط لکھا گیا۔ اگر اس کا لکھنے والا اپلوس ہو تو جن عبرانی مسیحیوں کو اُس نے یہ خط لکھ بھیجا وہ شہر افسس کے رہنے والے تھے۔ خیر اس سے بحث نہیں کہ کس شہر کے عبرانیوں کو یہ خط لکھا گیا کیونکہ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اور اگر اس کا لکھنے والا اپلوس ہو یا کوئی دوسرا تو بھی کوئی بڑی بات نہیں۔ بڑی بات دراصل یہ ہے کہ اس کے مصنف کو روح القدس نے اس خط کے لکھنے کے لئے تیار کیا اور اس کے لئے اُسے طرح طرح کی نعمتیں بخشی گئیں۔ اور پھر بڑی بات یہ ہے کہ وہ روح القدس کا خادم ہو کر خدا کے کلام کے خزانہ سے نئی اور پرانی باتیں نکال نکال کر دلیری۔ روحانی سمجھ اور جوش سے ہمیں لکھتا ہے پھر ایک اور بڑی بات یہ ہے کہ جو باتیں اس خط میں لکھی ہیں ہم پڑھنے والے اور سننے والے اُن پر آج بھی دل لگا کر غور کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم

بہہ کر اُن سے دُور چلے جائیں۔

اِس اُمید سے کہ تفسیر کے پڑھنے والوں کو زیادہ فائدہ پہنچے میں نے خط کے مضمون کو زیادہ واضح کرنے کے لئے کتاب مقدس کے دوسرے مقاموں سے بہت سے حوالے لئے ہیں۔ اُنہیں یا تو اصل کے مطابق نقل کر کے تفسیر میں درج کیا یا صرف اُن کی طرف اشارہ کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والا خود اُن کو نکال کر پڑھے۔ اِن حوالوں پر غور کرنے سے اور خط کی آیتوں سے اُن کا مقابلہ کرنے سے بہت فائدہ حاصل ہوگا۔

قریباً تین برس ہوئے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہؤا کہ میں اپنے مسیحی بھائی بہنوں کے لئے اِس خط کی تفسیر لکھوں۔ میں نے اِس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ اُن کے لئے تفسیر لکھوں جو انگریزی تفسیروں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ میرے پاس انگریزی میں اِس خط کی کئی تفسیریں موجود ہیں جن کے پڑھنے سے میں نے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ خاص کر دو تفسیروں سے تو مَیں نے زیادہ فائدہ حاصل کیا ہے۔ اول اُس تفسیر سے جس کے مصنف آکسفورڈ مشن کے پادری ڈبلیو۔ ایچ۔ جی۔ ہومز (W. H. G. Holmes) صاحب ہیں۔ اور دوسرے اُس تفسیر سے جس کے مصنف کینن ایف۔ ڈبلیو۔ فیرر (F. W. Farrar) صاحب ہیں۔

میں نے تمام خط کو تیئیس (۲۳) حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور ہر حصّے کی تفسیر کے بعد اُس کا خلاصہ مطلب نکال کر "حاصل کلام" کے طور پر لکھا ہے۔ اِس اُمید سے کہ واعظوں اور اُستادوں کو خاص مدد ملے۔ تمام تفسیر سوال و جواب کے طور پر اِس غرض سے لکھی گئی ہے کہ پڑھنے

والے اور پڑھانے والے دونو خط کے معنوں کو خود سمجھنے اور دوسروں کو پڑھانے اور سمجھانے میں زیادہ مدد پائیں۔ سوال و جواب کے طور پر خط کے معنے نکالنے اور کھولنے کا فائدہ یہ ہے کہ سوال کے سننے سے پڑھنے والے کے خیالات میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور بعض پڑھنے والے کتابوں کی عبارت کے معنی کی طرف جب تک کہ ان کو سوال کے طور پر نہ سمجھایا جائے بہت کم خیال اور توجہ کرتے ہیں۔ بعض اوقات پڑھانے والے کو اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ وہ خود مفصل طور پر سوال نکالے اور پھر کبھی کبھی بعضوں کو اس کام میں مہارت نہیں ہوتی۔ مجھے امید ہے کہ استاد سوال و جواب کے طریقہ سے نو مرید مسیحیوں کے پڑھانے اور سکھلانے میں کافی مدد پائینگے۔ تینتیس (۳۳) برس ہوئے کہ میں نے پیدائش اور خروج کی کتابوں کی تفسیریں سوال و جواب کے طور پر لکھیں اور چھبیس (۲۶) برس ہوئے کہ میں نے احبار کی کتاب کی تفسیر کو سوال و جواب کے طور پر لکھا۔ ان تین کتابوں کی بہت سی گہری باتوں کی تفسیر عبرانیوں کے خط میں تمام اور مفصل پائی جاتی ہے۔ لہذا پیدائش اور خروج اور احبار کی جو تفسیریں میں نے لکھیں ان میں سے بھی چند سوال و جواب نکال کر اس تفسیر میں درج کر دئے ہیں خاص کر ساتویں۔ آٹھویں اور نویں بابوں کی تفسیر میں۔ یہ بیان کرنا بھی واجب معلوم ہوتا ہے کہ ہر تقسیم یا "حصے" کے "حاصل کلام" کے بعد میں نے کئی ایک سوالات لکھے ہیں جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے۔ اس امید سے کہ وہ میرے ہمراہ ہو کر اپنے دل سے ایسے سوال کرے کہ ہمارے دلوں سے روح القدس بھی یہی سوالات کرے اور ہم اسے ان کا جواب دیں۔ اور پھر جو جواب ملے اس کے موافق

ہرایک پڑھنے والا دعا مانگے۔

خدا کا شکر ہو کہ اُس نے میرے بڑھاپے میں مجھ سے کہا کہ میری بھیڑیں چرا اور اُس نے اِس مبارک خدمت کو انجام دینے کے لئے روح القدس کی مدد بخشی۔ کاش کہ جو آخری دعا اِس خط کے مصنف نے اپنے عبرانی بھائیوں کے لئے کی وہ اِس تفسیر کے لکھنے والے اور اُس کے پڑھنے والوں کے لئے پوری ہو۔ کہ "اب خدا اطمینان کا چشمہ جو بھیڑوں کے بڑے چرواہے یعنی ہمارے خداوند یسوع کو ابدی عہد کے خون کے باعث مُردوں میں سے زندہ کرکے اُٹھا لایا تم کو ہر نیک بات میں کامل کرے۔ تاکہ تم اُس کی مرضی پوری کرو۔ اور جو کچھ اُس کے نزدیک پسندیدہ ہے یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم میں پیدا کرے۔ جس کی تمجید ابدالآباد ہوتی رہے۔ آمین"

عبرانیوں کے نام کا خط

پہلا باب پہلی آیت سے تیسری تک

(۱) اگلے زمانے میں خدا نے باپ دادوں سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے (۲) اس زمانے کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا جسے اُس نے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلے سے اُس نے عالم بھی پیدا کئے (۳) وہ اُس کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ وہ گناہوں کو دھو کر عالم بالا پر کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا (عبرانیوں ۱ باب ۱ سے ۳ آیت تک)

جو کلام خدا نے عبرانیوں کے باپ دادوں سے نبیوں کی معرفت اور جو کلام اُس نے اپنے بیٹے کی معرفت کیا اُن کا مقابلہ

س ۱ پہلے باب کی پہلی آیت سے تیسری آیت تک سُناؤ؟

ج پڑھو یا سُناؤ۔

س ۲ خدا نے اگلے زمانے میں کن سے کلام کیا؟

ج عبرانی مسیحیوں کے باپ دادوں اور بزرگوں سے۔ (دیکھو پہلی آیت)

س ۳ خدا نے کن کی معرفت عبرانی مسیحیوں کے باپ دادوں سے کلام کیا؟

ج نبیوں کی معرفت۔

س ۴ کن کتابوں میں اُن نبیوں کا احوال اور اُن کا بیان پایا جاتا ہے؟

ج پُرانے عہد نامہ کی توریت۔ زبور اور انبیاء کی کتابوں میں۔

س ۵ کیا توریت زبور اور انبیاء کی کتابوں میں خدا کا پُورا کلام پایا جاتا ہے؟

ج نہیں صرف حِصّہ بہ حِصّہ۔ یعنی کسی نبی کی معرفت خدا نے اپنے کلام کا کچھ حِصّہ بھیجا اور کسی دوسرے نبی کی معرفت کچھ اور حِصّہ اور تیسرے نبی کی معرفت کچھ اور حِصّہ۔

س ۶ اِس بات کی تین نظیریں دو۔

ج (۱) اس بات کی پہلی نظیر ہابل ہے وہ خدا کے کلام کا یہ حِصّہ لایا کہ گو وہ راستباز تھا تو بھی وہ اپنے بھائی سے حقیر سمجھا گیا اور مارا گیا۔ اِس طور سے وہ خود اپنی راست زندگی سے اور بھائی کے ہاتھ سے موت سہہ کر مسیح کی پاک زندگی اور موت کا پیش نشان بنا وہ مسیح کی موت کے پورے معنی نہیں لایا۔ صرف کچھ حِصّہ لایا۔ (دیکھو کتاب پیدائش ۴ باب ۱ سے ۱۵ آیت تک اور عبرانیوں

اا باب ۷ آیت)

(۲) اِس بات کی دوسری نظیر حنوک ہے۔ موسیٰ نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا۔ اس لئے کہ خدا نے اُسے لے لیا۔" (پیدائش ۵ باب ۲۴ آیت عبرانیوں ۱۱ باب ۵ آیت)

خدا کے کلام کا جو حصہ حنوک لایا اُس کے معنے یہ ہیں کہ ہابل کی مانند جو راستباز شخص اپنے بھائیوں سے مارا جائیگا وہ مرا نہ رہیگا بلکہ وہ حنوک کی مانند انسان کی نظر سے غائب ہو کر خدا کے حضور میں بہ سلامتی پہنچیگا۔

(۳) اِس بات کی تیسری نظیر نوح ہے۔ خدا کے کلام کا جو حصہ نوح لایا وہ یہ ہے کہ جیسے اُس کے گھرانے کے کل لوگ اُس وقت جب طوفان آیا بچ گئے۔ سو جس وقت اِس زمانے کے خاتمہ پر ہیبتناک آفتیں مثل طوفان کے زمین پر آئینگی تو جتنے مسیح کے ہونگے وہ سب ہلاکت سے بچ جائینگے۔ (دیکھو متی ۲۴ باب ۳۷ سے ۴۲ آیت تک)

س خط کا مصنف اِن تین آیتوں میں مسیح کی نسبت کیا سکھاتا ہے؟

ج یہ کہ مسیح سارے نبیوں سے بہتر اور اعلےٰ درجہ کا ہے۔

س اس بات کی پہلی دلیل کیا ہے؟

ج یہ کہ جو کلام خدا نے اگلے زمانے کے نبیوں کی معرفت کیا وہ پورا کلام نہ تھا وہ نبی اس کلام کے مختلف حصّے لائے۔ جیسا کہ ہابل حنوک۔ نوح۔ موسیٰ۔ داؤد اور دوسرے نبی۔

س پہلی آیت میں لکھا ہے کہ اگلے زمانے میں خدا نے نبیوں کی معرفت باپ دادوں سے طرح بہ طرح کلام کیا۔ اس کے معنی کیا ہیں؟

ج اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے کبھی کبھی رویتوں کے وسیلے سے۔ کبھی

کبھی فرشتوں کے۔ کبھی کبھی خوابوں کے اور کبھی کبھی دوسرے نبی یا خادم
کے وسیلے سے عبرانی مسیحیوں کے باپ دادوں سے طرح بہ طرح کلام
کیا۔ ان کو رویتوں یا فرشتوں یا خوابوں کے وسیلے سے خدا کا کلام
حصّہ بہ حصّہ ملا۔ پر مسیح کو بغیر رویتوں یا فرشتوں یا خوابوں کے خدا کا
کلام ملا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ اُس کی قربت اور نزدیکی اِس
قدر تھی کہ وہ اِن وسیلوں کا محتاج نہ تھا اور اس سبب سے بھی وہ سب
نبیوں سے اعلیٰ درجہ کا ٹھیرتا ہے۔

س ۹ دوسری آیت میں لکھا ہے کہ اس زمانے کے آخر میں "خدا ہم سے کس
کی معرفت کلام کرتا ہے؟

ج اپنے بیٹے خداوند یسوع مسیح کی معرفت۔

س ۱۰ دوسری اور تیسری آیات میں خدا کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کی نسبت
کیا لکھا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خدا نے اُسے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا۔
(۲) دوسرے یہ کہ خدا نے اس کے وسیلے سے عالم بھی پیدا کئے۔
(۳) تیسرے یہ کہ وہ خدا کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہے۔
(۴) چوتھے یہ کہ وہ سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا
ہے۔
(۵) پانچویں یہ کہ وہ گناہوں کو دھو کر عالم بالا پر کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔

س ۱۱ کس وقت اور کس طرح سے خدا باپ نے مسیح کو ساری چیزوں کا وارث
ٹھہرایا؟

ج جب مسیح بپتسمہ کے وقت بنی آدم کے ساتھ شریک ہؤا تو دیکھو آسمان سے

آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں (دیکھو متی ۳ باب ۱۷ آیت)

پھر جب مسیح ایک روز دُعا مانگ رہا تھا تو ایسا ہُوا کہ اس کے چہرہ کی صورت بدل گئی اور اس کی پوشاک سفید بُرّاق ہو گئی اور دو نبی موسےٰ اور ایلیاہ اس سے باتیں کر رہے تھے تو دیکھو بادل نے آکر اُن پر سایہ کر لیا۔ اور بادل میں سے ایک آواز آئی کہ یہ میرا برگزیدہ بیٹا ہے اس کی سُنو (دیکھو لوقا ۹ باب ۲۹ سے ۳۵ آیت تک)

پھر یسوع نے اپنے شاگردوں سے یہ کہا کہ آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام پر بپتسمہ دو اور انہیں یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں (متی ۲۸ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت تک)

س ۱۳ دوسری آیت میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے مسیح کے وسیلے سے عالم پیدا کئے۔ اس کے معنی کیا ہیں؟

ج یہ کہ مسیح ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ ساری چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں (دیکھو یوحنا ۱ باب ۳ آیت)

پھر لکھا ہے کہ اس میں ساری چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھی ہوں یا اَن دیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات۔ ساری چیزیں اُسی کے وسیلے سے اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے اور اسی میں ساری چیزیں قائم رہتی ہیں۔ (کلسیوں ۱ باب ۱۶ و ۱۷ آیت)

س ۱۴ جن یونانی الفاظ کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے کہ خدا نے مسیح کے وسیلے سے عالم پیدا کئے۔ کیا اُس لفظ عالم کا کوئی دوسرا ترجمہ ہو سکتا ہے؟

ج ہاں کتنے مسیحی عالم لفظ عالم کے بدلے میں لفظ زمانہ بہتر ترجمہ سمجھتے ہیں اور وہ اس جگہ کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ خدا نے مسیح کے وسیلے سے زمانہ بہ زمانہ زمانوں کے آخر تک ٹھہرایا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا نے پیش بینی کر کے عالم کے پیدا ہونے سے پہلے ہر آنے والے زمانے کو زمانہ بہ زمانہ یوں تیار کیا کہ ایک ایک مسیح کے آنے کے واسطے تیاری کا وسیلہ بنے۔

س ۱۵ تیسری آیت میں لکھا ہے کہ خدا کا بیٹا اُس کے جلال کا پرتو ہے۔ اس کے معنی کیا ہیں؟

ج اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے جلال کی رونق مسیح سے ظاہر ہوئی۔ اگلے زمانے میں نبیوں کی معرفت اس جلال کی کچھ کچھ رونق چمک رہی تھی پر گویا اُس پر بادل گھرے ہوئے تھے جن میں سے کبھی کبھی کوئی کوئی کرن نکلتی تھی پر مسیح نے اُن بادلوں کو ہٹا کر خدا کی عجیب محبت کی رونق دکھائی۔ اس لئے مسیح خدا کے جلال کا پرتو کہلاتا ہے (مقابلہ کرو۔ یوحنا باب ۱-۱۸ آیت)

س ۱۶ تیسری آیت میں لکھا ہے کہ مسیح خدا کی ذات کا نقش ہے۔ اس کے معنی کیا ہیں؟

ج یہ کہ جیسے خدا کی ذات ہی میں پاکیزگی اور محبت ہیں ویسے مسیح کی ذات ہی میں یہ دو باتیں ہیں۔ نبیوں کے وسیلے سے خدا کی ذات کی خالص محبت و پاکیزگی پورے طور سے نہیں دکھائی گئی۔ وہ آپ ہی اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرتے تھے پر مسیح ذات۔ قول اور فعل میں گناہ سے بری تھا۔ اس لئے وہ پورے اور کامل طور سے خدا کی

ذات کا نقش کہلاتا ہے۔ (مقابلہ کرو یوحنا ۱ باب کی ۱۷ اور ۱۸ آیات سے)

س ۱۷ تیسری آیت میں لکھا ہے کہ مسیح سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ مسیح اپنی خوشی سے اور اپنی پاک مرضی کو انجام دینے کے لئے جو کچھ اس کو بہتر اور پسندیدہ ہو کام میں لاتا ہے اس کی خاص قدرت اس کے کلام کے ذریعے سے ظاہر ہوتی ہے کوئی کلام اس کے منہ سے بیکار یا بے فائدہ یا بے اثر نہیں نکلتا۔ لاکھوں کروڑوں پاک فرشتے اس کے حضور میں اس کے کلام کو پورا کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں (دیکھو زبور ۱۰۳ کی ۲۰ سے ۲۲ آیت تک۔ یشیاہ ۶ باب ۲ سے ۸ آیت تک یوحنا ۱۲ باب ۲۸ آیت)

جس وقت اس کے خادم آزمائے اور ستائے جاتے ہیں وہ اپنی قدرت کے کلام سے انہیں سنبھالتا ہے۔ (مقابلہ کرو۔ دوسرا کرنتھیوں ۱۲ باب ۷ سے ۱۰ آیت تک)

س ۱۸ جو کام نہ کل نبیوں سے نہ کل فرشتوں سے ہو سکتا ہے وہ کون سا کام ہے؟

ج دل کے اندر سے گناہوں کے داغوں کو دھو ڈالنا اور خدا کے حضور سے گناہ کو اٹھائے جانا کہ وہ پھر اس کی نظر میں نہ آئیں۔ (دیکھو یوحنا ۱ باب ۹ و ۲۹ آیت ۱ یوحنا ۱ باب ۷ آیت + ۲ باب ۱ و ۲ آیت و ۴ باب ۹ و ۱۰ آیت)

یہ کام نہ کل نبیوں سے نہ کل فرشتوں سے ہو سکتا ہے۔

س ۱۹ اس بات کے کہ مسیح نے گناہوں کو دھو ڈالا۔ کیا معنی ہیں؟

ج یہ کہ مسیح گنہگاروں کے بدلے میں اپنی جان قربانی کے طور پر گذران کر آسمان پر چڑھ گیا اور خدا باپ کی دہنی طرف جا بیٹھا۔

س ۲۰ مسیح کے خدا کی دہنی طرف جا بیٹھنے سے کونسی بات صاف ظاہر ہوئی؟
ج یہ کہ گناہ کے لئے جو قربانی اُس نے صلیب پر گذرانی وہ خدا کو مقبول اور پسندیدہ ہے نہیں تو خدا اس کو نہ زندہ کرتا نہ اپنی دہنی طرف بٹھاتا۔

س ۲۱ مسیح میں اور نبیوں میں سب سے بڑا فرق کیا ہے؟
ج یہ کہ وہ گناہوں کے کفارہ کے لئے کچھ نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ وہ آپ ہی گنہگار تھے۔ پر مسیح گناہ سے بری ہو کر اپنی جان دے سکتا ہے اور بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہو سکتا ہے۔

س ۲۲ مسیح کے خدا کی دہنی طرف جا بیٹھنے سے کیا مُراد ہے؟
ج یہ کہ مسیح اپنے آپ کو قربانی گذراننے سے خدا کے ایسا قریب پہنچا کہ وہ آپ ہی ہمارے گناہوں کا کفارہ نظر آتا ہے۔ علاوہ اس کے وہ اس کفارہ اور رحمت کے تخت پر بیٹھ کر ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکتا اور ہمیں اپنے قبضہ میں لا سکتا ہے۔

س ۲۳ ان ۳ آیات میں بنی آدم کی کونسی تین ضروریات کی طرف اشارہ ہے؟ اور مسیح کس طرح ان تین ضروریات کو پورا کرتا ہے؟
ج (۱) پہلے یہ کہ بنی آدم کے لئے خدا کی طرف سے ایسا نبی درکار ہے جو کہ صاف طور سے اس کا پورا کامل پیغام لا کر دیتا رہے۔ مسیح ایسا نبی ہے۔
(۲) دوسرے یہ کہ بنی آدم کے لئے خدا کی طرف سے گناہ کا ایسا کفارہ ظاہر کیا جائے اور ایسا کاہن بخشا جائے جس میں گناہ کا نام ونشان بھی نہ ہو اور جو کہ خدا کو مقبول اور پسندیدہ ہو۔ مسیح خدا کی طرف سے ایسا کاہن ہے۔
(۳) تیسرے یہ کہ بنی آدم کے لئے خدا کی طرف سے ایسا بادشاہ بخشا

جائے جو کہ نہ صرف خدا کی طرف سے حکم سنائے بلکہ وہ اُن حکموں کے ماننے کے لئے سُننے والوں کے دلوں میں خواہش (قوّت) پیدا کرے۔
مسیح خدا کی طرف سے ایسا بادشاہ بھی ہے۔

س ۲۴ مسیح کب خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا؟

ج لکھا ہے کہ اُس نے صلیب کا دُکھ سہنے کے بعد بہت سے ثبوتوں سے اپنے آپ کو اپنے رسولوں پر زندہ ظاہر کیا۔ وہ چالیس دن تک ان کو نظر آکر خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اُس نے اُن سے یہ کہا کہ جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوّت پاؤ گے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اُوپر اُٹھا لیا گیا اور بدلی نے اس کو ان کی نظروں سے چھپا لیا وہ اُس وقت سے اب تک خدا کی دہنی بیٹھا ہے (دیکھو لوقا ۲۴ باب ۵۰ سے ۵۳ آیت تک اعمال ۱ باب ۲ آیت اور ۸ سے ۱۱ آیت تک)

س ۲۵ ان تین آیتوں میں سات دلیلوں سے صاف ظاہر کیا جاتا ہے کہ مسیح نبیوں سے بہتر اور اعلےٰ درجہ کا ہے یہ دلیلیں سُناؤ؟

ج (۱) پہلی دلیل یہ ہے کہ بلا شک و شبہ نبیوں کی معرفت خدا نے پیغام بھیجا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ اُن کا پیغام حصّہ بہ حصّہ تھا۔ یعنی کسی نبی کی معرفت خدا کا پورا پیغام نہیں بھیجا گیا۔ مگر اُس کے بیٹے یسوع مسیح کی معرفت اس کا پورا پیغام بھیجا گیا۔ بلکہ وہ آپ ہی پورا پیغام تھا اور ابد تک رہیگا بھی۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ سب نبی خدا کے خادم تھے وہ خادم کہلاتے ہیں مگر مسیح بیٹا کہلاتا ہے کسی کے گھر میں جتنا فرق خادم اور اکلوتے بیٹے میں

ہوتا ہے اتنا فرق نبیوں اور مسیح میں ہے۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ سب نبی گنہگار اور خطاکار تھے مگر مسیح بے گناہ تھا۔ جیسا لکھا ہے کہ وہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تاہم بے گناہ رہا (دیکھو عبرانیوں ۴ باب ۱۵ آیت)

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ نبی اکثر رویتوں یا خوابوں یا فرشتوں کے وسیلے سے خدا کی طرف سے پیغام پاتے تھے مگر مسیح رویتوں یا خوابوں یا فرشتوں کے وسیلے سے پیغام نہیں پاتا تھا۔ (دیکھو متی ۱۱ باب ۲۷ آیت یوحنا ۱ باب ۱۸ آیت ۷ باب ۲۹ آیت ۸ باب ۱۹ آیت ۱۶ باب ۱۴ اور ۱۵ آیت ۱۷ باب ۸ اور ۱۴ آیت)

(۵) پانچویں دلیل یہ ہے کہ نبی یہ کہتے تھے کہ خدا یا خداوند یوں فرماتا ہے پر مسیح نے یہ فرمایا "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں" جیسا کہ یوحنا کے ۱ باب ۵۱ آیت ۳ باب ۳ آیت ۸ باب ۴ ۲ آیت متی ۵ باب ۲۲ و ۲۸ آیت ۳۲ و ۳۹ اور ۴۴ آیت میں پایا جاتا ہے۔

(۶) چھٹی دلیل یہ ہے کہ نبی صرف اپنی قوم کو پیغام سنانے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ مگر مسیح کا پیغام سب قوموں کے لئے ہے۔ جیسا لکھا ہے کہ اُس نے اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیا کہ "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ ...... اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں (دیکھو متی ۲۸ باب ۱۹ و ۲۰ آیت)

کیا کسی نبی نے اپنے شاگردوں کو کوئی ایسا حکم کبھی دیا یا کوئی ایسا وعدہ کبھی بخشا؟

(۷) ساتویں دلیل یہ ہے کہ کوئی نبی اپنی طرف سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ

"اے بیٹے تیرے گناہ معاف ہوئے"۔ پر یسوع نے اُن کا ایمان دیکھ کر مفلوج سے کہا بیٹا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ آسان کیا ہے۔ کہ اس مفلوج سے یہ کہنا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے یا یہ کہنا کہ اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر؟ لیکن اس لئے کہ تم جانو کہ ابن آدم کو زمین پہ گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار ہے (اس نے مفلوج سے کہا) میں تجھ سے کہتا ہوں۔ اُٹھ اپنی چارپائی اُٹھا کر اپنے گھر چلا جا۔ اور وہ اُٹھا اور فی الفور چارپائی اُٹھا کر ان سب کے سامنے باہر چلا گیا۔ چنانچہ سب حیران ہو گئے اور خدا کی بڑائی کر کے بولے ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا"

(مرقس ۲ باب ۹ سے ۱۲ آیت تک)

حاصل کلام

عبرانیوں ۱ باب ۱ سے ۳ آیت تک

مسیحی مُناد اور اُستاد کے فائدہ و مدد کے لئے ان تین آیات سے جو چند نتیجے اور نصیحتیں نکلتی ہیں یہ ہیں۔

۱۔ پہلے اس قول کے ثبوت میں کہ مسیح سب نبیوں سے بڑا اور بہتر اور اعلیٰ درجے کا ہے۔ جو سات دلیلیں ان تین آیات میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی دلیلیں ہیں۔ اس سے نتیجہ کیا ہے یہ کہ انجیل مقدس کے اس ایک ہی خط کی تین آیات میں اس قول کے ثبوت میں سات قوی دلیلیں پائی جاتی ہیں تو کیا چاروں انجیلوں اور مسیح کے رسولوں کے خطوط میں اور بہت سی دلیلیں نہیں پائی جا سکتیں؟

۲۔ دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ جو پاک نوشتے کہلاتے ہیں یعنی پرانا عہد نامہ اور نیا عہد نامہ دونوں کا بولنے والا خدا ہے۔ وہ چاہے نبیوں کی معرفت چاہے اپنے پیارے بیٹے کی معرفت ہو دونوں کے وسیلے سے کلام کرتا تھا۔ اس لئے یہ دونوں کتابیں الہامی ہیں اور بالکل یقین کے لائق ہیں اگر کوئی یہ سوال کرے کہ خدا کس طرح آدمیوں سے کلام کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا روح ہے اور وہ ہمارا آسمانی باپ بھی ہے۔ وہ آدمی کی روح کا باپ ہے۔ کیا آدمی کی روح دوسرے آدمی کی روح سے طرح طرح کے وسیلوں سے کلام نہیں کرتی؟ کبھی زبان کی معرفت کبھی دبی ہوئی آواز سے۔ کبھی گرجتی ہوئی آواز سے کبھی آنکھوں کے

آنسوؤں سے۔ کبھی ہاتھوں کے اشارے سے۔ کبھی کبھی آہیں کھینچنے سے اس کی روح دوسرے آدمی کی روح سے کلام کرتی ہے غرض جس حال میں فانی آدمی کی روح طرح طرح کے وسیلوں سے کسی دوسرے آدمی کی روح سے کلام کرتی ہے کیا قادر مطلق خدا جو ہمہ داں اور ہمہ جا حاضر و ناظر ہے جس طرح وہ مناسب و بہتر جانے ہماری روح سے کلام نہیں کرسکتا؟ ہاں کرسکتا ہے۔ بلکہ اُس نے اگلے زمانے میں کتنے آدمیوں کو چُن کر ان کی روحوں سے کسی نہ کسی طرح سے کلام کرکے پرانے عہد نامہ کی کتاب لکھوائی۔ اور اس زمانے میں اپنے پیارے بیٹے یسوع مسیح کی معرفت ہم سے کلام کیا ہے۔ پھر مسیح نے آسمان پر چڑھ کے اپنے چند رسولوں اور شاگردوں کو اپنی روح سے معمور کرکے ان کی معرفت نیا عہد نامہ کی کتاب لکھوائی۔ چونکہ خدا روح ہے ضرور ہے کہ وہ کلام کرے۔ وہ گونگی روح نہیں ہے۔ لہٰذا جو پہلی آیت میں لکھا ہے کہ خدا نے عبرانی مسیحیوں کے باپ دادوں سے کلام کیا وہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے اگر وہ خاموشی اختیار کرکے کلام نہ کرتا تو بیشک وہ حیرانی اور تعجب کی بات ہوتی۔ خدا نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور لکھا ہے کہ وہ اُس پہلے آدمی سے یعنی آدم سے کلام کرتا تھا اور جو کلام اُس نے پہلے آدمی سے کیا تھا اُس نے موسیٰ نبی کی معرفت لکھوایا اس میں کیا تعجب ہے؟ کیا بنی آدم اپنے بیٹوں سے باتیں اور کلام کرسکیں اور خدا جو بنی آدم کا باپ ہے وہ اس امر میں لاچار ہو؟ کیا جس جس طرح سے اور جس جس کی معرفت وہ چاہے کلام نہیں کرسکتا؟ ہم اس امر میں خدا کو لاچار اور بےکس نہیں سمجھتے ہیں۔ چاہے ناستک اور دہریہ اور بے ایمان اس کے خلاف بہت کچھ بکیں۔

۳۔ تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ موسیٰ کی توریت اور زبور اور انبیاء کی کتابوں کا اور انجیل

مقدس کا پڑھنا تب ہی فائدہ مند اور تاثیر بخش ہوگا جب پڑھنے والا اپنے دل میں یقین جانے کہ خدا اس کلام کے وسیلے سے مجھ ہی سے بول رہا ہے اور اگر اس بات کے بارے میں دل میں کچھ شک ہو تو کلام کے پڑھنے سے فائدہ کم ہوگا۔

اے پڑھنے والے جو کچھ اس کلام کے وسیلے سے خدا تجھ سے بول رہا ہے تو سن لے۔ (مقابلہ کرو۔ عبرانیوں ۳ باب ۷ آیت ۴ باب اور ۲ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ آیت ۵ باب ۱۱ سے ۱۴ آیت تک)

۴۔ چوتھا نتیجہ یہ ہے کہ خدا کے کل کلام میں چاہے پرانے عہد نامہ کے نبیوں کی کتابوں میں کلام لکھا ہو۔ چاہے چاروں انجیل یا رسولوں کے اعمال یا خطوط میں وہ کلام درج ہو سبھوں میں اتفاق اور یگانگی ہوگی۔ جس حال میں خدا بولنے والا ہے تو اس کے کلام میں چاہے کس وقت یا کس کس کی معرفت وہ بولے ان باتوں میں غلطی یا اختلاف نہیں ہو سکتا یگانگت و موافقت ضرور ہوگی۔ ہاں نبیوں کی کتابوں میں خدا کا پورا کلام نہ پایا جائیگا صرف حصہ بحصہ یعنی ایک کتاب میں کچھ حصہ اور دوسری کتاب میں کچھ اور حصہ مگر جب ہم ان کتابوں کے سب حصوں کو ملائینگے تو اُن میں پوری موافقت پائی جائیگی۔ جیسا کہ سلیمان کی ہیکل بنانے میں دُور دُور کے پتھروں کی کانوں میں سے پتھر کھودے گئے اور یروشلم شہر میں متفرق خادموں کے ہاتھوں سے لائے گئے تھے مگر جب وہ پتھر ہیکل کی نیو اور دیواروں میں ملائے گئے پتھر پہ پتھر کوئی نیو میں کوئی دیواروں میں کوئی اُونچی کوئی نیچی جگہ میں ہر ایک اپنی اپنی جگہ میں تو وہ سب ایک دوسرے سے ٹھیک مل گئے اور ان میں پوری پوری موافقت پائی گئی۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ کل ہیکل کا معمار ایک

ہی شخص تھا۔ اسی طرح سے گو کہ خدا کا کلام حصہ بحصہ لکھا گیا اور متفرق نبیوں کی معرفت لکھا گیا مگر نبیوں کے ان حصوں میں پوری موافقت پائی جاتی ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان سب کتابوں کے حصوں کا معمار یا بولنے والا ایک ہی شخص ہے بسوائے خدا کے کوئی دوسرا ان سب متفرق حصوں کو مختلف نبیوں سے لکھوا کر ان کو یوں جمع نہیں کر سکتا کہ وہ ایک دوسرے سے پوری موافقت رکھیں اس لئے پرانے اور نئے عہدنامے کی کل کتابیں مل کر کتاب مقدس کے لقب کے لائق ہیں۔

۵۔ پانچواں نتیجہ یہ ہے کہ ان تین آیات میں مسیح کو ایسے نام و خطاب دیئے گئے ہیں کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے سب نبیوں سے اعلیٰ درجہ کا ٹھہرتا ہے۔

(۱) پہلے وہ بیٹا کہلاتا ہے۔

(۲) دوسرے وہ ساری چیزوں کا وارث کہلاتا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ اُس کے وسیلے سے اور اس کے آنے کی تیاری کے لئے خدا نے عالم یا زمانہ بزمانہ لگاتار زمانوں کو پیدا کیا۔

(۴) چوتھے یہ کہ وہ خدا کے جلال کی رونق اور اُس کی ذات کا نقش ہے۔

(۵) پانچواں یہ کہ وہ اپنی قدرت کے کلام سے سب چیزوں کو سنبھالتا ہے۔

(۶) چھٹا یہ کہ وہ گناہوں کو دھو ڈالنے والا ہے۔

(۷) ساتواں یہ کہ وہ عالم بالا پر خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے۔

کیا کبھی سُننے میں آیا ہے کہ کسی نبی یا پیر یا پیغمبر کو ایسے ایسے عجیب و جلیل نام دیئے گئے ہیں؟ ہرگز نہیں کسی انسان کو یہ نام دینا بیشک کفر کی بات ہے تو بھی مسیح کے شاگردوں نے شروع ہی سے اُس کو یہ نام دئے۔ یہ بات یاد رہے کہ مسیح کے پہلے شاگرد بنی اسرائیل تھے۔ وہ موسیٰ کی شریعت کے دس

حکموں کے ماننے والے تھے۔ ان حکموں کا پہلا حکم یہ ہے کہ خداوند تیرا خدا جو تجھے زمین مصر سے اور غلاموں کے گھر سے نکال لایا میں ہوں میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو۔ اور ان حکموں کا تیسرا حکم یہ ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ مت لے۔ کیونکہ جو اس کا نام بے فائدہ لیتا ہے خداوند اُسے بے گناہ نہ ٹھہرائیگا۔ (دیکھو خروج ۲۰ باب ۲ و ۳ و ۷ آیت)

یہ غور طلب بات ہے کہ موسیٰ کی شریعت کے ان حکموں کے جو ماننے والے تھے وہ مسیح کی کل رفتار و گفتار سے واقف ہو کر اُسے یہ عجیب و جلیل نام دیتے تھے پھر مسیحی کلیسیا کے عالم و فاضل اُستاد اُس زمانے سے اب تک اس کو یہ نام دیتے رہے ہیں۔

کیا ہم ان کی گواہی قبول نہ کریں؟ اور جیسا انہوں نے مسیح کو ان ناموں کے لائق مان کر اس کی پرستش کی ہم بھی ان کے ساتھ مسیح کو یہ نام نہ دیں اور اس کی پرستش نہ کریں؟

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے؟

عبرانیوں ۱ باب ۱ سے ۳ آیت تک

س ۱ جب میں خدا کے پاک نوشتوں کی کتابوں کو پڑھتا یا سُنتا ہوں کیا مجھے یاد ہے کہ خدا خود ان نوشتوں کی معرفت مجھ ہی سے باتیں کرنی چاہتا ہے؟

س ۲ کیا میں سنجیدگی اور شکرگزاری کے ساتھ ان پاک نوشتوں کو پڑھتا یا سُنتا ہوں؟ اس لئے کہ اگلے زمانے کے نبیوں کا خدا ان دنوں میں اپنے پیارے بیٹے کے کلام سے اور روح القدس کی دی ہوئی آواز سے مجھ سے بھی کلام کرتا ہے۔

س ۳ کیا پاک نوشتوں کی باتیں پڑھ کر یا سُن کر مجھے یقین آتا ہے کہ جسے خدا نے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس سے اُس کی ذات کے جلال کی روشنی چمکتی ہے اُسی کے وسیلے سے میرے گناہ بھی خدا کے حضور سے اُٹھائے جاتے ہیں؟

س ۴ جس وقت میں خدا سے دعا کرنی چاہتا ہوں کیا مجھے یاد رہتا ہے کہ جس کے وسیلے سے میں اپنی دعائیں پیش کرتا ہوں وہ خدا کے حضور میں میری دعاؤں کو گناہ اور غلطیوں سے پاک کر کے انہیں اپنے نام میں پیش کرنے کو تیار ہے؟

دُعا

عبرانیوں ۱ باب ۱ سے ۳ آیت تک

اے ہمارے باپ تُو جو آسمان پر ہے تیرے نام کا شکر ہو کہ تو نے اگلے زمانے میں نبیوں کی معرفت باپ دادوں سے کلام کیا۔ تیرا ہزار ہا شکر ہو کہ تو نے اس آخری زمانے میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا ہے۔ کاش کہ وہ اس خط کی معرفت مجھ ہی سے کلام کر کے میرے دل کو کھولے یہاں تک کہ اس خط کے بھیدوں کے سمجھنے سے میرا دل جوش میں بھر جائے۔ اے خداوند یسوع اس خط کی تفسیر کو اپنے دُکھی جُھنڈ کی بھوک کے لئے خوراک بنا دے۔ تو اپنے جُھنڈ کی تسلی اور ترقی اور توانائی کے لئے اور اپنے نام کے جلال کے لئے یہ دُعا سُن لے۔ آمین۔

عبرانیوں پہلا باب چوتھی آیت سے چودھویں تک

(۴) اور فرشتوں سے اسی قدر بزرگ ہو گیا جس قدر اُس نے میراث میں اُن سے افضل نام پایا۔ (۵) کیونکہ فرشتوں میں سے اُس نے کب کسی سے کہا کہ تُو میرا بیٹا ہے۔ آج تُو مجھ سے پیدا ہُوا؟ اور پھر یہ کہ میں اُس کا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔ (۶) اور جب پہلوٹھے کو دُنیا میں پھر لاتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کریں۔ (۷) اور فرشتوں کی بابت یہ کہتا ہے کہ وہ اپنے فرشتوں کو ہوائیں اور اپنے خادموں کو آگ کے شعلے بناتا ہے۔ (۸) مگر بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد رہیگا۔ اور تیری بادشاہت کا عصا راستی کا عصا ہے (۹) تُو نے راستبازی سے محبّت اور بدکاری سے عداوت رکھی۔ اسی سبب سے خدا یعنی تیرے خدا نے خوشی کے تیل سے تیرے ساتھیوں کی بہ نسبت تجھے زیادہ مسح کیا۔ (۱۰) اور یہ کہ اے خداوند تُو نے ابتدا میں زمین کی نیو ڈالی اور آسمان تیرے ہاتھ کی کاریگری ہیں۔ (۱۱) وہ نیست ہو جائینگے مگر تُو باقی رہیگا اور وہ سب پوشاک کی مانند پُرانے ہو جائینگے (۱۲) تو اُنہیں چادر کی طرح لپیٹیگا اور وہ پوشاک کی طرح بدل جائینگے مگر تُو وہی ہے اور تیرے برس ختم نہ ہونگے۔ (۱۳) لیکن اُس نے فرشتوں میں سے کسی کے بارے میں کب کہا کہ تُو میری دہنی طرف بیٹھ۔ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ کردوں؟ (۱۴) کیا وہ سب خدمتگزار رُوحیں نہیں جو نجات کی میراث پانے والوں کی خاطر خدمت کو بھیجی جاتی ہیں؟ (عبرانیوں ۱ باب ۴ سے ۱۴ آیت)

مسیح فرشتوں سے افضل اور اعلیٰ درجہ کا ہے

س ۱ ان آیات میں مسیح کا مقابلہ کن سے کیا جاتا ہے؟

ج پاک فرشتوں سے۔

س ۲ مسیح کس قدر فرشتوں سے بزرگ ہوگیا؟

ج جس قدر اُس نے میراث میں اُن سے افضل خطاب پایا۔

س ۳ اس کے معنی کیا ہیں کہ مسیح فرشتوں سے بزرگ ہوگیا؟ (دیکھو ۴ آیت)

ج اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت سے مسیح آدمی کے جسم کو اختیار کرکے آدمی بن گیا تو اُس کا درجہ اس کی آدمیت کے ۳۳ برس کے دنوں تک فرشتوں سے کچھ کم رہا۔ مگر جب سے وہ اپنی موت سے گناہوں کو دھوکر عالمِ بالا پر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ تب ہی سے وہ پھر فرشتوں سے اُس قدر بزرگ تر ٹھہرا جس قدر اُس نے میراث میں اُن سے افضل خطاب پایا اس کا افضل خطاب یسوع ہے۔ اُس نے انسانی شکل میں ظاہر ہوکر اپنے آپ کو پست کردیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی اسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔ تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنہ ٹیکے خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے (فلپیوں ۲ باب ۸ سے ۱۱ آیت تک)

س ۴ اس کے معنے کیا ہیں کہ مسیح نے میراث میں فرشتوں سے افضل خطاب پایا؟

(دیکھو ۴ آیت)

ج یہ کہ کسی شخص کے خطاب سے اس کی ذات یا طبیعت یا خاصیت یا خدمت مراد ہے۔ مسیح کی ذات دراصل اور درحقیقت الٰہی ہے۔ لہٰذا وہ خدا کا بیٹا اصل سے اور ازل سے کہلانے کے لائق تھا جب اُس نے آدمی کی صورت اور پست حالی اختیار کر کے فرشتوں کے درجے سے کم درجہ لے لیا۔ تب وہ صرف ۳۳ برس کے عرصہ تک اس کم قدری کی حالت میں رہا۔ پھر جس مقصد سے وہ فرشتوں سے کم قدر ہو گیا تھا یعنی گناہوں کا دھونا۔ لہٰذا اُس نے اُس مقصد کو پورا کیا۔ یہاں تک کہ اُس نے مرتے وقت صلیب پر یہ کہا۔ "پورا ہوا"۔ تو اُس الٰہی جلال اور قدرت کو جسے اُس نے اپنے جسم کے دنوں میں ظاہر نہیں کیا تھا۔ اُس نے اپنے جی اُٹھنے کے بعد اور عالم بالا پر چڑھ جانے کے وقت اس اصلی اور ازلی جلال اور قدرت کو پھر لیا اور خدا کی دہنی طرف پھر بیٹھا۔ جو اعلیٰ درجے کا جلال ۳۳ برس تک آدمی کی صورت میں چھپ گیا اور عمل میں نہیں آیا تھا پھر عالم بالا پر چڑھ کر مسیح نے اعلیٰ درجے کے جلال کو لے لیا۔ یہ درجہ فی ذاتہٖ اس کی ذاتی میراث کا حق تھا جسے وہ اپنی خوشی سے ۳۳ برس تک کام میں نہیں لایا تھا سو آسمان پر چڑھتے وقت اُس نے اپنے اُس اصلی و ازلی ذاتی درجے کو لے لیا۔

س پانچویں آیت سے چودھویں آیت تک یہ قول ہے کہ مسیح نے فرشتوں سے افضل خطاب پایا کن دلیلوں سے یہ قول ثبوت تک پہنچتا ہے؟

ج اس بات کی دلیلیں نبیوں کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

(۱) پہلی دلیل یہ ہے کہ خدا نے نبیوں کی کتابوں میں کسی فرشتے سے یہ کبھی نہیں کہا کہ تُو میرا بیٹا ہے اور نہ کسی فرشتے کو بیٹا کہا۔ بے شمار فرشتے تو

ہیں اور ان میں سے کئی ایک کے نام بھی ہم کو معلوم ہیں۔ جیسے جبرائیل میکائیل۔ سرافین وکروبین وغیرہ۔ اگر ان میں سے کسی کو یہ نام بیٹا بخشا جاتا تو کیا نبیوں کی کسی کتاب میں یہ لکھا نہ ہوتا؟ اس امر میں پاک نوشتوں کی خاموشی سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ ان میں سے کوئی اس خطاب کے لائق نہ ٹھہرا (دیکھو عبرانیوں ۱ باب ۵ آیت زبور ۲ کی ۷ آیت اور ۲ سموئیل ۷ باب ۱۴ آیت)

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ جب مسیح دُنیا میں ظاہر ہؤا تو فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ سب فرشتے اس کو سجدہ کریں اس سے سب فرشتوں کے درجہ سے مسیح کا درجہ اعلیٰ ٹھہرتا ہے۔ (دیکھو عبرانیوں ۱ باب ۶ آیت لوقا ۲ باب ۸ سے ۱۴ آیت استثنا ۳۲ باب ۴۳ آیت)

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ خدا اپنے فرشتوں کو ہوائیں یا روحیں یا آگ کے شعلے بناتا ہے (زبور ۱۰۴ کی ۴ آیت) مگر بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد رہیگا" (دیکھو عبرانیوں ۱ باب ۸ آیت مقابلہ کرو زبور ۱۰۲ کی ۲۵ سے ۲۷ آیت)

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ مسیح مخلوقوں میں شامل نہیں کیا جاتا۔ آسمان وزمین اور جتنی مخلوقات ہوں وہ نیست ہو جائینگے یا پوشاک کی مانند پرانے ہو جائینگے یہاں تک کہ خدا انہیں چادر کی طرح لپیٹیگا۔ مگر مسیح سدا رہیگا اور اس کے برس کبھی ختم نہ ہونگے (دیکھو ۱۰ سے ۱۲ آیت تک)

(۵) پانچویں دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرشتوں میں سے کسی سے کبھی نہیں کہا کہ تو میری دہنی طرف بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ کردوں (دیکھو عبرانیوں ۱ باب ۱۳ آیت زبور ۱۱۰ کی ۱ آیت)

(۴) چھٹی دلیل یہ ہے کہ پاک فرشتے حاکم نہیں کہلاتے۔ بلکہ وہ سب خدمتگزار روحیں ہیں جو نجات کا ورثہ پانے والوں کی خدمت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ (دیکھو ۱۴ آیت)

س ۶ پانچویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ فرشتوں میں سے خدا نے کب کسی سے کہا کہ "آج تو مجھ سے پیدا ہوا" ؟ خدا نے کب اور کس سے یہ کہا ؟

ج خدا نے مسیح سے تقریب ہزار برس پہلے زبور کی کتاب میں نبی کی معرفت یہ پیش خبری لکھوائی کہ مسیح کوہ مقدس صیہون میں بادشاہ بٹھایا جائیگا اور کہ وہ خدا کا بیٹا کہلائیگا (دیکھو زبور ۲ کی ۶ سے ۸ آیت) اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح نے صیہون کے بادشاہ اور خدا کا بیٹا دونوں کا خطاب پایا۔

س ۷ کیا پیشگوئی پوری ہو گئی یا پوری ہوتی جاتی ہے ؟

ج کچھ پوری ہو گئی اور کچھ پوری ہوتی جاتی ہے اور جو کچھ باقی ہے وہ مسیح کی دوسری آمد پہ پوری ہو جائیگی۔

س ۸ کوہ مقدس صیہون سے کیا مراد ہے ؟

ج یروشلم شہر کا وہ کوہ ہے جس پر داؤد بادشاہ کا محل بنا تھا اس لئے وہ کوہ مقدس کہلایا گیا۔

س ۹ جب مسیح اپنے شاگردوں سمیت شہر یروشلم میں داخل ہوا اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے بارے میں کیا لکھا ہے ؟

ج یہ لکھا ہے کہ جب وہ یروشلم کے نزدیک پہنچے اور زیتون کے پہاڑ پر بیت فگا کے پاس آئے تو بھیڑ میں سے اکثر لوگوں نے اپنے کپڑے راستے میں بچھائے اور اوروں نے درختوں سے ڈالیاں کاٹ کر راہ میں پھیلائیں۔ اور بھیڑ جو یسوع کے آگے آگے جاتی اور پیچھے پیچھے چلی آتی تھی پکار پکار

کر کہتی تھی کہ ابن داؤد کو ہوشعنا مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔ عالم بالا پر ہوشعنا۔ اور جب وہ یروشلم میں داخل ہوا تو سارے شہر میں ہل چل مچ گئی اور لوگ کہنے لگے یہ کون ہے؟ بھیڑ کے لوگوں نے کہا " یہ گلیل کے ناصرت کا نبی یسوع ہے " (دیکھو متی ۲۱ باب ۱ سے ۱۱ آیت)

س ۱۰ پانچویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ " میں اُس کا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا " اس کے بارے میں دوسرا سموئیل ۷ باب ۱ سے ۲۹ آیت تک میں کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ خدا نے داؤد بادشاہ سے یہ عہد باندھا کہ تیرے بعد تیری نسل کو جو تیرے صلب سے ہوگی برپا کرونگا اور اس کی سلطنت کو قائم کرونگا۔ میں اس کی سلطنت کا تخت ابد تک قائم رکھونگا اور اُس کا باپ ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔ (۲ سموئیل ۷ باب ۱۲ سے ۱۷ آیت)

خداوند یسوع مسیح کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ جسم کے اعتبار سے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہوا لیکن پاکیزگی کی روح کے اعتبار سے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرایا گیا (دیکھو رومیوں ۱ باب ۱ سے ۴ آیت)

س ۱۱ جو عہد داؤد سے باندھا گیا کہ اس کی نسل سے ایک بادشاہ پیدا ہوگا جو خدا کا بیٹا کہلائیگا اُس کے پورا ہونے کی شرط کیا تھی؟

ج یہ عہد اور یہ وعدہ اس شرط پر باندھا گیا تھا کہ داؤد بادشاہ کی نسل سے جو بادشاہ پیدا ہوں وہ خطا نہ کریں بلکہ خدا کی فرمانبرداری کریں۔ جب تک کہ یسوع نہ آیا داؤد کی نسل سے کوئی بادشاہ جو خطا سے بری تھا نہ نکلا۔ لہٰذا ان کا تخت قائم نہ رہا۔ جب یسوع مسیح داؤد کی نسل سے پیدا

ہؤا اور بے خطا اور خدا کا فرمانبردار رہا تو بنی اسرائیل نے اس کو نہیں پہچانا بلکہ کانٹوں کا تاج ٹھٹھے کی راہ سے اس کے سر پر رکھا اور طعن سے یہ کہا واہ واہ یہ بادشاہ ہے اور اس کو جان سے مروا ڈالا۔ مگر خدا نے اسے زندہ کر کے بادشاہوں کا بادشاہ ٹھہرایا۔ وہ دن آنے والا ہے کہ مسیح بادلوں پر آئیگا اور جنہوں نے اس پر کانٹوں کا تاج رکھا تھا چھاتی پیٹینگے اب یسوع نہ صرف داؤد کے گھرانے پر بادشاہت کریگا بلکہ دنیا کے کل بادشاہوں پر بادشاہ ٹھہرایا جائیگا اور اس کی بادشاہت جاتی نہ رہیگی۔

س ۱۲ چھٹی آیت میں لکھا ہے کہ جب پہلوٹھے کو دنیا میں پھر لاتا ہے"۔ اس جگہ پہلوٹھے سے کیا مراد ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ مسیح ساری خلقت سے پہلے ہے۔ وہ مخلوقوں میں شامل نہیں ہے۔

(۲) دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ "مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں اُن میں پہلا پھل ہؤا۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ پہلا پھل مسیح پھر مسیح کے آنے پر اُس کے لوگ"۔ (دیکھو اکرنتی ۱۵ باب ۲۰ سے ۲۳ آیت)

س ۱۳ آٹھویں آیت میں بیٹے کی بابت خدا کیا کہتا ہے؟

ج "اے خدا تیرا تخت ابد الآباد رہیگا اور تیری بادشاہت کا عصا راستی کا عصا ہے"۔

س ۱۴ یہ کہاں لکھا ہے اور کس کی بابت لکھا ہے؟

ج یہ ۴۵ زبور کی ۶ و ۷ آیت میں مسیح کی بابت لکھا ہے۔

س ۱۵ اِن دو آیتوں میں بیٹے کی بابت جو لکھا ہے بتاؤ۔

ج "تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔ اس سبب سے خداوند تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا (دیکھو زبور ۴۵ کی ۶ و ۷ آیت)

س [16] اسی ۴۵ زبور میں بیٹے کی بابت جو چار پیشین گوئیاں لکھی ہوئی ہیں کیا ہیں؟

ج (۱) پہلی پیشینگوئی یہ ہے کہ جس بادشاہ کا ذکر اس زبور کی پہلی آیت میں ہے تو دوسری آیت میں اس کی بابت یہ لکھا ہے کہ "تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے ہونٹوں میں نعمت بٹایا گیا ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا" (دیکھو زبور ۴۵ کی ۲ آیت)

(۲) چھٹی آیت میں اس بادشاہ کی بابت دوسری پیشینگوئی یہ ہے کہ "تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے"۔

(۳) ساتویں آیت میں اس بادشاہ کی بابت تیسری پیشینگوئی یہ ہے کہ "تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے اس سبب سے خداوند تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا"۔

(۴) اسی زبور کی آخری آیت میں اس بادشاہ کی بابت چوتھی پیشینگوئی یہ ہے کہ "میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤنگا! پس سارے لوگ ابدالآباد تیری ستائش کرینگے"۔ (دیکھو ۴۵ زبور کی ۱۷ آیت)

س [17] آٹھویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ "اے خدا تیرا تخت ابدالآباد رہیگا" کس کے تخت کی بابت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ تخت ابدالآباد رہیگا؟

ج خدا کے تخت کی بابت۔

س ۱۸ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج یہ کہ جس حال میں مسیح کا تخت ابدالآباد رہیگا اور جس حال کہ سوائے خدا کے کسی اَور کا تخت ایسا نہ رہیگا پس مسیح کا تخت اور خدا کا تخت ایک ہی ہے۔

س ۱۹ ویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ خدا "یعنی تیرے خدا نے خوشی کے تیل سے تیرے ساتھیوں کی بہ نسبت تجھے زیادہ مسح کیا" تو اس مقام میں "تیرے ساتھیوں" سے کون مُراد ہیں؟

ج یہ کہ جو مسیح کے نام وخطاب یعنی نبی اور بادشاہ ہیں تو اس لحاظ سے وہ پُرانے عہدنامے کے نبیوں اور بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے مگر ۴۵ زبور میں صاف لکھا ہے کہ اُن سب نبیوں اور بادشاہوں میں سے خدا ایک ہی کو خوشی کے تیل سے مسح کریگا۔

س ۲۰ مسیح کی اس پیشینگوئی میں کہ خدا خوشی کے تیل سے اُسے مسح کریگا "خوشی کے تیل" سے کیا مراد ہے؟

ج اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔

(۱) پہلے یہ کہ سب نبیوں اور بادشاہوں کی نسبت خدا مسیح کے ساتھ زیادہ خوش تھا۔ ہاں اُسی میں اس کی خوشی پوری ہوئی اور اس لحاظ سے جس تیل سے وہ مسح کیا گیا تھا وہ خوشی کا تیل کہلاتا ہے۔

(۲) اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جس وقت مسیح نے نبی اور بادشاہ ہونے کے لئے پُرانے عہدنامے کے آخری نبی یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ہاتھ سے پانی کا بپتسمہ پایا تو اسی وقت روح القدس اُس پر اُترا اور یوحنا نے اُن سب کے سامنے یہ گواہی دی کہ "میں نے روح کو کبوتر کی

طرح آسمان سے اُترتے دیکھا اور وہ اُس پر ٹھہر گیا اور میں تو اُسے پہچانتا
نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ سے کہا کہ
جس پر تو روح کو اُترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ
دینے والا ہے چنانچہ میں نے دیکھا اور گواہی دی ہے کہ یہ خدا کا بیٹا ہے
(یوحنا ۱ باب ۳۲ سے ۳۴ آیت مقابلہ کرو متی ۳ باب ۱۷ آیت و مرقس ۱
باب ۱۱ آیت)

س ۲۱ مسیح اس نویں آیت میں خدا کہلاتا ہے جن اور جگہوں میں وہ خدا کہلاتا
ہے بتاؤ۔

ج (۱) پہلے یہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام عمانوایل
رکھینگے" (متی ۱ باب ۲۳ آیت)

(۲) دوسرے یہ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام
خدا تھا اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہوکر ہمارے
درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے
کا جلال۔ خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں
ہے اسی نے ظاہر کیا۔" (یوحنا ۱ باب ۱ و ۱۴ و ۱۸ آیت)

(۳) تیسرے یہ توما نے جواب میں اس سے کہا۔ اے میرے خداوند
اے میرے خدا یسوع نے اس سے کہا تو تو مجھے دیکھ کر ایمان لایا مبارک
وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے ہیں" (یوحنا ۲۰ باب ۲۸ و ۲۹ آیت)

(۴) چوتھے "پس اپنی اور اس سارے گلّے کی خبرداری کرو جس کا
روح نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا تاکہ خدا کی کلیسیا کی گلّہ بانی کرو۔ جسے
اُس نے خاص اپنے خون سے مول لیا۔" (اعمال ۲۰ باب ۲۸ آیت)

(۵) پانچویں :۔ اور قوم کے بزرگ انہیں کے ہیں اور جسم کی رُو سے مسیح بھی انہیں میں سے ہُوا جو سب کے اُوپر اور ابد تک خدائے محمود ہے" (رومیوں ۹ باب ۵ آیت)

(۶) چھٹی جو نوکر مسیح کے پیرو ہیں ان کو نصیحت کر کہ "چوری چالاکی نہ کریں بلکہ ہر طرح کی دیانتداری اچھی طرح ظاہر کریں۔ تاکہ ان سے ہر بات میں ہمارے منجی خدا کی تعلیم کو رونق ہو" (طیطس ۲ باب ۱۰ آیت)

(۷) ساتویں :۔ "اس میں کلام نہیں کہ دینداری کا بھید بڑا ہے یعنی وہ جو جسم میں ظاہر ہُوا اور روح میں راستباز ٹھہرا اور فرشتوں کو دکھائی دیا اور غیر قوموں میں اس کی منادی ہوئی اور دنیا میں اس پر ایمان لائے اور جلال میں اُوپر اُٹھایا گیا" (۱۔ تمطاؤس ۳ باب ۱۶ آیت)

(۸) آٹھویں :۔ "خداوند خدا اور یسوع مسیح کی طرف سے جو سچا گواہ اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا اور دنیا کے بادشاہوں پر حاکم ہے تمہیں فضل اور اطمینان حاصل ہوتا رہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور جس نے اپنے خون کے وسیلے سے ہم کو گناہوں سے خلاصی بخشی اور ہم کو ایک بادشاہت بھی اور اپنے خدا اور باپ کے لئے کاہن بھی بنا دیا اس کا جلال اور سلطنت ابدالآباد رہے آمین۔ دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھیگی اور جنہوں نے اُسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھینگے اور زمین پر کے سارے قبیلے اس کے سبب سے چھاتی پیٹینگے۔ بیشک آمین۔ خداوند خدا جو ہے اور جو تھا اور جو آنے والا ہے یعنی قادر مطلق فرماتا ہے کہ میں الفا اور اومیگا ہوں" (مکاشفہ ۱ باب ۵ سے ۸ آیت)

س ۲۲ آیات ۱۰ اور ۱۱ اور ۱۲ پُرانے عہد نامے کی کس کتاب سے لی گئی ہیں؟

ج (دیکھو زبور ۱۰۲ کی ۲۳ سے ۲۷ آیت تک)

س۲۳ زبور ۱۰۲ کی ۲۳ سے ۲۷ آیت تک سناؤ۔

ج "اُس نے راہ میں میرا زور گھٹا دیا۔ میری عمر کو کوتاہ کیا۔ مَیں نے کہا اے میرے خدا میری آدھی عمر میں مجھ کو نہ اُٹھا لے۔ تیرے برس پشت در پشت ہیں۔ تُو نے قدیم سے زمین کی بنا ڈالی۔ آسمان بھی تیرے ہاتھ کی صنعتیں ہیں۔ وہ نیست ہو جائینگے، پر تُو باقی رہیگا ہاں وہ سب پوشاک کی مانند پرانے ہو جائینگے تُو انہیں لباس کی مانند بدلیگا اور وہ مبدّل ہونگے پر تُو وہ ہی ہے اور تیرے برسوں کی انتہا نہ ہوگی" (دیکھو زبور ۱۰۲ کی ۲۳ سے ۲۷ آیت تک)

س۲۴ اس زبور کی ان آیتوں میں کس کس میں گفتگو ہے؟

ج خدا باپ اور خدا بیٹے میں۔

س۲۵ بیٹے نے کیا کہا؟

ج یہ کہ "اُس نے راہ میں میرا زور گھٹا دیا۔ میری عمر کو کوتاہ کیا میں نے کہا اے میرے خدا میری آدھی عمر میں مجھ کو نہ اُٹھا لے"۔

س۲۶ خدا باپ نے اس التماس کا کیا جواب دیا؟

ج یہ کہ "تیرے برس پشت در پشت ہیں تو نے قدیم سے زمین کی بنا ڈالی آسمان بھی تیرے ہاتھ کی صنعتیں ہیں وہ نیست ہو جائینگے پر تُو باقی رہیگا۔ ہاں وہ سب پوشاک کی مانند پرانے ہو جائینگے تُو انہیں لباس کی مانند بدلیگا اور وہ مبدّل ہونگے۔ پر تُو وہ ہی ہے اور تیرے برسوں کی انتہا نہ ہوگی" (زبور ۱۰۲ کی ۲۵ سے ۲۷ آیت)

س۲۷ یہ ۱۰۲ زبور عالموں کے فیصلے سے کن زبوروں میں شامل کیا جاتا ہے؟

ج اُن زبوروں میں جو آنے والے مسیح کی حالت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور خاص کر جن میں آنے والے مسیح کی دعا اور دُکھ کی پیشینگوئیاں پائی جاتی ہیں۔

س ۲۸ جو پیشینگوئیاں اس ۱۰۲ زبور میں مسیح کے حق میں لکھی ہوئی ہیں اور اس خط میں ان پیشینگوئیوں کے اقتباس کرنے یا لکھنے سے کیا کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلا نتیجہ یہ ہے کہ ان پیشینگوئیوں کے پڑھنے سے اور ان پر غور کرنے سے مسیح نے خود ہی کس قدر تسلی پائی ہو گی کہ جو دُکھ وہ اُٹھا رہا تھا وہ اُس پر اتفاق سے نہیں آپڑے بلکہ ان کی پیشینگوئیاں نبیوں کی معرفت لکھی گئی تھیں بلکہ اُس کی تسلی کے لئے لکھی گئی تھیں۔

(۲) دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ ان پیشینگوئیوں میں سے جو کہ مسیح کے دکھ کی بابت ہیں چند باتیں پوری ہو گئیں کیا باقی پیشینگوئیاں پوری نہ ہو جائینگی؟ ہاں بلاشک وشبہ پوری ہو جائینگی۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح مخلوقوں میں شامل نہ کیا جائے جس نے ابتدا میں زمین کی نیو ڈالی اور آسمان اس کے ہاتھ کی کاریگری ہے کیا وہ خلقت اور فرشتوں اور ساری مخلوقات سے پہلے نہ تھا؟ کیا خلقت سے پہلے اس کا خالق نہیں ہوتا؟ خداوند کے ہاتھ کی ساری کاریگری پوشاک کی مانند پُرانی ہو گی مگر مسیح رہیگا اور اس کے برس ختم نہ ہونگے۔

س ۲۹ زبور ۱۱۰ میں مسیح کی بابت کیا لکھا ہے؟

ج "خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا تُو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی بناؤں" (دیکھو ۱۱۰ زبور کی ۱ آیت)

س ۳۰ کیا کسی فرشتے کے بارے میں یہ کبھی کہا گیا ہے؟

ج اس خط کے پہلے باب کی ۱۳ آیت میں اس سوال کا صاف جواب یہ ہے کہ نبیوں

کے پاک نوشتوں میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ خدا نے کسی فرشتے سے یہ باتیں کہیں۔ اگر کوئی فرشتہ اس درجے کے لائق ہوتا کہ وہ خدا کے تخت کی دہنی طرف بیٹھے تو کیا خدا اس فرشتے سے کسی نہ کسی وقت یہ نہ کہتا؟

س ۳۱ ثابت کرو کہ زبور ۱۱۰ کی پیشینگوئیاں مسیح کے بارے میں ہیں؟

ج (۱) پہلا ثبوت یہ ہے کہ مسیح نے خود اس زبور کی پہلی آیت اقتباس کرکے اپنی ذات سے منسوب کیا (دیکھو متی ۲۲ باب ۴۱ سے ۴۵ آیت مرقس ۱۲ باب ۳۵ سے ۳۷ آیت)

س ۳۲ ۸ آیت سے ۱۲ آیت تک جو باتیں مسیح کے تخت کی بابت لکھی ہوئی ہیں سو بتاؤ۔

ج (۱) پہلے یہ کہ مسیح کا تخت اور خدا کا تخت ایک ہی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ مسیح کا تخت ابدالآباد رہیگا (۸ سے ۱۰ آیت تک)

(۳) تیسرے یہ کہ اس کے تخت کا عصا راستی کا عصا ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ مسیح خدا کے تخت کی دہنی طرف بیٹھا رہیگا جب تک کہ خدا اُس کے دشمنوں کو اس کے پاؤں تلے کی چوکی نہ کر دے۔

س ۳۳ لکھا ہے کہ مسیح کی بادشاہت کا عصا راستی کا عصا ہے راستی کے عصا سے کیا مُراد ہے؟

ج یہ کہ وہ راست بازی سے محبّت رکھتا ہے اور بدکاری سے عداوت رکھتا ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ کن وسیلوں سے اپنی کلیسیا کی ترقی کریگا اور اپنی بادشاہت پھیلائیگا اور قائم کریگا۔ لہٰذا وہ سب وسیلے راست و پاک ہوں۔

س ۳۴ چودھویں آیت میں فرشتوں کی بابت کیا لکھا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ روحیں ہیں جیسا لکھا ہے "اور فرشتوں کی بابت یوں کہتا ہے کہ وہ اپنے فرشتوں کو ہوائیں (دیکھو عبرانیوں ۱ باب ۷ آیت کا پہلا فقرہ)

مقابلہ کرو زبور ۱۰۴ کی ۳ و ۴ آیت) اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ بغیر جسمانی بدن کے مثل ہوا کے چلتے پھرتے ہیں۔ وہ ہوا کی مانند اَن دیکھے ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ وہ خدمت گذار روحیں ہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ وہ سب کے سب خادم ہیں ان میں سے ایک بھی حاکم نہیں ٹھہرتا بلکہ سب کے سب محکوم ہیں۔ ہاں سب کے سب خدمت گذار ہیں۔

(۴) چوتھے یہ کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں نہ کہ اپنی مرضی سے چلتے پھرتے ہیں۔

(۵) پانچویں یہ کہ وہ نجات کی میراث پانے والوں کی خاطر خدمت کو بھیجے جاتے ہیں۔

س ۲۵ اس بات کی نظیریں دو کہ فرشتے نجات پانے والوں کی خدمت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔

ج بہت سی ایسی نظیریں پاک نوشتوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ پڑھو۔ متی ۱۸ باب ۱۰ آیت۔ لوقا ۱۵ باب ۱۰ آیت + ۱۶ باب ۲۲ آیت + یوحنا ۲۰ باب ۱۲ آیت۔ متی ۲۸ باب ۱ سے ۷ آیت۔ اعمال ۵ باب ۱۹ آیت۔ ۱۲ باب ۷ سے ۱۰ آیت + ۲۷ باب ۲۳ آیت۔ ۱ تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۶ آیت ۲ تھسلنیکیوں ۱ باب ۷ آیت عبرانیوں ۱۲ باب ۲۲ آیت زبور ۳۴ کی ۷ آیت + ۹۱ کی ۱۱ آیت۔ یہودا ۱۵ باب ۱۴ آیت اسلاطین ۱۹ باب ۱ سے ۸ آیت۔

س ۲۶ فرشتوں کے رہنے کی جگہ کہاں ہے؟

ج خدا کے تخت کے سامنے (دیکھو یشعیاہ ۶ باب ۱ سے ۸ آیت مکاشفہ ۷ باب ۱۱ آیت)

س ۲۷ خدا کے حضور میں وہ کیا کرتے ہیں؟

ج وہ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کے حکموں کو ماننے اور عمل میں لانے کو آمادہ اور تیار رہتے ہیں۔

"خداوند نے آسمان پر اپنا تخت قائم کیا اور اس کی بادشاہت سب پر مسلط ہے۔ خداوند کو مبارک کہو۔ اے اس کے فرشتو تم جو زور میں سبقت لے جاتے ہو اور اس کے حکموں پر عمل کرتے ہو اور اس کے کلام کی آواز کو سنتے ہو۔ خداوند کو مبارک کہو اے سب اس کے لشکرو۔ اے اس کے خدمت کرنے والو تم جو اس کی مرضی پر چلتے ہو" (دیکھو زبور ۱۰۳ کل ۱۹ سے ۲۱ آیت) "فرشتہ نے جواب میں اس سے کہا میں جبرائیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھ سے کلام کروں اور تجھے ان باتوں کی خوشخبری دوں" (دیکھو لوقا ۱ باب ۱۹ آیت مقابلہ کرو لوقا ۱ باب ۲ سے ۲۸ آیت + ۲ باب ۱۳ اور ۱۴ آیت + پیدائش ۲۲ باب ۱۱ و ۱۲ آیت + ۲ سلاطین ۲ باب ۷ آیت + ۱ سلاطین ۲۲ باب ۱۹ آیت - ۲ تواریخ ۱۸ باب ۱۸ آیت + دانیل ۷ باب ۱۰ آیت + ۳ باب ۲۸ آیت + ۶ باب ۲۲ آیت + ۹ باب ۲۰ سے ۲۲ آیت تک)

س ۴۸ فرشتوں کی خدمت نجات کی میراث پانے والوں کے لئے کب تک بنی رہیگی؟

ج ان کی خدمت نجات کی میراث پانے والوں کے بچپن ہی سے شروع ہو جاتی ہے اور ان کی موت کے وقت تک بنی رہتی ہے بلکہ شاید موت کے بعد بھی وہ ان کی خدمت کرینگے۔ جیسا کہ مسیح نے فرمایا کہ "ان چھوٹوں میں سے کسی کو ناچیز نہ جاننا کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ آسمان پر ان کے فرشتے میرے آسمانی باپ کا منہ ہر وقت دیکھتے ہیں" (متی ۱۸ باب ۱۰ آیت مقابلہ کرو اعمال ۱۲ باب ۱۵ آیت لوقا ۱۵ باب ۱۰ آیت + ۱۲ باب ۸ آیت + ۱۶ باب

۲۳ آیت۔ مکاشفہ ۳ باب ۵ آیت زبور ۳۴ کی ۷ آیت ۹۱ کی ۱۱ آیت)

س ۳۹ پاک نوشتوں میں فرشتوں کے شمار کی بابت کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ وہ بے شمار ہیں جیسا کہ مسیح نے پطرس سے کہا جب پطرس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور مسیح کو سردار کاہن کے نوکروں کے ہاتھ سے بچانے کے لئے ایک نوکر کا کان اڑا دیا۔ تب یسوع نے پطرس سے کہا کہ اپنی تلوار کو میان میں کر لے کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائینگے۔ آیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کر دیگا۔ (دیکھو متی ۲۶ باب ۵۲ و ۵۳ آیت مقابلہ کرو متی ۴ باب ۱۱ آیت عبرانیوں ۱۲ باب ۲۲ آیت لوقا ۲۲ باب ۴۳ آیت ۲ سلاطین ۶ باب ۱۷ آیت دانیل ۷ باب ۱۰ آیت یوحنا ۱۸ باب ۳۶ آیت مکاشفہ ۵ باب ۱۱ آیت زبور ۶۸ کی ۱۷ آیت)۔

حاصل کلام

عبرانیوں ۱ باب ۴ سے ۱۴ آیت تک

۱۔ ان آیات سے مسیح کی الوہیت ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کی ذات خدا کی ہے اس لئے وہ بیٹا کہلاتا ہے کوئی فرشتہ کیسا ہی بزرگ اور اعلیٰ درجے کا کیوں نہ ہو بیٹا نہیں کہلاتا۔ بلکہ برعکس اس کے فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بیٹے کو سجدہ کریں (دیکھو ۶ آیت۔ مقابلہ کرو زبور ۹۷ کی ۷ آیت۔ زبور ۱۰۳ کی ۲۰ آیت + ۱۰۴ کی ۴ آیت۔ دانیل ۷ باب ۱۰ آیت)

۲۔ زبور کی کتاب کے پانچ مختلف زبوروں کے پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح سب فرشتوں سے بالذات بڑا اور اعلیٰ درجے کا ہے۔ (مقابلہ کرو۔ زبور ۲ کی ۷ آیت + ۹۷ کی ۷ آیت + ۴۵ کی ۶ و ۷ آیت + ۱۰۲ کی ۲۴ سے ۲۷ آیت + ۱۱۰ کی ۱ اور ۴ آیت)

زبور کی کتاب میں جو باتیں مسیح کے حق میں لکھی ہوئی ہیں اور انجیل مقدس میں جو باتیں اس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں ان سب باتوں کو غور سے پڑھ کے اور مقابلہ کر کے ان میں پوری پوری موافقت نظر آتی ہے۔ یہ موافقت اتفاق سے نہیں ہوئی۔ اُن کی موافقت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زبور کی کتاب کی پیشینگوئیاں الہام سے لکھی گئی ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مسیح کے دنیا میں آنے سے سینکڑوں برس پہلے یہ پیشینگوئیاں زبور کی کتاب میں لکھی گئی تھیں کن کی معرفت یہ پیشینگوئیاں لکھی گئی تھیں؟ مسیح کے رسولوں یا شاگردوں کی معرفت

نہیں بلکہ عبرانی نبیوں کی معرفت۔ نتیجہ اس کا کیا ہے ؟ یہ کہ جو باتیں سینکڑوں برس بعد ہونے والی تھیں سوائے خدا کے کوئی دوسرا ان باتوں کو نبیوں کو نہیں بتا سکتا اور علاوہ اس کے سوائے خدا کے کوئی دوسرا ان پیشگوئیوں کو پورا نہیں کرسکتا نہ کروا سکتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ نبیوں نے خدا کی پاک روح کی ہدایت کے وسیلے سے یہ پیشینگوئیاں بتائیں۔ مسیح نے خود نبیوں کے پاک نوشتوں کے الہامی ہونے کی بابت یہ کہا کہ "تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے ...... کیونکہ اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے اس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے" (یوحنا ۵ باب ۳۹ و ۴۶ آیت) جو پڑھنے والا دل سے اور دعا اور غور سے کتاب مقدس کے نبیوں کی پیشینگوئیوں کو پڑھیگا اور ان کو انجیل مقدس سے مقابلہ کریگا۔ بیشک وہ مانیگا کہ ہاں یہ دونوں کتابیں پوری پوری موافقت رکھتی ہیں۔ لہذا وہ دونوں خدا کی طرف سے ہیں۔

۳۔ بعض باتوں میں کتاب مقدس کے نبیوں کی خاموشی بھی الہامی ہے۔ اور ہم ان کتابوں پر غور کرکے ان کی خاموشی سے بھی غور طلب اور پُر مطلب باتیں نکال سکتے ہیں۔ مثلاً نبیوں کی اس خاموشی سے اس خط کا مصنّف پانچ زبوروں کی دس آیتوں میں یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اگر سب فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ خدا کا بیٹا کہلانے کے لائق ہوتا تو کتاب مقدس میں ضرور کہیں نہ کہیں یہ خطاب کسی بزرگ فرشتے کو دیا جاتا۔ مگر کہیں دیا نہیں گیا۔ اور کتاب مقدس کے کل نبیوں کی اس خاموشی سے نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ کوئی فرشتہ خدا کا بیٹا کہلانے کے لائق نہ ٹھہرا۔ اس لئے وہ کہتا ہے کہ فرشتوں میں سے

کب خدا نے کسی سے کہا کہ "تو میرا بیٹا ہے" (دیکھو پانچویں آیت)

اس سے ہم کو یہ تعلیم ملتی ہے کہ اگر کسی بات کی بابت توریت۔ زبور۔ اور انبیاء کی کل کتابوں میں خاموشی ہو تو وہ خاموشی مطلب سے خالی نہ سمجھی جائے بلکہ وہ پُر مطلب اور غور کرنے کے لائق ہے۔ نبیوں کی یہ خاموشی ایسی ہے جیسے کہ باجا بجانے میں یا گیت و غزل اور بھجن کے راگ کا حصہ سمجھی جاتی ہے۔ راگ کے بنانے والے کی غرض یہ ہی تھی کہ باجا بجانے والا یا گیت و غزل کا گانے والا یہ سمجھے کہ وہ کتنی جگہوں میں یا کتنی مرتبہ خاموشی اختیار کرے۔

نبیوں کی خاموشی کی ایک اور نظیر پیدائش کی کتاب کے چودھویں باب میں پائی جاتی ہے جو شخص ابراہیم۔ اضحاق۔ یعقوب اور یوسف سے بڑا اور بزرگ تر تھا۔ نہ اس کی پیدائش کا نہ اس کی موت کا کچھ ذکر ہے جیسا کہ ابراہیم۔ اضحاق۔ یعقوب اور یوسف کی پیدائش اور موت کا ذکر ہے۔ یہ لکھا ہے وہ شخص بنام ملک صدق شالیم کا بادشاہ خدا تعالےٰ کا کاہن تھا اور اس نے ابراہیم کو برکت دی اور اس سے دہ یکی لی۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ ابراہیم سے بڑا اور بزرگ تر تھا۔ تو بھی یہ عجیب خاموشی ہے کہ اس پیدائش کی کتاب میں جس میں سب بزرگوں کی پیدائش اور موت کا ذکر ہے اس شخص کی پیدائش اور موت کا مطلق ذکر نہیں مگر سینکڑوں برس بعد اس عجیب خاموشی کا بھید ظاہر کیا گیا۔ جیسا کہ زبور ۱۱۰ میں مسیح کی کہانت کے طریقے کی بابت یہ لکھا ہے کہ "تو ملک صدق کے طور پہ ابد تک کاہن ہے" اور پھر سینکڑوں برس بعد انجیل مقدس میں اس عجیب خاموشی کا بھید کھولا گیا کہ وہ ملک صدق شالیم کا بادشاہ خدا تعالےٰ کا کاہن مسیح ہے۔

(مقابلہ کرو عبرانیوں ۷ باب ۱ سے ۳ آیت) جو بات کہ خدا کے کلام کی خاموشی کے متعلق غور طلب اور پُر مطلب ہے۔ اس کی نظیر مسیح کے کہنے سے نکلتی ہے کہ اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا (دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۲ آیت)

اِس کے معنے یہ ہیں کہ اُس نے انہیں دعا مانگنا سکھایا کہ "اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے۔ ہماری روز کی روٹی ہمیں دے" کیا ایسے آسمانی باپ کے گھر میں بہت سے مکان نہ ہونگے؟

۴۔ پاک نوشتوں کی مشکلات کھولنے کے لئے مسیح کے احوال پر غور کرنا سب سے عمدہ کنجی ہے۔ نبیوں کی مشکل باتیں یوں حل ہو جائینگی۔ جب توریت یا زبور یا انبیاء کی کتابوں میں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو انجیل مقدس کے پڑھنے اور روح القدس کی ہدایت سے وہ بات کھُل جائیگی۔ یاد رہے کہ کتاب مقدس کی نبوت کی کوئی بات آپ سے نہیں کھُلتی "کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے" (دیکھو ۲ پطرس ۱ باب ۲۱ آیت)

جو چراغ کتاب مقدس کی چھپی ہوئی باتوں پر روشنی ڈالتا ہے وہ روح القدس ہے۔ بغیر اس چراغ کے یہ چھپی ہوئی باتیں کھُل نہیں سکتیں۔ خط کا مصنف گویا یہ کہتا ہے کہ جو معنی میں لکھتا ہوں وہ کتاب مقدس کی تعلیم کے موافق ہیں۔ نہیں تو تم اس کو رد کرو۔ اس لئے وہ اپنی تعلیم کو ثابت کرنے کے لئے پانچ زبوروں سے دلیلیں نکال نکال پیش کرتا ہے۔ وہ گویا یہ کہتا ہے کہ تم ان زبوروں کو خدا کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو میں اپنے قول کو صحیح

ثابت کرنے کے لئے انہیں پیش کرتا ہوں۔ تم ان کو معتبر گواہ مانتے ہو۔ جو گواہی وہ دیتے ہیں کہ مسیح سب فرشتوں سے بڑا اور اعلےٰ درجے کا ہے تم سُنو اور مانو۔

۵۔ انجیل مقدس کے مبشر یا اُستاد کی خدمت کیا ہی ذی عزت اور اعلےٰ درجہ کی خدمت ہے۔ وہ پاک فرشتوں کے نبیوں اور رسولوں اور خادموں کا ہم خدمت ہے۔ ہاں فرشتے بھی مسیح کے خادم کی خدمت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ یہاں دیکھئے فرشتے مثل ہواؤں کے خدا کے تخت کے سامنے بھیجے جانے کے لئے کھڑے ہیں۔ کیا مسیح کے لئے خادم بننے کی خدمت سے کوئی اعلیٰ درجے کی خدمت ہو سکتی ہے؟ جو مسیح کے خادم ہیں اُن کو فرشتوں کی خدمت سے بھی اعلےٰ درجے کی خدمت دی گئی ہے۔ فرشتے پوری پوری نجات کی خبر سُنانے کے لئے نہیں بھیجے گئے اس لئے کہ جب تک کہ مسیح نے اپنی جان دے کر خدا کی پاک ترین جگہ کے پردے کو کھول نہیں دیا اس کے اندر جانے کی راہ بند تھی۔ پر اس کی صلیبی موت کے بعد اور اُس کے جی اُٹھنے کے بعد وہ راہ کھل گئی اور اُس نے اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیا ”یسوع نے پاس آکر ان سے باتیں کیں اور کہا کہ آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو اور انہیں تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا۔ اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں“

(متی ۲۸ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت)

کیا ہر ایک مخلوق کو اس نجات کی خوشخبری سُنانے کے اختیار اور

عہدے یا خدمت سے کوئی خدمت زیادہ اعلیٰ درجے کی ہے؟ نہیں۔ یہ خدمت فرشتوں کو بھی نہیں بخشی گئی۔ مسیح کے پیروؤں کو یہ پر عزت اختیار دیا گیا ہے۔ اور جو مبشر اس بشارت کے سنانے کے لئے بھیجے جاتے ہیں وہ کیا ہی مبارک بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "کیا ہی خوشنما ہیں ان کے قدم جو اچھی چیزوں کی خوشخبری دیتے ہیں"۔ (دیکھو یشعیاہ ۵۲ باب ۷ آیت ناحوم ۱ باب ۱۵ آیت رومیوں ۱۰ باب ۱۵ آیت افسیوں ۶ باب ۱۵ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۱ باب ۴ سے ۱۴ آیت تک

س ۱ جس حال میں کہ خدا نے سب پاک فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ یسوع کو سجدہ کریں۔ تو کیا میں دل و جان سے اُن کے ساتھ اس کو سجدہ نہ کروں؟

س ۲ جس حال میں کہ یسوع کی بادشاہت کا عصا راستی کا عصا ہے اور وہ راست بازی سے محبت رکھتا ہے اور بدکاری سے عداوت۔ تو کیا میں بھی راستی سے خوش اور ناراستی سے ناخوش نہ ہوں؟

س ۳ جس حال میں کہ یسوع خدا کے تخت کی دہنی طرف بیٹھا ہے اور وہ دن آنے والا ہے کہ اس کے دشمن خدا کے حضور سے نکالے جائینگے تو کیا میں اُس دن اس کے دشمنوں میں شمار کیا جاؤنگا یا اُس کے

ماننے والوں میں؟

س۴ جس حال میں کہ سب پاک فرشتے نجات کی میراث پانے والوں کی خدمت کو بھیجے جاتے ہیں تو کیا میں ان کی خدمت کے یقین سے تسلی اور تقویت حاصل کرتا ہوں؟

س۵ جس حال میں کہ لاکھوں لاکھ پاک فرشتے یسوع کے خادموں کے خادم ہوتے ہیں تو میں کیوں ڈروں اور کس سے ڈروں؟

س۶ جس حال میں کہ پاک فرشتے نجات کی میراث پانے والوں کی خدمت خوشی سے کرتے ہیں تو کیا میں بھی ان کی سی خدمت اعلیٰ درجے کی خدمت سمجھ کر خوشی سے نجات کی میراث پانے والوں کی خدمت نہ کروں؟

دُعا

عبرانیوں ۱ باب ۴ سے ۱۴ آیت تک

اے میرے باپ جو آسمان پر ہے ۔ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے سب فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ یسوع کو سجدہ کریں اور ان کو یہ حکم بھی دیا کہ وہ نجات پانے والوں کی خدمت کریں ۔ میرے دل کی آنکھیں کھول دے کہ میں اپنے اُن اَن دیکھے خادموں کو حاضر سمجھوں اور اس یقین سے تسلی اور دلیری اور توانائی حاصل کروں ۔ یسوع کا خادم ہو کر اس کی خدمت کی خاطر اُس کے نام میں یہ مانگتا ہوں ۔ آمین

عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۴ آیت تک

(۱) اس لیئے جو باتیں ہم نے سُنیں اُن پر اَور بھی دل لگا کر غور کرنا
چاہیئے تاکہ بہہ کر اُن سے دُور نہ چلے جائیں (۲) کیونکہ جو کلام فرشتوں
کی معرفت فرمایا گیا تھا جب وہ قائم رہا اور ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک
ٹھیک بدلا ملا (۳) تو اتنی بڑی نجات سے غافل رہ کر ہم کیونکر بچ سکتے
ہیں؟ جس کا بیان پہلے خداوند کے وسیلے سے ہُؤا اور سُننے والوں سے
ہمیں پایۂ ثبوت کو پہنچا (۴) اور ساتھ ہی خدا بھی اپنی مرضی کے موافق۔
نشانوں اور عجیب کاموں اور طرح طرح کے معجزوں اور روح القدس
کی نعمتوں کے ذریعے سے اُس کی گواہی دیتا رہا۔ (عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۴ آیت)

مسیح کے پیغام کے سُننے والوں کی ذمّہ داری

س ۱ ان چار آیتوں میں کن کی ذمّہ داری کا بیان ہے؟
ج مسیح کے پیغام کے سُننے والوں کی ذمّہ داری کا بیان ہے۔
س ۲ پہلی آیت میں لکھا ہے کہ اس لئے جو باتیں ہم نے سُنیں اُن پر اور بھی دل لگاکر غور کرنا چاہیئے۔ کن باتوں کی طرف یہاں اشارہ ہے؟
ج جو باتیں پہلے باب میں مسیح کے بارے میں سُنائی گئی تھیں ان باتوں کی طرف یہاں اشارہ ہے۔
س ۳ پہلے باب میں مسیح کے بارے میں کون سی خاص باتیں غور طلب ہیں؟
ج (۱) پہلے یہ کہ مسیح سب نبیوں سے بزرگ اور اعلیٰ درجے کا ہے۔
(۲) دوسرے یہ کہ مسیح بیٹا ہو کر ساری چیزوں کا وارث اور مالک ٹھہرا ہے۔
(۳) تیسرے یہ کہ وہ خدا کی ذات کا جلال اور نقش ہے۔
(۴) چوتھے یہ کہ وہ اپنی قدرت کے کلام سے سب چیزوں کو سنبھالتا ہے۔
(۵) پانچویں یہ کہ وہ بنی آدم کے گناہوں کو دھو کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔
س ۴ اس خط کا مصنّف ان باتوں کا لحاظ کرکے پڑھنے والوں سے کیا کہتا ہے؟
ج یہ کہ اے نبیوں کے ماننے والو جو باتیں مسیح کے بارے میں یا مسیح کی

معرفت ہم نے سُنیں اُن پر اور بھی دل لگاکر غور سے سُنو۔

س۵ خط کا مصنّف کس بات کا لحاظ کرکے پڑھنے والوں سے دو سنجیدہ سوال کرتا ہے؟ وہ سوال کیا ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ جو کلام فرشتوں کی معرفت فرمایا گیا کیا وہ قائم رہا؟
(۲) دوسرے یہ کہ کیا ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک بدلا ملا؟
ہاں ملا اور اس سے یہ سنجیدہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو باتیں مسیح کی معرفت فرمائی گئی تھیں ہمیں اُن پر اور بھی دل لگاکر غور کرنا چاہیئے۔

س۶ دوسری آیت میں لکھا ہے جو کلام فرشتوں کی معرفت فرمایا گیا تھا۔ بتاؤ کہ یہاں کس کلام کی طرف اشارہ ہے؟

ج موسیٰ کی توریت اور شریعت کی طرف۔ جیسا لکھا ہے "تم نے فرشتوں کی معرفت شریعت تو پائی اور عمل نہ کیا" (مقابلہ کرو۔ اعمال۔ باب ۷ ۵۳ آیت۔ گلتیوں ۳ باب ۱۹ آیت۔ استثنا ۳۳ باب ۲ آیت۔ یشعیاہ ۶۳ باب ۹ آیت)

س۷ دوسری آیت میں لفظ قصور کے کیا معنی ہیں اور لفظ نافرمانی کے معنی کیا ہیں؟ اور ان دو لفظوں سے کونسی دو طرح کی خطاؤں کی طرف اشارہ ہے؟

ج قصور سے اُن قسموں کے عملوں یا فعلوں کی طرف اشارہ ہے جو توریت یا شریعت کے بموجب ناروا اور ناجائز ٹھہرتے ہیں اور نافرمانی سے اُن عملوں اور فعلوں کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ غفلت اور بے پروائی کی خطاؤں کی طرف۔

س۸ اس قسم کی غفلت کی نظیر اور سزا کی بابت مسیح کیا کہتا ہے؟

ج وہ یہ کہتا ہے کہ جن شخصوں نے بھوکوں کو کھانا نہیں کھلایا۔ پردیسیوں کو گھر میں نہیں اُتارا۔ ننگوں کو کپڑا نہیں پہنایا اور جو بیمار اور قیدی ہیں اُن کی خبر نہ لی۔ چونکہ ان شخصوں نے محتاجوں کا کچھ خیال نہ کیا اُن کی یہ بے پروائی سخت گناہ ٹھہرتی ہے اور ان کی اِس غفلت کے سبب سے اُن کو سخت سزا ملیگی۔ (دیکھو متی ۲۵ باب ۴۱ سے ۴۶ آیت مقابلہ کرو لوقا ۱۶ باب ۱۹ سے ۲۱ آیت)

س ۹ دوسری آیت میں لکھا ہے "ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک بدلا ملا" اس کے معنی بتاؤ۔

ج یہ کہ جیسا آدمی بوتا ہے ویسا ہی وہ کاٹیگا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ مقابلہ کرو۔ (گلتیوں ۶ باب ۷ سے ۹ آیت)۔

س ۱۰ ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک بدلا اور اُس کی چند نظیریں پاک نوشتوں میں سے بتاؤ۔

ج پڑھو۔ استثنا ۱۸ باب ۳ آیت + ۱۷ باب ۱۲ آیت + ۲۷ باب ۱۴ سے ۲۶ آیت گنتی ۱۵ باب ۳۰ و ۳۱ آیت۔

س ۱۱ انجیل کی تعلیم کے موافق ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک بدلا ملنا اور ہندو دھرم شاستروں کے مطابق بدلا ملنا اِن دونوں میں کیا فرق ہے؟

ج ہندو دھرم شاستروں میں بدلا لینا اور آدمیوں کے کرم ایک ہی بات ہے۔

س ۱۲ کرم کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ ہر آدمی کا موجودہ حال اس کے اگلے زمانوں کے انیک پشتوں کے احوال اور فعلوں پر موقوف ہے۔ ہر ایک آدمی کو ۸۴ لاکھ جنم لینے ہونگے۔ اور اس کے حال کی حالت اس کی انیک جانوں کے سبب فعلوں کا نتیجہ

یا پھل ہوگا۔

س ۱۳ ہندوستانی دھرم کی پستکوں کی تعلیم کے مطابق ہر آدمی کی پیدائش اور حالت کس بات پر موقوف ہے؟

ج اس بات پر کہ اگلے انیک جنموں میں اُس کے اعمال کس قسم کے تھے۔ آیا ہندوستانی دھرم کی پستکوں کی تعلیم کے موافق وہ نیک ٹھہرتے ہیں یا بد۔

س ۱۴ اس تعلیم کا نتیجہ کیا ہے؟

ج یہ کہ جو شخص بڑی ذی عزت ذات میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ پھول جاتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی ذات والوں کو حقارت سے دیکھتا ہے۔ یہ سوچ کر کہ ایشور نے میرے جنموں کے نیک اعمال اور پُن پرتاپ کے سبب سے مجھے برہمن کے گھر میں پیدا کیا۔ اور جو شخص بھنگی کے گھر میں پیدا ہوتا ہے تو وہ ناامید اور نراس ہوتا ہے یہ سوچ کر کہ ایشور کی یہ مرضی ہے کہ میں عمر بھر بھنگی رہوں اور برہمن اور بڑی ذات والوں کی سیوا کروں۔

س ۱۵ جس تعلیم سے ایک ہی ملک میں لاکھوں آدمیوں کے دل میں اُس کی پیدائش کے سبب سے مغروری پیدا ہوتی ہے اور اُسی ملک کے لاکھوں آدمیوں کے دلوں میں اُن کی پیدائش کے سبب سے بیدلی اور ناامیدی پیدا ہوتی ہے۔ تو اس تعلیم کی نسبت کیا کہنا چاہیئے؟

ج یہ کہ وہ تعلیم ایشور کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ ایشور کل آدمیوں کا آسمانی باپ ہے۔ منصف مزاج اور رحم دل باپ کوئی ایسی تعلیم نہ دیگا کہ جس سے بعض بیٹوں میں مغروری پیدا ہو اور بعضوں میں بیدلی۔ تعلیم اپنے پھلوں سے جانچی جاسکے۔ جیسے درخت

اپنے پھلوں سے یا کنوآں اپنے پانی سے جانچا جاتا ہے۔

س۱۴ ٹھیک ٹھیک بدلے سے کیا مُراد ہے؟ (دیکھو ۲ آیت)

ج (۱) پہلے یہ کہ بدلہ بے سوچے سمجھے نہ ہوگا بلکہ ہر قصور اور نافرمانی کی قدر ترازو سے ٹھیک ٹھیک تولی جائیگی۔ جیسا کہ مسیح نے بتایا کہ جس نے اپنے مالک کی مرضی جان لی اور تیاری نہ کی نہ اُس کی مرضی کے موافق عمل کیا بہت مار کھائیگا* اور جسے بہت دیا گیا اُس سے بہت طلب کیا جائیگا اور جسے بہت سونپا گیا ہے اُس سے زیادہ مانگینگے۔" (دیکھو لوقا ۱۲ باب ۴۷ و ۴۸ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ بدلہ ٹھیک ٹھیک وقت پر ہوگا۔ وہ ٹھیک ٹھیک وقت سے پہلے یا بعد نہ ہوگا بلکہ وقت مقررہ پر ہوگا۔

س۱۵ جس حال میں کہ ہر شخص کے قصور کی سزا کا وقت خدا کی طرف سے مقرر ہے تو یہ سوال لازم آتا ہے کہ کیا ہر قوم کے قصور اور نافرمانی کی سزا کا وقت بھی خدا کی طرف سے مقرر ہے؟

ج ہاں۔ مثلاً مسیح نے یروشلم کی بربادی کا وقت بتایا اور یہ بھی بتایا کہ کس قصور اور نافرمانی کے سبب یہودی قوم کی بربادی ہونے والی تھی۔ ...... میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس زمانے کے لوگوں پر آئیگا۔ اے یروشلم۔ اے یروشلم تُو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُنہیں سنگسار کرتی ہے۔ کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مُرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لُوں۔ مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز

* جس نے نہ جانا اور مار کھانے کے کام کئے وہ تھوڑی مار کھائیگا

نہ دیکھو گے۔ جب تک نہ کہوگے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر
آتا ہے۔" (متی ۲۳ باب ۳۶ سے ۳۹ آیت)

س ۱۸ اس خط کے دوسرے باب کی ان چار آیتوں میں عبرانی مسیحیوں کے
کس کس قصور اور نافرمانی کی طرف اشارہ ہے؟

ج (۱) پہلے اُن کا قصور یہ تھا کہ جو باتیں انہوں نے سنی تھیں وہ دل لگا کر اُن
پر غور نہیں کرتے تھے (دیکھو پہلی آیت)
(۲) اُن کا دوسرا قصور یہ تھا کہ خدا کے کلام سے بہہ کر دُور چلے جانے پر
تھے۔ (دیکھو پہلی آیت)
(۳) اُن کا تیسرا قصور یہ تھا کہ جس بڑی نجات کا کلام و پیغام پہلے
خدا نے مسیح کے وسیلے سے اُن کو سُنایا تھا وہ اس سے غافل ہو گئے
تھے۔ (دیکھو ۳ آیت)
(۴) اُن کا چوتھا قصور یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ سُننے والوں نے مسیح کے
مُنہ سے یہ کلام سُنا تھا تب بھی وہ غافل رہے
(۵) اُن کا پانچواں قصور یہ تھا کہ گو کہ خدا اب تک نشانوں اور طرح طرح
کے معجزوں اور روح القدس کی نعمتوں سے مسیح کے کلام اور سُننے والوں
کے کلام کی سچائی پر گواہی دیتا رہا تھا تو بھی وہ بے پروا ہوتے جاتے
تھے۔

س ۱۹ جس نجات کی خوشخبری مسیح کے وسیلے سے دی گئی وہ کیا کہلاتی ہے؟

ج وہ بڑی نجات کہلاتی ہے۔ (دیکھو ۳ آیت)

س ۲۰ وہ بڑی نجات کیوں کہلاتی ہے؟

ج (۱) پہلے اس لئے وہ بڑی نجات کہلاتی ہے کہ خدا اُس کا بانی صفحہ ۵۱ دیکھیں

۱ باب ۱ آیت)

(۲) دوسرے اس لئے وہ بڑی نجات کہلاتی ہے کہ نبیوں اور فرشتوں کی معرفت سُنائی گئی تھی۔

(۳) تیسرے اس لئے وہ بڑی نجات کہلاتی ہے کہ یسوع مسیح ابن اللہ کی معرفت بھی اس نجات کی خوشخبری سُنائی گئی تھی۔ (دیکھو عبرانیوں ۱باب ۱سے ۳ آیت)

(۴) چوتھے اس لئے وہ بڑی نجات کہلاتی ہے کہ اس کا مفصل بیان نہ صرف نبیوں اور فرشتوں کے وسیلے سے کیا گیا تھا بلکہ خود اُس نے اپنی زبان سے اس کا بیان کیا اور سُننے والوں نے اُس کی سچائی پر گواہی دی اور وہ یوں ہمیں پایۂ ثبوت کو پہنچی۔ (دیکھو ۳ آیت)

(۵) پانچویں اس لئے وہ بڑی نجات کہلاتی ہے کہ خدا نے بھی نشانوں کے وسیلے سے اُس کی سچائی پر گواہی دی۔

س ۲۱ نشانوں سے کیا مُراد ہے؟ (دیکھو چوتھی آیت)

ج نشانوں سے وہ عجیب باتیں مُراد ہیں جن کے دیکھنے سے دیکھنے والے کو تعجب ہوتا ہے اور کبھی کبھی خوف بھی چھا جاتا ہے۔ (دیکھو اعمال ۲ باب ۲۲ و ۴۳ آیت اور ۵ باب ۱۲ آیت + رومیوں ۱۵ باب ۱۹ آیت + ۲۔کرنتھیوں ۱۲ باب ۱۲ آیت)

س ۲۲ پنتکوست کے دن ان عجیب کاموں اور نشانوں کا کیا نتیجہ ہوا؟

ج یہ کہ جن لوگوں نے مسیح کے پیروؤں کی زبان سے اس کے جی اُٹھنے کی گواہی سُن لی تھی اور جو عجیب کام اُن کے ہاتھوں سے کئے گئے تھے۔ سو ان سب عجیب کاموں کو دیکھ کر یا سُن کر اُن کے دلوں پر چوٹ لگی

اور اُنہوں نے توبہ کرکے مسیح کے رسولوں اور پیروؤں کی گواہی قبول کی اور اُن میں سے تین ہزار مسیح کے شاگرد ہوئے اور اُس کے شاگردوں میں مل گئے (دیکھو اعمال ۲ باب ۳۷ سے ۴۲ آیت مقابلہ کرو اعمال ۵ باب ا سے ۱۲ آیت + رومیوں ۵ باب ۱۸ و ۱۹ آیت)

س ۲۳ اس بڑی نجات کی سچائی پر روح القدس کی نعمتوں کے ذریعے سے کون گواہی دیتا رہا؟

ج خدا (دیکھو اعمال ۲ باب ۳۲ سے ۳۶ آیت)

س ۲۴ خدا کی گواہی سُن کے اس کو ردّ کرنا۔ کون سا گناہ گِنا جاتا ہے؟

ج وہ بڑا گناہ کہلاتا ہے۔ خدا کو جھٹلانا اور روح القدس کی گواہی کو ردّ کرنا۔ کیا اِس سے بڑا کوئی اور گناہ ہو سکتا ہے؟ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۶ باب ۷ سے ۱۱ آیت)

س ۲۵ یوحنا رسول اس گناہ کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

ج یہ کہ "کون جھوٹا ہے سوا اُس کے جو یسوع کے مسیح ہونے کا انکار کرتا ہے۔ مخالفِ مسیح وہی ہے جو باپ اور بیٹے کا انکار کرتا ہے" ...... "خدا کے رُوح کو تم اس طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی روح اقرار کرے کہ یسوع مسیح مجسّم ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو کوئی روح یسوع کا اقرار نہ کرے وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اور یہی مخالفِ مسیح کی رُوح ہے جس کی خبر تم سُن چکے ہو کہ وہ آنے والی ہے بلکہ اب بھی دنیا میں موجود ہے" (۱۔یوحنا ۲ باب ۲۲ آیت + ۴ باب ۲ و ۳ آیت)

س ۲۶ طرح طرح کے معجزوں سے کیا مُراد ہے؟ (دیکھو ۴ آیت)

ج معجزوں سے طرح طرح کی قدرتیں مُراد ہیں۔ جو قدرتیں آدمی کی قدرت سے باہر ہیں وہ معجزے کہلاتی ہیں۔

س ۲۷ جس طرح کی قدرتوں کی طرف یہاں اشارہ ہے ان کا بیان کرو۔

ج یہ کہ جو قدرتیں بنی آدم کی قوت اور اُن کے امکان سے باہر ہیں ایسی قدرتیں مسیح کے رسولوں اور گواہوں کو بخشی گئی تھیں۔

س ۲۸ جو نعمتیں روح القدس کی خاص نعمتیں یا انعام ہیں۔ وہ کون کون سی ہیں؟

ج یہ کہ کسی کو معجزوں کی قدرتیں۔ کسی کو نبوت۔ کسی کو روحوں کا امتیاز کسی کو طرح طرح کی زبانیں۔ کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا "(۱۔کرنتھیوں ۱۲ باب ۱۰ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۱۲ باب ۳ سے ۸ آیت +افسیوں ۴ باب ۷ سے ۱۲ آیت)

س ۲۹ یہ قوت مسیح نے جاتے وقت اپنے شاگردوں کو دینے کا وعدہ کیا وہ کون سی قوت ہے؟

ج ہر ملک میں زمین کی انتہا تک مسیح کے لئے گواہی دینے کی قوت کا وعدہ ہے۔ جیسا لکھا ہے .... " لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے" (اعمال ۱ باب ۸ آیت۔ مقابلہ کرو اعمال ۱ باب ۵ آیت + ۴ باب ۳۳ آیت + ۱۳ باب ۴۷ آیت لوقا ۲۴ باب ۴۷ سے ۴۹ آیت)

س ۳۰ جس جس طور سے یہ طرح طرح کی قوتیں ظاہر کی جاتی ہیں وہ بتاؤ۔

ج (۱) پہلے یہ کہ جب مسیح کا کوئی خادم پاک روح کی ہدایت و حمایت سے

اُس کی گواہی دیتا ہے تو کبھی کبھی سُننے والوں کے دل چھد جاتے ہیں اور وہ اپنے گناہ کی بُرائی کو محسوس کر کے دلی توبہ کر کے معافی کے لئے مسیح کی طرف پھرتے ہیں۔

(۲) دوسری طرح کی قوت یہ ہے کہ کبھی کبھی مسیح کے کسی شاگرد کی دعا کے وسیلے سے کسی شخص سے بدروح نکالی جاتی ہے اور وہ شخص اُس بدروح کی عادتوں کی غلامی سے رہائی پاتا ہے۔

(۳) تیسری طرح کی قوت یہ ہے کہ روح القدس کبھی بیماروں کو شفا دینے کی قوت کسی شاگرد کی دعا سے یا کئی مسیحیوں کی مل کر جماعتی دعاؤں سے دی جاتی ہے (مقابلہ کرو یعقوب ۵ باب ۱۳ سے ۱۶ آیت)۔

س ۳۱ ان چار آیتوں میں روح القدس کی نعمتوں کی تقسیم کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ خدا اپنی مرضی کے موافق یہ نعمتیں تقسیم کرتا ہے۔ وہ کسی کو کوئی نعمت بخشتا ہے اور کسی کو کوئی دوسری نعمت۔ یہ نعمتیں بانٹنا یا بخشنا روح القدس کے ہاتھ میں ہے۔

ہاں۔ ہم عمدہ سے عمدہ نعمتوں کے مشتاق اور مانگنے والے بھی ہوں۔ یہ روا ہے مگر جیسے خدا نے آدمی کے بدن کے انگوں میں فرق کیا اس مقصد سے کہ ایک دوسرے کے فائدہ کے لئے ہو سو اُس کی مرضی نہیں ہے کہ ہر آدمی کو روح القدس کی سب نعمتیں پوری پوری طرح سے مل جائیں۔ وہ خود مسیح کے ہر ایک ماننے والے کو روح القدس کی نعمتیں ناپ ناپ کر دیتا ہے (مقابلہ

کرو۔ یوحنا ۳ باب ۳۴ و ۳۵ آیت و ۱- کرنتھیوں ۱۲ باب ۴ و ۸ و ۱۱ و ۳۱ آیت)

س ۳۲ اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) اس سے دو نتیجے نکلتے ہیں۔ پہلے یہ کہ جو نعمت کسی بھائی کو ملی اور مجھ کو نہیں ملی اُس سے میرے دل میں حسد پیدا نہ ہو اور اس بھائی کے دل میں فخر اور گھمنڈ پیدا نہ ہو۔ وہ یاد رکھے کہ اس نعمت کا دینے والا خدا ہے۔

(۲) دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ جو نعمت کسی کو ملی ہے وہ فائدۂ عام کے لئے بخشی گئی ہے (دیکھو ۱- کرنتھیوں ۱۲ باب ۷ آیت)

س ۳۳ ان چار آیتوں میں مصنّف کن سنجیدہ اور عبرت انگیز باتوں سے اپنے دل کو اور اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں کو خوف دلاتا ہے؟

ج وہ گویا پُکار پُکار کے یہ کہتا ہے کہ اے بھائیو جو باتیں ہم نے مسیح کے بارے میں اور اس کی معرفت سُنی ہیں اگر ہم اُن پر اَور بھی دل نہ لگاویں اور اَور بھی غور نہ کریں تو اس بے پروائی اور غفلت کا نتیجہ ایسا ہوگا۔ جیساکہ اس کشتی کا ہوتا ہے جو ملاّح کی غفلت سے ہوا کے زور سے اور دریا کے بہاؤ یا سیلاب سے یوں پکڑی اور کھینچی جاتی ہے کہ وہ یا تو پتھروں سے ٹکراتی ہے یا جھرنوں میں ڈوب جاتی ہے۔

حاصل کلام

عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۴ آیت تک

۱۔ جو باتیں خدا کے کلام کی ہوں یا اُس کے کلام کی تعلیم کے موافق ہوں۔ یا روح القدس سے بھرے ہوئے سُننے والوں کی معرفت سُنائی گئی ہوں یا خدا نے کسی عجیب طور سے ہمارے لئے پایۂ ثبوت کو پہنچائی ہوں یا جو تعلیم روح القدس سے کسی نہ کسی طرح ہمارے دلوں کے اندر گویا لوہے کی قلم سے لکھوائی گئی ہو تو ایسی باتوں پر دل لگا کر غور کرنا چاہئے۔

۲۔ اِن چار آیتوں پر غور کرنے کی ضرورت اِن وجہوں سے ظاہر کی جاتی ہے۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم ان پر غور نہ کریں تو رفتہ رفتہ وہ ہمارے دل سے نکل کر اس کشتی یا ناؤ کی مانند ہونگی جو ہاتھ سے بہکر پانی کی دھاروں سے بہہ جائے (دیکھو پہلی آیت)

(۲) جو باتیں ہم نے سُنیں اُن پر غور کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اُن کی بے پروائی اور غفلت کی سخت سزا ہوگی۔ جیسا کہ اگلے دنوں میں جن لوگوں نے خدا کے کلام کی باتیں نہیں مانیں تو ان کو ٹھیک ٹھیک بدلہ ملا۔ یونہی ہماری بے پروائی کی سزا ہوگی (دیکھو ۲ آیت)

(۳) خدا کے کلام پر غور کرنے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ جن باتوں کی سچائی پر خدا نے خود گواہی دی اُن سے غفلت کرنے کا نتیجہ بجز اِس کے اور کچھ

نہ ہوگا کہ ایسے غافل سُننے والے خدا کے ہاتھ سے کسی نہ کسی طرح
کی تنبیہ پاوینگے (دیکھو ۳ آیت)

۳۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اِن دنوں میں بھی خدا طرح طرح کے وسیلوں سے اپنے کلام کے سُننے والوں کو بیدار کرنا اور بچانا چاہتا ہے۔ (دیکھو ۴ آیت) ان وسیلوں کو حقیر نہ جاننا بلکہ کام میں لانا چاہئے۔

۴۔ ان آیتوں سے مسیحی پاسبان اور استادوں کو یہ پیغام ملتا ہے کہ اے مسیح کی بھیڑوں کے چرواہے۔ اے مُتنّاد۔ اے اُستاد۔ اے مشنری۔ جو گلہ بڑا یا چھوٹا تیرے ہاتھ میں مسیح کی طرف سے سونپ دیا گیا ہے۔ اس کے خطروں اور کمزوریوں کا خیال کرکے اور شیطان کی دُشمنی اور دغابازی کو جان کر اکثر اندیشے اور خوف کی آواز سے پکارا کرو کہ اے مسیحی جوان اے غافل مسیحی تم غافل نہ ہو۔ تم دل لگا کر غور کرو۔ تم شیطان کی تدبیروں سے خوف کھا کر ان سے ایسے بھاگو جیسے کالے سانپ سے یا گرجنے والے بَبر سے بھاگتے ہو۔

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۴ آیت تک

سؔ ۱ خدا کے کلام کی جو باتیں میں نے پڑھیں یا سنیں کیا میں دل سے ان باتوں پر غور کرتا ہوں؟

س۲ کیا میں کسی قصور یا نافرمانی کی وجہ سے ان باتوں سے غافل ہو گیا ہوں؟
اور ان سے بہہ کر دُور چلا گیا ہوں؟
س۳ کیا میرے کسی قصور یا نافرمانی کی وجہ سے مجھے ٹھیک ٹھیک بدلہ مل گیا ہے؟
س۴ کیا میرے دل میں یہ خوف ہے کہ اگر میں اتنی بڑی نجات سے غافل رہوں
تو آخر کو میں ہلاک ہو جاؤں گا؟
س۵ کیا میں روح القدس کی نعمتوں کی قدر و منزلت نہ پہچان کر ان کو دُنیوی
یا نفسانی خواہشوں کے لئے بیچ ڈالتا ہوں؟

دُعا

عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۴ آیت تک

اے خداوند میرے دل میں خوف پیدا کرتا ایسا نہ ہو کہ میں تیرے کلام کی باتوں سے بے پرواہ ہو کے اور روح القدس کی نعمتوں کی قدر نہ پہچان کر انہیں کھو دوں۔ کاش کہ میں تیرے کلام کو پڑھ کر اُن کی باتوں سے غافل نہ ہو جاؤں۔ کاش کہ میں روح القدس کی نعمتوں کو کسی نفسانی خوشی کے عوض بیچ نہ ڈالوں بلکہ برعکس اس کے ان نعمتوں کی قدر و قیمت پہچان کر ان کے حاصل کرنے کا مشتاق اور مانگنے والا ہوں اور ان کو پاکر اوروں کے فائدہ کے فائدہ کے لئے ہی خرچ کروں۔ یسوع کے نام و جلال کے لئے میری یہ دُعا سُن لے۔ آمین۔

عبرانیوں ۲ باب ۵ سے ۸ آیت تک

(۵) اُس نے اُس آنے والے جہان کو جس کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ فرشتوں
کے تابع نہیں کیا (۶) بلکہ کسی نے کسی موقعہ پر یہ بیان کیا ہے کہ انسان کیا
چیز ہے جو تُو اُس کا خیال کرتا ہے؟ یا آدم زاد کیا ہے جو تُو اُس پر نگاہ کرتا ہے؟
(۷) تُو نے اُسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا۔ تُو نے اُس پر جلال اور عزّت کا
تاج رکھا۔ اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اُسے اختیار بخشا (۸) تُو نے سب
چیزیں تابع کرکے اُس کے پاؤں تلے کردی ہیں۔ پس جس صورت میں اُس
نے سب چیزیں اُس کے تابع کردیں تو اُس نے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جو
اُس کے تابع نہ کی ہو۔ مگر ہم اب تک سب چیزیں اُس کے تابع نہیں دیکھتے۔

آنے والے جہان میں انسان کی سرداری

س ۱ آنے والے جہان کے بارے میں ان چار آیتوں کا خلاصہ کیا ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ آنے والا جہان فرشتوں کے تابع نہیں کیا گیا۔ (دیکھو ۵ آیت)
(۲) دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان کے تابع کیا جائیگا (دیکھو ۶ آیت)
(۳) تیسرے یہ کہ اس انسان پر خدا نے جلال اور عزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اُسے اختیار بخشا (دیکھو ۷ آیت)
(۴) چوتھے یہ کہ ہم اب تک سب چیزیں اس شخص کے تابع نہیں دیکھتے (دیکھو ۸ آیت)

س ۲ آنے والے جہان سے کیا مُراد ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ وہ جہان ہے جس کے آنے کی خبر خدا نے سب نبیوں کی معرفت پاک نوشتوں میں دی ہے۔ (دیکھو اعمال ۳ باب ۱۷ آیت + اعمال ۱۷ باب ۳ آیت + ۲ پطرس ۲ باب ۲۲ و ۲۳ آیت + لوقا ۲۴ باب ۲۶ و ۲۷ آیت)
(۲) دوسرے۔ وہ اُس وقت یا اُس زمانے کا جہان ہے جو کہ مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت ظاہر کیا جائیگا۔ جس وقت مسیح پھر آئیگا اُس وقت سب چیزیں اُس کے تابع کی جائینگی اور اُس وقت تک مسیح آسمان میں رہیگا۔

س ۳ اُس آنے والے جہان کا شروع کس بات پر موقوف ہے ؟

ج مسیح کی دوسری آمد پر۔

س ۴ کیا اُس آنے والے جہان کا بیعانہ یعنی پہلا پھل اس جہان میں ملتا ہے ؟

ج ہاں۔ جو پھل مسیح کے ماننے والوں کے دلوں میں روح القدس کے وسیلے سے پیدا ہوں وہ اُس آنے والے جہان کا بیعانہ ہیں۔ (دیکھو رومیوں ۸ باب ۱۶ آیت + ۲۔کرنتھیوں ۱ باب ۲۲ آیت + ۵ باب ۵ آیت + عبرانیوں ۱ باب ۱۳ و ۱۴ آیت + افسیوں ۱ باب ۱۴ آیت)

س کیا عبرانی مسیحیوں نے اُس آنے والے جہان کی کچھ برکتیں یا نعمتیں پائی تھیں؟

ج ہاں۔ یہ لکھا ہے کہ ان میں سے کتنے خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ سے چکھے تھے (دیکھو عبرانیوں ۶ باب ۵ آیت)

س ثابت کرو کہ مسیح اُس آنے والے جہان کا بادشاہ یا مالک ہوگا؟

ج وہ اِس لئے انسان بنا کہ وہ جہان کو اپنے تابع کرلے۔ جب خدا نے پہلا آدمی پیدا کیا۔ اُس نے سب چیزیں اُس کے تابع کیں جیسا لکھا ہے "اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا۔ نر اور ناری ان کو پیدا کیا۔ اور خدا نے ان کو برکت دی اور خدا نے اُنہیں کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور کرو اور اس کو محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیاں اور آسمان کے پرندوں اور سب چرندوں پر جو زمین پر چلتے ہیں سرداری کرو"

س اِس جہان کی ساری پیدا کی ہوئی چیزوں پر جو سرداری خدا نے پہلے آدمی کو بخشی۔ وہ سرداری اُس کے ہاتھ سے کیسے چھوٹ گئی؟

ج خدا کی حکم عدولی سے۔ جو صاف حکم خدا نے اُس پہلے آدمی کو دیا تھا۔ اُس نے جان بوجھ کر توڑ ڈالا۔ لہٰذا وہ اِس جہان کی سرداری کے لائق نہ ٹھہرا اور وہ سرداری اُس سے لے لی گئی۔

س جب آدمی نافرمانبردار اور نالائق ٹھہرا تو کیا خدا نے کسی فرشتے کو یہ سرداری بخشی؟

ج نہیں۔ جیسا لکھا ہے "اُس نے اُس آنے والے جہان کو جس کا ہم ذکر کرتے ہیں فرشتوں کے تابع نہیں کیا"

س ۹ جب پہلے آدمی نے اپنی نافرمانی سے سردار ہونے کے اپنے تئیں ناقابل ثابت کیا۔ تو خدا نے کیا انتظام کیا؟

ج اُس نے دوسرے آدمی کے آنے کی پیش خبری دی کہ جو کہ عورت کی نسل سے پیدا ہوگا اور یونہی انسان ہوکر وہ شیطان کا سر کچلیگا شیطان نے پہلے آدمی کو دھوکا دے کر اُس سے اِس جہان کی سرداری گویا چھین لی تھی۔ مگر خدا نے فوراً اپنی مرضی ظاہر کی کہ میں صرف کچھ عرصہ تک اِس جہان کے نافرمانبرداروں کو اِس دشمن شیطان کے تحت میں رہنے دونگا۔ مَیں عورت کی نسل سے ایک آدمی جہان میں بھیجونگا جو میرے حکموں کو پورا کریگا اور آخر کو گناہ کی سزا جو موت ہے اُٹھا کر شیطان کو جسے موت پر قدرت حاصل ہوئی ہے تباہ کر دیگا۔

س ۱۰ شیطان یا ابلیس سے اِس جہان کی سرداری کیسے لے لی گئی؟

ج اِس سوال کا جواب یہ ہے "کیونکہ جس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گنہگار ٹھہرے اُسی طرح ایک کی فرمانبرداری سے بہت سے لوگ راستباز ٹھہرینگے" (رومیوں ۵ باب ۱۹ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۵ باب ۱۲ سے ۲۱ آیت + ۸ باب ۳۲ آیت)

س ۱۱ اِس جہان کے سردار کی سرداری کے لے لئے جانے کے متعلق مسیح نے کیا بتایا؟

ج یہ کہ اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے اب دنیا کا سردار نکال دیا جائیگا اور مَیں اگر زمین سے اُونچے پر چڑھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا۔ اُس نے اِس بات سے اشارہ کیا کہ مَیں کس موت سے مرنے کو ہوں" یعنی مسیح نے اپنی صلیبی موت سے اِس جہان کے سردار شیطان کی سرداری کو تباہ کیا۔

س ۱۲ یوحنا کے سولھویں باب کی ساتویں آیت سے گیارھویں آیت تک میں اِس جہان کے سردار کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ روح القدس عدالت کے بارے میں دُنیا کو قصوروار ٹھہرائیگا۔ اس لئے کہ گو کہ اِس دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے تو بھی دنیادار اس کی سرداری کو نہیں چھوڑتے اور مسیح کی صلیب کے جھنڈے تلے آکر مسیح کو اپنا سردار قبول نہیں کرتے۔ وہ آنے والے جہان میں دخل نہ پاوینگے۔ وہ اُس وقت اپنے سردار کے ساتھ مجرم ٹھہرائے جائینگے۔

س ۱۳ پولوس رسول نے دوسرے کرنتھیوں کے چوتھے باب میں اِس جہان کے خدا کی دشمنی اور دغابازی کے بارے میں کیا کہا ہے؟

ج یہ کہ اِس جہان کے خدا نے مسیح کے نہ ماننے والوں کی عقلوں کو اندھا کر دیا کہ وہ مسیح میں خدا کے جلال کی روشنی نہ دیکھیں۔ وہ اُن کی آنکھوں پر قسم قسم کے پردوں کو ڈال ڈال کر اس آسمانی - جلالی - الہٰی روشنی کو اُن سے چھپاتا ہے۔

س ۱۴ پانچویں آیت میں آنے والے جہان کی طرف جو اشارہ ہے اس کا بیان کہاں پایا جاتا ہے؟

ج اُس آنے والے جہان کے جلال کی پیش خبری اور پرتو - توریت - زبور

اور انبیا کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں مثلاً دیکھو خروج ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ باب + احبار ۲۵ باب + استثنا ۹ و ۲ باب + ۲۔سموئیل ۷ باب + زبور ۲۴ و ۲۵ + زبور ۸ و ۹ + زبور ۱۱۰ + یشعیاہ *۶۰ باب + ۶۵ باب ۱۷ آیت + زکریا ۱۲ باب ۱۰ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۱۱ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت + ۸ باب ۱۸ سے ۲۳ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۱ باب ۷ و ۸ آیت + فلپیوں ۳ باب ۲۰ و ۲۱ آیت + اعمال ۱ باب ۱۱ آیت + ۱۔تھسلنیکیوں ۱ باب ۱۰ آیت + عبرانیوں ۲ باب ۵ آیت + ۲۔پطرس ۱ باب ۱۶ سے ۱۷ آیت + ۳ باب ۳ و ۴ و ۱۳ آیت + ۱۔یوحنا ۳ باب ۲ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۷ آیت)۔ اس جہان کی جو عجیب باتیں ہونے والی ہیں وہ ہم کو اس جہان میں بھی آئینہ میں دھندلی سی دکھائی دیتی ہیں مگر اس وقت جب آنے والے جہان کا ظہور ہوگا۔ ہم روبرو دیکھینگے۔ آنیوالے جہان کا حال کامل ہوگا پس جب کامل آئیگا تو ناقص جاتا رہیگا (دیکھو ۱۔کرنتھیوں ۱۳ باب ۹ سے ۱۲ آیت)

س ۱۵ اس خط کے نویں باب میں آنے والے جہان کی اچھی چیزوں کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ مسیح آئندہ اچھی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا (دیکھو ۹ باب ۱۱ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ وہ اُس بزرگ تر اور کامل تر خیمے کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہؤا نہیں یعنی اِس دنیا کا نہیں۔ اپنا خون لے کے آسمانی پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہوگیا اور ابدی خلاصی کرائی (دیکھو عبرانیوں ۹ باب ۱۱ و ۱۲ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ جس حال میں ضرور تھا کہ آنے والے جہان کی آسمانی

*یشعیاہ ۲ و ۲۵ و ۲۶ و ۶۵ باب ۲۰ و ۲۵ آیت

چیزوں کی نقلیں بغیر خون بہائے پاک نہیں کی جا سکتی تھیں تو ضرور تھا کہ اُس آنے والے جہان کی آسمانی چیزیں خود ایک بہتر قربانی کے لہو سے پاک کی جائیں (دیکھو عبرانیوں ۹ باب ۲۴ و ۲۵ آیت) اسی لئے مسیح زمانوں کے آخر میں ایک بار ظاہر ہوا تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مٹا دے۔ (دیکھو عبرانیوں ۹ باب ۲۶ آیت)

س ۱۶ چھٹی آیت میں یہ لکھا ہے "کسی نے کسی موقع پر یہ بیان کیا کہ انسان کیا چیز ہے" یہ پاک نوشتوں کے کس لکھنے والے کی طرف اشارہ ہے؟

ج داؤد نبی کے آٹھویں زبور کی طرف اشارہ ہے۔

س ۱۷ اس آٹھویں زبور میں انسان کے بارے میں کونسی تین باتیں لکھی ہوئی ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ داؤد نبی کہتا ہے کہ "جب میں تیرے آسمانوں پر جو تیری دستکاریاں ہیں دھیان کرتا ہوں اور چاند اور ستاروں پر جو تو نے بنائے تو انسان کیا ہے کہ تو اُس کی یاد کرے؟ آدم زاد کیا ہے کہ تو آ کے اُس کی خبر لے"؟

(۲) دوسرے یہ کہ وہ کہتا ہے کہ خدا نے انسان کو تھوڑے دنوں کے لئے فرشتوں سے کم درجہ کی حالت میں رکھا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ گو کہ انسان کی شان و شوکت۔ چاند اور ستاروں اور فرشتوں کے مقابلہ میں کم ہو۔ تو بھی خدا نے انسان کے سر پر شان و شوکت کا تاج رکھا ہے اور علاوہ اس کے خدا نے اپنے ہاتھ کے کاموں پر انسان کو حکومت بخشی ہے ہاں سب کچھ اُس کے قدموں کے نیچے کیا ہے۔

مقابلہ کرو پیدائش ۱ باب ۲۶ آیت + ۲ باب ۹ اور ۲۰ آیت + ۹ باب ۲ اور ۳ آیت + ایوب ۷ باب ۱۷ اور ۱۸ آیت + زبور ۱۴۴ کی ۳ آیت)

س ۱۸ ساتویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے انسان پر جلال اور عزت کا تاج رکھا۔ بھلا کب رکھا؟

ج باغ عدن میں (دیکھو پیدائش ۱ باب ۲۶ آیت) پھر حضرت نوح سے کہا گیا اور خدا نے نوح اور اس کے بیٹوں کو برکت دی اور انہیں کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور کرو اور تمہارا رعب اور تمہارا ڈر زمین کے سب چرندوں اور آسمان کے سب پرندوں اور زمین پر کے سب چلنے والوں اور دریا کی سب مچھلیوں پر غالب رہیگا۔ وہ تمہارے بس میں کئے گئے۔ پھر جب ابن خدا نے ابن آدم کی صورت اور حالت کو اختیار کیا ان دونوں ذاتوں کو یعنی الوہیت اور انسانیت کو اپنے انسانی بدن میں ملا کر خدا کی ذات کی خالص محبت ظاہر کرنے کے لئے صلیب پر چڑھ گیا تب ہی اس پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا اور پھر جی اُٹھ کے آسمان پر چڑھ گیا تب خدا نے کہا کہ سب فرشتے اس کو سجدہ کریں اور تب ہی اس کے سر پر کل مخلوقات اور آسمان و زمین کا تاج رکھا گیا اور تب ہی شیطان کی سرداری جاتی رہی اور تب ہی آنے والے جہان میں کل مخلوقات اس کے سامنے جھکتے ہیں (دیکھو فلپیوں ۲ باب ۹ سے ۱۱ آیت)

س ۱۹ خدا نے کتنی چیزیں پیدا کر کے آدمی کے پاؤں تلے کر دی ہیں؟

ج سب چیزیں (دیکھو آٹھویں آیت)

س ۲۰ لکھا ہے یہ مگر ہم اب تک سب چیزیں اس کے تابع نہیں دیکھتے۔

کب تک سب چیزیں انسان کے تابع نہ ہونگی ؟

ج جب تک مسیح پھر نہ آوے ۔ تب ہی موت جو انسان کی آخری دشمن ہے نیست کی جائیگی ۔ (دیکھو ۱ - کرنتھیوں ۱۵ باب ۲۴ سے ۲۶ آیت اور ۵۱ سے ۵۷ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۲ باب ۵ سے ۸ آیت تک

۱۔ آنے والے جہان کا بادشاہ فرشتہ نہ ہوگا بلکہ ابن آدم ہوگا (دیکھو ۵ آیت مقابلہ کرو متی ۱۸ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت) اُس آنے والے زمانے میں ہر ایک مخلوق مسیح کے آگے جھکیگا اور ہر زبان اُس کی تعریف کریگی (دیکھو فلپیوں ۲ باب ۸ آیت + مکاشفہ ۷ باب ۹ سے ۱۷ آیت + ۲۲ باب ۱ سے ۵ آیت)

۲۔ جن پاک نوشتوں میں اُس آنے والے جہان کا تذکرہ یا ذکر پایا جاتا ہے اُن پر دل سے غور کرنا بہت ہی مفید اور قوت بخش ہوگا۔ یوں دل لگاکر پڑھنے سے بہت ہی روحانی پھل پیدا ہوتا ہے۔ ہاں وہ پھل جو زمانوں تک قائم اور تازہ رہتا ہے۔ (دیکھو مکاشفہ ۱ باب ۳ آیت + ۲۲ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت) عبرانی مسیحی پاک نوشتوں پر دل سے غور نہیں کرتے تھے۔ یہ ان کی غفلت اور بیدلی کی ایک وجہ تھی۔ ان دنوں میں بھی ہم مسیحیوں کی کم اعتقادی اور کمزوری کی وجہ یہی ہے کہ جو پیش خبریاں آنے والے جہان کے اجر اور عذاب کے بارے میں لکھی ہوئی ہیں اُن پر ہم غور نہیں کرتے۔

۳۔ آدمی کی اعلیٰ درجے کی ذات اِس سے ظاہر ہوتی ہے کہ صرف تھوڑے

دنوں کے لیئے وہ فرشتوں سے کم درجہ کی حالت میں رہیگا تو بھی آخر کو آنے والے جہان میں فرشتے اُس کے خادم ہونگے۔

۴۔ انسان کی کیا ہی بڑی سرفرازی ہے کہ اُس آنے والے جلالی جہان میں وہ اعلیٰ درجہ کی جگہ میں دخل پائیگا جس جگہ اُس آنیوالے جہان میں مسیح ہوگا وہاں اُس کے پیارے ماننے والے بھی ہونگے۔ مسیح نے اُس جہان میں باپ کے گھر میں اپنے پیار کرنے والوں کے لیئے عمدہ سے عمدہ جگہ تیار کی ہے کہ جہاں وہ ہے وہ بھی ہوں۔ (دیکھو یوحنا ۵ اباب ۲۰ و۳ آیت ۔ ۱ اباب ۴ ۲ آیت + ا۔ یوحنا ۳ باب ا سے ۳ آیت)

۵۔ اُس آنے والے جہان میں مسیح کے پیروؤں کی کیا ہی اعلیٰ درجہ کی خدمت ہوگی۔ اُس جہان میں مسیح کا ہر پیرو اپنی وفاداری کے موافق اجر اور خدمت پائیگا۔ جیسا مسیح نے خود فرمایا کہ ہر ایک خادم کی وفاداری کے موافق اس آنے والی بادشاہت میں اس کی عزت اور مختاری ہوگی جیسا لکھا ہے۔ پڑھو لوقا ۹ اباب ۱۲ سے ۱۹ آیت + مکاشفہ ۲۲ باب ۱۲ سے ۱۴ آیت + مرقس ۱۳ باب ۳۴ آیت

۶۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے پاک نوشتوں میں صاف صاف اور بار بار لکھا ہے کہ اُس آنے والے جہان میں وہ اُن سے جنہوں نے اُسے رد کیا ہے یوں کہیگا "جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے" (مقابلہ کرو لوقا ۶ باب ۴۶ سے ۴۹ آیت + لوقا ۱۳ باب ۲۵ آیت + یوحنا ۳ باب ۳ و ۵ آیت + یعقوب ا باب ۲۲ آیت + رومیوں ۲ باب ۱۳ آیت)

اے مسیح کی تعلیم کے پڑھنے اور پڑھانے والو مسیح کی اِن خوف دلانے والی باتوں کو نہ بھولو اور ان کے پڑھنے پڑھانے اور سُننے سے غافل نہ رہو۔

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۲ باب ۵ سے ۸ آیت تک

س ۱ کیا مَیں اُس آنے والے جہان کی پیشین گوئیوں پہ یوں سوچا کرتا ہوں کہ وہ میرے دل اور روزمرّہ کے چال چلن پر اثر کرتی ہیں؟

س ۲ کیا مَیں اِس بات پر سوچا کرتا ہوں کہ خدا اُس آنے والے جہان میں انسان پر جلال اور عزّت کا تاج رکھیگا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر انسان کو اختیار بخشیگا؟

س ۳ جو باتیں مجھ پہ گذرتی ہیں کیا میں یقین کرتا ہوں کہ یہ سب باتیں مجھے آنے والے جہان کی خدمت اور جلال کے لئے تیار کرتی ہیں؟

س ۴ جس حال کہ اِس جہان میں سب بنی آدم میں سے ایک بھی میری نظر میں نہیں آتا جس پہ خدا نے اب تک اِس کل جہان کے جلال اور عزت کا تاج رکھا ہو یا اب تک اپنے ہاتھوں کے کاموں پر کل اختیار بخشا ہو تو کیا میں ایسے آدمی کے آنے کی انتظار نہ کروں؟

دُعا

عبرانیوں ۲ باب ۵ سے ۸ آیت تک

اے خداوند یسوع جلد آ۔ اور اپنا راج لے کہ زمین پر خدا کی مرضی یوں پوری کی جائے جیسے آسمان پر کی جاتی ہے۔ مجھے اپنی پاک روح سے معمور کر کہ میں روز بروز اس سے قوت پاکر مسیح کا ایسا گواہ بنوں کہ میری گواہی پر روح القدس شہادت دے کہ وہ سچ ہے اور اس کے وسیلے سے سُننے والے مسیح کو اپنا نجات دہندہ جان کر اُس کی پیروی کریں۔ مجھے آنے والے جہان میں خدمت کرنے کے لئے تیار کر کہ جس وقت تجھ پر کل جہان کی عزت اور جلال کا تاج رکھا جائیگا۔ میں وہاں حاضر ہو کے تیری حمد و ستائش کر کے تیری خدمت کے لائق ٹھہروں۔ ہاں تیرے ساتھ حکومت کرنے کے لائق ٹھہروں۔ آمین۔

حصہ پانچواں
عبرانیوں ۲ باب ۹ سے ۱۸ آیت تک

(۹) البتہ اُس کو دیکھتے ہیں جو فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا گیا یعنی یسوع
کو کہ موت کا دُکھ سہنے کے سبب جلال اور عزت کا تاج اُسے پہنایا گیا ہے۔ تاکہ
خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے۔
(۱۰) کیونکہ اُس کو یہی مناسب تھا کہ جب بہت سے بیٹوں کو جلال میں
داخل کرے تو اُن کی نجات کے بانی کو دُکھوں کے ذریعے سے کامل
کرے۔ (۱۱) اس لئے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب
ایک ہی اصل سے ہیں۔ اسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا
(۱۲) چنانچہ کہتا ہے کہ تیرا نام میں اپنے بھائیوں سے بیان کرونگا۔ کلیسیا میں
تیری حمد کے گیت گاؤنگا۔ (۱۳) اور پھر یہ کہ میں اُس پر بھروسا رکھونگا۔ اور پھر
یہ کہ دیکھ میں اُن لڑکوں سمیت جنہیں خدا نے مجھے دیا (۱۴) پس جس صورت میں
کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی اُن کی طرح اُن میں شریک
ہُوا۔ تاکہ موت کے وسیلے سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو
تباہ کردے (۱۵) اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے انہیں چھڑا لے
(۱۶) کیونکہ واقع میں وہ فرشتوں کا نہیں۔ بلکہ ابرہام کی نسل کا ساتھ دیتا ہے (۱۷)
پس اُس کو سب باتوں میں اپنے بھائیوں کی مانند بننا لازم ہُوا۔ تاکہ اُمت کے گناہوں
کا کفارہ دینے کے واسطے اُن باتوں میں جو خدا سے علاقہ رکھتی ہیں ایک رحمدل اور
دیانتدار سردار کاہن بنے (۱۸) کیونکہ جس صورت میں اُس نے خود ہی آزمائش
کی حالت میں دُکھ اُٹھایا تو وہ اُن کی بھی مدد کر سکتا ہے جن کی آزمائش ہوتی ہے۔

ابن اللہ کو ابن آدم بننے کی ضرورت

س ۱ نویں آیت میں کیا اعتراض ہے؟

ج یہ کہ گو آٹھویں زبور میں صاف لکھا ہے کہ خدا نے آدم زاد کے قدموں کے نیچے سب کچھ کیا ہے تو بھی ہم اب تک کسی آدمی کے پاؤں تلے سب چیزیں نہیں دیکھتے۔ کوئی آدمی اب تک کل جہان کا تاج پہنے ہوئے دکھائی نہیں دیتا۔ پس یہ پیشین گوئی کہاں ہے اور حقیقت کہاں ہے؟ پیشین گوئی اور حقیقت میں اختلاف ہے۔

س ۲ نویں آیت میں مصنف اس اعتراض کا کیا جواب دیتا ہے؟

ج یہ کہ ہم مانتے ہیں کہ اب تک ہم اس جہان کی آنکھوں سے نہ تو یسوع کے اور نہ ہی کسی اور آدمی کے سر پر کل جہان کا تاج رکھا ہوا دیکھتے ہیں مگر پاک نوشتوں کی پیشین گوئی کی آنکھوں سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یسوع کے سر پر بنی آدم کے گناہوں کو خدا کے حضور سے اٹھائے جانے کے سبب سے جلال اور عزت کا تاج پہنایا گیا۔ (دیکھو فلپیوں ۲ باب ۷ سے ۹ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۵ سے ۱۹ آیت + مکاشفہ ۱۴ باب ۱۴ آیت و ۱۹ باب ۱۱ سے ۱۳ آیت)

س ۳ اس نویں آیت میں مصنف کیوں یہ نام یسوع اکیلا لکھتا ہے کیوں یہاں پر بھی پورا نام نہیں درج کرتا۔ جیسے خداوند یسوع یا خداوند یسوع مسیح؟

ج اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نام یسوع سے اس کی انسانیت کی طرف

اشارہ ہے اور جس سبب سے اس کو یہ نام دیا گیا اُس کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جیسا کہ فرشتے کی معرفت اُس کی پیدائش کے وقت یہ سنایا گیا تھا کہ "تُو اُس کا نام یسوع رکھنا۔ کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دیگا" (متی ۱ باب ۲۱ آیت) "وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابدتک بادشاہی کریگا اور اُس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا" (لوقا ۱ باب ۳۲ و ۳۳ آیت)۔

س۴ کیا اِس خط کے اَور مقاموں میں یہ یسوع نام اکیلا اُس کو دیا گیا ہے؟

ج ہاں اِس خط کے چھ مقاموں میں یہ نام یسوع اکیلا اُس کو دیا گیا ہے

س۵ وہ چھ مقام بتاؤ۔

ج سُنو۔ عبرانیوں ۳ باب ۱ آیت + ۶ باب ۲۰ آیت + ۷ باب ۲۲ آیت + ۱۰ باب ۱۹ آیت + ۱۲ باب ۲ آیت + ۱۲ باب ۲۴ آیت۔

س۶ مصنّف نے کیوں اَور نام چھوڑ کے اِن جگہوں میں اکیلا یسوع نام چُن لیا؟

ج اس لئے کہ اِن جگہوں میں مصنف نے یسوع کی انسانیت پر زیادہ زور دینا چاہا۔

س۷ کیا دُکھ کی موت سہنے سے پہلے بھی یسوع کو جلال اور عزّت کا تاج پہنایا گیا تھا؟

ج ہاں۔ تین مرتبہ۔

(۱) پہلی مرتبہ جس وقت وہ ساری راستبازی پوری کرنے کے لئے گنہگاروں میں شمار کیا گیا تو دیکھو اُس وقت اُس کے لئے آسمان کھُل گیا اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں" باپ نے گویا اُس وقت یسوع کے سر پر راستبازی کا تاج رکھا اور یہ گواہی دی کہ وہ ساری راستبازی پوری کرنے کے لائق اور قابل ہے۔ (مقابلہ کرو مرقس ۱ باب ۱۱ آیت و لوقا ۳ باب ۲۰ آیت)

(۲) دوسری مرتبہ جس وقت اُس کے تین شاگردوں کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی چنانچہ لکھا ہے "اور اُن کے سامنے اس کی صورت بدل گئی اور اُس کا چہرہ سورج کی مانند چمکا اور اُس کی پوشاک نور کی مانند سفید ہو گئی اور دیکھو موسےٰ اور ایلیاہ اُس کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اُنہیں دکھائی دئے۔ (مقابلہ کرو مرقس ۹ باب ۷ آیت + لوقا ۹ باب ۳۵ آیت + ۲۔ پطرس ۱ باب ۱۷ آیت)

(۳) تیسری مرتبہ جس وقت یسوع نے اپنی موت سے تھوڑے دن پہلے یہ دُعا کی کہ "اے باپ اپنے نام کو جلال دے" پس آسمان سے آواز آئی کہ مَیں نے اُس کو جلال دیا ہے اور پھر بھی دونگا۔ پھر یسوع نے اُس آواز کے معنی بتائے کہ یہ آواز میرے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے ہے۔ اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے۔ اب دنیا کا سردار نکال دیا جائیگا۔ اور مَیں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤں تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا۔ اُس نے اِس بات سے اشارہ کیا کہ مَیں کس موت سے مرنے کو ہوں" (دیکھو یوحنا ۱۲ باب ۲۸ سے ۳۳ آیت)

س ۸ یسوع کی موت سے پہلے کن لوگوں نے اُس کے سر پہ تاج رکھا؟

ج رومی گورنر پلاطُس کے سپاہیوں نے۔ جیسا لکھا ہے "اس پر پلاطُس نے یسوع کو لے کر کوڑے لگوائے اور سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پہ رکھا اور اُسے ارغوانی پوشاک پہنائی۔ اور اُس کے پاس آکر کہنے لگے "اے یہودیوں کے بادشاہ آداب" اور اُس کے طمانچے بھی مارے۔ پلاطُس نے پھر باہر جا کر لوگوں سے کہا کہ دیکھو میں اُسے تمہارے پاس باہر لے آتا ہوں تاکہ تم جانو کہ مَیں اُس کا کچھ جُرم نہیں پاتا۔ یسوع کانٹوں کا تاج رکھے اور ارغوانی پوشاک پہنے ہوئے باہر آیا اور پلاطُس نے اُن سے کہا۔ "دیکھو یہ آدمی" (مقابلہ کرو متی ۲۷ باب ۲۷ سے ۳۱ آیت + مرقس ۱۵ باب ۱۶ سے ۲۰ آیت)۔

س ۹ لکھا ہے کہ یسوع کو جلال اور عزّت کا تاج پہنایا گیا۔ تاکہ خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے۔ یہاں خدا کے فضل سے کیا مُراد ہے؟ (دیکھو ۹ آیت)

ج یہ کہ مسیح کا اس جہان میں آنا اور گنہگاروں کے لئے دُکھ سہنا بنی آدم کی طرف خدا کی محبّت اور فضل کا اظہار اور ثبوت ہے۔ دیکھو خدا کی محبّت اور فضل ہر ایک آدمی کی طرف کیا ہی بے بیان اور سمجھ سے باہر ہے کہ اُس نے خود اپنے بیٹے کو اپنی گود سے اِس جہان میں بھیجا کہ وہ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پہ لئے ہوئے صلیب پہ چڑھ جائے اور یوں ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے (مقابلہ کرو متی ۲۰ باب ۲۸ آیت + یوحنا ۳ باب ۱۴ سے ۱۷ آیت + رومیوں ۵ باب

۳ سے ۵ آیت + ۵ باب ۶ سے ۹ آیت + افسیوں ۲ باب ۴ سے ۸ آیت)

س ۱: خدا کے فضل اور محبت کے بارے میں مسیح کے مُناد کبھی کبھی کون سے غلط خیال پیش کرتے ہیں؟

ج: یہ کہنا کہ یسوع کا دُکھ سہنا اور صلیب کی موت کا مزہ چکھنا یہ خدا کی محبت کی وجہ ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ برعکس اُس کے نوشتوں میں بار بار اور جگہ بہ جگہ یہ لکھا ہؤا ہے کہ "خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے"۔

س ۲: پاک نوشتوں کے جن مقامات میں اس بیان کی تائید کی گئی ہے کہ خدا نے مسیح کے بھیجنے سے اپنی محبت اور فضل ظاہر کیا اُن میں سے سات حوالے سناؤ۔

ج: دیکھو یوحنا ا باب ۱۶ سے ۱۸ آیت + یوحنا ۳ باب ۲ سے ۱۸ آیت + یوحنا ۸ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + متی ۱۸ باب ۱۲ سے ۱۴ آیت + یوحنا ۵ باب ۳۶ سے ۳۸ آیت + یوحنا ۶ باب ۳۹ و ۴۰ آیت + ططس ۲ باب ۱۱ آیت + ۱۔ تمتھیس ا باب ۲ آیت + ۱۔ پطرس ۵ باب ۱۰ آیت + گلتیوں ا باب ۱۵ سے ۱۶ آیت + افسیوں ا باب ۶ آیت + اعمال ۲۰ باب ۲۴ آیت + رومیوں ا باب ۵ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۳ باب ۱۴ آیت۔

س ۳: "موت کا مزہ چکھنا" کے معنے کیا ہیں؟

ج: (ا) پہلے یہ کہ موت گناہ کی مزدوری ہے جیسے کہ مزدور کام کرکے مزدوری کا حقدار ہوتا ہے۔ سو جو گناہ کرتا یا کرواتا ہے موت اُس کا حق اور

اس کی مزدوری ہے ۔ (دیکھو رومیوں ۶ باب ۲۳ آیت)
(۲) موت کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ وہ گناہ کی طرف خدا کے غضب اور قہر کا اظہار ہے ۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو موت نہ ہوتی ۔ لیکن ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں موت کا راج تمام روئے زمین پر پھیل گیا ہے ۔
(۳) تیسرے موت پہلے آدمی بابا آدم کے گناہ کے سبب سے دنیا میں آئی جیسا کہ پیدائش کی کتاب میں لکھا ہوا ہے ۔ (دیکھو پیدائش ۳ باب ۵ اسے ۱۷ آیت ۔ مقابلہ کرو رومیوں ۵ باب ۱۲ سے ۱۸ آیت)

س ۱۳ کس وقت بابا آدم نے موت سہی ؟
ج جس وقت اُس نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی ۔ جس دن اُس نے نافرمانی کی وہ خدا کے حضور سے نکالا گیا ۔ اور خدا کے حضور سے نکالا جانا ہی روح کی موت تھی ۔ اس وقت وہ درخت حیات کا پھل کھانے سے محروم ہوا اور موت کا پھل چکھنے لگا ۔ جب یسوع نے اس جہان میں آکر آدم زاد کی حالت اختیار کی تو سے یہ ضرورت پڑی کہ وہ موت کا مزہ چکھے ۔ اور جس وقت وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تو اُس نے اُس وقت ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھا ۔

س ۱۴ ثابت کرو کہ یسوع نے اپنی خوشی سے موت کا مزہ چکھا ۔
ج ثبوت یہ ہے کہ وہ بے گناہ تھا ۔ پس اِس بات میں اُس کو پورا اختیار تھا کہ اوروں کے لئے اپنی جان دے یا نہ دے ۔ باوجود اِس اختیار کے اُس نے اپنی خوشی سے گناہ کے بدلے میں اپنے تئیں قربان کئے جانے کے لئے دے دیا ۔ اُس نے اُس وقت موت کے پیالے کی تلخی چکھی ۔

س ۱۵ موت کی تلخی کے کیا معنی ہیں ؟

ج خدا کے حضور سے نکالا جانا یہ موت کی تلخی ہے۔

س ۱۶ کس وقت یسوع نے موت کی تلخی چکھی؟

ج جس وقت اُس نے صلیب پر خدا کی نزدیکی اور قربت محسوس نہ کی۔ اور پکار کے کہا "اے میرے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔ اُس وقت ہر ایک آدمی کے لئے اُس نے موت کا مزہ چکھا۔

س ۱۷ اِس کے معنی کیا ہیں کہ یسوع نے صرف ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھا؟ (دیکھو ۹ آیت)

ج (۱) پہلے یہ کہ گناہ کے لئے یسوع کی قربانی ہر ایک آدمی کے لئے کافی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ جس حال میں اُس کی قربانی ہر ایک آدمی کے لئے کافی ہے تو اُس کا صاف نتیجہ یہ ہے کہ ہر ایک آدمی اپنے گناہوں کی معافی یسوع کی موت سے مفت پا سکتا ہے۔ لہٰذا ہر ایک آدمی کی معافی ممکن ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ گناہوں کی معافی پانے کی جو شرط ہے وہ نہ آسمان پر چڑھنا ہے نہ پاتال میں اُترنا بلکہ ہر ایک سُننے والے پر منحصر ہے۔ اگر وہ یسوع کی موت کے وسیلے سے معافی کے کلمے سن لے اور اُس کو اپنے لئے قبول کرلے تو یقیناً وہ اپنے گناہوں کی سزا کے فتوے سے چھوٹ جائیگا۔ اور یسوع کی موت اس شخص کی موت گنی جائیگی جو قیامت والی زندگی یسوع نے موت کے بعد آسمان پر لے لی۔ اُسی زندگی میں جتنے اُس پر ایمان لانے والے اور ماننے والے ہوں وہ سب اس قیامت والی اور پاک اور ہمیشہ کی زندگی میں شامل ہونگے (دیکھو رومیوں ۱۰ باب ۴ سے ۱۲ آیت)

س ۱۸ سب سے پچھلا دشمن کون ہے؟

ج موت ۔ (مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب ۲۶ آیت)۔

س ۱۹ وہ دشمن کب بالکل نیست کیا جائیگا ؟

ج جب یسوع پاک فرشتوں کے بڑے لشکر کے ساتھ اور ہر قوم کے ایمان لانے والوں کے بے شمار گروہوں کے ساتھ آئیگا تب یہ پچھلا دشمن نیست کیا جائیگا (مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب ۲۴ سے ۲۶ و ۵۵ سے ۵۷ آیت)

س ۲۰ جس حال میں کہ پہلے آدمی کی نافرمانی یعنی بابا آدم کی نافرمانی سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ سے موت آئی تو کس کے وسیلے سے موت کا نیست کیا جانا لازم اور واجب ٹھہرتا ہے ؟

ج دوسرے آدم یعنی یسوع کی فرمانبرداری کے وسیلے سے۔ (دیکھو رومیوں ۵ باب ۱۲ سے ۲۱ آیت)

س ۲۱ پاک نوشتوں کے کن کن مقامات میں اس بات کا ثبوت ہے کہ یسوع نے موت کا مزہ اس لئے چکھا کہ ہر قوم کے جتنے لوگ اس پر ایمان لانے والے ہوں ان کے لئے موت کا مزہ چکھنا کڑوا یا دشوار محسوس نہ ہوگا؟

ج (دیکھو ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب ۱ سے ۵۷ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۲ سے ۸ آیت + ۱۔ تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۳ سے ۱۸ آیت + لوقا ۲۰ باب ۳۶ آیت + فلپیوں ۳ باب ۲۱ آیت + مکاشفہ ۲۰ باب ۱۴ آیت)

س ۲۲ نویں آیت کی تعلیم پر غور کرنے سے موت کی صورت میں کیا تبدیلی دکھائی دیتی ہے ؟

ج یہ کہ موت جو ہر ایک آدمی کا پچھلا دشمن ٹھہرا تھا اور جو گناہ کی طرف خدا کے قہر و غضب کا اظہار دکھائی دیتا تھا اب وہ مسیح کی موت سے خدا

کا فضل و رحم دکھائی دیتا ہے جس دشمن کے سامنے کوئی آدمی خواہ
کیسا ہی زور آور کیوں نہ ہو کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ اب ہر ایک آدمی چاہے
وہ کسی قوم کا کیوں نہ ہو اور کیسا ہی کمزور کیوں نہ ہو اس پچھلے دشمن
کے سامنے بے خوف و خطر کھڑا ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے دل
سے یہ یقین کرے کہ یسوع نے ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھ
لیا ہے۔ ہاں میں بھی ہر ایک آدمی کی گنتی میں محسوب ہوں۔ لہٰذا اُس
نے میرے لئے بھی موت کا مزہ چکھ لیا۔ اس لئے مجھے موت کی تلخی چکھنی
نہ پڑیگی۔ (دیکھو رومیوں ۸ باب ۳۲ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۷ سے ۳۹ آیت)

س ۲۳ دسویں آیت میں لکھا ہے۔ "جس کے لئے سب چیزیں اور جس کے
وسیلے سے سب چیزیں ہیں"۔ یہ کس کی طرف اشارہ ہے؟

ج خدا کی طرف۔ جیسا کہ لکھا ہے "کیونکہ اُسی کی طرف سے اور اسی کے
وسیلے سے اور اُسی کے لئے ساری چیزیں ہیں۔ اُس کی تمجید ابد تک
ہوتی رہے"۔ (مقابلہ کرو اکرنتھیوں ۸ باب ۶ آیت)

س ۲۴ کس کے وسیلے سے اور کس کے واسطے ساری چیزیں پیدا کی گئیں؟

ج خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے اور اُسی کے واسطے ساری چیزیں
پیدا کی گئیں (دیکھو کلسیوں ۱ باب ۱۵ اور ۱۶ آیت)

س ۲۵ جس کے لئے اور جس کے وسیلے سے سب چیزیں پیدا ہوئیں اُسے بنی
آدم کی نجات کے معاملے میں کیا کرنا مناسب تھا؟

ج یہ کہ جب وہ بہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل کرے تو وہ اُن کی نجات
کا بانی دکھوں کے ذریعہ سے کامل بنے۔

س ۲۶ اس آیت میں لفظ بانی سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ جس یونانی لفظ کا ترجمہ یہاں "بانی" کیا گیا ہے اور جگہوں میں اُس کا ترجمہ "مالک" کیا گیا ہے۔

س ۲۷ کن وجوہات کے سبب مناسب تھا کہ بنی آدم کی نجات کا بانی دُکھوں کے ذریعہ سے کامل کیا جائے؟

ج (۱) پہلا سبب یہ ہے کہ وہ ہر حال میں گناہ کے سوا اپنے بھائیوں کا شریک ہو۔ اگر وہ دُکھی ہوں تو مناسب ہے کہ وہ بھی دُکھی ہو۔ جو ہادی اپنے پیرووں کے دُکھوں میں شریک نہ ہو وہ اُن کا ہادی بننے کے لائق نہیں۔

(۲) دوسرا سبب یہ ہے کہ مسیح نے خود اپنے شاگردوں کو اس کی ضرورت بتائی کہ اے نادانو اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سُست اعتقادو۔ کیا مسیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا؟ (لوقا ۲۴ باب ۲۵ و ۲۶ آیت۔ مقابلہ کرو متی ۳)

س ۲۸ دسویں آیت میں یہ لکھا ہے "جب بہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل کرے"۔ یہاں "بیٹوں" سے کون مُراد ہیں؟

ج (۱) پہلے۔ یہاں بیٹوں سے وہ مراد ہیں جو نہ لہو سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے ہیں (یوحنا ۱ باب ۱۳ آیت)

(۲) دوسرے۔ جتنے خدا کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں۔ (رومیوں ۸ باب ۱۴ آیت)

(۳) تیسرے۔ وہ جو پاک ہوتے واسطے ہیں اور وہ جو پاک ہوتے جاتے ہیں وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ وہ یسوع کی صورت اور سیرت

پرورفتہ رفتہ بنتے جاتے ہیں (مقابلہ کرو رومیوں ۸ باب ۲۹ آیت)

(۴) چوتھے۔ وہ جو ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تاکتے رہتے ہیں۔ اور جو دوڑ اُن کے درپیش ہے اُس میں صبر سے دوڑتے جاتے ہیں۔ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ (دیکھو عبرانیوں ۱۲ باب ۱ و ۲ آیت)

(۵) پانچویں۔ وہ بیٹے ہیں جو اپنے گھر اور قوم کے سامنے یسوع کو اپنا نجات دینے والا اور مالک مانتے ہیں۔ وہ نہ اُس سے نہ اُس کے لوگوں سے شرماتے ہیں۔ (دیکھو مرقس ۸ باب ۳۸ آیت + لوقا ۹ باب ۲۶ آیت + ۲؛ باب ۸ آیت + رومیوں ۱ باب ۱۶ آیت)

(۶) چھٹے۔ وہ بیٹے ہیں جن کو روح القدس کے پہلے پھل ملے ہیں (دیکھو رومیوں ۸ باب ۲۳ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۱ باب ۲۲ آیت + ۵ باب ۵ آیت + افسیوں ۱ باب ۱۴ آیت)

(۷) ساتویں۔ وہ بیٹے ہیں جن کے دلوں اور روحوں کے ساتھ روح القدس خود کسی نہ کسی طرح سے مل کر گواہی دیتا ہے کہ وہ خدا کے فرزند ہیں (دیکھو رومیوں ۸ باب ۱۶ آیت + گلتیوں ۴ باب ۶ آیت)

س ۲۹ دنیا کے لوگ یعنی دنیادار خدا کے فرزندوں کو خوب پرکھ کر اس بات کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیوں نہیں کر سکتے کہ یہ یا وہ شخص خدا کے فرزندوں میں شامل ہے؟

ج سبب یہ ہے کہ دنیادار کی عقل یہ دریافت نہیں کر سکتی کہ آیا فلاں شخص کا ایمان مسیح پر حقیقی ہے یا نقلی۔ باطنی ہے یا صرف ظاہری۔ آیا یسوع کی طرف اُس کی محبت دل سے ہے یا کسی غرض یا مطلب سے۔ جس شخص نے خود یسوع کو خدا کا بیٹا نہیں پہچانا یا نہیں مانا تو یہ کچھ تعجب

کی بات نہیں اُس کا یسوع کے چیلوں یا بھائیوں کو نہ پہچانتا جب اُس نے مسیحیوں کے اُستاد کو اپنی عقل کی کسوٹی پہ جانچ کر نہیں پہچانا تو وہ اُس کے چیلوں کو کب مانیگا۔ جب گرُو اپنے حق میں گواہی دیتا تھا تو وہ اُس کی گواہی کو منظور نہ کرتے تھے تو جب چیلے اپنے حق میں گواہی دیں تو وہ اُن کی بھی نہ مانینگے۔ (دیکھو یوحنا ۳ باب ۱۱ و ۳۲ آیت)

س ۳۰ گیارھویں آیت میں لکھا ہے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ یسوع اور خدا باپ کی ذات ایک ہے اس لئے وہ ابن خدا کہلاتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ وہ بنی آدم کی ذات میں بھی شامل ہے اس لئے وہ ابن آدم کہلاتا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ وہ بنی آدم کی زمینی حالت میں شریک ہُوا۔ (دیکھو ۱۴ آیت)

س ۳۱ آدمی کی اصلی ذات کیا تھی؟

ج یہ کہ وہ خدا کی صورت پر پیدا ہُوا۔ (دیکھو پیدائش ۱ باب ۲۶ سے ۲۸ آیت + پیدائش ۵ باب ۱ آیت + ۹ باب ۶ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۱۱ باب ۷ آیت + افسیوں ۴ باب ۲۴ آیت + کلسیوں ۳ باب ۱۰ آیت + رومیوں ۸ باب ۲۹ آیت)

س ۳۲ یہ اصلی ذات کیسے بگڑ گئی؟

ج خدا کے حکم کی نافرمانی کرنے سے۔ (مقابلہ کرو رومیوں ۵ باب ۱۲ سے ۲۱ آیت)

س ۳۳ گیارھویں آیت میں پاک کرنے والے سے کس کی طرف اشارہ ہے اور پاک

ہونے والوں سے کس کی طرف ؟

ج پاک کرنے والا یسوع ہے اور جتنے اُس کے روحانی بھائیوں میں شریک
ہوں وہ پاک ہونے والے ہیں۔

س۳۴ پاک کرنے والے اور پاک ہونے والے میں اصلی فرق کیا ہے ؟

ج یہ کہ پاک کرنے والے میں کچھ نقص یا ناپاکی نہ ہو۔ اگر ہو تو وہ اوروں کو
کیسے پاک کرسکتا ہے ؟ جس پودے کی جڑ میں کیڑا ہو تو اُس کے پھل
پھولوں میں بھی کیڑے کا کچھ نہ کچھ زہر ہوگا۔ لہٰذا یسوع جو پاک کرنے والا
ہے گناہ سے بالکل پاک تھا (مقابلہ کرو عبرانیوں ۴ باب ۱۵ آیت + ۷
باب ۲۶ آیت + ۹ باب ۱۴ آیت + ۱۔ پطرس ۲ باب ۲۲ آیت + ۲ کرنتھیوں
۵ باب ۲۱ آیت + ۱۔ یوحنا ۳ باب ۵ آیت)

س۳۵ یسوع کن کو بھائی کہنے سے نہیں شرماتا ؟

ج وہ جو پاک ہونے والے ہیں۔ وہ جو پاکیزگی میں ترقی کرتے اور رفتہ رفتہ
اپنے پاک کرنے والے کی روحانی صورت پر ڈھلتے جاتے ہیں (دیکھو
رومیوں ۸ باب ۱۶ سے ۲۳ اور ۲۹ آیت)

س۳۶ اس سوال کا کہ یسوع کے سچے بھائی کون ہیں یسوع نے خود کیا جواب
دیا ؟

ج "جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا تو دیکھو اُس کی ماں اور بھائی باہر
کھڑے تھے۔ اور اُس سے باتیں کرنی چاہتے تھے۔ کسی نے اس سے
کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے باتیں
کرنی چاہتے ہیں۔ اُس نے خبر دینے والے کے جواب میں کہا۔ کون ہے
میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی ؟ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا

کر کہا۔ "دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں کیونکہ جو کوئی میرے
آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرے بھائی اور بہن اور ماں ہیں" (متی
۱۲ باب ۴۷ سے ۵۰ آیت مقابلہ کرو مرقس ۳ باب ۳۱ سے ۳۵ آیت + لوقا
۸ باب ۱۹ سے ۲۱ آیت)

س ۳۷ یسوع کن کو بھائی کہنے سے شرماتا ہے؟

ج اُس نے کہا۔ "جو کوئی اس زناکار اور خطاکار قوم میں مجھ سے اور میری
باتوں سے شرمائیگا ابن آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتوں
کے ساتھ آئیگا تو اُس سے شرمائیگا" (مرقس ۸ باب ۳۸ آیت۔ مقابلہ کرو
رومیوں ۱ باب ۱۶ آیت + ۲۔ تیمتھیس ۸ باب ۱۲ سے ۱۶ آیت + ۱۔ یوحنا ۲
باب ۲۸ آیت)

س ۳۸ یسوع نے اپنے جی اُٹھنے سے پہلے اپنے شاگردوں کو کیا کیا نام بخشے
اور اپنے جی اُٹھنے کے بعد کیا کیا؟

ج اُس نے اپنے جی اُٹھنے سے پہلے اپنے شاگردوں کو دوست اور اپنے
جی اُٹھنے کے بعد بھائی کہا (دیکھو متی ۲۸ باب ۱۰ آیت + یوحنا ۲۰ باب ۱۷ آیت)

س ۳۹ ان دو رشتوں یعنی دوست اور بھائی میں کیا فرق ہے؟

ج یہ کہ دوست کا رشتہ خون کا رشتہ نہیں اس لئے وہ چندروزہ ہے اور ٹوٹ
سکتا ہے۔ لیکن بھائی کا رشتہ خون کا ہے۔ وہ نہ ٹوٹ سکتا اور نہ بدل سکتا
ہے جب تک بھائی زندہ رہتا ہے یہ رشتہ بھی قائم رہتا ہے چونکہ یسوع کے
ساتھ جو بھائی کا رشتہ ہے وہ ٹوٹ نہیں سکتا اس لئے جب تک وہ زندہ رہیگا
اُس کے بھائی بھی زندہ رہینگے اور جیسے وہ مرکے جی اُٹھا ویسے ہی اُس کے
بھائی بھی مرکے اس کی دوسری آمد پہ جی اُٹھینگے۔

س۳۹ بارھویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ یسوع کہتا ہے کہ "میں تیرا نام اپنے بھائیوں میں بیان کرونگا" اس بات کی پیشین گوئی کہاں لکھی ہے؟

ج ۲۲ زبور کی ۲۲ آیت میں یوں لکھا ہے "میں اپنے بھائیوں میں تیرا نام بیان کرونگا۔ اور مجمع میں تیرا ثناخواں ہونگا" (دیکھو زبور ۲۲ کی ۲۲ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۱۷ باب ۶ آیت)

س۴۰ یسوع نے اپنے بھائیوں کو خدا کا کونسا خاص اور نیا نام بتایا؟

ج اُس نے خاص طور سے بار بار اپنے شاگردوں سے کہا کہ خدا کو اپنا آسمانی باپ سمجھو۔ اور جس وقت تم خدا سے دعا مانگو تو یوں کہو "اے ہمارے باپ تُو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے"

س۴۱ چاروں انجیلوں میں یسوع نے بہت دفعہ اپنے شاگردوں سے بیان کیا کہ خدا کو باپ کہنا صحیح اور مناسب ہے۔ اس کے ثبوت میں انجیل کے حوالے بتاؤ۔

ج (دیکھو متی ۵ باب ۱۶ آیت + ۵ باب ۴۵ آیت + ۶ باب ۹ آیت + ۶ باب ۳۲ آیت + ۷ باب ۱۱ آیت + ۱۰ باب ۲۹ آیت + ۱۸ باب ۱۴ آیت + مرقس ۱۱ باب ۲۶ آیت + ۸ باب ۳۸ آیت + لوقا ۶ باب ۳۶ آیت + ۱۱ باب ۲ آیت + ۱۲ باب ۳۰ آیت + لوقا ۱۲ باب ۲۵ آیت + یوحنا ۴ باب ۲۳ آیت + ۶ باب ۳۲ آیت + ۸ باب ۴۲ آیت + ۱۲ باب ۲۶ آیت + ۱۴ باب ۲ آیت + ۹ باب ۱۲ آیت + ۱۵ باب ۹ و ۱۶ و ۲۷ آیت + ۲۰ باب ۱۷ و ۲۱ آیت)

س۴۲ کیا قرآن میں خدا کو باپ کہا گیا ہے؟

ج نہیں۔ قرآن میں یوں تو خدا کے ۹۹ نام آئے ہیں مگر اُن میں "باپ" کا نام نہیں ہے۔

س ۴۳ ثابت کرو کہ خدا کو باپ کہنا کسی جسمانی رشتے کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔

ج یہ غلط خیال ہے کہ خدا اور مسیح میں جسمانی رشتہ ہے۔ اُن کا رشتہ روحانی ہے۔ جیسے باپ بیٹے میں ایک ہی ذات کی رُوح ہے ویسے خدا اور مسیح میں پاک ذات کی ایک ہی روح ہے۔ مسیح جو خدا کی روح کا اکلوتا بیٹا ہے ابدی ہے اور قائم بالذات ہے۔ یسوع جسمانی طور پر پیدا نہیں ہوا بلکہ معجزانہ طور پر۔ توریت۔ زبور۔ نبیوں کی کتابوں میں اور انجیل مقدس میں بے شمار آدمیوں کی پیدائش کا بیان ہے مگر کسی کی پیدائش کا بیان ایسا نہیں جیسا مسیح کی پیدائش کا۔ یسوع کو خدا کا بیٹا کہنے سے خدا کی بے عزتی نہیں ہوتی بلکہ برعکس اس کے خدا کی بڑی حمد اور ستائش ہوتی ہے۔ کیونکہ یسوع کے آدمی کے جسم میں آنے سے اور اُس کی پاک زندگی اور عجیب محبت سے خدا کی خالص محبت ظاہر ہوتی ہے۔

س ۴۵ بارھویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ "مَیں کلیسیا میں تیری حمد کے گیت گاؤنگا"۔ اس آیت میں لفظ "مَیں" کس کی طرف اشارہ کرتا ہے؟

ج لفظ "مَیں" سے پاک کرنے والا بھائی مراد ہے یعنی یسوع جس کا نام گناہ سے بچانے والا ہے۔ جسم میں جنم لینے سے پہلے اُس کو یہ نام دیا گیا تھا (دیکھو متی ۱باب ۲۱ آیت) چونکہ وہ اپنے لوگوں یعنی اپنے بھائیوں کو گناہ کی سزا اور غلامی سے بچاتا ہے اور پاک کرتا ہے اس لئے وہ پاک کرنے والا کہلاتا ہے۔

س ۴۶ بارھویں آیت میں لفظ کلیسیا سے کیا مراد ہے؟

ج (۱) پہلے۔ کلیسیا سے وہ اُمت یا لوگ مراد ہیں جو یسوع کی صلیبی موت اور جی اُٹھنے کی تاثیر سے اور پاک روح کی قدرت اور کلام کی تربیت کے وسیلے

سے پاک کئے جاتے ہیں۔

(۲) دوسرے۔ کلیسیا سے وہ اُمّت یا لوگ مراد ہیں جو یسوع کے اس سوال کا کہ "تم مجھے کیا کہتے ہو" دل سے شمعون پطرس کا سا جواب دے سکتے ہیں۔ جیسے اُس نے کہا کہ "تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا کہ مبارک ہے۔ تُو شمعون بریُونا۔ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے۔ اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تُو پطرس ہے اور میں اس پتھر پہ اپنی کلیسیا بناؤنگا اور عالمِ ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئینگے۔ (متی ۱۶ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت)

(۳) تیسرے۔ کلیسیا سے وہ اُمّت یا لوگ مراد ہیں جو یسوع کے اپنا اکیلا منجی ہونے کے اقرار سے نہیں شرماتے۔ (دیکھو رومیوں ۱ باب ۱۶ آیت)

(۴) چوتھے۔ کلیسیا سے وہ اُمّت جو یا لوگ مراد ہیں جنہیں یسوع اپنے بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔

(۵) پانچویں۔ کلیسیا سے وہ اُمّت یا لوگ مراد ہیں جو یسوع کے پیرو ہیں۔ چاہے وہ کیسے ہی غریب اور پست حال کیوں نہ ہوں اور یسوع خود اُنہیں اپنے بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔

(۶) چھٹے۔ کلیسیا سے وہ شاگرد مراد ہیں جو یسوع کے اِس سوال کا "کیا تم بھی چلے جانا چاہتے ہو؟" شمعون پطرس کے ہم زبان ہو کر یہ جواب دیتے ہیں کہ "اے خداوند ہم کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے پاس ہیں۔ اور ہم ایمان لائے اور جان گئے ہیں کہ خدا کا قدوس تُو ہی ہے۔" (یوحنا ۶ باب ۶۸ سے ۶۹ آیت)

(۷) ساتویں۔ کلیسیا سے وہ لوگ مُراد ہیں جن کے لئے یسوع خدا باپ کے حضور میں درخواست کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "میں اُن کے لئے درخواست کرتا ہوں۔ میں دنیا کے لئے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُن کے لئے جنہیں تُو نے مجھے دیا ہے۔ کیونکہ وہ تیرے ہیں" "میں آگے کو دنیا میں نہ ہونگا مگر یہ دنیا میں ہیں۔ اور میں تیرے پاس آتا ہوں۔ اے قدوس باپ اپنے اُس نام کے وسیلے سے جو تُو نے مجھے بخشا ہے اُن کی حفاظت کر تاکہ وہ ہماری طرح ایک ہوں۔ میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تُو اُنہیں دنیا سے اُٹھا لے بلکہ یہ کہ اُس شریر سے اُن کی حفاظت کر۔ جس طرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں۔ اُنہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر کیونکہ تیرا کلام سچا ہے۔ میں صرف اُنہی کے لئے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُن کے لئے بھی جو اُن کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائینگے تاکہ وہ سب ایک ہوں۔ یعنی جس طرح تُو اے باپ مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں۔ وہ بھی ہم میں ہوں اور دنیا ایمان لائے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا ہے" (مقابلہ کرو یوحنا ۱۷ باب ۹ سے ۲۶ آیت)

س ۴ بارھویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ "میں کلیسیا میں تیری حمد کے گیت گاؤنگا" یہاں لفظ "تیری" کس کی طرف اشارہ کرتا ہے؟

ج خدا باپ کی طرف۔ جیسا زبور ۲۲ کی ۲۲ و ۳۰ و ۳۱ آیت میں لکھا ہے۔

س اِس پیشین گوئی میں لفظ "مجمع" سے کس کی اُمّت مُراد ہے؟

ج یسوع کی اُمّت۔ جیسے لکھا ہے کہ جس رات یسوع پکڑوایا گیا اُس نے اپنے شاگردوں کے ساتھ شکرگزاری کی ضیافت میں شریک

ہوکر آخر کو اُن سے یہ کہا۔" مَیں تم سے کہتا ہُوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیونگا اُس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیوں۔ پھر وہ گیت گا کر باہر زیتون کے پہاڑ پر گئے۔" اس سے بائیسویں زبور میں جو پیشین گوئی ہے وہ پوری ہو گئی۔

س ۴۹ تیرھویں آیت میں یسوع کے بارے میں لکھا ہے کہ مَیں اُس پر یعنی باپ پر بھروسہ رکھونگا۔ یہ یشعیاہ نبی کی پیشین گوئی کس کس وقت یسوع کے متعلق پوری ہوئی؟

ج (۱) پہلے۔ جس وقت وہ بیابان میں بھوکا تھا۔ اُس نے اپنی بھوک رفع کرنے کے لئے پتھروں کو روٹی نہیں بنایا بلکہ یہ کہا کہ "آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہیگا بلکہ ہر بات سے جو خدا کے مُنہ سے نکلتی ہے۔" یوں اُس نے خدا پر اور اُس کے کلام پر اپنا بھروسہ ظاہر کیا۔ (دیکھو استثنا ۸ باب ۳ آیت مقابلہ کرو متی ۴ باب ۴ آیت)

(۲) دوسرے۔ جس وقت وہ پیاسا تھا اُس نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے اپنی الٰہی قدرت نہیں دکھائی بلکہ خدا باپ پر بھروسہ کرکے ایک سامری عورت سے درخواست کی کہ مجھے پانی پلا۔ (دیکھو یوحنا ۴ باب ۸ آیت)

(۳) تیسرے۔ جس وقت وہ باغ گتسمنی کے دُکھ میں پڑ گیا تو دُعا کرکے خدا باپ پر اپنا بھروسہ ظاہر کیا جیسا لکھا ہے کہ "پھر آگے بڑھا۔ اور مُنہ کے بل گر کر یہ دُعا مانگی۔ اے میرے باپ۔ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا مَیں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔"

(۴) چوتھے - پھر جس وقت اُس کے پکڑنے والے اُس کو پکڑنے کے لئے آئے تو اُس کے شاگرد اُس کو بچانے کے لئے تلوار چلانے پہ تھے تو اُس نے خدا باپ پر بھروسہ کرکے پطرس کو تلوار چلانے سے منع کیا (دیکھو متی ۲۶ باب ۵۳ آیت)

(۵) پانچویں - پھر جس وقت یسوع صلیب پر چڑھایا گیا اُس نے خدا باپ پر اپنا بھروسہ کرنا نہ چھوڑا جیسا لکھا ہے کہ "پھر دوپہر کے قریب سے تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا اور سورج کی روشنی جاتی رہی اور مقدس کا پردہ بیچ میں سے پھٹ گیا۔ پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کے کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم دے دیا" (لوقا ۲۳ باب ۴۴ سے ۴۶ آیت) ان پانچ باتوں میں یسوع نے یہ پیشینگوئی کہ میں اُس پر بھروسہ رکھونگا پوری کی۔

س تیرھویں آیت میں لکھا ہے کہ "دیکھ میں ان لڑکوں سمیت جنہیں خدا نے مجھے دیا" یہ پیشین گوئی کس نبی کی معرفت کہی گئی؟

ج یشعیاہ نبی کی معرفت (دیکھو یشعیاہ ۸ باب ۱۸ آیت)

س کیا یسوع نے اپنے شاگردوں کو اپنے لڑکے کہا؟

ج ہاں - (دیکھو مرقس ۲ باب ۵ آیت)

س چودھویں آیت میں اس بات کا کیا ثبوت دیا جاتا ہے کہ یسوع اور اُس کے شاگرد ایک ہی حالت میں شریک ہوں؟

ج یہ کہ جس حال میں اُس نے یہ کہا کہ "دیکھ میں اُن لڑکوں سمیت جنہیں خدا نے مجھے دیا" تو اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جیسے لڑکے خون

اور گوشت میں شریک ہیں تو ایسے یسوع کو بھی ان کی طرح خون اور گوشت میں شریک ہونا تھا۔

س ۳ لڑکے کے خون اور گوشت سے کیا مُراد ہے؟

ج خون سے فانی انسانی زندگی مُراد ہے۔ اور گوشت سے اِس فانی انسانی زندگی کی کمزوری مُراد ہے۔ خون اور گوشت کل بنی آدم کی یگانگت کا رشتہ ہے۔ خون اور گوشت میں شریک ہو جانے سے یہ مُراد ہے کہ یسوع گناہ کے سوا اور تمام باتوں میں حقیقی انسان بنا۔ (دیکھو یوحنا ۱ باب ۱۴ آیت) وہ آدمیوں کے خون اور گوشت کی کمزوریوں میں شریک ہُؤا۔ جن کمزوریوں میں آزمائش پیدا ہوتی ہے اُن میں وہ شریک ہُؤا لیکن گناہ کا مرتکب نہ ہُؤا۔

س ۴ گناہ کے علاوہ اور کون سی کمزوریاں ہیں جن سے آزمائش پیدا ہو سکتی ہے؟

ج بھوک۔ پیاس۔ تھکاوٹ۔ ماندگی۔ غریبی۔ شرم۔ اکیلا چھوڑا جانا۔ وغیرہ۔

س ۵ جس مقصد سے یسوع آدمی کے خون اور گوشت میں شریک ہُؤا اُس کا بیان کرو۔

ج یہ کہ موت کے وسیلے سے ابلیس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی تباہ کر دے۔

س ابلیس کون ہے؟

ج خواہ وہ پہلے کوئی پاک فرشتہ تھا یا کوئی پاک مخلوق جو کسی قصور یا نافرمانی کے سبب خدا کے حضور سے نکالا گیا تھا۔ کسی نہ کسی

طرح سے اس کو پہلے آدمی اور عورت کو آزمانے کا موقعہ دیا گیا تھا۔
اور بعد میں صادق ایوب کو پرکھنے کا اختیار دیا گیا (مقابلہ کرو پیدائش
۳ باب + ایوب ۱ باب)

س ۵۵ بنی آدم اور یسوع دونو خون اور گوشت میں شریک ہوئے۔ مگر اُن
کے شریک ہونے میں جو کچھ فرق ہے وہ بتاؤ۔

ج یسوع اُس میں شریک ہونے سے پہلے خدا باپ کے ساتھ جلال
میں رہا۔ اور اب اے باپ تو اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش
سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے"
(یوحنا ۱۷ باب ۵ آیت + ۱ باب ۱ سے ۱۴ آیت) یسوع اپنی خوشی سے
آدمی کے خون اور گوشت میں شریک ہوا۔ (دیکھو عبر ۲ باب ۱۴ کی ۶ و ۷
آیت + یوحنا ۱۰ باب ۱۷ و ۱۸ آیت)

س ۵۶ لفظ ابلیس کس ملک کی زبان کا لفظ ہے؟

ج یہ لفظ یونانی زبان کے لفظ ڈائبلس سے ماخوذ ہے۔

س ۵۷ انجیل مقدس کے جن مقامات میں یسوع اس یونانی لفظ ابلیس یا
ڈائبلس کو استعمال میں لایا۔ بتاؤ۔

ج (۱) جس دشمن نے انہیں بویا وہ ابلیس ہے اور فصل دنیا کا آخر
اور کاٹنے والے فرشتے ہیں" (دیکھو متی ۱۳ باب ۲۴ سے ۳۰ آیت)
(۲) دوسرے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا میں نے تم بارہ
کو نہیں چن لیا؟ اور تم میں سے ایک شخص شیطان ہے۔ اُس نے
یہ شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کی نسبت کہا۔ کیونکہ یہی جو ان
بارہ میں سے تھا جو اُسے پکڑوانے کو تھا (یوحنا ۶ باب ۷۰ و ۷۱)

آیت) "اور جب ابلیس شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریوتی کے دل میں ڈال چکا تھا کہ اُسے پکڑوائے تو شام کا کھانا کھاتے وقت" (یوحنا ۱۳ باب ۲ آیت) "اور اُس نوالے کے بعد شیطان اُس میں سما گیا۔ پس یسوع نے اس سے کہا کہ جو کچھ تو کرتا ہے جلد کر لے" (یوحنا ۱۳ باب ۲۷ آیت) "جب تک اُن کے ساتھ رہا میں نے تیرے اُس نام کے وسیلے سے جو تُو نے مجھے بخشا ہے اُن کی حفاظت کی میں نے اُن کی نگہبانی کی اور ہلاکت کے فرزند کے سوا اُن میں سے کوئی ہلاک نہ ہُوا تاکہ کتاب مقدس کا لکھا ہُوا پورا ہو" (یوحنا ۱۷ باب ۱۲ آیت)

(۳) "تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو۔ وہ شروع ہی سے خونی ہے اور سچائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اس میں سچائی ہے نہیں۔ جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے بلکہ جھوٹ کا باپ ہے" (یوحنا ۸ باب ۴۴ آیت)

س ۱۰ جو اور نام یسوع نے ابلیس یا ڈائبلس کو دیا وہ بتاؤ۔

ج اُس نے اُس کو ایک عبرانی زبان کے لفظ "شیطان" سے موسوم کیا۔

س ۱۱ جن مقامات میں یسوع نے ابلیس کو عبرانی نام شیطان دیا اُن مقامات کا ذکر کرو۔

ج دیکھو متی ۴ باب ۱۰ آیت + ۱۲ باب ۲۶ آیت + ۱۶ باب ۲۳ آیت + لوقا ۱۰ باب ۱۸ آیت + ۱۳ باب ۱۶ آیت + ۲۲ باب ۳۱ آیت۔

س ۱۲ جس جس جگہ یسوع نے ابلیس کو اُس دنیا کا سردار کہا بتاؤ۔

ج "اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے اب دنیا کا سردار نکال دیا جائیگا۔"
(یوحنا ۱۲ باب ۳۱ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۱۴ باب ۳۰ آیت + ۲-کرنتھیوں ۴ باب ۴ آیت + افسیوں ۲ باب ۲ آیت + ۶ باب ۱۲ آیت + متی ۱۳ باب ۱۹ آیت + لوقا ۸ باب ۷ آیت + ۱-یوحنا ۴ باب ۴ آیت + ۱-یوحنا ۵ باب ۱۹ آیت)

س ۴۳ جن مقامات میں یسوع نے شیطان کو "شریر" کہا بتاؤ۔

ج یسوع نے اپنے شاگردوں کو یہ دعا سکھلائی کہ "اے ہمارے باپ ہمیں شریر سے بچا"۔ دیکھو متی ۶ باب ۹ و ۱۳ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۱۷ باب ۱۵ آیت + ۱-یوحنا ۲ باب ۱۱ آیت ۵ باب ۱۸ اور ۱۹ آیت)

س ۴۴ وہ جگہیں بتاؤ جن میں ابلیس اژدہا یعنی پرانا سانپ کہلاتا ہے۔

ج (دیکھو مکاشفہ ۱۲ باب ۷ سے ۱۰ آیت)

س ۴۵ یہ لکھا ہے کہ ابلیس کو موت پر قدرت حاصل تھی یا حاصل ہے۔ ابلیس نے یہ قدرت کب پائی؟

ج جب پہلے آدمی نے جو آدم کہلاتا تھا خدا کے حکم کی نافرمانی کی تب سے وہ ابلیس کی قدرت میں پڑ گیا تھا (پیدائش ۳ باب ۱۵ سے ۱۷ آیت)

س ۴۶ جن جگہوں میں شمعون پطرس رسول نے ابلیس یا ڈائبلس یا شیطان کا ذکر کیا وہ بتاؤ۔

ج دیکھو اعمال ۵ باب ۳ آیت + ۱۰ باب ۳۸ آیت + ۱-پطرس ۵ باب ۸ آیت)

س ۶۷ کتاب مقدس کے جن مقامات میں یوحنا رسول نے ابلیس یا ڈائبلس یا شیطان کا ذکر کیا وہ بتاؤ۔

ج "جو شخص گناہ کرتا ہے وہ ابلیس سے ہے کیونکہ ابلیس شروع ہی سے گناہ کرتا رہا ہے۔ خدا کا بیٹا اسی لئے ظاہر ہُوا تھا کہ ابلیس کے کاموں کو مٹائے" (۱۔ یوحنا ۳ باب ۸ آیت مقابلہ کرو ۱۔ یوحنا ۳ باب ۱۰ آیت + مکاشفہ ۲ باب ۱۰ آیت + ۱۲ باب ۹ آیت + ۲۰ باب ۲ آیت + ۲۱ باب ۱۰ آیت + ۲ باب ۹ و ۱۳ و ۲۴ آیت + ۳ باب ۹ آیت)

س ۶۸ کتاب مقدس کے جن مقامات میں یعقوب رسول نے ابلیس یا ڈائبلس یا شیطان کا ذکر کیا وہ بتاؤ۔

ج (دیکھو یعقوب ۴ باب ۷ آیت مقابلہ کرو یہوداہ کا عام خط ۹ آیت)

س ۶۹ پولوس رسول کے جن خطوں میں ابلیس یا ڈائبلس یا شیطان کا ذکر ہے بتاؤ۔

ج (دیکھو ۱۔ کرنتھیوں ۱۰ باب ۲۰ و ۲۱ آیت + افسیوں ۴ باب ۲۷ آیت + ۶ باب ۱۱ آیت + ۱۔ تمتھیس ۳ باب ۶ و ۷ آیت + ۱۔ تمتھیس ۴ باب ۱ آیت + رومیوں ۱۶ باب ۲۱ آیت + ۱۔ تھسلنیکیوں ۲ باب ۱۱ آیت + ۲۔ تھسلنیکیوں ۲ باب ۹ آیت + ۱۔ تمتھیس ۱ باب ۲۰ آیت)

س ۷۰ کس کے فریب اور مکر سے پہلے آدمی نے خدا کے حکم کو توڑ ڈالا؟

ج ابلیس یعنی شیطان کی جھوٹی باتیں ماننے سے۔

س ۷۱ کس صورت میں ہو کے ابلیس نے پہلے آدمی کو بہکایا؟

ج اُس نے نورانی فرشتے کی صورت میں ہو کے فریب دیا۔ جیسا لکھا ہے کہ "شیطان بھی اپنے آپ کو نورانی فرشتے کا ہم شکل بنا لیتا ہے"

(۱۔ کرنتھیوں ۱۱ باب ۱۴ آیت)

س ۲۶ ابلیس نے کسی نہ کسی نورانی صورت یا شکل میں ہو کے کس طرح سے پہلے آدمی کی جورو کو بہکایا؟

ج خدا نے پہلے آدمی کو صاف یہ حکم دیا تھا کہ "تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا۔ کیونکہ جس دن تو اس سے کھائیگا تو ضرور مریگا"۔ (پیدائش ۲ باب ۱۶ و ۱۷ آیت) پھر شیطان نے عورت کے دل میں شک پیدا کیا۔ اُس نے کہا کہ "کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے کہا کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا؟" (پیدائش ۳ باب ۱ آیت) یعنی اُس نے یہ نہیں کہا ہوگا۔

س ۲۷ ابلیس کی جھوٹی باتیں ماننے سے کیا نتیجہ نکلا؟

ج یہ کہ آدمی اور عورت نے نافرمانی کا بدلا پایا۔ اُن کے دلوں میں شرم اور خوف پیدا ہوا۔ وہ خدا کی آواز سُن کر ڈر کے مارے بھاگ گئے (دیکھو پیدائش ۳ باب ۸ آیت) پھر خدا نے جیسا کہ اُس نے اُن کو آگاہ کیا تھا اُنہیں اپنے حضور سے نکال دیا۔ خدا کے حضور سے نکال دیا جانا ہی گناہ کی سزا اور نافرمانی کی جڑ ہے اور اس جڑ سے ہر قسم کی موت سرزد ہوتی ہے۔ جس وقت جان بدن سے نکل جاتی ہے موت واقع ہوتی ہے۔ ایسے ہی جس وقت پہلے آدمی نے گناہ کیا وہ خدا کے حضور سے نکالا گیا۔ اور یہی آدمی کی روح کی موت ہے۔

س ۲۸ جب آدمی اس نافرمانی کی وجہ سے خدا کی حضوری سے نکال دیا گیا تو وہ کس کی قدرت اور اختیار میں پڑ گیا؟

ج ابلیس کی قدرت میں۔ جس اختیار یعنی غلامی میں آدمی اپنی نافرمانی کی وجہ

سے ڈال دیا گیا تھا وہ ابلیس کی ہے۔ یعنی وہ اِس دنیا کے سردار کے قبضے میں پڑ گیا۔

س کس کی موت کے وسیلے بنی آدم ابلیس کی عملداری اور قدرت سے چھوٹ گئے؟

ج یسوع کی موت کے وسیلے۔ جیسے لکھا ہے "کیونکہ جب ایک شخص کے قصور کے سبب موت نے اُس ایک کے ذریعے سے بادشاہی کی تو جو لوگ فضل اور راستبازی کی بخشش افراط سے حاصل کرتے ہیں وہ ایک شخص یعنی یسوع مسیح کے وسیلے سے ہمیشہ کی زندگی میں ضرور ہی بادشاہی کرینگے۔ غرض جیسا کہ ایک قصور کے سبب سے وہ فیصلہ ہُوا جس کا نتیجہ سب آدمیوں کی سزا کا حکم تھا ویسے ہی راستبازی کے ایک کام کے وسیلے سے سب آدمیوں کو وہ نعمت ملی جس سے راستباز ٹھہر کے زندگی پائیں" (مقابلہ کرو رومیوں ۵ باب ۱۲ سے ۱۸ آیت) اِس کے معنے یہ ہیں کہ جیسے پہلے آدمی کی نافرمانی اور قصور کے سبب سے جتنے لوگ پُشت در پُشت اُس سے پیدا ہوتے آئے ہیں سب کے سب اُس کی نسل میں ہو کے اُس کے ساتھ موت کی سزا کے سزاوار ٹھہرتے ہیں۔ ویسے ہی یسوع کی پوری فرمانبرداری اور موت کی تلخی چکھنے سے سب کے سب جتنے اُس کی موت کو اپنی نافرمانی کا بدلہ مانتے ہیں موت کی سزا کی حالت سے نکل کر یسوع کی موت کے وسیلے غلبہ اور فتح پانے کی حالت میں داخل ہوتے ہیں۔ جس وقت وہ یسوع کی موت کو اپنی ہی موت کا بدلہ مانتے ہیں فوراً ابلیس کی عملداری سے نکل کر یسوع کی بادشاہت میں داخل پاتے ہیں (مقابلہ کرو یوحنا ۳ باب ۱۸ آیت +

۵ باب ۴۴ و ۲ آیت)

س ۴۰ موت کا ڈنک کب نکل جاتا ہے؟

ج جب کوئی دل سے پچھتائے اور یقین کرے کہ یسوع میرے گناہوں کے بدلے میں مؤا۔ (دیکھو ۱-کرنتھیوں ۱۵ باب ۳ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ آیت + رومیوں ۱۰ باب ۸ آیت)

س ۴۱ جب یسوع کے ماننے والے قوی اُمید سے موت پر فتح کے گیت گا سکتے ہیں تو اُن کی یہ اُمید کب پوری ہوگی؟

ج جب یسوع قدرت اور جلال کے ساتھ پھر آئیگا دیکھو کلسیوں ۳ باب ۳ و ۴ آیت + ۱-یوحنا ۳ باب ۱ سے ۳ آیت)

س ۴۲ پندرھویں آیت میں لکھا ہے کہ یسوع اپنی موت کے وسیلے سے اپنے بھائیوں کو موت کے ڈر سے چھڑا لیتا ہے۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ نہیں کہ وہ اس زمانے میں یا اپنے پھر زمین پر آنے سے پہلے اپنے بھائیوں کو جسم یا بدن کی موت سے چھڑا لیتا ہے پر معنے یہ ہیں کہ اس زمانے میں وہ اُنہیں موت کے ڈر سے چھڑا لیتا ہے۔ جب تک کہ وہ پھر نہ آئے اُنہیں مرنا ہوگا۔ (دیکھو ۹ باب ۲۷ آیت)

س ۴۳ بنی آدم موت سے کیوں ڈرتے ہیں؟

ج (۱) پہلا سبب یہ ہے کہ جان اور جسم۔ روح اور بدن میں ایسا رشتہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہونا نہیں چاہتے۔ وہ دونوں موت کو دشمن جان کر آخری دن کے آخری دم تک مل کے اُس سے لڑتے رہتے ہیں۔

(۲) دوسرا سبب یہ ہے کہ اُس جگہ کے متعلق جہاں مرتے وقت

جان بدن سے جُدا ہو کر جاتی ہے اُسے صاف اور پوری خبر نہیں۔ اِس لیئے جان اُس خاکی بدن سے جہاں وہ سکونت کرتی ہے نکل جانے سے ڈرتی ہے۔ جان کو موت ایسی دشمن نظر آتی ہے جو اُسے مار کے اُس کا سب لباس لیتی اور اُسے ننگا چھوڑ دیتی ہے۔

(۳) تیسرا سبب یہ ہے کہ جو جان بدن کے اندر بستی ہے وہ مرتے وقت نہ صرف بدن ہی سے جُدا ہوتی ہے بلکہ دوستوں اور گھر والوں سے بھی۔ اُس وقت ایسی جُدائی ہوتی ہے کہ نہ معلوم پھر ایک دوسرے کو کب دیکھینگے۔

(۴) چوتھا سبب یہ ہے کہ ابلیس آدمی کے مرتے وقت کبھی کبھی اُسے اُس کے عمر بھر کے گناہوں کی یاد دلاکر اُن کی معافی پانے سے نا اُمید کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ابلیس کا ایک نام یسوع کے بھائیوں پر الزام لگانے والا ہے اور وہ اُن کے گناہ اُنہیں یاد دلا کر خوف دلانا چاہتا ہے۔ "پھر میں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز آتی سُنی کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہت اور اُس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہُوا۔ کیونکہ ہمارے بھائیوں پر الزام لگانے والا جو رات دن ہمارے خدا کے آگے اُن پر الزام لگایا کرتا ہے گرادیا گیا۔ اور وہ برّے کے خون اور اپنی گواہی کے کلام کے باعث اُس پر غالب آئے اور انہوں نے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا یہاں تک کہ موت بھی گوارا کی۔ پس اے آسمانو اور اُن کے رہنے والو۔ خوشی مناؤ۔ اے خشکی اور تری۔ تم پر افسوس ہے کیونکہ ابلیس بڑے غصہ میں تمہارے پاس اُتر کر آیا ہے۔ اِس لئے کہ جانتا ہے کہ میرا تھوڑا ہی سا وقت

باقی ہے" (مکاشفہ ۱۲ باب ۱۰ سے ۱۲ آیت)

س جس لفظ کا ترجمہ سولھویں آیت میں ساتھ دینا کیا گیا ہے اُس کے اصلی معنے کیا ہیں؟

ج اَور جگہوں میں اس لفظ کا یوں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ہاتھ پکڑنا یا ہاتھ لگانا۔ (دیکھو لوقا ۱۴ باب ۴ آیت) یا قبضہ کر لینا جیسا کہ ۱۔ تمتھیُس ۶ باب ۱۲ آیت میں لکھا ہے۔

س اِن سب آیتوں کے مقابلہ سے یسوع کا ابرہام کی نسل کا ساتھ دینے سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ جیسا یسوع نے بیماروں اور گرے ہوؤں کو ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا ویسے ہی وہ ابراہام اور اُس کی نسل کا ہاتھ پکڑ کے ان کو بحال کرنے اور بچانے آیا۔

س ابرہام کی نسل سے کیا مُراد ہے؟ یا اُس کی نسل میں کون کون شریک ہیں؟

ج (۱) پہلے۔ جتنے بنی اسرائیل ہیں۔ وہ شریک ہیں اس لئے کہ وہ ابرہام کے بیٹے اضحاق کے فرزند ہیں۔

(۲) دوسرے۔ جتنے توریت۔ زبور اور انبیاء کی کتابوں کے لکھنے والے ہیں وہ سب کے سب ابرہام کی نسل سے نکلے۔ کتاب مقدس کے پُرانے عہدنامہ کے لکھنے والے موسیٰ نبی سے لے کر ملاکی نبی تک وہ سب کے سب ابرہام کے بیٹے اضحاق کی نسل سے تھے۔

(۳) تیسرے۔ جو کتاب نیا عہدنامہ یا انجیل مقدس کہلاتی ہے اُس

کے سب لکھنے والے بھی ابرہام کے بیٹے اضحاق سے نکلے۔
(۴) چوتھے۔ یسوع خود بھی جسم کے اعتبار سے ابرہام کے بیٹے اضحاق کی نسل سے نکلا (دیکھو متی ۱ باب ۱ و ۲ آیت۔ لوقا ۳ باب ۳۴ و ۲۹ آیت + رومیوں ۱ باب ۳ و ۹ آیت)

س ۸۳ اِس سولھویں آیت میں یہ لفظ نسل واحد ہے۔ پولوس رسول اس سے کیا نتیجہ نکالتا ہے؟

ج یہ کہ جو وعدہ ابرہام سے کیا گیا تھا کہ "تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پائینگی وہ وعدہ مسیح کی طرف اشارہ کرتا ہے پس ابرہام اور اُس کی نسل سے وعدے کئے گئے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ نسلوں سے کہ جیسا بہتوں کے واسطے کیا جاتا ہے۔ بلکہ تیری نسل کو یعنی ایک کے واسطے اور وہ مسیح ہے (مقابلہ کرو گلتیوں ۳ باب ۱۹ آیت + اعمال ۳ باب ۲۵ آیت + پیدائش ۱۲ باب ۳ آیت + ۱۸ باب ۱۸ آیت + ۲۶ باب ۴ آیت + رومیوں ۳ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت)

س جس حال کہ ابرہام کی نسل سے یسوع مُراد ہے تو اُس سے کل قوموں کو کیا تسلّی ملتی ہے؟

ج یہ کہ یسوع صرف ایک دو یا تین قوموں ہی کو گناہ سے نجات بخشنے کے لئے نہیں آیا بلکہ جتنے خواہ کسی قوم کے کیوں نہ ہوں اُس کی طرف پھریں وہ اُنہیں گناہ سے بچانے اور ہمیشہ کی زندگی بخشنے کے لئے آیا۔ اور وہ ابرہام کی نسل گنے جائینگے اور وہ اُن کو اپنا بھائی جان کر اُن کا ساتھ دیگا۔

س ۸۵ ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ "یسوع کو سب باتوں میں اپنے بھائیوں کی مانند بننا لازم تھا" بتاؤ کہ کیوں یہ لازم تھا؟

ج اس لئے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے خدا کے سامنے ایک رحم دل سردار کاہن بنے۔ اگر سب باتوں میں گناہ کے سوا وہ اپنے بھائیوں کی مانند نہ بنتا تو وہ رحم دل نہ ہو سکتا تھا۔ مثلاً اگر وہ آپ ہی ابلیس سے نہ آزمایا جاتا تو وہ کیسے معلوم یا محسوس کر سکتا تھا کہ ابلیس کن حیلوں اور تدبیروں سے آدمی کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے جس شخص کے ہاتھ پاؤں میں بڑی بڑی کیلیں ٹھوکی گئیں کیا وہ ایسے دکھیوں کے ساتھ ہمدرد نہ ہو سکیگا؟ جس شخص کو اپنی قوم اور گاؤں والوں نے ناحق اور بے سبب قصوروار ٹھہرایا کیا وہ ایسوں کی ہمدردی نہ کر سکیگا؟ ہاں یسوع کو ایسے ایسے دکھوں اور آزمائشوں میں پڑنا لازم تھا کہ وہ اپنے پیروؤں کے لئے ایک مہربان اور ہمدرد سردار کاہن بنے۔ (دیکھو ۱۷ اور ۱۸ آیت۔ مقابلہ کرو ۴ باب ۱۵سے ۱۶ آیت + ۵ باب ۲ آیت + یشعیاہ ۵۳ باب ۳ سے ۴ آیت)

س ۸۶ ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ یسوع کو سب باتوں میں اپنے بھائیوں کی مانند بننا لازم ہؤا۔ کیوں لازم ہؤا؟

ج چونکہ اس کے بھائی جسمانی بدن کی زندگی گزرانتے تھے اور گزرانتے ہیں اس لئے اُس کو بھی اُن کی مانند آدمی ہی کے جسمانی بدن میں جنم لینا یعنی اوتار لینا لازم تھا نہ کہ جانور کے بدن میں۔ نہیں تو جب تک وہ اُن کی بھائی بندی میں اُن کی مانند جسمانی بدن نہ لے وہ اُن کا بھائی کیسے بنے؟

س ۸۷ ۱۷ آیت میں کفارہ دینے سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ جس قربانی کے وسیلے سے گنہگار شخص سلامتی کے ساتھ خدا کے

قریب پہنچے اس قربانی کو کفارہ کہنا صحیح ہے۔ جس قربانی کے وسیلے سے گنہگار شخص کا خدا سے ملاپ ہو وہ وسیلہ کفارہ کہلاتا ہے۔

س لفظ کفارہ کس زبان سے نکلا ہے؟

ج عبرانی زبان کے لفظ کیفر سے۔ اس سے یہ لفظ کفارہ نکلا ہے۔

س۹ موسوی شریعت میں جو اس لفظ کیفر یا کفارہ کے کئی ایک معنے ہیں وہ بتاؤ۔

ج موسوی شریعت میں یہ حکم تھا کہ ہر سال میں ایک خاص مقدس دن ہو جس میں کل بنی اسرائیل اپنے سال بھر کے گناہوں کو یاد کر کے اُن کا اقرار کریں اور سردار کاہن اُن کے بدلے میں قربانیاں گذرانے۔ ان قربانیوں کے وسیلے سے وہ خدا کے مقدس میں دخل پائیں۔ اور جو قربانی سردار کاہن گذرانے وہ گناہوں کا کفارہ ہو۔

س۹ موسوی شریعت کے موافق اُمت کے گناہوں کی کفارہ گاہ کہاں تھی؟

ج وہ خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ تھی۔

س۹ کون شخص اس پاک ترین جگہ میں کفارہ گاہ کے پاس جا سکتے تھے؟

ج بنی اسرائیل کا سردار کاہن سال میں ایک مرتبہ جا سکتا تھا۔ سال میں جس دن وہ پاک ترین جگہ میں کفارہ گاہ کے پاس جاتا وہ دن کفارہ کا دن کہلاتا تھا۔ (دیکھو احبار ۱۶ باب ۲ سے ۳۴ آیت)

س۹ جن کی آزمائش ہوتی ہے یسوع کو اُن کی مدد کرنے کی قابلیت کیسے حاصل ہوئی؟

ج اُس نے خود بھی آزمائش کی حالت میں دکھ اُٹھایا (مقابلہ کرو عبرانیوں

۲ باب ۱۸ آیت + ۴ باب ۱۵ آیت + لوقا ۲۲ باب ۲۸ آیت)

(۱) پہلے وہ جنگل میں ابلیس سے آزمایا گیا۔ (دیکھو متی ۴ باب ۱ آیت)

(۲) دوسرے۔ جس وقت وہ ابلیس سے آزمایا گیا اُس کو بھوک لگی۔ (متی ۴ باب ۲ آیت)

(۳) تیسرے۔ جس وقت وہ ابلیس سے آزمایا گیا وہ اکیلا تھا اور اُس جگہ میں جنگلی جانور رہتے۔ نہ کوئی شاگرد ہمراہ تھا نہ کوئی خاندان نزدیک تھا کہ اُس کی مدد کرتا۔ (دیکھو مرقس ۱ باب ۱۲ آیت)

(۴) چوتھے وہ نہ صرف جنگل ہی میں ابلیس سے آزمایا گیا بلکہ مقدس شہر یروشلم کی ہیکل میں بھی۔ ہاں یہ خیال اغلب ہے کہ اُس پاک جگہ میں بھی ابلیس نے اپنے آپ کو نورانی فرشتہ کا ہم شکل بنا کر اور پاک نوشتے ہاتھ میں لئے ہوئے خداوند یسوع کو آزمانے کی کوشش کی (دیکھو متی ۴ باب ۶ و ۷ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۱۱ باب ۱۳ و ۱۴ آیت) پھر ابلیس نے یسوع کو دنیا کی ساری بادشاہتیں اور اُن کی شان وشوکت دکھا کر اُس سے کہا کہ اگر تو جُھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دیدونگا۔ جس صورت میں یسوع نے اکیلے جنگل میں اور مقدس شہر یروشلم کی ہیکل میں اور دنیا کی شان وشوکت کے دعوے سے آزمایا جاکر جو کچھ اُٹھایا۔ کیا وہ اُن کی بھی جن کی آزمائش ہو چاہے وہ کسی جگہ اور کیسے ہی حال میں کیوں نہ ہوں مدد نہیں کر سکتا ؟

حاصل کلام

عبرانیوں ۲ باب ۹ سے ۱۸ آیت تک

۱۔ ان آیتوں میں ایک اعتراض کا جواب پایا جاتا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ فرض کیجئے کہ اگر عبرانی مسیحیوں کا یہ دعویٰ کہ یسوع ازل سے خدا کے ساتھ تھا اور اُس کی ذات اور خدا کی ذات میں کچھ فرق نہیں صحیح ہے تو بھی یہ سوال لازم آتا ہے کہ پھر اُس کے انسان بننے کی کیا ضرورت ہوئی؟ کیا وہ بغیر انسان بنے بنی آدم کو نجات نہ بخش سکتا تھا؟

اِن دس آیات میں ان سوالوں کے یہ جواب دیئے گئے ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ اگر وہ آدمی نہ بنتا تو وہ ہر آدمی کے لئے موت کا مزہ نہ چکھتا۔ (دیکھو ۹ آیت) ایک آدمی کے گناہ کے سبب سے موت جو خدا کے حکم سے اُس گناہ کی سزا ٹھہری تھی اُس آدمی کی ساری نسل پر پھیل گئی۔ یہاں تک کہ اُن پر بھی موت نے بادشاہی کی۔ اس موت کا مزہ چکھنے سے چھوٹ جانے کی ایک راہ خدا جب الحق ٹھہری کہ دوسرا آدمی جو بے گناہ ٹھہرے اور وہ خدا کے ہر ایک حکم کی فرمانبرداری کرکے ہر ایک آدمی کے بدلے میں موت کا مزہ چکھے۔ لہٰذا یسوع

کو جو خدا کی نظر میں بے عیب اور بیگناہ تھا لازم ہُوا کہ وہ انسان بن کر ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے (غور سے پڑھو عبریوں ۵ باب ۱۲ سے ۲۱ آیت)

(۲) دوسرا یہ کہ یسوع کے انسان بننے کی یہ بھی ضرورت تھی کہ چونکہ جن کے لئے وہ گناہ سے نجات بخشنے کو دنیا میں آیا وہ سب دکھی ہیں تو کیا آدمیوں کے سردار کا بھی دُکھی ہونا واجب اور مناسب نہیں؟ کیا یہ مناسب ہے کہ سپاہیوں کا سپاہ سالار اپنے گھر میں بیٹھا رہے یا یہ کہ اُن کے آگے آگے چلے اور اپنی جان بچانے کی کچھ پروا نہ کرے؟

(۳) تیسرا یہ کہ یسوع کو آدمی بننا ضرور ہُوا تاکہ وہ آدمیوں پر حقیقت صاف کرے کہ خدا بنی آدم پر ایسی نگاہ رکھتا ہے جیسی باپ اپنے بیٹوں پر۔ یسوع نے اپنے پیروؤں کو بھائی کہا گو وہ کمزور کم پایہ غریب اور ناقابل تھے تو بھی وہ اُن کو بھائی کہنے سے نہ شرمایا۔ جیسے کہ ایک گھر میں جتنے بڑے چھوٹے بھائی ہوں اُن کا ایک ہی باپ ہوتا ہے اسی طرح سے یسوع نے بھی اپنے پیروؤں کو بھائی کہنے سے یہ بات ظاہر کی کہ اُس کا اور اُن کا باپ ایک ہی ہے۔ گو یسوع روح القدس کی گواہی سے بار بار اور طرح بطرح سے خدا کا ازلی اور پاک بیٹا ٹھہرا مگر جب وقت پورا ہُوا تو وہ انسان بنا اور بنی آدم کے درمیان رہا تاکہ وہ خدا باپ کی محبت ظاہر کرے۔ پس جب یسوع کمزور آدمیوں کو اپنا بھائی کہنے سے نہیں شرمایا تو یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ خدا

سے حضور اور خدا کے گھر میں اُس کا اور اُن کا جن کو وہ بھائی کہتا ہے ایک ہی باپ ہے - بے شک اُس میں اور اُن میں یہ فرق ہے کہ وہ اُن کا پاک کرنے والا ہے اور وہ اس سے پاک ہونے والے ہیں - اُس کو اپنے بھائیوں کا پاک کرنے والا بننے کے لئے انسان بننا ضرور ہُوا - (دیکھو ۱۱ سے ۱۳ آیت + یوحنا ۱ باب ۱۲ و ۱۸ آیت + ۷ باب او ۴ سے ۱۱ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۳ و ۲۶ آیت + مرقس ۱ باب ۱۵ آیت + گلتیوں ۴ باب ۴ سے ۷ آیت + افسیوں ۱ باب ۱۰ آیت)

(۴) چوتھا یہ کہ یسوع کو آدمی بننا ضرور تھا اس لئے کہ وہ موت کے وسیلے سے موت کے بانی ابلیس کو تباہ کر دے (پڑھو ۱۴ و ۱۵ آیت) ابلیس اس دنیا کا سردار کہلاتا ہے - پس دنیا کے سردار کی عملداری اس دنیا میں آدمیوں کے درمیان ہے - لہذا یسوع کو آسمانی مقاموں کو چھوڑ کر اس دنیا میں آنا پڑا تاکہ وہ دنیا کے سردار ابلیس سے آزمایا جائے - طرح طرح کی سخت آزمائشوں کے باوجود یسوع کامل طور پر پاک نکلا - اُس نے عمر بھر خدا کی فرمانبرداری کی اور علاوہ اس کے آخر کار اُس نے صلیب پر موت کا مزہ چکھ کر موت اور ابلیس کا ڈنک توڑ ڈالا - تاکہ جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ اور یسوع کے کفارے پر تکیہ کرکے اُس کی صلیبی موت کی طرف دیکھے وہ موت کے ڈر سے چھوٹ جائے - یوں ہی یسوع صلیبی موت کے وسیلے سے ابلیس کی سرداری اور موت کے ڈر سے اپنے ایمان دار بندوں کو چھڑا لیتا ہے -

(۵) پانچویں یہ کہ یسوع کو آدمی بننے کی ضرورت یہ بھی تھی کہ خدا نے ابرہام کو یہ وعدہ دیا تھا کہ "زمین کی ساری قومیں تجھ سے برکت پائینگی" (دیکھو پیدائش ۱۸ باب ۱۸ آیت) ابرہام آدمی تھا نہ کہ فرشتہ۔ لہٰذا یسوع کو اِس وعدہ کے حاصل کرنے کے قابل ہونے کے لئے ابرہام کی نسل سے ہونا چاہئے تھا۔ اگر یسوع فرشتے کی صورت میں آسمان سے اُترتا تو جو وعدہ ابرہام اور اُس کی نسل سے کیا گیا تھا۔ یسوع اُسے حاصل کرنے کے قابل نہ ٹھہرتا۔ جب وقت پورا ہُوا تو یسوع داؤد کے گھرانے سے نکلا اور صاف ظاہر ہے کہ داؤد ابرہام کی نسل سے تھا۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یسوع کے وسیلے سے ساری قوموں نے برکتیں پائیں اور اب پائی جارہی ہیں؟ کیا یہ خیال غالب نہیں ہے کہ آئندہ یسوع کے وسیلے سے دنیا کی ساری قومیں اَور بہت سی برکتیں پائینگی؟ (مقابلہ کرو افسیوں ۳ باب ۱ سے ۱۰ آیت + گلتیوں ۳ باب ۹ سے ۱۱ آیت + مکاشفہ ۲۱ باب ۱ سے ۵ آیت + ۲۲ باب ۱ سے ۶ آیت)

(۶) چھٹا یہ کہ یسوع کو آدمی بننے کی ضرورت یہ بھی تھی کہ وہ بنی آدم کا سردار کاہن بنے۔ کاہن کے عہدے اور خدمت میں یہ باتیں ضرور ہیں۔

(الف) پہلے یہ کہ وہ اپنے بھائیوں میں سے چُنا جاتے (دیکھو ۱۱ سے ۱۴ آیت تک)

(ب) دوسرے یہ کہ وہ اپنی اُمت کے گناہوں کا کفارہ ہو۔

ایسا کفارہ جو خدا کے حضور پسندیدہ اور مقبول ہو۔

(ج) تیسرے یہ کہ وہ اپنے ماننے والوں کے گناہوں کے لئے نہ صرف لائق کفارہ ہو بلکہ ایسی قربانی گزرانے کہ اُس کے ماننے والے اپنے گناہوں کی حقیقت اور خرابی کو محسوس کریں یہاں تک کہ ان کے دلوں میں گناہ کی طرف سے نفرت پیدا ہو اور وہ پاک بنتے جائیں۔

(د) چوتھے یہ کہ اپنے بھائیوں کا کاہن ہونے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ رحم دل اور دیانتدار کاہن ہو۔ (دیکھو ۱۷ آیت)

(ہ) ساتویں یسوع کے آدمی بننے کی ضرورت کا سبب ایک اور بھی تھا کہ جیسے آدمیوں پر سخت آزمائشیں آتی ہیں ویسے ہی اُن کا کاہن بھی آزمائش میں پڑکر دُکھ اُٹھائے اور یوں ان کی ہمدردی اور مدد کے لئے تیار ہو (دیکھو ۱۸ آیت۔ مقابلہ کرو ۴ باب ۱۴و۱۵ آیت + متی ۴ باب ۱ سے ۱۱ آیت + ۲۶ باب ۳۶ سے ۴۲ آیت + مرقس ۱۴ باب ۳۲ سے ۴۲ آیت + لوقا ۲۲ باب ۴۰ سے ۴۶ آیت + یوحنا ۱۱ باب ۳۴ سے ۴۰ آیت + ۱۲ باب ۲۷و۲۸و۳۶ سے ۴۰ آیت)

۲۔ ان آیتوں میں ہر ایک آدمی کے لئے یہ تسلی بخش پیغام ہے کہ یسوع نے ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھا (۹ آیت) لہٰذا ہر ایک آدمی کو یہ خوشی کی خبر سُنائی جائے۔ جیسا لکھا ہے "یسوع نے پاس آ کر اُن سے باتیں کیں اور کہا کہ آسمان و زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُنہیں باپ اور

بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو" (متی ۲۸ باب ۱۸ تا ۱۹ آیت۔ مقابلہ کرو رومیوں ۳ باب ۲۹ و ۳۰ آیت + ۱ باب ۵ آیت + اعمال ۱۰ باب ۳۴ سے ۴۵ آیت)

ہر ایک مسیحی اپنے دل سے یہ سوال کرے کہ کیا میں ہر ایک آدمی کو جو میرا پڑوسی ہے یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ یسوع نے تمہارے لئے موت کا مزہ چکھا؟ کیا میں مسیح کے مُنادوں کی مدد کرتا ہوں؟ کیا میں انجیل مقدس کی کتابوں کے بانٹنے میں اُن کا ہاتھ بٹاتا ہوں؟ اے مسیحی بھائی اور بہن۔ یسوع نے نہ صرف تیرے لئے بلکہ تیرے گاؤں اور شہر کے ہر آدمی کے لئے صلیب کا دُکھ اُٹھایا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ وہ ہر ایک کو پیار کرتا ہے اور چاہتا بھی ہے کہ یہ خبر ہر ایک کو سُنائی جائے۔ وہ تیرے وسیلے سے تیرے گاؤں یا شہر کے ہر آدمی کو یہ خوشخبری دینا اور دلوانا چاہتا ہے۔ اور اگر تُو نہ دے اور نہ دلائے تو جس دن تو مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے کھڑا کیا جائیگا تو کیا کہیگا؟ کیونکہ ضرور ہے کہ مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے۔ (دیکھو ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱۰ آیت)

۳۔ جنہیں یسوع بھائی کہنے سے نہیں شرماتا وہ خدا کے بیٹے ٹھہرتے ہیں (دیکھو ۱۱ سے ۱۳ آیت) وہ جو اُس پر ایمان لاتے ہیں اُس کی بھائی بندی میں دخل پاتے ہیں۔ جیسا لکھا ہے اسی سبب سے وہ اُنہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا (دیکھو یوحنا ۱ باب ۱۱ سے ۱۳ آیت + ۱۔ یوحنا ۳ باب ۱۲ آیت) یسوع اپنے بھائیوں کو پاک کرنے

والا ہے اور وہ پاک ہونے والے ہیں۔ وہ اُنہیں خدا کو باپ کہنا سکھاتا اور اُن پر خدا باپ کی ذات اور محبت ظاہر کرتا ہے۔ وہ اُن سے خدا کو باپ کہلوا کر اُس کا شکریہ ادا کرنا سکھاتا ہے۔ ہاں اِس سے زیادہ بھی وہ آپ ہی اُن کے درمیان جنہیں وہ اپنا بھائی کہتا ہے نہ صرف خدا باپ کی حمد کا گیت گاتا ہے بلکہ اُن گیتوں کا بانی اور ہادی ہے۔ ہاں جہاں اُس کے دو یا تین بھائی بہن کسی جگہ میں چاہے درختوں کے نیچے یا گھر کے اندر حمد کے گیت گا رہے ہوں وہ سُن کر خوش ہوتا ہے اور فوراً حاضر ہو کر آپ بھی مل کر اُن کے ساتھ گاتا ہے۔ مثلاً اُس کے دو بھائیوں پولوس اور سیلاس نے یقین کیا کہ خدا نے اُنہیں شہر فلپی میں انجیل کی خوشخبری سُنانے کے لئے بھیجا ہے اور وہاں جا کر منادی کرنے لگے نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ اُس شہر کے عام لوگ رومی حاکموں کے سامنے اُن پر الزام لگانے لگے۔ کہا کہ یہ آدمی جو یہودی ہیں ہمارے شہر میں بڑی کھلبلی ڈالتے ہیں اور ایسی رسمیں بتاتے ہیں جن کا قبول کرنا اور عمل میں لانا ہم رومیوں کو روا نہیں۔ اور عام لوگ بھی متفق ہو کر اُن کی مخالفت پر آمادہ ہوئے اور فوجداری کے حاکموں نے اُن کے کپڑے پھاڑ کر اتار ڈالے اور بید مارنے کا حکم دیا اور بہت سے بید لگوا کر اُنہیں قید خانے میں ڈالا۔ اور داروغہ کو تاکید کی کہ بڑی ہوشیاری سے اُن کی نگہبانی کرے اُس نے ایسا حکم پا کر اُنہیں اندر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اُن کے پاؤں کاٹھ میں ٹھونک دیئے۔ آدھی رات کے قریب پولوس اور سیلاس دُعا مانگ رہے تھے اور خدا کی حمد کے گیت گا رہے تھے اور قیدی سُن رہے تھے۔ ہاں قیدی تو سُن رہے تھے اور یسوع بھی سُن رہا تھا کیا اُس

رات کو اُس رومی قید خانے میں یسوع کے دو بھائی اکیلے گانے
والے تھے یا اُن کے ساتھ ایک تیسرا گانے والا بھی تھا جس کی دبی
ہوئی آواز میں اس قدر قدرت ہے کہ نہ صرف قیدیوں کی بیڑیاں توڑی
گئیں بلکہ رومی داروغہ کا سخت دل بھی چھد گیا۔ یسوع اُن دو قیدیوں سے
شرمایا نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اس لائق ٹھہرے کہ اس کی خاطر دکھ
اُٹھائیں۔ اس لئے بھی کہ اُن کو اُس رات یاد آیا کہ یسوع نے ہمارے
گناہوں کے لئے مار کھائی۔ اس لئے بھی کہ اُن کے زخم یسوع کے مار
کھانے سے چنگے ہوئے۔ اس یقین سے کیا ہی بڑی تسلی ہر اُس کو حاصل
ہوتی! جس مجلس میں آپ ہیں وہ کیسی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو یسوع کے
بھائی بہن اُس کی بندگی کرتے جاتے ہوں کیا وہ اُن کے ساتھ ہونے سے
شرماتا ہے؟ ہرگز نہیں (دیکھو متی ۲۶ باب ۳۰ آیت ، مرقس ۱۴ باب ۲۶ آیت)

۴۔ مسیحی مجلس کا پاسبان اپنے دل سے یوں کہا کرے کہ میری مجلس کے شریک
ایک ایک کر کے مجھے خدا کی طرف سے سونپے گئے ہیں۔ اور جیسے یسوع
اُن پر نظر کرتا ہے سو مجھے بھی ایک ایک پر نظر کرنی چاہئے۔ گو کہ وہ غریب
اور کمزور اور حقیر ہوں پاسبان اُن سے نہ شرمائے۔ بلکہ برعکس اس کے
یسوع کے ساتھ اُن کے لئے خدا باپ کا شکر یوں ادا کرے جیسا یسوع
نے کیا تھا۔ اُس وقت یسوع نے کہا "اے باپ! آسمان اور زمین کے
خداوند۔ میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے
چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں۔ ہاں اے باپ۔ کیونکہ ایسا ہی تجھے پسند
آیا" (متی ۱۱ باب ۲۵ و ۲۶ آیت)

۵۔ موت آخری دشمن کہلاتی ہے (دیکھو ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب ۲۶ آیت) مگر وہ

آخری دشمن یسوع کی موت سے ایسے کمزور اور بے بس کیا گیا ہے جیسے بچھو کہ جب اُس کا ڈنک نکل جاتا ہے تو اُس کے کاٹنے سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ یسوع نے ہر ایک آدمی کے لئے موت کا ڈنک توڑ ڈالا یہاں تک کہ اس زمانے میں کوئی اپنی ذات کے گناہوں کے سبب سے موت کا مزہ چکھنے کی ضرورت نہ سمجھیگا۔ وہ یسوع کی موت کو اپنی موت جان کر موت کے خوف اور تلخی سے چھوٹ گیا۔

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۲ باب ۹ سے ۱۸ آیت تک

س۱ یسوع نے ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھا۔ کیا میں شکر گزاری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اُس نے میرے گناہوں کے لئے بھی موت کا مزہ چکھا؟

س۲ خدا نے یسوع کے سر پہ جلال اور عزت کا تاج رکھا ہے۔ جب اُس نے ہر ایک آدمی کے لئے موت کا دکھ سہا تو کیا میں بھی اُس کے سر پہ جلال اور عزت کا تاج رکھتا ہوں۔ اِس لئے کہ اُس نے میرے گناہوں کے لئے بھی موت کا دکھ سہہ لیا؟

س۳ جس حال کہ یسوع کو مناسب تھا کہ وہ بہت بیٹوں کو جلال میں داخل

کرنے کے لئے ذکر کہ ہپنے کے ذریعے سے تیار کیا جائے تو کیا مجھ کو مناسب نہ ہوگا کہ میں بھی ذکر کہ ہپنے کے ذریعے سے اوروں کو نجات کی خوشخبری سنانے اور پہنچانے کے لئے تیار کیا جاؤں؟

س ۴ یسوع مجھے بھائی کہنے سے شرماتا نہیں۔ تو کیا میں اس کے چھوٹے چھوٹے بھائیوں سے شرماتا ہوں اس لئے کہ وہ بڑے آدمیوں کی نظر میں حقیر ہیں؟ افسوس صد افسوس!

س ۵ جن لڑکوں کو خدا نے میرے حوالے کر دیا ہے، کہ میں انہیں گناہ سے بچاؤں کیا مجھے یہ خوف نہ ہونا چاہیئے کہ میری غفلت اور بے پروائی سے وہ نجات کی راہ کو چھوڑ کر آخر کار ہلاک ہو جائیںگے؟ کیا میں کوشش نہ کروں کہ میں آخر کار مسیح کے تخت کے سامنے یہ کہہ سکوں کہ اے خداوند دیکھ میں ان لڑکوں سمیت جنہیں تو نے مجھے دیا حاضر ہوں۔ (دیکھو ۹ آیت)

س ۶ کیا میں یسوع کی موت کو اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے کافی اور کامل اور پورا کفارہ جان کر ابلیس کے اور موت کے ڈر سے چھوٹ گیا ہوں؟

س ۷ جس وقت میں کسی طرح کی آزمائش میں پڑ جاتا ہوں تو کیا مجھے یاد آتا ہے کہ جس طرح سے یسوع نے آزمائش کے وقت دعا کر کے اور پاک کلام کے ذریعے سے مدد پائی۔ ویسے ہی وہ میرے ساتھ ہمدردی اور مدد کرنے کو تیار ہے؟ ہاں وہ پاک روح اور پاک کلام کے ذریعے سے میری مدد ضرور کریگا۔

دُعا

عبرانیوں ۲ باب ۹ سے ۱۸ آیت تک

اے خداوند یسوع۔ تُو مجھے بھائی کہنے سے شرماتا نہیں۔ یہ بخش دے کہ میں کسی طرح تجھ سے نہ شرماؤں۔ بلکہ اپنا چلن تیرے پاک نام کے لائق بناؤں تاکہ مجھ سے تیرے نام کی تعریف ہو۔ بخش دے کہ جنہوں کو تُو بھائی کہتا ہے میں بھی اُنہیں بھائی کہنے سے نہ شرماؤں۔ بلکہ ان کی مدد کرکے یہ سمجھوں کہ میں تیری مدد کرتا ہوں۔ اُن کی خدمت کے لئے مجھے فضل اور مدد دے تیرے پاک نام کے جلال اور تیری کلیسیا کی ترقی اور فائدہ کے لئے میں یہ مانگتا ہوں۔ آمین۔

حصہ چھٹا

عبرانیوں ۳ باب ۱ سے ۶ آیت تک

(۱) پس اے پاک بھائیو، تم جو آسمانی بلاوے میں شریک ہو۔ اُس
رسول اور سردار کاہن یسوع پر غور کرو جس کا ہم اقرار کرتے ہیں۔
(۲) جو اپنے مقرر کرنے والے کے حق میں دیانتدار تھا جس طرح کہ موسیٰ
اُس کے سارے گھر میں تھا (۳) کیونکہ وہ موسیٰ سے اِس قدر زیادہ
عزت کے لائق سمجھا گیا جس قدر گھر کا بنانے والا گھر سے زیادہ عزت
دار ہوتا ہے (۴) چنانچہ ہر ایک گھر کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے
مگر جس نے سب چیزیں بنائیں وہ خدا ہے۔ (۵) موسیٰ تو اُس
کے سارے گھر میں خادم کی طرح دیانتدار رہا، تاکہ آئندہ بیان
ہونے والی باتوں کی گواہی دے (۶) لیکن مسیح بیٹے کی طرح
اُس کے گھر کا مختار ہے۔ اور اُس کا گھر ہم ہیں۔ بشرطیکہ اپنی دلیری
اور اُمید کا فخر آخر تک مضبوطی سے قائم رکھیں۔

یسوع موسےٰ نبی سے بزرگ تر اور اعلےٰ درجے کا ہے

س ۱ پہلی آیت میں یسوع کے شاگرد کیا کہلاتے ہیں؟

ج پاک بھائی۔

س ۲ وہ کیوں پاک بھائی کہلاتے ہیں؟

ج (۱) پہلے اس لئے کہ وہ یسوع کے بھائی ہیں۔ (عبرانیوں ۲ باب ۱۱ سے ۱۳ آیت)

(۲) دوسرے اس لئے کہ یسوع پاک ہے اور اُس کے بھائی اُس کی پاک ذات میں شریک ہو کر اُس کی صورت پہ پاک بنتے جاتے ہیں۔

(۳) تیسرے اس لئے کہ وہ خدا کے روح سے از سرِ نو پیدا ہوئے ہیں "وہ نہ خون سے۔ نہ جسم کی خواہش سے۔ نہ کہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے" (یوحنا ۱ باب ۱۳ آیت) وہ پاک روح سے پاک بنتے جاتے ہیں۔

(۴) چوتھے اس لئے کہ پاک بنتے جانا یسوع کے بھائی ہونے کا ثبوت ہے

(۵) پانچویں اس لئے کہ اُن کے بدن پاک روح کی ہیکل ہیں (دیکھو ا کرنتھیوں ۳ باب ۱۶ و ۱۷ آیت و ۶ باب ۱۹ آیت)

(۶) چھٹے اس لئے کہ وہ پاک برادری میں یعنی مسیح کی کلیسیا میں داخل کئے گئے ہیں۔

(۷) ساتویں اس لئے کہ وہ آسمانی بُلاوے میں شریک ہیں۔

س ۳ آسمانی بُلاوے کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ یسوع کی پاک برادری میں شریک ہونے کے لئے روح القدس ایک ایک کو بلاتا ہے۔ یہ بُلاوا یا بلاہٹ زمین سے نہیں بلکہ آسمان یعنی خدا سے ہے۔ اور یسوع ایک ایک کو اپنی پیروی کرنے کو بلاتا ہے۔ اور جتنے اُس کی آواز سُن کے پاک برادری میں شریک ہوئے سو اُس کے آسمان پر چڑھ جانے کے وقت سے اب تک پاک روح اُس کے آسمانی تخت سے نکل کر اپنی دبی ہوئی آواز سے یسوع کے کلام کے سُننے والوں کو بُلا کر یہ دعوت دیتا ہے کہ آؤ یسوع کو گناہ سے اپنا بچانے والا مان کر اُس کی پاک برادری میں شریک ہو۔ (دیکھو افسیوں ۴ باب ۱ آیت۔ فلپیوں ۳ باب ۱۴ آیت۔ ۲۔ تھسلنیکیوں ۱ باب ۱۱ آیت)

س جو یسوع کے پاک بھائی ہیں اُن کا کیا اقرار ہے؟

ج یہ کہ وہ ہمارا رسول اور سردار کاہن ہے۔ (دیکھو پہلی آیت)

س رسول کے معنے کیا ہیں؟

ج جو خدا کی طرف سے پیغام لایا وہ رسول کہلاتا ہے۔

س یسوع خدا کی طرف سے رسول ہو کر کیا خاص پیغام لایا؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خدا محبت ہے۔ وہ اکیلی ایک قوم سے نہیں بلکہ کل دنیا سے محبت رکھتا ہے جیسا لکھا ہے۔ (دیکھو یوحنا ۳ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت)

(۲) دوسرے یسوع کا پیغام یہ ہے کہ خدا روح ہے۔ اور وہ آدمیوں کی روحوں کا باپ ہے۔ اس لئے اُس کے پرستاروں کو اپنی روح سے اُس کی پرستش کرنی چاہئے۔ وہ اُس کو اپنی روحوں کا باپ جان کر غلام کی روح سے نہیں بلکہ فرزندی کی روح سے اُس کی بندگی کریں۔ جس حال کہ خداوند روح ہے۔ آدمی کی روح کا باپ ہے تو خواہ پہاڑ پر یا دریا پار یا سمندر کے کنارے

خواہ گھر کے اندر یا باہر خواہ کنوئیں کے پاس یا درخت کے تلے ۔جس جگہ بھی کوئی شخص اپنے اور روح سے خدا کو اپنی روح کا باپ جان کر اُس کی بندگی اور پرستش کرے خدا اُسی جگہ اس شخص کے پاس اس کی دعا سُننے اس کی مدد کرنے اور اُسے نجات بخشنے کو موجود ہوتا ہے۔ ہاں یسوع یہ عجیب پیغام لایا کہ چونکہ خدا آدمی کی روح کا باپ ہے اس لئے وہ ایسے پرستاروں کو ڈھونڈھتا ہے جو اپنے دل سے اس کی پرستش کریں۔(یوحنا ۴ باب ۲۳ آیت)

(۳) تیسرے ۔یسوع خدا کی طرف سے رسول ہو کر یہ پیغام لایا کہ خدا قدوس ہے ۔اس نے خدا باپ کے متعلق یوں کہا "اے قدوس باپ" (دیکھو یوحنا ۱۷ باب ۱۱ آیت) اور اُس کو عادل باپ بھی کہا "اے عادل باپ" (یوحنا ۱۷ باب ۲۵ آیت)

(۴) چوتھے ۔یسوع یہ پیغام بھی لایا کہ اگرچہ خدا کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ دیکھ سکتا تو بھی جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا باپ کو بھی دیکھا۔(یوحنا ۱۴ باب ۸ آیت + ۱ باب ۱۸ آیت)

(۵) پانچویں۔ وہ یہ پیغام لایا کہ کوئی باپ کو نہیں جانتا سوائے بیٹے کے اور اُس کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہتا ہے (دیکھو متی ۱۱ باب ۲۷ آیت + ۱۴ باب ۹ آیت)

(۶) چھٹے ۔وہ یہ پیغام لایا کہ وہ اور باپ ذات کے لحاظ سے ایک ہیں اور جلال اور قدرت میں شریک ہیں ۔

س یسوع سردار کاہن کہلاتا ہے ۔اُس میں اور موسوی شریعت کے سب سردار کاہنوں میں کیا کیا فرق ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ اُن سردار کاہنوں میں سے کوئی خدا کا بیٹا نہیں کہلایا۔ سب کے سب خادم کہلاتے ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ اُن سردار کاہنوں میں سے کسی نے آدمی کے لئے موت کا مزہ نہیں چکھا۔ وہ صرف ایک ہی قوم کے لئے نذریں اور قربانیاں گزرانتے تھے۔

(۳) تیسرے یہ کہ جو قدرت موت پر ابلیس رکھتا ہے۔ اُن موسوی کاہنوں میں سے کوئی اِس قدرت کو تباہ نہیں کر سکتا تھا۔ دیکھو باب ۲ (۱۴ و ۱۵ آیت)

(۴) چوتھا فرق یہ ہے کہ جو موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار ہو گئے ہیں موسیٰ کی شریعت کے کاہن اُن کو اُس ڈر سے چھڑا نہیں سکتے۔

س یسوع کے اقرار کرنے والوں کو اُس کی کن باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے؟ (دیکھو پہلی آیت)

ج (۱) پہلے۔ اِس بات پر کہ خدا کی طرف سے اُن کا رسول اور کاہن ہونے کے لئے یسوع بھیجا گیا جو مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا۔ اِس پر اور اُس کے کلام پر غور کرنے سے برکت پر برکت ملیگی۔

(۲) دوسرے۔ جس حال کہ یسوع کی معرفت خدا نے اس زمانے کے آخر میں ہم سے کلام کیا۔ سو اِس پر اور اُس کے کلام پر غور کرنے سے ہم پاک بنتے جائینگے۔

س دوسری آیت میں یسوع کی دیانتداری کے حق میں کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ وہ اپنے مقرر کرنے والے کے حق میں دیانتدار تھا۔

س ۱ تیسری آیت سے چھٹی آیت تک کن کا مقابلہ ہے؟

ج یسوع اور موسےٰ کا۔

س ۱۱ موسےٰ کے ماننے والوں نے یسوع کے ماننے والوں سے کیا اعتراض کیا؟

ج یہ کہ موسیٰ بزرگ نبی تھا۔ خدا نے اُس کی معرفت کلام کیا لہٰذا اُس سے کسی بہتر یا بزرگ نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۱۲ یسوع کے ماننے والے اس اعتراض کا کیا جواب دے سکتے تھے؟

ج یہ کہ ہاں ہم مانتے ہیں کہ موسےٰ خدا کا سچا نبی تھا بے شک وہ اپنے سارے گھر میں دیانتدار بھی تھا۔ مگر وہ خدا کے گھر کا بنانے والا نہ تھا وہ اس کے گھر کے ایک حصّے کا بنانے والا تھا نہ کہ خدا کے سارے گھر کا جیسے کہ یسوع تھا۔

س ۱۳ موسیٰ میں اور یسوع میں جو فرق ہیں بتاؤ۔

ج (۱) پہلے یہ کہ موسےٰ خادم ٹھہرا (دیکھو ۵ آیت) وہ کاہن تھا۔ وہ بیٹا نہیں کہلاتا ہے۔ لیکن یسوع بیٹے کی طرح خدا کے گھر کا مختار ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ موسےٰ آئندہ بیان ہونے والی باتوں کی گواہی دینے کو بھیجا گیا تھا وہ خدا کے گھر کے آنے والے جلال کی پیش خبری دیتا تھا۔ وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی مانند تھا جس کے بارے میں لکھا ہے "ایک آدمی یوحنا نام آ موجود ہُوا جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ یہ گواہی کے لئے آیا کہ نور کی گواہی دے۔ تاکہ سب اس کے وسیلے سے ایمان لائیں وہ خود تو نور نہ تھا مگر نور کی گواہی دینے کو آیا تھا حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا۔ (یوحنا ۱ باب ۶ سے ۹ آیت۔ مقابلہ کرو یوحنا ۲ باب ۲۸ آیت + ۵ باب ۳۳ سے ۳۶ آیت + یوحنا ۱ باب ۱۴ آیت)

(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ موسیٰ کی معرفت شریعت دی گئی مگر یسوع کی معرفت انجیل یعنی نجات کی خوشخبری (دیکھو یوحنا باب ۱ آیت ۱۷)

(۴) چوتھا فرق یہ ہے کہ موسیٰ خود ملک موعود میں نہ جا سکا گو اس نے خدا سے وہاں جانے کی منت کی۔ مسیح نے اپنے پیروؤں سے کہا "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں" (یوحنا ۱۴ باب ۲ آیت)

(۵) پانچویں یہ کہ موسیٰ صرف ایک قوم کے لئے نبی ٹھہرا مگر یسوع ہر قوم کے ہر آدمی کے لئے نبی یعنی خدا کی طرف سے رسول ہونے کے لئے بھیجا گیا۔

(۶) چھٹا فرق یہ ہے کہ موسیٰ اپنی اُمت کا کاہن نہیں ٹھہرا مگر یسوع کو اپنی اُمت کے لئے کاہن۔ نبی اور بادشاہ ہونے کے تینوں درجے ملے۔

(۷) ساتواں فرق یہ ہے کہ موسےٰ نے اپنی اُمت کے لئے مصر کی دولت اور عزت کو ترک کیا۔ مگر یسوع نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اِسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا اور اسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا۔ خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار

کریسے کہ یسوع مسیح خداوند ہے" (فلپیوں ۲ باب ۹ سے ۱۱ آیت)

س ۱۴ پاک نوشتوں میں موسیٰ نبی کی بڑی تعریف ہے۔ ان آیات میں اُس کی کیا خاص تعریف ہے؟

ج یہ کہ اپنے مقرر کرنے والے کے حق میں وہ دیانتدار تھا اور اپنے سارے گھر میں خادم کی طرح دیانتدار ٹھہرا (مقابلہ کرو ۲ باب ۲۴ سے ۲۶ آیت + خروج ۴۰ باب ۱۶ آیت + استثنا ۳۴ باب ۵ سے ۱۲ آیت)

س ۱۵ اس سے ہمیں کیا نصیحت ملتی ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خدا کے خادموں میں دیانتداری بنیادی بات ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ اس کسوٹی پر خدا کے ہر خادم کی خدمت جانچی جائیگی کہ آیا جو خدمت ایک ایک کو سونپی گئی ہے وہ اُس میں دیانتدار نکلا یا نہیں (دیکھو متی ۲۵ باب ۲۱ آیت + لوقا ۱۶ باب ۱۰ سے ۱۲ آیت + ۱۹ باب ۱۷ آیت + ۱-کرنتھیوں ۴ باب ۱ و ۲ آیت + ۲-کرنتھیوں ۵ باب ۱۰ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۶ آیت تک

۱۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جو مسیحی ہیں وہ یسوع کے بھائی ہیں۔ وہ اس کی پاک روح سے نیا جنم پاکر اس کی پاک برادری میں شامل کئے گئے ہیں۔ جیسے وہ پاک ہے ضرور ہے کہ وہ بھی پاک ہوں۔ وہ شیطان سے آزمایا گیا مگر پاک نکلا۔ پاکیزگی مسیحیوں کی خاص خوبی ہے۔ اُن کا بدن پاک روح کی ہیکل ہے۔ اور جیسے ہیکل پاک ہے سو اُن کے بدن بھی پاک ہوں۔ بدن کی صفائی ہو۔ کپڑا صاف ہو۔ گھر صاف ہو۔ جس گھر یا جس محلّہ میں یسوع کے بھائی رہتے ہوں وہ ایسے صاف ستھرے رکھے جائیں کہ دیکھنے والے یہ کہیں کہ دیکھو۔ عیسائی اپنے گھر اور محلّے کیسے صاف رکھتے ہیں! یوں ایک طرح سے یسوع کی تعریف ہوگی۔

۲۔ ہمیں یسوع پر رات دن غور کرنا چاہئے۔ کس لئے؟ اس لئے کہ جس کو ہم اپنا رسول اور سردار کاہن مانتے ہیں وہ یسوع ہے (دیکھو پہلی آیت) اس لئے کہ وہ پاک تھا اور غور کرنے سے ہم اس کی مانند پاک بنتے جاتے ہیں۔ اس پر غور کرنے اور دل لگانے سے وہ ہمارے لئے پاک نمونہ بنتا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنی برادری یا گھرانے کا بنانے والا تھا اور اس لئے کہ خدا اُس کی معرفت ہم سے کلام کرتا ہے (دیکھو ۱ باب ۲ آیت) اس لئے

کہ وہ خدا کے حضور میں ہمارے لئے بولنے والا ہے۔ اور کہ وہ سب نبیوں سے بزرگ تر ہے۔ موسےٰ اپنے پیروؤں اور ماننے والوں کے گناہوں کو دھو نہیں سکتا تھا۔ مگر جو شخص یسوع پر غور کرکے دل سے یقین کرے اور زبان سے یہ اقرار بھی کرے کہ یسوع میرے گناہوں کے لئے مؤا۔ اور خدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا۔ وہ شخص نہ صرف اپنے گناہوں کی معافی پائیگا بلکہ نئی اندرونی زندگی بھی پائیگا (دیکھو رومیوں ۔ ۵ باب ۵ سے ۱۳ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱۴ سے ۱۷ آیت)

۳۔ ان آیات میں موسےٰ اور مسیح کی دیانتداری کی یہ تعریف ہے کہ دونوں اپنے اپنے گھر اور اپنے اپنے مقرر کرنے والے کے حق میں دیانتدار اور وفادار تھے موسےٰ نے اپنے بھائیوں کی خاطر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا۔ یسوع نے اپنے بھائیوں کو اُن کے گناہوں کی سزا اور غلامی سے بچانے کے لئے اس دنیا کے سردار سے دنیا کی ساری بادشاہتوں اور ان کی شان و شوکت لینے سے انکار کیا موسےٰ اپنی اُمت کے لئے خدا کے حضور سے نکالے جانے کے لئے تیار تھا گو نکالا نہیں گیا جیسا خروج کی کتاب میں لکھا ہے۔ (دیکھو خروج ۳۲ باب ۳۰ سے ۳۴ آیت) یسوع نہ صرف ایک قوم کو ابلیس کی عملداری سے بچانے اور نکالنے کے لئے اپنی جان ان کے بدلے میں دینے کو تیار تھا بلکہ اُس نے دے بھی دی۔ مسیح کا مبشر ہر ایک آدمی کو یہ خوشی کی خبر سنا سکتا ہے کہ جب یسوع صلیب پر مؤا تو وہ ہر قوم کے ہر ایک آدمی سے کہہ سکتا ہے کہ تو اسکی موت کو اپنے گناہ کے عوض کفارہ قبول کر۔ اُس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ کہ خدا تجھ کو مسیح یسوع میں شامل کرکے اُس کے ساتھ جلائیگا اور خدا کے گھر میں جس جگہ یسوع نے تیری

روح کو بھی اس زمانے میں جانے دیگا۔ اور آنے والے زمانے میں تجھ کو یسوع کا جلال والا بدن بھی دیگا۔" کیونکہ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے۔ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک سب کے واسطے موا تو سب مر گئے۔ اور وہ اس لئے سب کے واسطے موا کہ جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لئے نہ جئیں بلکہ اُس کے لئے جو اُن کے واسطے موا اور پھر جی اُٹھا۔" (۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱۴ و ۱۵ آیت۔ مقابلہ کرو فلپیوں ۳ باب ۲۱ آیت) یہ کیا ہی بڑی خوشی کی خبر ہر ایک آدمی کے لئے ہے۔ کیا یسوع کا ہر ایک پیرو یہ خوشی کی خبر سنانے اور پھیلانے میں دل اور ہاتھ نہ لگائے؟ "کیا ہی خوشنما ہیں ان کے قدم جو اچھی چیزوں کی خوشخبری دیتے ہیں۔" (رومیوں ۱۰ باب ۱۵ آیت)

ان آیات میں یسوع کے بھائیوں اور پیروؤں کو یہ ہدایت ہے کہ وہ نہ صرف اس بات ہی پر غور کریں کہ یسوع اُن کا رسول اور سردار کاہن ہے اور کہ وہ اس کے وسیلے سے ایک پاک برادری اور بھائی بندی میں شریک کئے گئے ہیں۔ اور نہ صرف اُن کو یہ یاد رکھنا ہے کہ مسیح اپنے مقرر کرنے والے کے حق میں دیانتدار تھا اور کہ وہ موسیٰ سے بھی زیادہ عزت کے لائق تھا اس لئے کہ موسیٰ تو اپنے سارے گھر میں خادم کی طرح دیانتدار تھا لیکن مسیح بیٹے کی طرح اُس کے گھر کا مختار تھا۔ اور اس کا گھر اُس کے بھائی اور پیرو ہیں بلکہ علاوہ ان باتوں کی ہدایت کے اُن کو یہ غور طلب نصیحت بھی چھٹی آیت میں ملتی ہے کہ وہ غور کرنے والے اور ان باتوں پر فخر کرنے والے تو ہوں۔ لیکن اگر وہ اپنے ایمان اور اقرار پر مضبوطی سے آخر تک قائم رہنے والے نہ ہوں تو ان کی آخری حالت ایسی ہیبتناک ہوگی جیسے

اُن اسرائیلیوں کی ہوئی جن کی سُست اعتقادی اور نافرمانی کے سبب سے ان کی لاشیں جنگل میں پڑی رہیں (دیکھو ۶ و ۱۵ سے ۱۷ آیت + متی ۱۰ باب ۳۳ آیت + ۲۴ باب ۱۳ آیت)

عبرانی مسیحیوں کے دنوں میں یسوع کے پیرو طرح طرح سے ستائے جاتے تھے۔ ان کی برادری اور اُن کے عبرانی بھائی اُن سے یہ کہتے تھے کہ تم نے اپنے باپ دادوں کا دین چھوڑ دیا۔ تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا تم نے اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ تم نے اپنی قوم کے بڑے بڑے نبیوں کو مثلاً موسےٰ اور داؤد کو چھوڑ دیا۔ ان کے گھر والے اُن کے مال و ملکیت کو بھی ضبط کر لیتے تھے۔ اِن دُکھوں کے سبب سے یسوع کے کتنے پیرو اقرار کرنے میں سُست ہو گئے۔ اور اس کی برادری میں جمع ہونے کو چھوڑتے جاتے تھے۔ اس لئے روح القدس خط کے مصنف کے وسیلے سے صاف آگاہ کرتا تھا کہ وہ اپنے اقرار پر مضبوطی سے قائم رہیں ان دنوں میں بھی یسوع کے پیرؤں کے لئے اسی آگاہی کی باتیں ضروری اور باموقع ہیں۔ اس لئے کہ بہت جگہوں میں اُس کے پیرو اور اقرار کرنے والے ستائے جاتے ہیں اور اپنی قوم والوں اور برادری سے طرح طرح کے دکھ اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ وہ یسوع کا اقرار کرنے سے شرماتے ہیں اور اس کی برادری کے ساتھ اس کی بندگی کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اے یسوع کے بھائیو اور بہنو۔ ہوش میں آؤ یسوع پر غور کرو۔ وہ جلال اور قدرت اور رحم کے تخت پر ہے۔ وہ تمہاری مدد کو تیار ہے۔ اُسے مت چھوڑو۔ اس سے شرمندہ مت ہو۔ اس کی برادری میں شریک ہو کے ان کے ساتھ اس کی عظمت بیان کرو۔

"اِن باتوں کے بعد جو مَیں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر ایک قوم اور قبیلے اور اُمت اور اہل زبان کی ایک ایسی بڑی بھیڑ جسے کوئی شمار نہیں کر سکتا سفید جامے پہنے اور کھجور کی ڈالیاں اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے تخت اور برّے کے آگے کھڑی ہے اور بڑی آواز سے چلا چلا کر کہتی ہے کہ نجات ہمارے خدا کی طرف سے ہے جو تخت پر بیٹھا ہے" (مکاشفہ ۷ باب ۹ و ۱۰ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۳ باب ۱ سے ۶ آیت تک

س ۱ کیا مَیں یسوع کے پاک بھائیوں کی برادری میں شریک ہو کر خود بھی پاک بنتا جاتا ہوں اور اپنی برادری کے بھائیوں اور بہنوں اور باہر والوں کے لئے بھی نمونہ بنتا جاتا ہوں؟

س ۲ اگر میں پاک نہیں بنتا جاتا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

س ۳ کیا میں یسوع کو خدا کا بھیجا ہوا رسول جان کر اور جو کلام خدا سے وہ لایا اس پر غور کرتا رہتا ہوں؟ کیا یسوع کو خدا کے حضور میں اپنا کاہن جان کر اس کے وسیلے سے خدا کے حضور میں اپنی دعائیں پیش کرتا ہوں؟

س ۴ کیا میں اپنے سارے گھر میں دیانتدار ہوں جیسے موسیٰ اپنے گھر میں تھا اور جیسے یسوع اپنے سارے گھر میں تھا اور ہے؟

س کیا میں دُکھ یا کسی اور سبب سے یسوع کا اقرار کرنے سے شرماتا ہوں؟

س کیا میں یسوع کے بھائیوں سے شرماتا ہوں اور اس وجہ سے اُن کے ساتھ بندگی کرنا چھوڑ دیتا ہوں؟

س کیا میں اپنے دل کو یسوع کا یہ حکم سُنایا نہ کروں؟ جو اُس نے اپنے شاگردوں کو سُنایا "کہ ہر وقت دعا مانگتے رہنا اور ہمت نہ ہارنی چاہئے"

(لوقا ١٨ باب ١ آیت)

دعا

عبرانیوں ۳ باب ۱ سے ۶ آیت تک

اے خدا میرے اندر پاک دل پیدا کر کہ میں پاک بنتا جاؤں۔ اے یسوع تُو میرا سردار کاہن ہے۔ تُو میری یہ دعا اپنے نام سے پیش کر۔ اے پاک روح تُو میرے بدن کو اپنی ہیکل اور میرے دل کو اپنا تخت بنا کہ میں یسوع پر غور کر کے پاک اور دیانتدار رہوں اور اپنے اقرار پہ آخر تک مضبوط اور ثابت قدم رہوں۔ آمین۔

حصّہ ساتواں

عبرانیوں ۳ باب ۷ سے ۱۹ آیت تک

(۷) پس جس طرح کہ روح القدس فرماتا ہے۔ اگر آج تم اُس کی آواز سُنو۔ (۸) تو اپنے دِلوں کو سخت نہ کرو جس طرح کہ غصہ دِلانے کے وقت آزمائش کے دن جنگل میں کیا تھا۔ (۹) جہاں تمہارے باپ دادوں نے مجھے جانچا اور آزمایا۔ اور چالیس برس تک میرے کام دیکھے۔ (۱۰) اِسی لئے میں اُس پُشت سے ناراض ہوا اور کہا کہ اِن کے دل ہمیشہ گمراہ ہوتے رہتے ہیں اور اِنہوں نے میری راہوں کو نہیں پہچانا۔ (۱۱) چنانچہ مَیں نے اپنے غضب میں قسم کھائی کہ یہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائینگے (۱۲) اے بھائیو خبردار تم میں سے کسی کا ایسا بُرا اور بے ایمان دِل نہ ہو جو زندہ خدا سے پھر جائے (۱۳) بلکہ جس روز تک آج کا دن کہا جاتا ہے ہر روز آپس میں نصیحت کیا کرو تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر سخت دل نہ ہو جائے (۱۴) کیونکہ ہم مسیح میں شریک ہوئے ہیں بشرطیکہ اپنے ابتدائی بھروسے پر آخر تک مضبوطی سے قائم رہیں (۱۵) چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اگر آج تم اُس کی آواز سُنو۔ تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔ جس طرح کہ غصہ دلانے کے وقت کیا تھا۔ (۱۶) کن لوگوں نے آواز سُن کر غصہ دلایا؟ کیا اُن سب نے نہیں جو موسےٰ کے وسیلے مصر سے نکلے تھے؟ (۱۷) اور وہ کن لوگوں سے چالیس برس تک ناراض رہا؟ کیا اُن سے نہیں جنہوں نے گناہ کیا اور اُن کی لاشیں بیابان میں پڑی رہیں؟ (۱۸) اور کن کی بابت اُس نے

قسم کھائی کہ وہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائینگے سوا اُن کے جنہوں نے نافرمانی کی؟ (۱۹) غرض ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بے ایمانی کے سبب داخل نہ ہو سکے ۔

سُست اعتقادی اور سخت دِلی کی خرابیاں

س ۱ اِن آیات میں بولنے والا کون ہے؟
ج روح القدس۔
س ۲ روح القدس اِن آیات میں کن سے کلام کرتا ہے؟
ج جو اِن آیات کو پڑھتا یا سُنتا ہے روح القدس اُن سے کلام کرتا ہے۔
س ۳ روح القدس ان آیات میں کس کی معرفت عبرانی مسیحیوں سے کلام کرتا ہے؟
ج ۹۵ زبور کے لکھنے والے کی معرفت۔ (دیکھو ۷ سے ۱۱ آیت)
س ۴ ۹۵ زبور کا لکھنے والا کن لوگوں سے کلام کرتا ہے؟
ج داؤد کے زمانے کے بنی اسرائیلیوں سے۔
س ۵ اُس نے اُس زمانے کے لوگوں سے کیا کہا؟
ج یہ کہ آؤ ہم سجدہ کریں اور جُھکیں۔ ہم اپنے خالق خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں۔ کہ وہ ہمارا خدا ہے اور ہم اُس کی چراگاہ کے لوگ اور اُس کے ہاتھ کی بھیڑیں ہیں۔ اگر آج کے دن تم اُس کی سُنو۔ تم اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔ جیسا کہ مریبہ میں آزمائش کے دن بیابان کے درمیان کرتے تھے۔ جب کہ تمہارے باپ دادوں نے مجھے آزمایا اور میرا امتحان کیا۔ اور میرے کام کو بھی دیکھا۔ چالیس برس تک میں اس پُشت سے ناراض رہا اور میں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دل ہر وقت گمراہ ہوتے ہیں۔ اور انہوں نے میری راہوں کو نہ پہچانا کہ جن سے میں نے

اپنے غصہ میں قسم کھائی کہ وہ میری آرام گاہ میں داخل نہ ہونگے (زبور ۹۵)

س یہ زبور کب لکھا گیا؟

ج یسوع کی پیدائش سے قریباً ایک ہزار برس پہلے۔

س اُس زمانے میں داؤد کی کتاب میں اِس آگاہی کا دینے والا کون تھا؟

ج روح القدس۔

س اس سے کیا کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ جو آگاہی کی باتیں داؤد کی کتاب میں لکھی ہوئی ہیں وہ روح القدس کی باتیں ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ وہ باتیں نہ صرف اُس زمانے ہی کے لوگوں کی آگاہی کے لئے لکھی گئی تھیں بلکہ عبرانی مسیحیوں کی آگاہی کے لئے بھی روح القدس پھر وہی باتیں عبرانی مسیحیوں سے فرماتا ہے۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ جو آگاہی کی باتیں روح القدس نے داؤد کے زمانے کے لوگوں کے لئے کہیں۔ اور پھر ہزار برس بعد عبرانی مسیحیوں سے کہیں، وہی باتیں روح القدس اب اُنیس سو (۱۹۰۰) برس بعد اُس زمانے کے مسیحیوں سے بھی کہتا ہے۔

(۴) چوتھا نتیجہ یہ ہے کہ جس وقت ہم داؤد کی زبور کی کتاب کو پڑھیں یا عبرانی مسیحیوں کے اِس خط کو پڑھیں تو یہ خیال رکھیں کہ جس طرح کہ روح القدس نے داؤد کے زمانے کے اور عبرانی مسیحیوں کے زمانے کے لوگوں سے یہ آگاہی کی باتیں کہیں ویسے ہی وہ ہم سے بھی کہتا ہے کہ آج میری آواز سنو اور اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔

(۵) پانچواں نتیجہ یہ ہے کہ جو باتیں بنی اسرائیل پر واقع ہوئیں، وہ سب ہماری

آگاہی اور عبرت کے لیئے لکھی گئیں۔ یہ باتیں ہمارے لیئے عبرت ٹھہریں
تاکہ ہم بُری چیزوں کی خواہش نہ کریں جیسے انہوں نے کی۔ اور تم بُت
پرست نہ ہو جس طرح بعض اُن میں بن گئے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ لوگ
کھانے پینے بیٹھے۔ پھر ناچنے کودنے اُٹھے۔
اور ہم حرامکاری نہ کریں جس طرح سے اُن میں بعض نے کی اور ایک
ہی دن میں تئیس ہزار مارے گئے۔ اور ہم خداوند کی آزمائش نہ کریں
جیسا کہ ان میں سے بعض نے کی اور سانپوں نے انہیں ہلاک کیا۔ اور
تم بُڑبڑاؤ نہیں جیسے بعض اُن میں سے بُڑبڑائے اور ہلاک کرنے
والے سے ہلاک ہوئے۔ یہ باتیں ان پر عبرت کے لیئے واقع ہوئیں
اور ہم آخری زمانے والوں کی نصیحت کے واسطے لکھی گئیں۔

س ۹ پاک نوشتوں کی کن جگہوں میں بنی اسرائیل کی بُت پرستی اور سخت دلی کا
بیان لکھا ہُوا ہے؟

ج (دیکھو خروج ۳۲ باب ۱ سے ۶ آیت و ۱۵ سے ۲۴ آیت + اعمال ۷ باب ۳۹
سے ۴۳ و ۵۱ آیت)

س ۱۰ موسےٰ کے زمانے میں کتنے برس تک بنی اسرائیل نے بُت پرستی اور سخت
دلی سے خدا کو آزمایا؟

ج چالیس برس تک۔

س ۱۱ یسوع کے آسمان پر چڑھ جانے اور روح القدس کے نازل ہونے کے
کتنے برس بعد اُن عبرانی مسیحیوں نے انجیل کی خوشخبری سُنی اور یسوع کے
پیرو ہوگئے؟

ج قریباً چالیس برس کے بعد وہ مسیحی ہوگئے۔

س ۱۲ اس سے روح القدس ان کو کس طرح سے آگاہی کرتا تھا؟
ج آگاہی یہ ہے کہ جس حال میں خدا نے موسےٰ کے زمانے میں چالیس برس تک اپنے لوگوں کی سخت دلی کی برداشت کی۔ لیکن آخر کار اُن کی نافرمانی کے سبب سے ان کو ملک موعود میں داخل ہونے نہ دیا۔ سو یہ عبرانی مسیحی یہ خوف کھائیں کہ ایسا نہ ہو کہ خدا اُن کے حق میں یہ کہے کہ "یہ میرے آرام میں داخل ہونے نہ پائینگے"۔ (دیکھو ۱۱ آیت)

س ۱۳ ان دنوں میں روح القدس ہم کو کیا خاص آگاہی کی باتیں بتاتا ہے؟
ج یہ کہ جو قربانیاں اور نذریں بُت پرست اِن دنوں میں گذرانتے ہیں وہ خدا کو نامقبول ہیں۔ کیا خدا نے کبھی حکم دیا کہ جس مورت یا جس دیوی دیوتا کی شکل آدھی جانور کی اور آدھی آدمی کی ہو ذی عقل آدمی اُس کی پوجا کرے یا جس دیوی دیوتا کا سر ہاتھی کی شکل کا ہو اور اُس کا بدن پیٹھو۔ کیا خدا کو کبھی یہ پوجا پسند آسکتی ہے؟ یا جس کی شکل بیل یا بندر کی یا سانپ یا ناگ کی ہو کیا ایسے دیوی دیوتاؤں کے سامنے جُھکنا اور اُن کی پوجا کرنا خدا کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے؟ ہاں شیطان کی طرف سے۔ کہ ابلیس یعنی شیطان خدا اور آدمی دونو کا سخت دشمن ہے جب لوگ ایسی ایسی مورتوں کی پوجا کریں تو ظاہر ہے کہ شیطان جو آدمی کا دشمن ہے ان کے دل کی آنکھوں کو بند کر دیتا ہے۔ اس لئے روح القدس اگلے زمانے کے بنی اسرائیلیوں کی بُت پرستی اور سخت دلی سے ہمیں بھی آگاہی دیتا ہے۔ (پڑھو ۷ و ۸ و ۱۱ آیت)

س ۱۴ دسویں آیت میں خدا کی ناراضگی کی جن دو وجوہ کا ذکر ہے وہ بتاؤ۔
ج (۱) پہلی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل نے چالیس برس تک برابر خدا کے ہاتھ

سے برکتوں پر برکتیں پائی تھیں اور اپنے بچائے جانے کے لئے اُس
کے عجیب کام دیکھے تھے تو بھی اُن کے دل ہمیشہ گمراہ ہوتے رہے۔
(۲) دوسری وجہ یہ تھی کہ گو موسیٰ نبی نے ان کو خدا کی راہوں کا مقصد
اور مراد بتلائی تھی تو بھی انہوں نے گویا اپنی آنکھیں بند کر کے ان راہوں
پر چلنا پسند نہ کیا بلکہ اُن سے برگشتہ ہو کے گمراہ ہو گئے جیسے وہ بھیڑیں
جو اپنے چرواہے کی آواز سُن کر سیدھی راہ سے بھٹک جاتی ہیں۔

س ۱۵ اُن کی گمراہی کی جڑ کہاں تھی؟

ج ان کے دلوں میں (دیکھو ۱۰ آیت) گناہ پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے اور
تب عمل میں آتا ہے۔

س ۱۶ دل کی گمراہی اور خدا کی راہوں کو نہ پہچاننے کا کیا نتیجہ ہوگا؟

ج اِس سوال کا جواب گیارھویں آیت میں ہے کہ جن لوگوں کی حالت بنی
اسرائیل کی مانند گمراہ ہوتی رہتی ہے وہ لوگ خدا کو ناراض کر کے اُس
کے ابدی آرام میں داخل ہونے نہ پائینگے۔

س ۱۷ خدا کے آرام سے کیا مراد ہے؟

ج اِس کے کئی معنے ہیں۔
(۱) پہلے یہ کہ جو آرام خدا دے سکتا ہے کوئی دوسرا دے نہیں سکتا۔
سوائے خدا کے کوئی دوسرا گناہ کو معاف نہیں کر سکتا اور جب تک
آدمی کے گناہوں کی معافی نہیں ہو سکتی آرام بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً داؤد
بادشاہ نے سخت گناہ کیا تھا۔ پہلے اُس نے اپنے گناہ سے توبہ نہیں
کی اور نہ اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ اگرچہ وہ بادشاہ تھا اور کسی کی جرأت نہ
تھی کہ اُسے مجرم ٹھہرائے۔ تو بھی اُس گناہ کے سبب سے اُس کو ایسی

بے آرامی ہوئی کہ اُس نے کہا "جب میں چُپ رہا تو میری ہڈیاں سارے دن کراہنے کراہنے گل گئیں کیونکہ تیرا ہاتھ رات دن مجھ پر بھاری تھا میری تراوٹ گرمیوں کی خشکی سے مبدل ہوئی۔ میں نے تجھ پاس اپنے گناہ کا اقرار کیا اور میں نے اپنی بدکاری نہیں چھپائی۔ میں نے کہا میں خداوند کے آگے اپنے گناہ کا اقرار کرونگا۔ سو تُو نے میری بدذاتی کے گناہ کو بخش دیا" پھر اُس نے اپنے گناہ کا اقرار کر کے یہ دعا کی "اے خدا اپنی رحم دلی کے مطابق مجھ پر شفقت کر۔ اپنی رحمتوں کی کثرت کے موافق میرے گناہ مٹا ڈال۔ میری بُرائی سے مجھے خوب دھو اور میری خطا سے مجھے پاک کر کہ میں اپنے گناہوں کو مان لیتا ہوں۔ اور میری خطا ہمیشہ میرے سامنے ہے۔ میں نے تیرا ہی گناہ کیا ہے اور تیرے ہی حضور بدی کی ہے تاکہ تُو اپنی باتوں میں صادق ٹھہرے اور جو تُو عدالت کرے تو تُو پاک ظاہر ہو (مقابلہ کرو ۵۱ سے ۷ آیت) داؤد اپنے گناہوں کے سبب سے دل شکستہ ہُوا اور اُس نے خدا کے حضور میں شکستہ دلی کی قربانی گذرانی اور اس قربانی سے دل میں آرام پایا۔ ہاں وہ آرام جو خدا کے سوا کوئی دوسرا دے نہیں سکتا اور داؤد کے اس نمونے سے روح القدس نے اُس زمانے میں بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ تم اپنے دلوں کو سخت نہ کرو بلکہ خدا کے سامنے شکستہ جان کی قربانی گذرانو۔ اور تم خدا سے دل میں آرام پاؤ گے۔ ہاں تم خدا کے آرام میں داخل ہونے پاؤ گے۔

س ۱۱ گیارھویں آیت میں لکھا ہے کہ خدا نے اپنے غضب میں قسم کھائی۔ قسم کھانے سے کیا مراد ہے؟

ج بات یہ ہے کہ اگر خدا بنی آدم سے کچھ کلام کرنا چاہتا ہے تو اُسے کس

کی زبان سے بولنا پڑیگا؟ کیا فرشتے کی زبان سے یا آدمی کی زبان سے؟ کیا وہ بیٹوں کی زبان کے محاورے کے موافق نہ بولیگا؟ کیا اُسے ان کی سمجھ کے موافق نہ بولنا پڑیگا؟ جب خدا نے بنی اسرائیل کو ان کی خرابیوں اور سخت دلی کے سبب سے آگاہ کرنا چاہا تو کیا وہ میٹھی باتیں کہتا جب خداوند یسوع نے فقیہوں اور فریسیوں کو آگاہ کرنا چاہا تو کیا اُس نے اُن سے میٹھی باتیں کہیں یا اُن کو خدا کے قہر اور غضب سے ڈرایا اور تنبیہ کی (مقابلہ کرو متی ۲۳ باب ۱۳ سے ۳۳ آیت) دنیا کی ہر زبان میں قسم کھانے سے یہی مراد ہے کہ جس بات کی قسم ہوتی ہے وہ بدلنے کی نہیں۔ سو جب خدا آدمی کی بولی بولا تو اُسے یونہی بولنا پڑا۔

س ۱۹ اِن باتوں سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج یہ کہ اِس خط کے مصنف نے یسوع کے نمونے پر اور روح القدس کے سکھانے سے اپنے حلقے کے عبرانی مسیحی بھائیوں کو خدا کے غضب کی یاد دلاکر یوں ہی اُن کو سمجھایا اور آگاہ کیا جیسا کہ بارھویں آیت میں لکھا ہے۔

س ۲۰ عبرانی مسیحی کس طرح سے زندہ خدا سے پھر جاتے تھے؟

ج وہ یسوع پر اپنا ابتدائی بھروسہ رکھنا چھوڑنے کو تھے۔ جب وہ یسوع کے شاگرد ہوئے تھے تو ہر طرح کے گناہ سے نفرت رکھتے تھے اور باز رہتے تھے لیکن اب اُن میں سے کتنے گناہ کے فریب میں آگئے اور اُن کے دل سخت ہو گئے تھے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرنا چھوڑ بیٹھے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ خدا کی بندگی کے لئے جمع ہونے کو ترک کر رہے تھے (دیکھو ۱۰ باب ۲۵ آیت)

س ۲۱ چودھویں آیت میں لکھا ہے کہ "ہم مسیح میں شریک ہوئے ہیں" اس کے کیا معنے ہیں؟

ج یہ کہ ہم مسیح کے ہیں۔ اُس کے گھرانے میں شریک ہوئے ہیں۔ ہم اُس کی بھیڑیں ہیں۔ اور اس کے بھیڑ سلسلے کے ہیں۔ اور جیسے بھیڑوں کی سلامتی اس پر موقوف ہے کہ وہ اپنے چرواہے کی آواز سُن لیں اور اُس کے پیچھے پیچھے ہولیں۔ اسی طرح سب مسیحیوں کی سلامتی اس پر موقوف ہے کہ وہ برابر آخر تک اپنے چرواہے یسوع کی آواز سُنتے اور مانتے رہیں۔

س ۲۲ مسیحی کے یسوع پہ ابتدائی بھروسہ سے کیا مراد ہے؟ (دیکھو ۱۴ آیت)

ج یہ کہ یسوع گنہگاروں کو ان کے گناہوں سے بچانے کے لئے دنیا میں آیا۔ مسیحی کا اقرار یہ ہے کہ میں گنہگار ہوں اور سوائے یسوع کے کوئی دوسرا مجھے گناہ کی سزا اور غلامی سے نہیں بچا سکتا۔

س ۲۳ کن لوگوں نے خدا کو غصہ دلایا؟

ج سوائے دو یعنی یشوع اور کالب کے اُن سبھوں نے جو موسیٰ کے وسیلے سے مصر سے نکلے تھے (دیکھو ۱۶ آیت مقابلہ کرو گنتی ۱۴ باب ۲ سے ۲۴ و ۳۰ آیت + استثنا باب ۲۴ سے ۸ ۳ آیت)

س ۲۴ بیابان میں بنی اسرائیل کی نافرمانی کی جڑ کیا تھی؟

ج یہ کہ انہوں نے خدا پر اعتماد اور اعتبار نہ کیا تھا۔ (دیکھو زبور ۷۸ کی ۸ و ۲۲ و ۳۷ آیت + ۱۰۶ کی ۲۴ سے ۲۶ آیت مقابلہ کرو۔ استثنا ۹ باب ۲۳ آیت)

س ۲۵ ۱۹ آیت میں بنی اسرائیل کی بے ایمانی کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ وہ بے ایمانی کے سبب ملک موعود میں داخل نہ ہو سکے۔

س ۲۶ "وہ داخل نہ ہو سکے" اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ اگر کوئی شخص خدا کی آواز نہ سُنے اور اس کی نافرمانی کرتا رہے تو رفتہ رفتہ اس کے دل کے کان بہرے ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ سُن نہیں سکتے۔ وہ روحانی معاملات میں مُردہ سے ہو جاتے ہیں۔ ان کے کان تو ہوتے ہیں مگر گڈریے کی آواز سُن نہیں سکتے۔

س ۲۷ اگر کوئی پاک نوشتوں کو پڑھ کر یا سُن کر ان کی نہ مانے تو یشعیاہ نبی اور یسوع دونو ایسے سُننے والوں کے حق میں کیا کہتے ہیں؟

ج ان کے حق میں یسعیاہ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوتی ہے کہ "تم کانوں سے سُنو گے اور ہرگز نہ سمجھو گے۔ اور آنکھوں سے دیکھو گے اور ہرگز معلوم نہ کرو گے۔ کیونکہ اِس اُمت کے دل پر چربی چھا گئی ہے اور وہ کانوں سے اُونچا سُنتے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سُنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں اور مَیں انہیں شفا بخشوں" (مقابلہ کرو یشعیاہ ۶ باب ۹ و ۱۰ آیت + متی ۱۳ باب ۱۴ و ۱۵ آیت + مرقس ۴ باب ۱۲ آیت + لوقا ۸ باب ۱۰ آیت + یوحنا ۱۲ باب ۴۰ آیت + اعمال ۲۸ باب ۲۶ و ۲۷ آیت + رومیوں ۱۱ باب ۸ آیت)

س ۲۸ جو لوگ پاک نوشتوں کی باتیں پڑھ کر یا سُن کر اُن میں خدا کی آواز پہچانتے ہیں۔ ایسے سُننے والوں کی مبارک بادی کے حق میں مسیح کیا کہتا ہے؟

ج یہ کہ "مبارک ہیں تمہاری آنکھیں اس لئے کہ وہ دیکھتی ہیں اور تمہارے کان اس لئے کہ وہ سُنتے ہیں۔ کیونکہ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو باتیں تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھیں۔ جو باتیں تم سُنتے ہو سُنیں مگر نہ سُنیں" (متی ۱۳ باب

۱۶ و ۱۷ آیت)

"یسوع نے جواب میں اس سے کہا کہ مبارک ہے تو شمعون بریونا کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے۔" (متی ۱۶ باب ۱۷ آیت) اور شاگردوں کی طرف متوجہ ہو کر خاص انہیں سے کہا "مبارک ہیں وہ آنکھیں جو یہ باتیں دیکھتی ہیں جنہیں تم دیکھتے ہو۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور بادشاہوں نے چاہا کہ جو باتیں تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھیں۔ اور جو باتیں تم سنتے ہو سنیں مگر نہ سنیں۔" (لوقا ۱۰ باب ۲۳ و ۲۴ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۳ باب ۷ سے ۱۹ آیت تک

۱- روح القدس خدا کے کلام کا بولنے والا - لکھنے والا - سمجھانے والا اور کھولنے والا ہے - (دیکھو ۹۵ و ۱۱ آیت اور مقابلہ کرو ۱ باب ۱ و ۲ آیت + ۲ باب ۲ سے ۴ آیت + متی ۱۰ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت + لوقا ۱۲ باب ۱۲ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ آیت + ۱۵ باب ۲۶ و ۲۷ آیت + ۱۶ باب ۷ سے ۱۵ آیت + ۱۷ باب ۱۷ سے ۲۰ آیت + ۲۰ باب ۲۱ و ۲۲ آیت + لوقا ۲۴ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت + اور لوقا ۲۴ باب ۳۲ و ۴۴ سے ۴۹ آیت + اعمال ۴ باب ۸ آیت + ۶ باب ۱۰ آیت + ۱۳ باب ۲ سے ۴ آیت + رومیوں ۸ باب ۲۶ سے ۲۷ آیت + ۱- کرنتھیوں ۲ باب ۹ سے ۱۶ آیت + ۱- کرنتھیوں ۱۲ باب ۳ و ۸ و ۱۱ آیت + ۱- تھسلنیکیوں ۲ باب ۱۳ آیت + ۱- تمتھیس ۴ باب ۱ آیت + ۱- پطرس ۱ باب ۱۱ سے ۲۵ آیت + ۲- پطرس ۱ باب ۱۵ سے ۲۱ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۹ سے ۱۱ آیت + ۲ باب ۷ و ۱۱ و ۱۷ و ۲۹ آیت + مکاشفہ ۳ باب ۶ و ۱۳ و ۲۲ آیت + ۴ باب ۲ آیت + ۲۲ باب ۱۷ آیت) جو باتیں بنی اسرائیل کے سارے واقعات میں ہم مسیحیوں کے اور اوروں کی نصیحت کے لئے فائدہ مند ہیں۔ وہ باتیں روح القدس نے چن چن کر اگلے زمانے کے نبیوں کے وسیلے سے

لکھوائیں۔ علاوہ اُن تینوں کی کتابوں کی باتوں کے وسیلے سے روح القدس ہم مسیحیوں اور اَوروں کو سمجھاتا اور آگاہ کرتا ہے۔ جب ہم توریت یا زبور یا نبیوں کی کتابوں کو پڑھتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہم روح القدس کی دبی ہوئی آواز سُن لیں اور دریافت کریں کہ وہ ہمیں ان باتوں کے وسیلے سے کیا کہنا چاہتا ہے۔ اگر ہم یوں پڑھتے وقت روح القدس کی آواز پہچانیں تو ہمارا پڑھنا بہت فائدہ مند برکت بخش اور نتیجہ خیز ہوگا۔ (دیکھو زبور ۱ کی ۱ سے ۳ آیت)

۲۔ دنیا کی سب قوموں کے درمیان بنی اسرائیل خاص اور عجیب قوم ٹھہری ہے۔ تواریخ روح القدس کی ہدایت و حمایت سے لکھی گئی جو سب بے شمار واقعات ان پر گذرے روح القدس نے ان میں سے جتنی باتیں مسیحی کلیسیا اور اَور اُمت کے لئے پُر مطلب اور غور طلب تھیں۔ نکال نکال کر نبیوں کی معرفت لکھوائیں۔ اور وہ خاص خاص واقعات جو مسیح کی کلیسیا کے تربیت کے لئے مفید نمونہ بنے روح القدس نے لکھوائے۔ جو پیشین گوئیاں بنی اسرائیل کی بابت توریت زبور اور انبیاء کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اُن میں بہتیری پوری ہو گئیں یا اس زمانے میں پوری ہوتی جاتی ہیں۔ اور خاص کر ان کتابوں میں جو پیشین گوئیاں یسوع مسیح کے بارے میں لکھی ہوئی ہیں۔ وہ پوری ہوتی جاتی ہیں۔ (مقابلہ کرو پیدائش ۳ باب ۱۵ آیت + پیدائش ۱۲ باب ۱ سے ۳ آیت + ۱۷ باب ۷ آیت + ۱۸ باب ۱۸ آیت + ۲۲ باب ۱۸ آیت + ۲۶ باب ۴ آیت + ۲۸ باب ۱۴ آیت + متی ۱ باب ۲۳ و ۲۵ آیت + لوقا ۱ باب ۳۲ و ۳۵ آیت + رومیوں ۱۲ باب ۲۰ آیت + اعمال ۳ باب ۲۵ آیت + گلتیوں ۳ باب ۱۶ آیت + ۴ باب ۴ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۱ سے ۳ و ۱۰ آیت)

۳- یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کی ناراضگی ہر طرح کی بے دینی اور ناراستی کے خلاف ہے۔ (دیکھو ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ آیت۔ مقابلہ کرو رومیوں ۱ باب ۱۸ سے ۳۲ آیت) یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس شخص یا جس اُمت پر خدا نے عین مہربانی ظاہر کی ہے اُس پر اور اُن پر جس وقت وہ نافرمانی کریں خدا کی ناراضگی ہوتی ہے۔ خدا نے بنی اسرائیل پر برکت پر برکت نازل کی تھی اس لئے اُن کی [illegible] سے ہر ایک شخص تھوڑی یا بہت مار کھائیگا۔ جیسا لکھا ہے "جس نوکر نے اپنے مالک کی مرضی جان لی اور تیاری نہ کی، نہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کیا۔ بہت مار کھائیگا۔ مگر جس نے نہ جان کر مار کھانے کے کام کئے وہ تھوڑی مار کھائیگا۔ اور جسے بہت دیا گیا اس سے بہت طلب کیا جائیگا اور جسے بہت سونپا ہے اُس سے زیادہ مانگینگے" (مقابلہ کرو متی ۱۱ باب ۲۱ آیت + ۲۵ باب ۲۹ آیت + رومیوں ۱ باب ۱۹ و ۲۰ آیت رومیوں ۲ باب ۱۴ و ۱۵ آیت + ۱ تمتھیس ۱ باب ۱۳ آیت + گنتی ۱۵ باب ۲۹ و ۳۰ آیت + استثناء ۲۵ باب ۲ و ۳ آیت)

خدا کسی اور قوم والوں کی نافرمانی کی سزا جس طرح بھی چاہے دے۔ مگر جس قوم کو جیسے بنی اسرائیل کو اُس نے زیادہ روشنی اور برکتیں بخشی ہیں وہ اُن کو زیادہ سزا دیتا ہے "اے بنی اسرائیل۔ یہ بات سنو۔ خداوند فرماتا ہے کہ زمین کے سارے گھرانوں میں سے میں نے صرف تمہیں جانا ہے۔ اس لئے میں تمہیں تمہاری ساری بدکاریوں کی سزا دونگا"۔ (عاموس ۳ باب ۱ سے ۲ آیت + متی ۱۰ باب ۱۵ آیت + ۱۱ باب ۲۱ و ۲۲ آیت + لوقا ۱۰ باب ۱۳ و ۱۴ آیت + لوقا ۱۲ باب ۴۸ آیت + رومیوں ۲ باب ۹ آیت)

بنی اسرائیل کی خرابی اور نافرمانی کی سزا پر غور کر کے اِس خط کا مصنّف عبرانی مسیحی بھائیوں سے کہتا ہے۔ اے بھائیو۔ خبردار۔ تم میں سے کسی کا ایسا بُرا اور بے ایمان دل نہ ہو جو زندہ خدا سے پھر جائے۔

۴۔ ہر ایک مسیحی کا یہ فرض ہے کہ جس وقت اُس کے بھائی بندوں یا مسیحی برادری میں کوئی بھائی گناہ کے جال میں گرنے پر ہو وہ اُس کو آگاہ کیا کرے۔ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ آگاہی یا نصیحت کرنا صرف پاسبان یا کلیسیا کے بزرگوں ہی کا کام ہے۔ ہاں اُن کا کام تو ہے لیکن یہاں لکھا ہے کہ تم ہر روز ایک دوسرے کو نصیحت کیا کرو۔ نہ صرف اتوار کے روز یا بندگی کے وقت بلکہ ہر روز۔ کیونکہ ہر روز توبہ کا آخری روز ہے۔ توبہ کے دن بے شمار نہیں ہیں۔ وہ دن آتا ہے کہ خدا اپنے رحم کے ہاتھ سے تائب اور سخت دل آدمی کی طرف نہ پھیلائیگا بلکہ وہ اُسے چھوڑ دیگا۔ محبّت سے کہا کرو کہ اپنے بھائی کیا جانیں کہ یہ تیرا آخری دن ہے۔ غافلوں کو یاد دلاؤ کہ جس جوان نے اپنی جان سے یہ کہا کہ اے جان تیرے پاس بہت برسوں کے لئے بہت سا مال جمع ہے۔ چین کر کھا پی خوش رہ۔ مگر خدا نے اس سے کہا اے نادان۔ اِسی رات تیری جان تجھ سے طلب کی جائیگی پس جو تُو نے تیار کیا ہے وہ کس کا ہوگا؟ (لوقا ۱۲ باب ۱۹ و ۲۰ آیت)

۵۔ ان آیات میں زبور اور کل پاک نوشتوں کی یگانگت اور پائداری اور ثابت قدمی ظاہر ہوتی ہے۔ گو جس زمانے میں وہ لکھے گئے اُسے ہزاروں برس گذر گئے تو بھی اُس زمانے سے لے کر اب تک وہ ہر زمانہ میں پشت در پشت پائدار اور ثابت قدم رہتے ہیں۔ مثلاً زبور ۹۵ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل خدا کی چراگاہ کے لوگ اور اس کے ہاتھ کی بھیڑیں ہیں اب دیکھو

زبور ۹۵ کی ۷ آیت) زبور کا لکھنے والا صاف بتاتا ہے کہ کون کون خدا کی چراگاہ کے لوگ ہیں اور کون کون اس کے ہاتھ کی بھیڑیں ہیں (دیکھو زبور ۹۵ کی ۷ آیت) اس کے ہزار برس بعد خداوند یسوع نے بتایا کہ کون کون میری بھیڑیں ہیں۔ یسوع نے اُن سے پھر کہا "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا چرواہا میں ہوں۔ میری بھیڑیں میری آواز سُنتی ہیں اور میں انہیں جانتا ہوں۔ اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں" جو لوگ یسوع کی آواز سُنتے اور اُس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ وہ یسوع کی بھیڑیں ہیں چاہے کسی قوم کے کیوں نہ ہوں۔ اور پھر اس خط کا لکھنے والا یسوع کی بھیڑوں کی یہی پہچان بتاتا ہے کہ اے عبرانی مسیحیو۔ اگر تم یسوع کو اپنا چرواہا مانو اور زبور اور پاک نوشتوں کو پڑھ یا سُن کر ان میں اس کی آواز پہچانو اور دل سے یقین کرو تو تم سچ مچ اس کی بھیڑیں ٹھہرو گے۔ لیکن اگر تم پاک نوشتوں کو پڑھ یا سُن کر خدا کی آواز پہچانو اور اقبال نہ کرو تو تم اُس سے نہیں ہو۔ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۰ باب ۱ سے ۱۶ و ۲۶ سے ۲۹ آیت + ۸ باب ۴۳ سے ۴۷ و ۵۶ آیت + ۱۴ باب ۱۷ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۳ باب ۷ سے ۱۹ آیت تک

س ۱ کیا جس وقت میں خدا کا کلام پڑھتا ہوں یہ یقین کرتا ہوں کہ روح القدس

مجھ سے اس کلام کے ذریعہ سے کچھ فرمانا چاہتا ہے ؟ (دیکھو ۷ آیت)

س ۲ کیا خدا کا کلام پڑھنے سے میرا دل نرم ہوتا جاتا ہے یا سخت ؟ کیا یہ کلام سخت دل میں جڑ پکڑتا اور روح کے پھل لاتا ہے یا نرم دل میں ؟ (دیکھو ۸ و ۹ آیت)

س ۳ کیا خدا کا کلام پڑھنے یا سُننے سے میرے دل میں بے آرامی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے یا اُس سے تسلّی اور دلی آرام ملتا ہے ؟ (دیکھو ۱۱ آیت)

س ۴ کیا میں اپنی مسیحی برادری کے بھائیوں کی بہتری اور ترقی کے لئے اس بات کے لئے فکرمند ہو جاتا ہوں کہ میں ان کو ہمیشہ نیک نصیحت کیا کروں ؟ (دیکھو ۱۲ اور ۱۳ آیت)

س ۵ میں کس کس گناہ کے فریب میں پھنس گیا ہوں یا پھنس جانے کو ہوں ؟ (دیکھو ۱۵ آیت)

س ۶ (۱) کیا دکھ کے یا خاص برکت پانے کے وقت میں نے کوئی نہ کوئی منّت نہ مانی ؟

(۲) کتنے برس سے میں اپنی منّت ماننے سے غافل اور بے پروا رہا ہوں ؟

(۳) کیا روح القدس اب مجھے وہ منّت یاد نہیں دلاتا اور پھر توبہ کرنے اور بحال ہونے کا موقع نہیں دیتا ؟

س ۷ کیا روح القدس اب بھی مجھ سے یہ نہیں کہتا کہ اگر تو آج ہی میری آواز سُنیگا تو تو مُنہ اسے معافی اور بحالی کے آرام اور چین میں داخل ہونے پائیگا۔ لیکن اگر تو آج ہی میری آواز نہ سُنیگا تو خدا کا غضب تجھ پر پڑیگا ؟

دُعا

عبرانیوں ۳ باب ۷ سے ۱۹ آیت تک

اے پاک روح ۔ مَیں تیری آواز سُن کر آج ہی توبہ کرتا ہوں ۔ اور دل سے خداوند یسوع مسیح کو گناہ سے بچانے والا قبول کر کے اپنے بدن کو تیری ہیکل اور اپنے دل کو تیرا تخت بنانا چاہتا ہوں ۔ کاش کہ پاک روح مجھے اپنا خادم بنا کر روز بروز اپنی قربت میں لے ۔ آمین ۔

حصہ آٹھواں

عبرانیوں ۴ باب ۱ سے ۱۳ آیت تک

(۱) پس جب اُس کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے تو ہمیں ڈرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی رہا ہُوا معلوم ہو (۲) کیونکہ ہمیں بھی اُن ہی کی طرح خوشخبری سُنائی گئی۔ لیکن سُنے ہوئے کلام نے اُن کو اِس لیئے کچھ فائدہ نہ دیا کہ سُننے والوں کے دِلوں میں ایمان کے ساتھ نہ بیٹھا (۳) اور ہم جو ایمان لائے اُس آرام میں داخل ہوتے ہیں جس طرح اُس نے کہا کہ میں نے اپنے غضب میں قسم کھائی کہ یہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائینگے گو بنائے عالم کے وقت اُس کے کام ہو چکے تھے۔ (۴) چنانچہ اُس نے ساتویں دِن کی بابت کسی موقع پر اس طرح کہا ہے کہ خدا نے اپنے سارے کاموں کو پُورا کر کے ساتویں دن آرام کیا (۵) اور پھر اِس مقام پر یہ کہتا ہے کہ وہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائینگے (۶) پس جب یہ بات باقی ہے کہ بعض اُس آرام میں داخل ہوں۔ اور جن کو پہلے خوشخبری سُنائی گئی تھی وہ نافرمانی کے سبب سے داخل نہ ہوئے (۷) تو پھر ایک خاص دن ٹھہرا کر اتنی مدت کے بعد داؤد کی کتاب میں اُسے آج کا دن کہتا ہے۔ جیسے پیشتر کہا گیا کہ اگر آج تم اُس کی آواز سُنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔ (۸) اور اگر یشوع نے اُنہیں آرام میں داخل کیا ہوتا۔ تو وہ اُس کے بعد دُوسرے دن کا ذکر نہ کرتا (۹) پس خدا کی اُمت کے لیئے سبت کا آرام باقی ہے

(۱۰) کیونکہ جو اُس کے آرام میں داخل ہُوا اُس نے بھی خدا کی طرح اپنے کاموں کو پورا کر کے آرام کیا۔ (۱۱) پس آؤ۔ ہم اُس آرام میں داخل ہونے کی کوشش کریں تاکہ اُن کی طرح نافرمانی کر کے کوئی شخص گر نہ پڑے (۱۲) کیونکہ خدا کا کلام زندہ اور مؤثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ اور جان اور رُوح اور بند بند۔ اور گُودے گُودے کو جدا کر کے گزر جاتا ہے۔ اور دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتا ہے۔ (۱۳) اور اُس سے مخلوقات کی کوئی چیز چھپی نہیں۔ بلکہ جس سے ہم کو کام ہے اُس کی نظروں میں سب چیزیں کُھلی اور بے پردہ ہیں۔

خدا کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ

س ۱ کون سا وعدہ عبرانی مسیحیوں کے لئے اب باقی تھا؟

ج یہ کہ وہ خدا کے آرام میں داخل ہوں۔ ابھی تک اُس عجیب آرام میں داخل ہونے کی راہ بند نہیں ہوئی تھی بلکہ اُن کے لئے کھلی تھی (دیکھو پہلی آیت) اب تک خدا نے عبرانی مسیحیوں کو یہ نہیں کہا تھا کہ تم میرے آرام میں داخل ہونے نہ پاؤ گے۔ اب تک روح القدس غمگین ہو کر انہیں نہیں چھوڑتا تھا بلکہ بار بار کہا کرتا تھا کہ اگر آج تم میری آواز سنو گے تو اس آرام میں داخل ہونے کی راہ کھلی ہے۔

س ۲ روح القدس نے لکھنے والے کے دل میں کیا خوف دلایا تھا؟

ج یہ خوف کہ ایسا نہ ہو کہ عبرانی مسیحیوں میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر اس طرح سخت دل ہو جائے جس طرح وہ لوگ جو موسٰے کے وسیلے سے مصر سے نکالے گئے تھے پھر سخت دل ہو کر ملکِ موعود میں داخل ہونے نہ پائے۔ (دیکھو ۳ باب ۵ سے ۱۶ آیت۔ مقابلہ کرو عبرانیوں ۱۲ باب ۱۵ آیت)

س ۳ بنی اسرائیل اور عبرانی مسیحیوں کی روحانی حالت میں کیا کیا موافقت ہے؟

ج یہ کہ دونوں کو روح القدس کی آواز سے خدا سے آرام پانے کی خوشخبری سنائی گئی تھی۔ یہ خوشخبری بنی اسرائیل کو موسٰے اور یشوع اور کالب کے وسیلے سے سنائی گئی تھی۔ جیسا لکھا ہے "خداوند نے اس سے

کہا کہ اپنے پاؤں سے جُوتی اُتار لے۔ کیونکہ جس جگہ تو کھڑا ہے وہ پاک زمین ہے۔ یہ وہی ہے جو بیابان کی کلیسیا میں اُس فرشتے کے ساتھ جو کوہ سینا پر اس سے ہم کلام ہُوا۔ اور ہمارے باپ دادوں کے ساتھ تھا۔ اسی کو زندہ کلام ملا کہ ہم تک پہنچا دے۔

اے گردن کشو اور دل اور کان کے نامختونو! تم ہر وقت روح القدس کی مخالفت کرتے ہو۔ جیسے تمہارے باپ دادے کرتے تھے ویسے ہی تم بھی کرتے ہو۔ (مقابلہ کرو۔ گنتی ۱۳ باب ۱۷ سے ۳۳ آیت + ۱۴ باب ۲ سے ۱۱ و ۲۲ و ۲۳ آیت + ۱ استثنا ۱ باب ۱ سے ۴۰ آیت + ۱ - کرنتھیوں ۱۰ باب ۱ سے ۱۱ آیت)

بنی اسرائیل نے کم اعتقادی اور نافرمانی سے ملک موعود میں دخل نہیں پایا۔ ویسے ہی عبرانی مسیحیوں کی روحانی حالت خوفناک تھی۔ اس لئے کہ ان میں کتنے غافل اور بے خبر ہو کے اپنے ابتدائی بھروسہ کو چھوڑ دیتے تھے اور اس غفلت کے سبب سے گناہ کے فریب میں پھنس جاتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ خدا کا کلام پڑھنے یا سُننے سے اُن کو فائدہ بہت کم ہُوا (دیکھو ۲ آیت)

سؔ خدا کے کلام کا سُننا کب فائدہ بخش نہیں ہوتا؟

جؔ جب سُننے والوں کا اس پر ایسا ایمان نہیں ہوتا جیسا ان کا جنہوں نے کہ پہلے اس کلام کو سُن لیا اور مان لیا کہ ہاں درحقیقت یہ آدمی کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جب پولوس رسول نے خدا کی طرف سے انجیل کی خوشخبری شہر تھسلنیکے میں سنائی تو بہتوں نے یقین کیا کہ جو پولوس سُناتا اور سکھاتا ہے وہ آدمی کا کلام نہیں ہے بلکہ خدا کا۔ اس

لئے یہ خوشخبری پولوس نے انہیں سُنائی وہ اُن کے لئے فائدہ بخش ٹھہری اور
پولوس نے یہ خبر پاکر خدا کا شکر کیا۔ جیسا لکھا ہے کہ "اس واسطے ہم
بھی بلاناغہ خدا کا شکر کرتے ہیں کہ جب خدا کا پیغام ہماری معرفت
تمہارے پاس پہنچا تو تم نے اسے آدمیوں کا کلام سمجھ کر نہیں بلکہ
جیسا حقیقت میں ہے خدا کا کلام جان کر قبول کیا۔ اور وہ تم میں
جو ایمان لائے ہو تاثیر بھی کر رہا ہے۔

س ۵ اُس زمانے کے عبرانی مسیحیوں اور ان دنوں کے ہم مسیحیوں میں کن
باتوں میں موافقت ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ اُن کے پاس خدا کے پاک نوشتے تھے۔ ان کے پاس
توریت۔ زبور اور انبیاء کی کتابیں تھیں یہی کتابیں ہم مسیحیوں کے
پاس بھی ہیں۔

(۲) دوسری موافقت یہ ہے کہ سب قوموں میں بنی اسرائیل کو یہ فوقیت
حاصل تھی کہ خدا کا کلام ان کے سپرد ہوا۔ (رومیوں ۳ باب ۲ آیت +
اعمال ۷ باب ۳۸ آیت + زبور ۱۴۷ کی ۱۹ و ۲۰ آیت + استثناء ۴ باب
۸ آیت) ان دنوں میں ہم مسیحیوں کی فوقیت یہ ہے کہ ہمارے پاس
نہ صرف توریت۔ زبور اور انبیاء کی کتابیں ہی ہیں بلکہ ان کے سوا انجیل
مقدس ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ اور یہ نہ صرف ہمارے ہی فائدہ کے
لئے بلکہ دنیا کی کل قوموں کی حفاظت کے لئے ہے۔

(۳) اُن دنوں کے عبرانی مسیحیوں میں اور ان دنوں کے مسیحیوں میں
یہ تیسری موافقت ہے کہ روح القدس پاک نوشتوں کی معرفت ان دنوں
میں ہم سے بھی مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔ جیسا لکھا ہے "روح القدس کے

وسیلے سے جو ہم میں بسا ہُوا ہے اس اچھی امانت کی حفاظت کر (مقابلہ کرو ۱۔ تمتھیس ۴ باب ۱۲ سے ۱۶ آیت + ۶ باب ۲۰ آیت + ۲۔ تمتھیس ۱ باب ۱۳ و ۱۴ آیت + ۳ باب ۱۴ سے ۱۷ آیت + ۱۔ تھسلنیکیوں ۵ باب ۱۹ آیت)

(۴) چوتھی موافقت یہ ہے کہ عبرانی مسیحیوں میں سے بہتیرے خدا کے کلام اور روح القدس کی آواز سے غافل ہو گئے تھے۔ وہ غور سے نہ اُس کے کلام کو پڑھتے تھے نہ روح القدس کی آواز سنتے اور نہ اسے پہچانتے تھے۔ کیا ان دنوں کے اکثر مسیحیوں کی یہی حالت نہیں ہے؟

س کن وجہوں سے مسیح کے چیلوں کو ڈرنا اور خوف کھانا چاہئیے؟ (دیکھو پہلی آیت)

ج (۱) پہلے اس لئے کہ بنی اسرائیل میں سے صرف دو شخص یشوع اور کالب ملک موعود میں سلامت پہنچے اور سب چالیس برس تک بیابان میں پھر پھر کر آخر کو وہاں مر گئے اگرچہ وہ مصر کی غلامی سے چھوٹ گئے اور خدا کے ہاتھ سے برکتیں بھی پائیں تو بھی کم اعتقادی اور نافرمانی کے سبب سے ملک موعود کے آرام میں داخل نہ ہونے پائے ان کے ملک موعود میں دخل پانے کا احوال اس لئے لکھا ہے کہ ہم مسیحی اس کو پڑھ کر نصیحت پائیں۔ اور اس سے ہم کو عبرت ہو۔ ۱۔ کرنتھیوں ۱۰ باب ۱ سے ۱۲ آیت تک غور سے پڑھنا چاہئیے۔

(۲) دوسرے ہم مسیحیوں کو اس لئے بھی خوف کھانا چاہئیے کہ ہمارے بہت سے زبردست دشمن ہیں۔ کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں لڑنی ہے۔ بلکہ حکومت والوں اور اختیار والوں اور اس دنیا کے تاریکی کے

حاکموں اور شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔ اس واسطے تم خدا کے سارے ہتھیار باندھ لو تاکہ بُرے دن میں مقابلہ کر سکو۔ اور سب کاموں کو انجام دے کر قائم رہ سکو۔ (افسیوں ۶ باب ۱۰ سے ۱۸ آیت۔ مقابلہ کرو ۱۔کرنتھیوں ۹ باب ۲۴ سے ۲۷ آیت + عبرانیوں ۱۲ باب ۱ سے ۴ آیت + ۱۔تیمتھیس ۶ باب ۱۱ سے ۱۴ آیت + ۲۔پطرس ۲ باب ۱ سے ۲۲ آیت + یہوداہ کا عام خط ۱ باب ۳ سے ۲۵ آیت)

(۳) تیسرے ہم مسیحیوں کو اس لئے بھی خوف کھانا چاہیئے کہ یہ خداوند یسوع کا حکم ہے۔ جیسا متی ۱۰ باب ۲۸ سے ۳۳ آیت میں لکھا ہے۔ مسیح نے کتنی تمثیلوں سے اپنے شاگردوں کو بیداری کا حکم دیا جیسے پانچ بیوقوف کنواریوں کی غفلت سے۔ (دیکھو متی ۲۴ باب ۴۲ سے ۵۰ آیت + ۱۲ باب ۲۰ و ۳۹ سے ۴۷ آیت + لوقا ۱۹ باب ۱۱ سے ۲۷ آیت)

س تیسری آیت سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج یہ کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کتنوں نے آرام میں دخل نہیں پایا تو نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس آرام میں دخل پا سکتے تھے۔ ان کے لئے اس آرام میں داخل ہونے کا امکان تھا مگر وہ سست اعتقادی یا نافرمانی سے داخل ہونے نہیں پائے۔ داخل ہونے کی راہ تو کھلی تھی مگر انہوں نے وہ راہ نہیں پکڑی۔

س اس تیسری آیت سے دوسرا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

ج یہ کہ خدا کے آرام میں داخل ہونے کی راہ بنائے عالم کے وقت سے کھلی رہی ہے۔ وہ راہ خدا کے کلام پر ایمان لانے والوں کے لئے کبھی بند

نہیں کی گئی۔

س ۹ تیسری آیت میں جو لکھا ہے کہ گو بنائے عالم کے وقت سے اس کے کام ہو چکے۔ یہاں خدا کے کس کام کی طرف اشارہ ہے؟

ج یہاں اگرچہ اس کے کل کام کی طرف اشارہ ہے لیکن خاص اشارہ بنی آدم کی پیدائش کی طرف ہے چنانچہ لکھا ہے کہ خدا نے آدم و حوا کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔" پیدائش کا یہ کام اس کا آخری کام ہے اور جس حال میں وہ دونوں اس کی صورت پر پیدا ہوئے وہ اُس سے رفاقت اور سنگت رکھ سکتے تھے۔ انجیل کی خوشخبری یہ ہے کہ خدا بنی آدم کو اپنی صورت پر پیدا کر کے اس کی رفاقت سے آرام پاتا ہے۔ اور آدمی خدا کی قربت سے آرام پاتا ہے۔ پس اس رفاقت کے توڑنے سے بے آرامی ہوتی ہے۔

س ۱۰ ساتویں دن کا نام کیا ہے؟

ج یہ کہ خدا بنی آدم کی سنگت (رفاقت) سے آرام پاتا ہے اور بنی آدم خدا کی رفاقت سے۔ یہی پاک نوشتوں کی خوشخبری ہے اور بنائے عالم کے وقت سے اب تک جو کوئی خدا کے ساتھ ساتویں دن کی خوشی میں شریک ہوتا ہے اس کو پورا۔ پاک اور پائدار آرام ملتا ہے۔

س ۱۱ خدا نے ساتویں دن کی بابت کیا کہا؟

ج "اور آسمان اور زمین اور ان کی ساری آبادی تیار ہوئی اور خدا نے ساتویں دن اپنے کام کو جو کرتا تھا پورا کیا۔ اور ساتویں دن اپنے سارے کام سے فراغت پائی۔ اور خدا نے ساتویں دن کو مبارک کیا اور اُسے مقدس ٹھہرایا اس لئے کہ اُس نے اپنے سب کام سے جو خدا نے کیا اور بنایا تھا اسی دن فراغت پائی۔" (پیدائش ۲ باب ۱ سے ۳ آیت)

س ۱۲ خدا نے چھٹے دن کن کو پیدا کیا؟

ج اُس نے انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بنایا اور نر و ناری ان کو پیدا کیا اور ان کو برکت دی اور اُس نے کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور کرو۔ اور اس کو محکوم کرو۔ (دیکھو پیدائش ۱ باب ۲۶ سے ۳۱ آیت)

س ۱۳ موسےٰ کی شریعت میں ساتواں دن کیا کہلاتا ہے اور اس کو پاک رکھنے کی بابت کیا حکم تھا؟

ج وہ سبت کا دن کہلاتا ہے۔ جیسا لکھا ہے "تو سبت کا دن پاک رکھنے کے لئے یاد کر۔ چھ دن تک تو محنت کر کے اپنے سارے کام کاج کر لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے۔ اس میں کچھ کام نہ کر۔ نہ تو نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا غلام۔ نہ تیری لونڈی نہ تیری مواشی۔ اور نہ تیرا مسافر جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو۔ کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین۔ دریا اور سب کچھ جو اس میں ہے بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اس لئے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اُسے مقدس ٹھہرایا" (خروج ۲۰ باب ۸ سے ۱۱ آیت مقابلہ کرو خروج ۲۳ باب ۱۰ سے ۱۲ آیت + ۳۴ باب ۲۱ آیت + ۳۵ باب ۱ سے ۳ آیت + احبار ۱۹ باب ۳ آیت + ۲۳ باب ۳ آیت + استثناء ۵ باب ۱۲ آیت + متی ۱۲ باب ۱ سے ۸ آیت + مرقس ۲ باب ۲۳ سے ۲۸ آیت + لوقا ۶ باب ۱ سے ۵ آیت + لوقا ۱۳ باب ۱۰ سے ۱۷ آیت)

س ۱۴ کس طرح کے آرام میں شریک ہونے کے لئے عبرانی مسیحی بلائے گئے ہیں؟

ج باغ عدن کے ساتویں دن کے آرام میں (دیکھو ۴ آیت)

س ۱۵ باغ عدن کے ساتویں دن کے آرام میں کون سی باتیں شامل تھیں؟

ج یہ کہ انسان خدا کی صورت پر پیدا ہو کے اس کو پہچان سکتا۔ اُس کی آواز سُن سکتا اور سمجھ سکتا۔ اُس کی حضوری کو محسوس کر سکتا اور اُس کی فرمانبرداری کر کے حقیقی اور پائدار آرام پا سکتا تھا۔

س ۱۶ ساتویں دن کے آرام میں انسان کب تک رہا؟

ج جب تک کہ وہ خدا کے حکم کو مانتا رہا۔ جب اُس نے خدا کے کلام کی سچائی پر شک و شُبہ کر کے نافرمانی کی تبھی اس کا آرام جاتا رہا۔

س ۱۷ خدا کی نافرمانی سے باغ عدن کے ساتویں دن کے آرام میں جو فرق یا خلل آیا اور انسان کے دل میں جو بے آرامی پیدا ہوئی۔ اس خلل اور بے آرامی کے نشان کیا کیا تھے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ اُس کے دل میں خوف پیدا ہُوا اور اُس نے خدا کے حضور سے بھاگ کر اپنے تئیں چھپانا چاہا (دیکھو پیدائش ۳ باب ۱۰ آیت)

(۲) دوسرا نشان یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولا جیسے لکھا ہے "وہ بولا میں نے باغ میں تیری آواز سُنی اور ڈرا کیونکہ میں ننگا ہوں۔ اور اس لئے میں نے آپ کو چھپایا" (پیدائش ۳ باب ۱۰ آیت)

(۳) تیسرا نشان یہ ہے کہ آدمی نے خدا اور عورت دونو پر الزام لگایا جیسا لکھا ہے "اور اس نے کہا تجھے کس نے جتایا کہ تو ننگا ہے؟ کیا تُو نے اُس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم کیا تھا کہ اُس سے نہ کھانا؟ آدم نے کہا کہ اس عورت نے جسے تُو نے میری ساتھی کر دیا مجھے اس درخت سے دیا اور میں نے کھایا" (دیکھو پیدائش ۳ باب ۱۱ و ۱۲ آیت) کیا یہ الزام یا شکایت سُن کر عورت کے دل میں رنجش پیدا نہ ہوئی ہوگی؟ جن کے دل میں یہ باتیں ہوں یعنی خوف، شرم،

جھوٹ اور رنجش اور مرد اور عورت میں جھگڑا پیدا ہؤا ہے تو کیا ان ہی پھلوں سے ان کے ساتویں دن کا آرام جاتے رہنے کا اظہار اور ثبوت نہیں ہے؟

س ۱۸ کس نے انسان کو دھوکا دے کر خدا کے ساتویں دن کے آرام کو بگاڑا؟

ج شیطان یا ابلیس نے۔ (دیکھو پیدائش ۳ باب ا سے ۵ آیت + ا کرنتھیوں ۱۰ باب ۵ آیت + ا۔ تمتھیس ۲ باب ۱۴ آیت + یوحنا ۸ باب ۴۴ آیت)

س ۱۹ کیا ملک موعود یعنی کنعان میں خدا کی اُمت نے آرام پایا؟

ج نہیں۔ باوجودیکہ ان کے پاس موسےٰ کی شریعت تھی اور باوجودیکہ یشوع اور کالب جیسے دیانتدار اور دلیر ہادی بھی تھے تو بھی ان کو ملک موعود میں آرام نہیں ملا۔

س ۲۰ جب خدا کی اُمت سست اعتقادی اور نافرمانی کے سبب سے خدا کے آرام میں داخل ہونے نہیں پائی گو کہ اُن کے ایسے دیانتدار ہادی تھے تو کیا اس آرام میں داخل ہونے کی راہ خدا نے بند کر دی؟

ج نہیں کیونکہ موسےٰ اور یشوع کے زمانے کے سینکڑوں برس بعد خدا نے داؤد نبی کی معرفت زبور میں پھر اپنے آرام میں داخل ہونے کی راہ ظاہر کی۔ اور جیسا پیشتر اُس نے موسےٰ اور یشوع کی معرفت آرام میں داخل ہونے کی راہ کھولی تھی پھر وہی وعدہ داؤد کی زبانی کیا "اگر آج یعنی داؤد کے دنوں میں تم اس کی آواز سنوگے تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو" (دیکھو ۹۵ زبور ۷ آیت)

س ۲۱ باوجودیکہ خدا کی اُمت نے یشوع کے دنوں میں اپنے دلوں کو سخت کیا

تھا۔ اور وہ خدا کے آرام میں داخل نہ ہونے پائے تھے۔ اور اگرچہ سینکڑوں برس بعد اُس کی اُمت نے داؤد کے زمانے میں اپنے دلوں کو سخت کیا تھا تو بھی روح القدس نے عبرانی مسیحیوں کو کونسی خوشخبری سُنائی؟

ج یہ کہ خدا کے آرام میں داخل ہونے کی راہ اب تک تمہارے لیئے بند نہیں کی گئی بلکہ کھلی ہے۔

س ۲۲ نویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ "پس خدا کی اُمت کے لیئے سبت کا آرام باقی ہے" سبت کے آرام سے کیا مراد ہے؟

ج جو آرام خدا کی حضوری۔ نزدیکی اور خوشنودی سے ملتا ہے اور جو آرام خدا کی اور برکتوں سے جیسا کہ اس کی نگاہ میں پاک ٹھہرایا جانا۔ اور اُس کی خلقت پر سرداری کرنا اور جو آرام خدا کی صورت پر بنتے جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ ہاں جو آرام خدا کی صحبت اور پاک رفاقت سے پیدا ہوتا ہے یہ سب برکتیں سبت کے آرام میں شریک ہونے سے ملتی ہیں جس دل میں یہ سبت کا آرام ہو وہ اپنے کاموں پر پھولتا نہیں۔ بلکہ اُن سے فراغت پاکر خدا کے عجیب و غریب کاموں پر غور کر کے حقیقی اور پائدار خوشی سے ہر نیک بات میں ترقی کرتا جاتا ہے۔

س ۲۳ نویں اور گیارھویں آیتوں میں پہلا لفظ "پس" ہے۔ یعنی ان دو آیتوں سے دو نتیجے نکلتے ہیں۔ یہ نتیجے بتاؤ۔

ج (۱) پہلا نتیجہ یہ ہے کہ جہاں سبت کا آرام ہے اور اس کی ساری برکتوں کا ذکر ہے وہاں اُن کے ملنے کا وعدہ خدا کی اُمت کے لیئے اب تک باقی ہے۔ (دیکھو ۹ آیت)

(۲) دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ جس حال میں کہ اس عجیب سبت کے آرام میں

داخل ہونے کی راہ کھلی ہے اور اس کا وعدہ اب تک باقی ہے پس آؤ ہم اس سبت کے آرام میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔ (دیکھو ۱۱ آیت)

س ۲۴ بارھویں آیت میں خدا کے کلام کی پہلی خاصیت اور خوبی کیا ہے؟

ج یہ کہ وہ زندہ ہے اس لئے کہ اس کا بولنے والا خدا ہے۔ ہاں زندہ خدا زمانہ بزمانہ لوگوں کی حالت اور حاجت کے موافق کلام کرتا گیا۔ اس کا کلام فقط گزرے زمانے کے لوگوں کے لئے نہیں بلکہ ہر زمانے کے لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے جو زندہ خدا کا کلام ہو خواہ وہ تسلی بخش وعدہ ہو یا سخت ملامت اور آگاہی کا کلام وہ موجودہ زمانے کے پڑھنے اور سننے والوں کے لئے بھی مفید کلام ہے۔ وہ یہی کلام باربار زمانہ بزمانہ پیش کرتا ہے۔ صرف موسیٰ یا یشوع کے یا داؤد کے زمانے کے لوگوں ہی کے لئے نہیں بلکہ پھر سینکڑوں برس بعد عبرانی مسیحیوں کو یہی کلام سُناتا اور نہ صرف عبرانی مسیحیوں کو بلکہ سینکڑوں برس بعد انگلستان کے لوگوں کو اور پھر سینکڑوں برس بعد ہندوستان کے لوگوں کو۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ اس بیسویں صدی میں عنقریب سینکڑوں زبانوں میں یہی کلام پڑھا اور سُنایا جاتا ہے۔

س ۲۵ اس بارھویں آیت میں خدا کے کلام کی دوسری خاصیت اور خوبی کیا ہے؟

ج یہ کہ وہ مؤثر ہے۔ وہ بے تاثیر یا بے پھل نہیں رہتا۔ وہ بھوسے کی مانند نہیں بلکہ زندہ بیج کی مانند ہے۔ (دیکھو متی ۱۳ باب ۳ سے ۲۳ آیت + مرقس ۴ باب ۱۴ و ۲۰ آیت)

س ۲۶ بارھویں آیت میں خدا کے کلام کی تیسری خاص خوبی کیا ہے ؟
ج یہ کہ وہ ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے ۔

س ۲۷ خدا کا کلام کس طرح دو دھاری تلوار سے تیز ہے ؟
ج یہ کہ گو دو دھاری تلوار بہت تیز ہوتی ہے اور گو وہ آدمی کے بدن کے ایک ایک انگ کو جُدا کر سکتی ہے تو بھی وہ آدمی کی جان اور روح کو جُدا کر کے گزر نہیں سکتی ۔ نہ وہ دل کے خیالوں اور ارادوں کو جان سکتی ہے ۔ دو دھاری تلوار آدمی کے بدن کے اعضا (انگوں) کے بیچوں بیچ گذر سکتی ہے مگر جو خیال آدمی کے دل میں گزرتے ہیں وہ اُن کو نہ پہچانتی اور نہ جانچتی ہے ۔

س ۲۸ خدا کے کلام کی چوتھی خاصیت اور خوبی کیا ہے ؟
ج یہ کہ خدا کے کلام سے مخلوقات کی کوئی چیز چھپی نہیں ہے (دیکھو ۱۳ آیت) اور اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا اور اس کے کلام میں اس طور سے یکتائی اور یگانگت ہے کہ وہ دو نو ایک ہی سمجھے جائیں ۔ جو کلام کا بولنے والا ہو وہ اور اُس کا کلام ایک ہی گنے جاتے ہیں ۔ جو کلام زندہ اور مؤثر اور آدمی کی جان اور روح کو جُدا کر کے گذر سکتا ہے اور دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتا ہے اس کلام میں خدا یوں موجود ہوتا ہے کہ یہ کہنا واجب ہوگا کہ جس کے کان کھلے ہیں وہ اس کلام کو پڑھ کر خدا کی آواز پہچانیگا ۔ یہ لکھا ہے کہ خدا کی نظر میں سب چیزیں کھلی اور بے پردہ ہیں ۔ اور خدا کے کلام میں یہی قدرت ہے کہ وہ آدمی کے دل کی چھپی ہوئی باتوں کو کھول سکتا ہے ۔ پس خدا اور خدا کے کلام میں یکساں

قدرت ہے۔ خدا نے اپنے کلام میں اپنی قدرت یوں رکھی ہے کہ اس
کا کلام اُس کی طرح زندہ اور مؤثر اور دل کے خیالوں کا جانچنے والا ہے
اور چھپی ہوئی چیزوں کا کھولنے والا ہے۔ (دیکھو مرقس ۴ باب ۲۱ سے ۲۴
آیت + یوحنا ۶ باب ۶۳ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۴ باب ۱ سے ۱۳ آیت تک

۱- جس حال میں خدا کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ آج تک باقی ہے تو چاہیئے کہ ہم آج ہی شکرگزاری کے ساتھ اس میں داخل ہوں۔ کون جانے کہ کل تک میرے لئے داخل ہونے کا وعدہ باقی رہیگا یا نہیں۔ دیری نہ کرو۔ (دیکھو ۱ و ۹ و ۱۱ آیت ۔ مقابلہ کرو ۲- کرنتھیوں ۶ باب ۱ و ۲ آیت)

۲- پاک نوشتوں کا پڑھنا تب فائدہ مند ہو سکتا ہے جب پڑھنے والے کو یقین ہو کہ میں آدمی کا کلام نہیں بلکہ درحقیقت خدا کا کلام پڑھ رہا ہوں۔ اور جب وہ خدا کی نظر میں گویا دل کو جھکا کر پڑھے یا سُنے بلکہ کبھی کبھی گھٹنے ٹیک کر پاک نوشتوں کو پڑھنا فائدہ مند ہوگا۔ (دیکھو ۲ آیت) جب موسےٰ نے جھاڑی میں خدا کی آواز سُنی۔ اُس نے اپنی جوتی اُتاری اور یوں بڑے ادب کے ساتھ خدا کا کلام سُنا (دیکھو خروج ۳ باب ۵ آیت)

۳- خدا کے آرام میں داخل کرنے والا خداوند یسوع مسیح ہے۔ وہ اپنی اُمّت یعنی اپنے ایمان لانے والوں کے دلوں کے دروازے پر کھٹکھٹاتا ہے۔ "دیکھو مَیں دروازے پر کھڑا کھٹکھٹاتا ہوں۔ اگر کوئی میری آواز سُن کر دروازہ کھولیگا تو مَیں اُس کے پاس اندر جا کے اس کے ساتھ کھانا کھاؤنگا اور وہ میرے ساتھ جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ روح کلیسیاؤں سے کیا کہتا

ہے "(مکاشفہ ۳ باب ۲۰ آیت مقابلہ کرو مکاشفہ ۲۲ باب ۱۷ آیت)

۴۔ خدا کے کلام کا ذیل کی چیزوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔

(۱) پہلے دو دھاری تلوار کے ساتھ۔ (دیکھو افسیوں ۶ باب ۱۷ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۱۶ آیت + ۲ باب ۱۲ و ۱۶ آیت + زبور ۱۴۹ کی ۶ آیت)

(۲) دوسرے۔ خدا کے کلام کا پھلدار بیج سے مقابلہ کیا جاتا ہے (دیکھو متی ۱۳ باب ۲۳ آیت + لوقا ۸ باب ۱۱ آیت + ۱۔پطرس ۱ باب ۲۳ آیت + مرقس ۴ باب ۱۴ آیت)

(۳) تیسرے۔ خدا کے کلام کا چراغ سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جیسا لکھا ہے۔ "کہ وہ ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے" (دیکھو ۲ پطرس ۱ باب ۱۹ آیت + زبور ۱۱۹ کی ۱۰۵ آیت)

(۴) چوتھے خدا کے کلام کا سانچے سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جیسا لکھا ہے۔ "لیکن خدا کا شکر ہے کہ اگرچہ تم گناہ کے غلام تھے تاہم دل سے اُس تعلیم کے تابعدار ہو گئے جس کے سانچے میں تم ڈھالے گئے تھے" (دیکھو رومیوں ۶ باب ۱۷ آیت) اور اس کے معنے یہ ہیں کہ جیسے مٹی یا چاندی یا سونا سانچے میں ڈھالے جاتے ہیں جو صورت یا شکل سانچے کی ہو مٹی یا چاندی یا سونا اسی صورت کے نکلتے ہیں۔ اگر سانچے کی شکل خوبصورت ہو تو جو مٹی اُس میں ڈھالی جائیگی وہ خوبصورت نکلیگی۔ اسی طرح سے جس کا دل خدا کے کلام کے سانچے میں روز بروز ڈھالا جائیگا وہ پاک بنتا جائیگا۔ اس لئے کہ خدا کا کلام پاک سانچہ ہے۔ لہٰذا وہ کلام اس شخص کے دل کو پاک کریگا۔ (مقابلہ کرو ۲۔تمتھیس ۱ باب ۱۳ آیت)

(۵) پانچویں خدا کے کلام کا ہتھوڑے سے مقابلہ کیا جاتا ہے جیسا کیا میرا کلام

سراسر آگ کی مانند نہیں ہے ؟ خداوند کہتا ہے اور ہتھوڑے کی مانند جو چٹان کو چُور چُور کرتا ہے" (یرمیاہ ۲۳ باب ۲۹ آیت) کلام مثل ہتھوڑے کے آدمی کے سخت دل کو توڑ سکتا ہے۔

(۶) چھٹے خدا کا کلام خالص دُودھ کے مشابہ بتایا جاتا ہے " نوزاد بچوں کی مانند خالص روحانی دُودھ کے مشتاق رہو۔ تب اُس کے ذریعے سے نجات حاصل کرنے کے لئے بڑھتے جاؤ" (۱-پطرس ۲ باب ۲ آیت مقابلہ کرو ۱-کرنتھیوں ۳ باب ۲ آیت + عبرانیوں ۵ باب ۱۲ سے ۱۴ آیت)

(۷) ساتویں خدا کے کلام کا پانی سے مقابل کیا جاتا ہے جیسے پانی آدمی کی پیاس بجھاتا ہے ویسے ہی خدا کا کلام آدمی کے سوکھے دل کی پیاس کو بجھا سکتا ہے (دیکھو یوحنا ۷ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت + ۵ باب ۳ آیت + افسیوں ۵ باب ۲۶ آیت + یسعیاہ ۵۵ باب ۱ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۴ باب ۱ سے ۱۳ آیت تک

س ۱ مجھے خدا کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ کیا میں اس میں داخل ہُوا یا نہیں ؟

س ۲ اگر میں اس میں داخل نہیں ہُوا تو اس کی وجہ کیا ہے ؟ خدا کے کس کس حکم کے نہ ماننے کے سبب سے میں داخل ہونے نہیں پایا ؟

س۳ جس حال میں سبت کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے اور داخل ہونے کی راہ میرے لئے کُھلی ہے تو اے میرے دل۔ کیا تُو آج ہی۔ ہاں ابھی یسوع کے وعدہ اور فضل پر تکیہ کرکے داخل نہ ہوگا؟

س۴ جس وقت میں خدا کا کلام پڑھتا یا سنتا ہوں کیا میں اُس میں روح القدس کی دبی ہوئی آواز پہچانتا ہوں یا نہیں؟

دعا

عبرانیوں ۴ باب ۱ سے ۱۳ آیت تک

اے خداوند تیرے کلام میں سبت کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے۔ میں آج ہی ہاں ابھی داخل ہونا چاہتا ہوں۔ ہاں تیرے کلام کے وعدہ سے پر تکیہ کر کے میں شکر گذاری کے ساتھ تیرا نام لے کر داخل ہوتا ہوں۔ آمین

حصہ نواں

عبرانیوں ۴ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت تک

(۱۴) پس جب ہمارا ایک ایسا بڑا سردار کاہن ہے جو آسمانوں سے گزر گیا۔ یعنی خدا کا بیٹا یسوع۔ تو آؤ ہم اپنے اقرار پر قائم رہیں (۱۵) کیونکہ ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں۔ جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تاہم بے گناہ رہا (۱۶) پس آؤ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں۔ تاکہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے۔

ہماری کمزوریوں میں خدا کا بیٹا یسوع ہمارا بڑا سردار کاہن ہے۔

س ۱ ہمارا بڑا سردار کاہن کون ہے ؟

ج خدا کا بیٹا یسوع۔ یعنی جو خدا کا بیٹا ہے۔ وہی یسوع ہے اور وہی ہمارا بڑا سردار کاہن ہے ۔

س ۲ پاک نوشتوں سے ثابت کرو کہ خدا کا ازلی اکلوتا بیٹا اور وہ جو جسم سے پیدا ہوا خدا کا بیٹا یسوع ہے ؟

ج "ابتداء میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا۔ ساری چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ پیدا ہوا ہے۔ اُس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھا۔ ...... کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا۔ جیسے باپ کے اکلوتے کا جلال۔ اس لئے کہ شریعت تو موسےٰ کی معرفت دی گئی مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی۔ خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے اس کو ظاہر کیا" (مقابلہ کرو لوقا ۱ باب ۱۰ آیت + یوحنا ۲۰ باب ۲۰ سے ۳۱ آیت)

س ۳ یسوع بڑا سردار کاہن کہا جاتا ہے۔ اس میں "بڑے" سے کیا مراد ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ موسیٰ کی شریعت کے سب کاہنوں میں سب سے بڑا ہے وہ کاہن صرف سردار کاہن کہے جاتے ہیں نہ بڑے سردار کاہن۔ لفظ بڑا

سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ اِن سبھوں سے بڑا ہے۔

(۲) دوسرے اِس لئے وہ بڑا کہا جاتا ہے کہ وہ سب پاک فرشتوں سے بڑا ہے۔ وہ ان کا بڑا سردار ہے۔

س یہ لکھا ہے کہ "جو خدا کا بیٹا یسوع ہے۔ وہ آسمانوں سے گزر گیا ہے"۔ اِس کے معنی کیا ہیں؟

ج اِس جگہ آسمانوں سے دیدنی آسمان مراد ہے۔ جس وقت یسوع اپنے شاگردوں کے سامنے آسمان پر چڑھ گیا اور ان کی نظر سے غائب ہو گیا اس وقت وہ دیدنی آسمان سے گزر کر نادیدنی آسمان میں داخل ہوا۔ (دیکھو لوقا ۲۴ باب ۵۱ آیت + اعمال ۱ باب ۹ سے ۱۱ آیت + افسیوں ۴ باب ۸ سے ۱۰ آیت + عبرانیوں ۹ باب ۲۴ آیت)

س نادیدنی آسمان سے کیا مراد ہے؟

ج جس پاک ترین جگہ میں یسوع اب سردار کاہن ہو کر ہمارے لئے لگاتار کہانت کی خدمت کر رہا ہے وہ نادیدنی آسمان ہے۔

س ہمارے سردار کاہن کی جن تین خاصیتوں کا تذکرہ ۱۵ آیت میں درج ہے اُن کا بیان کرو۔

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ اپنے اقرار کرنے والوں کی کمزوریوں میں ہمدرد ہو سکتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ وہ ساری باتوں میں اُن کی طرح آزمایا گیا۔

(۳) تیسرے یہ کہ گو وہ ہر طرح آزمایا گیا تھا تو بھی بے گناہ رہا۔ (دیکھو ۱۵ آیت۔ مقابلہ کرو ۲ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت)

س ثابت کرو کہ گو یسوع ہر طرح سے آزمایا گیا تھا تو بھی وہ بے گناہ رہا۔

ج (۱) پہلے وہ ذات سے پاک تھا۔ اس کی ذات میں گناہ کی جڑ نہ تھی۔ اس کا گواہ جبرائیل فرشتہ ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جبرائیل فرشتے نے یسوع کی ماں مریم سے کہا "روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائیگا" (لوقا ۱ باب ۳۵ آیت)

(۲) دوسرا گواہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے "اور یوحنا نے یہ گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا اور وہ اس پر ٹھہر گیا۔ اور میں تو اسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ سے کہا کہ جس پر تو روح کو اترتے اور ٹھہرتے دیکھے۔ وہ روح القدس سے بپتسمہ دے سکتا ہے (مقابلہ کرو یوحنا ۱ باب ۳۲ و ۳۳ آیت + یوحنا ۱۶ باب ۷ سے ۱۱ آیت)

(۳) تیسرے گواہ یسوع کے شاگرد ہیں جو رات دن برسوں تک اس کے چال چلن۔ گفتار و رفتار سے خوب واقف ہوتے رہے۔ یہ سب اس کے گواہ تھے۔ جیسے لکھا ہے کہ "ہم ایمان لائے اور جان گئے ہیں کہ خداوند کا قدوس تو ہی ہے" (یوحنا ۶ باب ۶۹ آیت) "اے میرے بچو یہ باتیں میں تمہیں اس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو۔ اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز" (۱۔ یوحنا ۲ باب ۱ و ۲ آیت)

اس کے شاگرد اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں مگر وہ سب مل کر گواہی دیتے ہیں کہ یسوع بے گناہ رہا۔ (دیکھو لوقا ۵ باب ۸ آیت و اعمال ۳ باب ۱۴ آیت + ۱۔ پطرس ۲ باب ۲۱ سے ۲۴ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۵ باب

۸ آیت + اعمال ۳ باب ۱۴ آیت + ۱-پطرس ۲ باب ۲۱ سے ۲۴ آیت + ۲-کرنتھیوں ۵ باب ۲۱ آیت + ۱-یوحنا ۳ باب ۵ آیت + مکاشفہ ۳ باب ۷ آیت)

۴- چوتھے گواہ وہ ناپاک روحیں ہیں جن کو یسوع نے زبان سے بالکل مت نکالا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اُس کو پاک پہچان کر قدوس کہا (دیکھو مرقس ۱ باب ۲۱ سے ۲۷ آیت + متی ۸ باب ۲۹ آیت + لوقا ۴ باب ۳۴ آیت)

۵- پانچویں پنطُس پلاطُس رومی حاکم اور اس کی بیوی کی گواہی ہے۔ پلاطس حاکم نے یسوع کے دشمنوں کے الزام سُن سُن کر یہ فیصلہ کیا۔ جیسا لکھا ہے "جب پلاطس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا۔ بلکہ اُلٹا بلوا ہوتا جاتا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں اِس راستباز کے خون سے بری ہوں۔ تم جانو (مقابلہ کرو متی ۲۷ باب ۱۱ سے ۲۴ آیت + استثنا ۲۱ باب ۶ سے ۹ آیت + زبور ۲۶ کی ۶ آیت)

۶- چھٹا یسوع کی صلیبی موت کی عجیب باتیں اور ماجرے یہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ بے گناہ تھا۔ جو سات باتیں اس وقت اُس کی زبان سے نکلیں وہ گواہی دیتی ہیں کہ وہ قدوس تھا۔ وہ سات باتیں یہ ہیں۔

(ا) پہلی بات "اے باپ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳ باب ۳۴ آیت)

(ب) دوسری بات جو یسوع نے اپنی ماں اور اُس شاگرد کو جس

سے وہ محبت رکھتا تھا۔ پاس کھڑے دیکھ کر ماں سے کہا کہ اے عورت دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔ پھر شاگرد سے کہا دیکھ تیری ماں یہ ہے۔ اور اُسی وقت سے وہ شاگرد اسے اپنے گھر لے گیا" (یوحنا ۱۹ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت)

(ج) تیسری بات "اُس نے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" (لوقا ۲۳ باب ۴۳ آیت)

(د) چوتھی بات "اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا - ایلی ایلی لما شبقتنی؟ یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا - تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" (متی ۲۷ باب ۴۶ آیت)

(ہ) پانچویں بات "اس کے بعد جب یسوع نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہوئیں تاکہ نوشتہ پورا ہو تو کہا میں پیاسا ہوں" (یوحنا ۱۹ باب ۲۸ آیت)

(و) چھٹی بات "پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا - تو کہا کہ تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دے دی" (یوحنا ۱۹ باب ۳۰ آیت)

(ز) ساتویں بات "پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا کہ اے باپ میں اپنی روح کو تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم دے دیا" (لوقا ۲۳ باب ۴۶ آیت)

۱۷- اس قول کا ساتواں گواہ کہ یسوع بے گناہ ہے خدا باپ ہے تین مرتبہ آسمان سے اُس نے یہ گواہی دی کہ یسوع میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں اس کی سنو (متی ۳ باب ۱۷ آیت + ۱۷ باب ۵ آیت + مرقس ۹ باب ۷ آیت + لوقا ۹ باب ۳۵ آیت + یوحنا ۱۲ باب ۲۸ آیت

۲۔ پطرس ۱ باب ۱۶ و ۱۷ آیت) اگر یسوع کی فرمانبرداری میں ذرا بھی کمی یا کسر ہوتی تو کیا خدا یہ کہتا کہ میں اس سے خوش ہوں؟

۸۔ آٹھواں گواہ۔ یسوع خود یہ گواہی دیتا ہے کہ مجھ میں گناہ کی کوئی جگہ نہیں ہے جس میں کہ ابلیس دخل پا سکے۔ جیسا لکھا ہے "لیکن یہ اس لئے ہوا کہ وہ قول پورا ہو جو ان کی شریعت میں لکھا ہے کہ انہوں نے مجھ سے مفت عداوت کی" (یوحنا ۱۵ باب ۲۵ آیت۔ مقابلہ کرو لوقا ۲۳ باب ۱۴ آیت) خدا نے یسوع کو اس کی موت کے بعد تیسرے روز کی صبح زندہ کر لیا اور یوں اس کی پاکیزگی پر مہر لگائی "لیکن پاکیزگی کی روح کے اعتبار سے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا" (رومیوں ۱ باب ۴ آیت نیز دیکھو متی ۲۸ باب ۱ سے ۱۰ آیت + مرقس ۱۶ باب ۱ سے ۸ آیت + لوقا ۲۴ باب ۱ سے ۸ آیت + یوحنا ۲۰ باب ۱ سے ۱۸ آیت + اعمال ۲ باب ۲۴ و ۳۲ آیت + ۳ باب ۱۵ آیت + ۴ باب ۱۰ + ۱۰ باب ۴۰ و ۴۱ آیت + ۱۳ باب ۲۶ ، ۳۰ سے ۳۳ و ۳۴ و ۳۷ آیت + رومیوں ۴ باب ۲۴ آیت + ۶ باب ۴ آیت + ۸ باب ۱۱ آیت + ۱۰ باب ۹ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب ۱۵ آیت)

۹۔ نواں گواہ۔ روح القدس بھی اس قول کا گواہ ہے کہ یسوع بے گناہ رہا۔ وہ اسی جگہ میں عبرانی مسیحیوں سے یہ کہتا ہے کہ گو یسوع تمہاری طرح سب گناہ اور کمزوریوں میں شریک ہوا اور گو وہ ساری باتوں میں آزمایا گیا تاہم وہ بے گناہ رہا۔ لکھا ہے روح القدس کی تلوار خدا کا کلام ہے (دیکھو افسیوں ۶ باب ۱۷ آیت) روح القدس نے یہ تلوار ہاتھ میں لے کر بار بار یسوع کے دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچا

کہ آیا اس میں گناہ کی کچھ جڑ یا گناہ کی طرف کچھ خواہش یا کچھ خیال یا کچھ ارادہ دریا کچھ پیار ہے۔ اور اس کی گواہی یہ ہے کہ گو وہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تاہم بے گناہ رہا۔

س چودھویں آیت میں یہ لکھا ہے "کہ ہم اپنے اقرار پر قائم رہیں" یہاں پر کن باتوں پر اقرار قائم رکھنے کا خیال ہے؟

ج آیت ۱۴ میں (۱) پہلے یہ کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔

(۲) دوسرے کہ وہ دینی آسمان سے گذر کر تا دینی آسمان کے پاک ترین مکان میں داخل ہو گیا۔

(۳) تیسرے وہ وہاں ہمارا سردار کاہن ہے (دیکھو ۱۵ آیت)

س ۹ ان تین باتوں سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ ہمارا سردار کاہن اعتبار کے لائق ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ وہ خدا کے حضور میں موجود ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ وہ ہمارے لئے وہاں ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ وہ وفادار اور دیانتدار ہے وہ کبھی غافل نہ ہوگا۔

(۵) پانچویں یہ کہ ہم اُس کو اپنا سردار کاہن تسلیم کرنے سے شرمندہ نہ ہوں۔ بلکہ برعکس اس کے جو کچھ ہو اُس کا اقرار کرنے پر قائم رہیں۔

س ۱۰ جو شخص خداوند یسوع کا اقرار کرنے کو راضی یا تیار نہ ہو کیا وہ یسوع کا شاگرد یا پیارا سمجھا جائے گا؟

ج نہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے خود اس سوال کا جواب صاف دیا ہے "پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا اقرار کرونگا مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کریگا

میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُس کا انکار کرونگا" (دیکھو مرقس ۸ باب ۳۴ سے ۳۸ آیت + رومیوں ۱ باب ۱۶ آیت + ۱۰ باب ۹ و ۱۰ آیت)

س ۱۱ پولوس رسول اس دسویں سوال کا کیا جواب دیتا ہے؟

ج یہ کہ "اگر تُو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا۔ تو نجات پائیگا۔ کیونکہ جو کوئی خداوند کا نام لیگا نجات پائیگا"

س ۱۲ سولھویں آیت میں لکھا ہے "پس آؤ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں" دلیری سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ نہ صرف ہم بے خوف یا نڈر ہو کر فضل کے تخت کے پاس چلیں بلکہ شکرگزاری اور خوشی اور قوی اُمید کے ساتھ آئیں اور اس بے خوفی اور قوی اُمید کی وجہ یہ ہے کہ اس فضل کے تخت پر ہمارا سردار کاہن یسوع بیٹھا ہے۔ اس نے اپنے ایمان لانے والوں کے لئے خدا کے پاک ترین مکان میں داخل ہونے کے لئے راہ کھول دی ہے۔ چونکہ خدا کے حضور میں جانے کی راہ کھلی ہے اس لئے ہم دلیری سے اس میں داخل ہوں۔ جیسے لڑکے اپنے باپ کے گھر میں بے خوف جاتے ہیں یا جیسے ایک بیمار شخص دلیری اور اُمید کے ساتھ کسی مہربان ڈاکٹر کے ہسپتال یا شفاخانے میں جاتا ہے۔

س ۱۳ جس لفظ کا ترجمہ "چلیں" کیا گیا ہے اس کے اصلی معنی کیا ہیں (۱۶ آیت)

ج یہ کہ ہم فضل کے تخت کے بہت ہی قریب جا سکیں۔ اس کے بہت قریب پہنچنے میں ذرا بھی روک ٹوک نہیں ہے گو مرنے سے پہلے رکاوٹ

تھی مگر جس وقت اُس نے صلیب پر چڑھ کر گنہگاروں کے بدلے میں اپنی جان فدیہ میں دی اُسی وقت ہیکل کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور یوں خدا نے سبھوں پر یہ ظاہر کیا کہ پاک ترین مکان کے اندر میرے حضور میں قریب آنے کی راہ کھل گئی۔ اب اس پاک ترین مکان کے اندر فضل کا تخت ہے جس پر یسوع بیٹھ کر ہر شخص پر رحم اور فضل کرکے اس کی ضرورت کے وقت مدد کرنے کو تیار اور قادر ہے (مقابلہ کرو عبرانیوں ۲ باب ۱۷ و ۱۸ آیت + ۳ باب ۱ آیت + ۷ باب ۱۹ و ۲۵ آیت + ۱۰ باب ۱۹ و ۲۲ آیت + ۱۱ باب ۶ آیت)

س ۱۴ فضل کے تخت کے قریب پہنچنے سے کون سی بڑی برکت ملیگی؟

ج سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ ہم اپنے بڑے رحم دل اور دیانتدار سردار کاہن کے قریب پہنچیںگے۔ وہ فضل کے تخت پر بیٹھا ہے ہماری کمزوریں اور غفلتوں کو جانتا ہے اور انہیں معاف کرنے کو تیار اور ہمیں اُن سے پاک کرنے میں قادر بھی ہے۔ ہاں وہ اپنے پاک کلام اور پاک روح کے وسیلہ سے اپنے اقرار کرنے والوں کے بدن اور دل دونوں میں ہر طرح کی غفلت اور گناہ کی نسبت ایسی نفرت پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ بھی دے سکتا ہے کہ ہم اُن گناہوں سے نفرت کرکے اُن پر فتح اور غلبہ پا سکیں۔

س ۱۵ فضل کے تخت سے مثل پاک و صاف چشمے یا سوتے کے کون سی ندیاں نکلتی رہتی ہیں؟

ج جو شخص اپنی غفلت اور گناہوں کے سبب سے شکستہ دل اور فروتن ہو اس پر رحم ہوتا ہے۔ اور علاوہ اس کے اِس قدر فضل یعنی دل میں روح القدس سے قدرت پیدا ہوتی ہے کہ وہ ضرورت کے وقت اس کی مدد کر

سکتی ہے۔

س ۱۶ جو عجیب قوت فضل کے تخت کے قریب آنے سے حاصل ہوتی ہے وہ پولوس رسول کے تجربہ سے دریافت ہوتی ہے۔ اس تجربہ کا فرق بیان کرو

ج "اور مکاشفوں کی زیادتی کے باعث میرے پھول جانے کے اندیشے سے میرے جسم میں کانٹا چبھویا گیا۔ یعنی شیطان کا قاصد تاکہ مُکے مارے۔ اور میں پھول نہ جاؤں۔ اس کے بارے میں مَیں نے تین بار خداوند سے التماس کی کہ یہ مجھ سے دور ہو جائے۔ مگر اُس نے مجھ سے کہا کہ میرا فضل تیرے لئے کافی ہے۔ کیونکہ میری قدرت کمزوری میں پوری ہوتی ہے پس مَیں بڑی خوشی سے اپنی کمزوریوں پہ فخر کرونگا تاکہ مسیح کی قدرت مجھ پہ چھائی رہے اس لئے میں مسیح کی خاطر کمزوریوں میں۔ بے عزتیوں میں۔ احتیاجوں میں۔ ستائے جانے میں۔ تنگیوں میں خوش ہوں۔ کیونکہ جب مَیں کمزور ہوتا ہوں اُسی وقت زور آور ہوتا ہوں"۔ (مقابلہ کرو رومیوں ۷ باب ۸ اسے ۲۵ آیت + ۸ باب ۲۶ و ۲۷ و ۳۴ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۲ باب ۷ سے ۱۱ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۳ باب ۸ ۱ آیت + گلتیوں ۲ باب ۲۰ آیت + افسیوں ۶ باب ا سے ۸ آیت + یشعیاہ ۲ باب ا سے ۸ آیت + ۵۶ باب ۱۵ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۴ باب ۱ سے ۱۶ آیت تک

۱۔ اس باب کی بارھویں اور تیرھویں آیات میں یہ لکھا ہے کہ خدا کا کلام زندہ اور مؤثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ یہاں تک کہ وہ آدمی کے دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتا ہے۔ مثلاً خدا کے کلام کا حکم یہ ہے کہ آدمی پاک دل ہو یہاں تک کہ وہ کامل ہو جیسے خدا باپ کامل ہے (دیکھو متی ۵ باب ۴۸ آیت) اور اس کی کاملیت خدا کی کاملیت ہے۔ اس کا ثبوت اور اظہار یہ ہے کہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں پر مینہ برساتا ہے۔ کیا کسی آدمی کے دل میں ایسا پیار ہے کہ اپنے دشمنوں اور ستانے والوں سے یوں محبت رکھے جیسے خدا رکھتا ہے؟ خدا کا کلام یہ فرماتا ہے کہ اگر ایسا پیار نہ ہو تو ہم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرنے کے لائق نہیں ہیں۔ خدا کا کلام مثل دو دھاری تلوار کے اپنے حکموں سے ہمارے دلوں کے پیار کی کمی اور کسر کو دکھاتا ہے اور ہمیں قصوروار ٹھہراتا ہے۔ روح القدس کلام کی اس تلوار سے ہمارے دل کو گھائل کرتا ہے یہاں تک کہ ہم خدا کے سامنے شکستہ جان کئے جاتے ہیں۔ پھر خدا کا کلام مثل آئینہ کے ہمارے دلوں کی نجاست ہم پر ظاہر کرتا ہے۔ یہاں تک

کہ ہم اپنے باطن میں آہیں کھینچتے اور کراہتے ہوئے پکارتے ہیں" اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائیگا" پڑھنے والے کو خدا کا کلام مجرم ٹھہراتا ہے۔ ہم اس پر غور کر کے سبب دل بہت نا امید ہوتے ہیں۔ اس دل شکستگی کی حالت میں خدا کا کلام یہ خوشی کی خبر سناتا ہے کہ یسوع جو خدا کا بیٹا ہے ۔ اور جو اُس کے جلال کا پرتو اور اس کی ذات کا نقش تھا۔ گو وہ ازل سے خدا کی صورت پر تھا تو بھی اُس نے اپنے آپ کو اس الہٰی اور جلالی اور آسمانی صورت سے خالی کر دیا۔ اور خادم کی صورت اختیار کی۔ اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا۔ اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اسی واسطے خدا نے بھی اسے بہت سربلند کیا اور اسے وہ نام بخشا کہ جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹکے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا۔ خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے (دیکھو فلپیوں ۲ باب ۶ سے ۱۱ آیت)

خدا نے اسی یسوع کو رحم دل اور دیانتدار سردار کاہن ٹھہرایا ہے۔ اگر کوئی خواہ کسی قوم یا ملک کا کیوں نہ ہو یسوع کو اپنا سردار کاہن دل سے قبول کرے اور زبان سے اُس کا اقرار کرے تو وہ فضل کے تخت کے پاس قوی اُمید اور یقین کے ساتھ آسکیگا۔ اور یسوع سے جو اس تخت پر بیٹھا ہے اپنے گناہ کی معافی پائیگا۔ وہ گناہ کی غلامی اور بندے چھوٹ جانے کے لئے زور حاصل کریگا۔ اے میرے دل خدا کا شکر ہو ہاں یہ خوشخبری سُن کر ہزار ہا شکر باپ بیٹے کا ہو۔ اے میرے دل

اس فضل کے تخت کے پاس آ۔ شکر خدا کا۔ اُس کی اس بخشش کے لئے
جو بیان سے باہر ہے۔ (۲۔ کرنتھیوں ۹ باب ۱۵ آیت)

۳۔ ان آیات کا دوسرا پیغام یہ ہے کہ ہم اپنے اقرار پر قائم رہیں۔ عبرانی مسیحی
بے چین اور مایوس ہوتے جاتے تھے اس لئے کہ ان کے عبرانی بھائی
یسوع کے پیرو ہو جانے کے سبب سے اُن سے ناراض ہو کر طرح طرح
سے انہیں ستاتے۔ ان کی قوم کے بزرگ انہیں حقارت کی نظر سے
دیکھتے۔ ان کا مال ضبط کر لیتے تھے اور اُن کے خلاف جھوٹے مقدمے
بناتے تھے۔ ان وجوہات سے وہ بے دل ہو جاتے اور یسوع کی
پیروی کرنی چھوڑ دیتے تھے۔ جیسے کہ ان دنوں میں بھی بہت سے
مسیحی اپنی برادری یا زمینداروں سے طرح طرح سے ستائے جاتے
ہیں۔ اور اس سبب سے یسوع کا اقرار کرنا چھوڑ دیتے یا چھوڑ دینے
کی آزمائش میں پڑ جاتے ہیں۔ اس آزمائش۔ بے دلی اور ایمان کی کمزوری
کی حالت میں روح القدس آج کل پھر یہ کہتا ہے کہ اے یسوع پر ایمان
لانے والے اپنا ارادہ مت چھوڑ۔ اپنی ہمت مت ہار۔ اپنے اقرار پر
قائم رہ۔ اپنی اُمید کا اقرار مضبوطی سے تھامے رہ۔ یسوع پر دل سے
غور کر وہ تجھ کو نہ چھوڑیگا۔ وہ بھی ستایا گیا اور وہ بھی اپنی قوم کے
بزرگوں کی نظر میں حقیر سمجھا گیا تھا۔ اسی پر نگاہ رکھ۔ دیکھو اُس نے شرمندگی کی
پرواہ نہ کر کے ہمارے لئے صلیب کا دُکھ سہا۔ تم اس پر غور کرتے رہو مقابلہ
کرو عبرانیوں ۲ باب ۱ آیت + ۳ باب ۱ آیت + ۴ باب ۱ آیت + ۶ باب ۴ سے
۶ آیت + ۱۰ باب ۱۹ سے ۲۶ آیت + ۱۰ باب ۳۲ سے ۳۹ آیت + ۱۲ باب ۲
و ۳ سے ۱۷ آیت + ۱۳ باب ۳ و ۲۲ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۴ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت تک

س ۱ کیا میں بے دلی اور کمزوری کی حالت میں یہ یاد کیا کرتا ہوں کہ یسوع خدا کا بیٹا میرا سردار کاہن ہے؟

س ۲ کیا میں اس بات کو کبھی بھولتا تو نہیں کہ اُس نے میرے لئے خدا کے حضور میں جانے کی راہ کھولی ہے؟

س ۳ کیا میں کبھی کبھی بے دل ہو کر اپنے اقرار کو چھوڑنے پر ہو جاتا ہوں؟

س ۴ کیا میں اس بات کو یاد رکھتا ہوں کہ یسوع ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا اس لئے وہ ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد سردار کاہن ہو سکتا ہے؟

س ۵ جب جب میں دعا کرنے پر ہوتا ہوں تو کیا میں اپنے دل کو یاد دلاتا ہوں کہ یہ جو خدا کا بیٹا ہے اس نے خدا کے پاک ترین مکان میں جانے کے لئے میرے لئے راہ کھولی ہے اور اس لئے میں قوی اُمید سے اپنی دعائیں اس کے وسیلے سے پیش کروں اور یقین بھی کروں کہ وہ میری دعائیں پاک وصاف کر کے خدا کے حضور پیش کریگا؟

اے میرے دل آ فضل کے تخت کے پاس اُمید اور ایمان سے چل تاکہ تجھ پر رحم ہو۔ اور وہ فضل اور مدد جو اس وقت تیرے لئے ضروری ہے تو حاصل کرے۔

دعا

عبرانیوں ۴ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت تک

اے خداوند یسوع۔ میں شکرگزاری کے ساتھ تیرے رحم اور فضل کے تخت کے پاس اس وقت آتا ہوں کہ میں اپنی کمزوری میں اپنی آج کی خدمت کے لئے مدد حاصل کروں۔ میں بڑی خوشی کے ساتھ تجھ سے مدد لیتا ہوں کہ تیرے نام کی تعریف ہو۔ آمین۔

حصّہ دسواں

عبرانیوں ۵ باب ۱ سے ۹ آیت تک

(۱) کیونکہ ہر سردار کاہن آدمیوں میں سے منتخب ہو کر آدمیوں ہی کے لئے اُن باتوں کے واسطے مقرر کیا جاتا ہے جو خدا سے علاقہ رکھتی ہیں تاکہ نذریں اور گناہوں کی قربانیاں گذرانے (۲) اور وہ نادانوں اور گمراہوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنے کے قابل ہوتا ہے۔ اِس لئے کہ وہ خود بھی کمزوری میں مبتلا رہتا ہے (۳) اور اسی سبب سے اُس پر فرض ہے کہ گناہوں کی قربانی جس طرح اُمّت کی طرف سے گذرانے اُسی طرح اپنی طرف سے بھی چڑھائے (۴) اور کوئی شخص اپنے آپ یہ عزّت اختیار نہیں کرتا جب تک ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بُلایا نہ جائے (۵) اِسی طرح مسیح نے بھی سردار کاہن ہونے کی بزرگی اپنے تئیں نہیں دی۔ بلکہ اُسی نے دی جس نے اُس سے کہا تھا کہ تو میرا بیٹا ہے۔ آج تو مجھ سے پیدا ہوا۔ (۶) چنانچہ وہ دوسرے مقام پر بھی کہتا ہے کہ تو ملک صدق کے طریقے کا ابد تک کاہن ہے۔ (۷) اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اُس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اُس کی سُنی گئی (۸) اور باوجود بیٹا ہونے کے اُس

سے دُکھ اُٹھا اُٹھا کر فرمانبرداری سیکھی (۹) اور کامل بن کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہُوا۔

یسوع کی کہانت کی خاصیتیں اور خوبیاں

س ان آیات میں عبرانیوں کے سردار کاہن کی خاصیتوں کا بیان ہے۔ وہ کیا بیان ہے؟

ج (۱) اس کی پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ آدمیوں میں سے انتخاب کیا جائے یعنی چن لیا جائے۔ (دیکھو پہلی آیت)

(۲) دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ آدمیوں ہی کے لئے مقرر کیا جائے (پہلی آیت)

(۳) تیسری خاصیت یہ ہے کہ آدمیوں کی جو باتیں خدا سے علاقہ رکھتی ہیں ان باتوں کے وسیلے سے وہ مقرر کیا جائے (پہلی آیت)

(۴) چوتھی خاصیت یہ ہے کہ وہ آدمیوں کے لئے خدا کے سامنے نذریں اور قربانیاں گذرانے۔ (دیکھو پہلی آیت)

(۵) پانچویں خاصیت یہ ہے کہ وہ خود بھی آدمیوں کی کمزوریوں میں پھنسا ہو۔ اس لئے کہ نادانوں اور گمراہوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنے کے قابل ہو۔ (دیکھو ۲ آیت)

(۶) چھٹی خاصیت یہ ہے کہ جس طرح سردار کاہن گناہوں کی قربانی اپنی اُمت کی طرف سے گذرانے اسی طرح وہ بھی اپنی طرف سے قربانی چڑھائے (دیکھو ۳ آیت)

(۷) سردار کاہن کی ساتویں خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ یہ عزت اختیار نہ کرے جب تک کہ ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بُلایا نہ جائے

(دیکھو ۱۴ آیت)

س ۲ ثابت کرو خدا نے ہمارے خداوند یسوع مسیح کو پاک فرشتوں میں سے نہیں بلکہ آدمیوں میں سے سردار کاہن ہونے کے لئے چن لیا؟

ج (۱) اس کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ وہ عورت سے پیدا ہوا۔ "لیکن جب وقت پورا ہوا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا۔ تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چھڑا لے۔ اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ ملے" (گلتیوں ۴ باب ۴ و ۵ آیت مقابلہ کرو متی ۱ باب ۱۸ سے ۲۳ آیت + لوقا ۱ باب ۲۶ سے ۳۵ آیت)

(۲) اس کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ یسوع بچپن ہی سے قد اور قامت میں ترقی کرتا گیا (دیکھو لوقا ۲ باب ۵۲ آیت)

(۳) تیسرا ثبوت یہ ہے کہ جب سب لوگوں نے یوحنا کے ہاتھ سے پانی کا بپتسمہ لیا۔ یسوع نے بھی اسی طرح کا بپتسمہ لیا اور یوں آدمیوں کی برادری میں علانیہ شامل کیا گیا (دیکھو لوقا ۲ باب ۲۱ آیت)

(۴) چوتھا ثبوت یہ ہے کہ جس وقت یسوع مجبوری سے نہیں بلکہ اپنی خوشی سے پانی کا بپتسمہ لے کر آدمیوں کی برادری میں شریک ہوا اس وقت آسمان کھل گیا اور اس پر روح القدس اترا اور خدا سے یہ آواز آئی "کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں" (متی ۳ باب ۱۷ آیت) ماننا پڑے گا کہ اس وقت خدا نے عجیب طور سے یسوع کو آدمیوں میں سے چن لیا اور اسے "ان کا بڑا سردار کاہن مقرر کیا" اور یوحنا نے یہ گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے اور وہ اس پر ٹھہر گیا۔ اور میں تو اسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ

دیئے گوئیو! — میں نے مجھے کہا کہ جس پر تو رُوح کو کبوتر کی طرح اترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے چنانچہ میں نے دیکھا اور گواہی دی کہ یہ خدا کا بیٹا ہے" (یوحنا ۱ باب ۲۹ سے ۳۴ آیت مقابلہ کرو لوقا ۳ باب ۲۱ و ۲۲ آیت + ۴ باب ۱۴ سے ۲۱ آیت)

س ۳ کن باتوں کے لئے بنی اسرائیل میں سردار کاہن مقرر کئے گئے تھے؟

ج آدمیوں کی اُن باتوں کے واسطے جو خدا سے علاقہ رکھتی ہیں۔

س ۴ جو آدمیوں کی باتیں خدا سے علاقہ رکھتی ہیں وہ کون سی ہیں؟

ج پہلے یہ کہ چونکہ بنی آدم اپنے گناہوں کے سبب سے خدا کے قریب نہیں جا سکتے تو چاہیئے (بلکہ ضرور ہے) کہ ان کا سردار کاہن ان کے بدلے میں ایسی نذریں اور قربانیاں گذرانے کہ وہ بسلامتی خدا کے قریب جا سکیں۔

س ۵ سردار کاہن اپنی اُمت کے لئے کون سی نذریں گذرانتے؟

ج شکر گذاری کی نذریں۔

س ۶ سردار کاہن کیوں اپنی اُمت کے لئے شکر گذاری کی نذریں گذرانتے؟

ج خدا کے سامنے ایسی شکر گذاری کی نذریں گذراننے سے سردار کاہن اپنی اُمت کے بدلے میں اور ان کی طرف سے مانتا ہے کہ جو برکتیں (جو چاہے شخصی ہوں یا خاندانی یا قومی) وہ صرف خدا کے رحم و فضل سے حاصل ہوتی ہیں نہ کہ کسی شخص یا خاندان یا قوم کی لیاقت یا صداقت کے سبب سے۔ شکر گذاری کی ایسی نذروں سے خدا آدمی کا خالق و مالک مانا جاتا ہے۔

س ۷ لکھا ہے کہ جو باتیں خدا سے علاقہ رکھتی ہیں ان باتوں کے لئے عبرانی سردار کاہن آدمیوں کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ وہ کون سی باتیں ہیں؟

ج جو باتیں آدمیوں کے گناہوں سے علاقہ رکھتی ہیں اور جو باتیں اُن کے گناہوں کو خدا کی نظر سے دُور کرنے کے لئے ہوں۔ اُن باتوں کے لئے عبرانی سردار کاہن مقرر کئے جاتے تھے۔

س۸ خدا کی نظر سے آدمیوں کے گناہوں کو دور کرنے کے لئے عبرانی سردار کاہن کیا گزرانتے تھے؟

ج وہ اپنی اُمّت کے آدمیوں کے لئے قربانیاں گزرانتے تھے۔

س۹ لفظ قربانی کے معنی کیا ہیں؟

ج یہ عبرانی لفظ ہے جو کچھ خدا کے قریب لایا جاتا ہے یا جس نذر یا جس فعل سے آدمی خدا کے قریب پہنچ سکے وہ قربانی کہلاتی ہے۔ چنانچہ یہ حکم تھا کہ "کوئی خدا کے آگے خالی ہاتھ نہ آئے" (خروج ۲۳ باب ۱۵ آیت)

جس چیز کے ذریعے سے گنہگار انسان خدا کے قریب سلامتی سے پہنچے وہ قربانی کہلاتی ہے اور اس کتاب میں ان چیزوں کا بیان پایا جاتا ہے جن چیزوں کے ذریعے بنی اسرائیل خدا کے مقدس کے اندر دخل پا سکتے تھے ان کا بیان موسےٰ نبی کی شریعت کی خروج اور احبار کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

س۱۰ کس سبب سے عبرانی سردار کاہن پہ یہ فرض تھا کہ جس طرح وہ اپنی اُمّت کی طرف سے گناہوں کی قربانی گزرانے اسی طرح وہ اپنی طرف سے بھی چڑھائے؟ (دیکھو ۳ آیت)

ج سبب یہ تھا کہ وہ خود بھی کمزوری میں مبتلا رہتا تھا اور اس کی ان انسانی کمزوریوں سے گناہ کی آزمائش پیدا ہوتی تھی اور کبھی کبھی گناہ بھی پیدا ہوتے تھے۔

س ۱۱ عبرانی سردار کاہن کی آزمائشوں اور کمزوریوں میں اور یسوع کی کمزوریوں میں کیا فرق تھا؟

ج یہ کہ ان کی آزمائشوں اور کمزوریوں مثلاً بھوک۔ پیاس۔ تکان۔ ماندگی۔ شرم۔ غصہ وغیرہ سے گناہ پیدا ہوئے۔ پر یسوع کی آزمائشوں اور کمزوریوں سے کوئی گناہ پیدا نہیں ہوا۔ اور جس حال میں کہ وہ بے گناہ رہا۔ اُس کو اختیار تھا کہ بنی آدم کے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنی جان دے۔ "باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اس کے پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا" (دیکھو یوحنا ۱۰ باب ۱۷ و ۱۸ آیت مقابلہ کرو ۴ باب ۱۵ آیت + ۷ باب ۲۶ آیت + مرقس ۱ باب ۲۴ آیت + لوقا ۱ باب ۳۵ آیت + یوحنا ۶ باب ۶۹ آیت + اعمال ۳ باب ۱۴ آیت + ۱۔ یوحنا ۲ باب ۲۰ آیت و مکاشفات ۱۵ باب ۳ و ۴ آیت + زبور ۱۶ کی ۱۰ آیت)

س ۱۲ کس لئے سردار کاہن خود بھی انسانی کمزوریوں میں داخل ہو؟

ج اس لئے کہ وہ نادانوں اور گنہگاروں سے نرمی کے ساتھ پیش آنے کے قابل ہو۔ (دیکھو ۲ آیت)

س ۱۳ کیا کوئی شخص اپنے آپ عبرانی سردار کاہن کا عہدہ ڈھونڈے یا چُن لے؟

ج نہیں۔ عبرانی سردار کاہن خدا کا چُنا ہوا ہوتا تھا نہ کہ آدمی کا۔ نہ اپنی قوم کی اُمّت کے اختیار یا مرضی یا پسندیدگی سے بلکہ خدا کی مرضی اور اختیار

سے۔ خدا نے موسےٰ کو یہ حکم دیا کہ "تو بنی اسرائیل میں سے ہارون کو جو تیرا بھائی ہے اپنے پاس بُلا اور اُس کے بیٹے اُس کے ساتھ ہوں۔ تاکہ میرے لئے ہارون اور ندب اور ابیہو اور الیعزر اور اتمر اُس کے بیٹے کاہن ہوں۔ اور تو مقدّس لباس ہارون کے لئے جو تیرا بھائی ہے عزّت اور حُرمت کے واسطے بنا۔ اور تو اُن سب روشن ضمیروں کو جنہیں مَیں نے حکمت کی روح سے بھرا ہے کہہ کہ لباس ہارون کے لئے بنائیں تاکہ وہ مقدّس بنے اور میرا کاہن ہو۔" (خروج ۲۸ باب ا سے ۳ آیت مقابلہ کرو ا۔ تواریخ ۲۳ باب ۱۳ آیت)

س ۱۳۱ سردار کاہن کا عہدہ عزّت کا عہدہ کہلاتا ہے۔ کیوں؟

ج اس لئے کہ سوائے سردار کاہن کے کوئی دوسرا شخص پاک ترین مکان میں نہیں جا سکتا تھا (دیکھو احبار ۱۶ باب ۲ آیت) پھر کفارہ کے بڑے دن پر سوائے سردار کاہن کے کسی دوسرے شخص کو گناہوں کے کفارہ کے لئے قربانی گزراننے کا اختیار نہ تھا۔ (دیکھو ۱۶ باب ا سے ۳ و ۳۲ سے ۳۴ آیت)

س ۱۳۲ کیا ان دنوں میں کسی شخص کو یہ عزت یا اختیار دیا گیا ہے یا دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے یا اوروں کے گناہوں کے لئے قربانی گزرانے؟

ج نہیں۔ اس لئے کہ جو قربانی اور جو کفارہ ہمارے سردار کاہن یسوع نے صلیب پر چڑھ کے دیا وہ کافی اور کامل ہے۔ وہ خدا کی نظر میں مقبول اور وہ کل جہان کے گناہوں کے لئے کافی ہے۔ "دوسرے دن اُس نے یسوع کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا کہ دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھا لے جاتا ہے۔" (یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت)

"اَے میرے بچّو یہ باتیں مَیں تمہیں اس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز۔ اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی" (۱۔یوحنا ۲باب ۱و ۲ آیت) "محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا" (۱۔یوحنا ۴باب ۱۰آیت مقابلہ کرو رومیوں ۳باب ۵ ۲آیت ۵+ باب ۱۵ آیت + ۲۔کرنتھیوں ۵ باب ۱۷ سے ۲۱ آیت)

س ۱۶ کیا مسیح نے سردار کاہن ہونے کی بزرگی اپنے اختیار سے لے لی؟

ج نہیں بلکہ جس نے اس سے کہا تھا کہ تُو میرا بیٹا ہے۔ اُس نے اُسے یہ بزرگی دی (دیکھو ۵ آیت)

س ۱۷ یہ لکھا ہے کہ "تُو میرا بیٹا ہے۔ آج تُو مجھ سے پیدا ہوا" (دیکھو ۵ آیت) وہ کس دن کی طرف اشارہ کرتا ہے؟

ج (۱) پہلے۔ بعض مسیحی علما کا یہ خیال ہے کہ جس دن خدا کے بیٹے یسوع نے بپتسمہ لے کر اپنے بھائیوں میں شریک ہونے کے بپتسمہ کا نشان قبول کیا وہ اُن کا سردار کاہن ٹھہرا۔ (دیکھو متی ۳ باب ۱۳ سے ۱۷ آیت + لوقا ۳باب ۲۱ و ۲۲ آیت)

(۲) دوسرے مسیحی علما کے ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ جس دن مسیح نے صلیب پر چڑھ کے گناہ کے کفارہ کے لئے اپنی جان دی اس دن وہ کل جہان کے گناہوں کے لئے سردار کاہن مخصوص کیا گیا۔ اور اُس دن اُس نے سردار کاہن ہو کر یہ دعا کی کہ "اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں

جانتے کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳ باب ۳۴ آیت)

(۳) تیسرے - پھر بعض مسیحی علما کا خیال یہ ہے کہ جس دن خدا نے مسیح کو قبر سے نکال کر زندہ کیا اور یوں اُسے بیٹا ظاہر کیا۔ تو وہ اُسی دن گویا سردار کاہن پیدا ہوا کیونکہ وہ اس دن توبہ کرنے والوں کو معاف کرنے اور انہیں برکت بخشنے لگا (دیکھو لوقا ۲۳ باب ۳۴ آیت + ۲۴ باب ۳۰ آیت)

(۴) چوتھے پھر مسیحی علماء کے ایک طبقہ کا یہ خیال ہے کہ جس دن وہ آسمان پر چڑھ گیا اور خدا باپ کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ اُس دن وہ سردار کاہن ٹھہرا اور اپنے ایمان لانے والوں کو برکت دینے لگا (دیکھو عبرانیوں ۱ باب ۳ آیت + لوقا ۲۴ باب ۵۰ سے ۵۲ آیت + اعمال ۱ باب ۳ و ۹ آیت)

س ۱۸ پاک نوشتوں کے کن مقامات میں یسوع خدا کا بیٹا کہلاتا ہے؟

ج (دیکھو عبرانیوں ۱ باب ۵ و ۸ آیت + زبور ۲ کی ۷ و ۸ آیت + زبور ۴۵ کی ۲ و ۶ و ۷ آیت + زبور ۱۱۰ کی ۳ آیت + یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت + ۵ باب ۲۶ و ۲۷ آیت + ۶ باب ۶۹ آیت + ۹ باب ۳۵ و ۳۶ آیت + یوحنا ۱۰ باب ۱۰ آیت + ۲۰ باب ۳۱ آیت + ۱ - یوحنا ۵ باب ۱۰ و ۲۰ آیت + اعمال ۱۳ باب ۳۳ آیت + رومیوں ۱ باب ۴ آیت + طیطس ۲ باب ۱۳ آیت + مکاشفات ۱ باب ۵ و ۶ آیت)

س ۱۹ چھٹی آیت میں لکھا ہے کہ خدا دوسرے مقام پر بھی کہتا ہے کہ "تو ملک صدق کے طریقے پر ابد تک کاہن ہے" بتاؤ کہ پاک نوشتوں کے کن مقاموں پر یسوع ملک صادق کے طریقے کا ابد تک کاہن ہے۔

ج توریت کی پہلی کتاب یعنی پیدائش کی کتاب ۱۴ باب ۱۸ سے ۲۴ آیت + زبور ۱۱۰ کی ۴ آیت + عبرانیوں ۵ باب ۶ و ۱۰ آیت + ۶ باب ۲۰ آیت + ۷ باب ۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۷ آیت) ان مقاموں میں یسوع ملک صدق کا ذکر پایا جاتا ہے۔

س ۲۰ توریت یعنی پیدائش کی کتاب میں ملکِ صدق کی بابت جو لکھا ہے سو بتاؤ۔

ج "اور ملکِ صدق شالیم کا بادشاہ روٹی اور مے نکال لایا اور وہ خدا تعالےٰ کا کاہن تھا۔ اور اس نے اس کو برکت دے کے کہا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آسمان و زمین کا مالک ہے ابرہام مبارک ہو۔ اور مبارک خدا تعالیٰ جس نے تیرے دشمنوں کو تیرے ہاتھ میں حوالہ کیا۔ اور ابرہام نے سب کا دسواں حصہ اس کو دیا" (دیکھو پیدائش ۱۴ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت)

س ۲۱ اس کاہن کو دو نام یا خطاب یعنی ملکِ صدق اور شالیم کا بادشاہ دیئے گئے ہیں ان ناموں کے معنے بتاؤ۔

ج ملکِ صدق نام کے یہ معنی ہیں کہ یہ کاہن صداقت یا راستی کا بادشاہ بھی ہے۔ اور شالیم کا بادشاہ نام کے معنی یہ ہیں کہ یہ کاہن سلامتی کا بادشاہ بھی ہے۔ اس کاہن کے ان ناموں کے یہ معنی ہیں کہ وہ بادشاہ بھی ہوگا۔ اور اس کی کہانت کے وسیلہ سے اس کی بادشاہی قائم کی جائیگی اور پھیل بھی جائیگی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کی کہانت اور بادشاہی کے وسیلے سے خدا کی صداقت ظاہر کی جائیگی۔ اور جتنے اس کی بادشاہت میں داخل ہوتے ہیں ان کی سلامتی ہوگی (مقابلہ کرو عبرانیوں ۱ باب ۸ و ۹ آیت + زبور ۴۵ کی ۶ و ۷ آیت + یشعیاہ ۹ باب ۶ و ۷ آیت + ۱۱ باب ۲ آیت + ۳۲ باب ۱ آیت + ۵۳ باب ۱ سے ۳ آیت + لوقا ۲ باب ۸ سے ۲۰ آیت + ۲۴ باب ۴۷ سے ۲۱ آیت + اعمال ۱۰ باب ۳۶ آیت + رومیوں ۵ باب ۱ آیت + افسیوں ۲ باب ۱۴ و ۱۷ آیت + کلسیوں ۱ باب ۲۰ آیت)

س ۲۲ لکھا ہے کہ یسوع نے اپنی بشریت کے دنوں میں دعائیں اور التجائیں کیں۔ اس کی بشریت کے دنوں کے معنی کیا ہیں؟

ج اس میں یسوع کے زمینی زندگی بسر کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اُن
دنوں میں اس کی انسانی ذات بھوک اور پیاس، تھکان، ماندگی اور
موت کے تابع تھی۔ اس لئے اُس کو ان کو دفع کرنے کے لئے وسیلوں
کو کام میں لانا پڑا۔ لہٰذا اُس کو دعا و التجا کا وسیلہ بھی کام میں لانا پڑا۔

س ۲۳ یسوع نے اپنی بشریت کے دنوں میں کون سی دعائیں اور التجائیں کیں؟

ج اُس نے زور زور سے پکار کر، آنسو بہا بہا کر دعائیں اور التجائیں کیں (دیکھو
۲۹ آیت متی ۲۶ باب ۳۹ آیت + مرقس ۱۵ باب ۳۴ و ۳۷ آیت + لوقا ۲۲
باب ۴۴ آیت + یوحنا ۱۱ باب ۳۳ سے ۳۷ و ۴۱ آیت + ۱۲ باب ۲۷ آیت +
زبور ۲۲ کی ۱ و ۲ آیت)

س ۲۴ یسوع نے کس سے دعائیں اور التجائیں کیں؟

ج خدا باپ سے۔ اس لئے کہ سوائے خدا باپ کے کوئی دوسرا اس کو موت
سے نہیں بچا سکتا تھا۔" اُس وقت اُس نے اُن سے کہا۔ میری جان نہایت
غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے
ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور مُنہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ اے
میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا
ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر دوبارہ اُس نے
جا کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا
تو تیری مرضی پوری ہو۔" (متی ۲۶ باب ۳۸ و ۳۹ و ۴۲ آیت مقابلہ کرو مرقس ۱۴
باب ۳۶ سے ۳۹ آیت + لوقا ۲۲ باب ۴۱ سے ۴۴ آیت)

س ۲۵ موت سے بچنے کی جو دعائیں یسوع نے خدا باپ سے کیں وہ دعائیں
بتاؤ۔

ج "اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کے دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے۔ اور کہا اے ابا۔ اے باپ۔ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے۔ تاہم جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو" (مرقس ۱۴ باب ۳۵ و ۳۶ آیت مقابلہ کرو لوقا ۲۲ باب ۴۲ آیت یوحنا ۱۲ باب ۲۷ سے ۳۲ آیت)

س ۲۶ لکھا ہے کہ یہ دعا یسوع کی خدا ترسی کے سبب سے سُنی گئی۔ اس دعا کی خدا ترسی کا کیا ثبوت ہے؟

ج یہ کہ دعا میں آخری عرض یہ ہے کہ "جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو" (مرقس ۱۴ باب ۳۶ آیت)

س ۲۷ متی کی انجیل میں اس دعا کی خدا ترسی کا کیا بیان ہے؟

ج "اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔۔۔۔۔ پھر دوبارہ اس نے جا کر یہ دعا مانگی اے میرے باپ اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو" (متی ۲۶ باب ۳۸ و ۳۹ و ۴۲ آیت)

س ۲۸ لوقا کی انجیل میں اس دعا کی خدا ترسی کا کیا بیان ہے؟

ج "اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے۔ تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اسے تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی

دل سوزی سے دعا مانگنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی
بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔" (لوقا ۲۲ باب ۴۲ سے ۴۴ آیت)

س ۲۹ یوحنا کی انجیل میں اس دعا کی خداترسی کا کیا بیان ہے ؟

ج "اب میری جان گھبراتی ہے۔ پس میں کیا کہوں ؟ اے باپ مجھے اس
گھڑی سے بچا۔ لیکن میں اسی سبب سے تو اس گھڑی کو پہنچا ہوں۔ اے
باپ اپنے نام کو جلال دے۔ پس آسمان سے آواز آئی کہ میں نے اس کو جلال
دیا ہے اور پھر بھی دونگا۔ جو لوگ کھڑے سن رہے تھے انہوں نے کہا کہ
بادل گرجا۔ اوروں نے کہا کہ فرشتہ اس سے بولا۔ یسوع نے جواب میں کہا
یہ آواز میرے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے آئی ہے۔ اب دنیا کی عدالت کی
جاتی ہے۔ اب دنیا کا سردار نکال دیا جائیگا۔ اور میں اگر زمین سے اونچے پر
چڑھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا۔ اس نے اس بات سے
اشارہ کیا کہ میں کس موت سے مرنے کو ہوں۔" (یوحنا ۱۲ باب ۲۷ سے ۳۳
آیت) "یسوع نے یہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا
کہ اے باپ وہ گھڑی آ پہنچی۔ اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر تا کہ بیٹا تیرا جلال
ظاہر کرے۔" (یوحنا ۱۷ باب ۱ آیت)

س ۳۰ جس دعا میں خداترسی ہو اس دعا کے مانگنے والے کے دل میں کیا خوف
ہوگا ؟

ج یہ خوف ہوگا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خدا کی مرضی کے خلاف کچھ چاہوں یا کچھ مانگوں
بلکہ برعکس اس کی دلی اور مقدم خواہش یہ ہوگی کہ میری دعا اور التجا پورے
طور پر خدا کی مرضی کے موافق ہو۔ چاہے اس مرضی سے خوفناک موت بھی ہو۔
خداترس دل یہ دعا اور التجا کرتا ہے جس دل سے ایسی خداترسی کی دعا اور التجا نکلتی

ہے وہ سہی جائیگی" (مقابلہ کرو متی ۲۶ باب ۳۷-۴۰ آیت + یوحنا ۱۸ باب ۱۹ سے ۲۴ تک)

س ۳۱ لکھا ہے کہ یسوع نے فرمانبرداری سیکھی۔ کس طرح سے اُس نے سیکھی؟

ج دُکھ اُٹھانے سے۔

س ۳۲ اس میں کیا تعجب ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ باوجودیکہ وہ خدا کا ازلی اور فرمانبردار بیٹا تھا تو بھی اُس نے دکھ اُٹھایا۔

(۲) دوسرے تعجب یہ ہے کہ دُکھ اُٹھا اُٹھا کر یونہی اس کو فرمانبرداری سیکھنی پڑی۔

س ۳۳ دُکھ اُٹھانے سے فرمانبرداری سیکھنے کی کوئی مثال دو؟

ج کتاب کے پڑھنے سے یا کسی کے کہنے سے میں یہ سیکھ سکتا ہوں کہ بمبئی سے الہ آباد ۰۰-۴ کوس دور ہے۔ مگر الہ آباد سے بمبئی تک کوس کوس پیدل چل کر طرح طرح کے دُکھ اور تکلیف اُٹھانے سے۔ میں نہ کتاب کے پڑھنے سے نہ کسی دوسرے شخص کے دُکھ کے تجربہ یا گواہی سے بلکہ اپنے ہی دُکھ سے سیکھتا ہوں کہ بمبئی کے سفر میں بے شمار دکھ اُٹھانے پڑینگے۔ ایک سپاہی اپنے افسر کی مرضی عمل میں لا کے اور یوں دُکھ اُٹھا کر فرمانبرداری سیکھتا ہے نہ کہ کسی کتاب کے پڑھنے سے۔

س ۳۴ یسوع کی موت کی نسبت مسلمانوں کا کیا غلط خیال ہے؟

ج یہ کہ یسوع صلیب پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ اُس کی سی صورت کا کوئی دوسرا شخص چڑھایا گیا۔ بعض مسلمانوں کا گمان ہے کہ یہوداہ اسکریوتی یسوع کے بدلے میں صلیب دیا گیا قرآن کی سورۃ نساء کی ۱۵۵ آیت میں یہ لکھا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح یعنی یسوع ابن مریم رسول اللہ کو مار ڈالا ان کا یہ خیال

غلط ہے۔ انہوں نے اس کو نہیں مار ڈالا بلکہ اس کو اپنے پاس اُٹھا لیا۔ کیونکہ خدا قادر اور دانا ہے۔

اس کے خلاف قرآن کے دوسرے مقام یعنی سورۃ آل عمران کی آیت ۵۴ میں یسوع کی موت کا یہ بیان ہے کہ خدا نے کہا "اے یسوع میں تجھے موت دونگا اور پھر تجھے اپنے پاس اُٹھا لونگا"

س ۲۵ ساتویں آیت سے مسلمان کیا غلط نتیجہ نکالتے ہیں؟

ج وہ کہتے ہیں کہ یسوع نے موت سے بچنے کے لئے دعائیں اور التجائیں کیں۔ اور لکھا ہے کہ اس کی یہ دعا سنی گئی پس وہ مر نہیں گیا۔

س ۲۶ مسلمانوں کے اِس نتیجہ کا کیا جواب ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ اِس کل خط کا پڑھنا چھوڑ کر اس ایک ہی آیت کو پڑھنے سے مصنف کے معنے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اسی خط کے لکھنے والے نے جن جگہوں میں یسوع کی موت کا ذکر کیا ہے اِس آیت سے مقابلہ کر کے اُن کے ٹھیک ٹھیک معنی سمجھ میں آجائینگے۔ مثلاً ۲ باب ۹ آیت میں یہ لکھا ہے "البتہ اس کو دیکھتے ہیں جو فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا گیا یعنی یسوع کو موت کا دکھ سہنے کے سبب جلال اور عزت کا تاج اسے پہنایا گیا۔ تاکہ خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے" (عبرانیوں ۲ باب ۹ آیت) پھر دوسرے باب کی ۱۴ و ۱۵ آیات میں یہ لکھا ہے "پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی ان کی طرح ان میں شریک ہوا تاکہ موت کے وسیلے سے اس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے انہیں چھڑا لے"

(عبرانیوں ۲ باب ۱۴ و ۱۵ آیت)

پھر ۱۳ باب کی ۲۰ آیت میں یہ لکھا ہے "اب خدا اطمینان کا چشمہ جو بھیڑوں کے بڑے چرواہے یعنی ہمارے خداوند یسوع کو ابدی عہد کے خون کے باعث مُردوں میں سے زندہ کر کے اٹھا لایا۔" (عبرانیوں ۱۳ باب ۲۰ آیت + مقابلہ کرو اباب ۳ آیت + ۷ باب ۲۷ آیت + ۹ باب ۱۲ و ۱۴ و ۲۶ آیت + ۱۰ باب ۱۰ و ۱۹ و ۲۹ آیت + ۱۲ باب ۲ و ۲۴ آیت)

اس خط کے ان سب مقامات کے پڑھنے اور مقابلہ کرنے سے یہ بات بہت ہی صاف ظاہر ہوتی ہے کہ خط کا مصنّف صاف صاف یہ سکھاتا ہے کہ یسوع مُوا، مرا نہ رہا بلکہ پھر جی اُٹھا۔

س ۳۷ اس خط کی گواہی کے سوا چاروں انجیلوں کے کن اور مقامات میں یسوع کی موت کا صاف اور مفصّل بیان پایا جاتا ہے؟

ج (پڑھو متی ۲۶ و ۲۷ باب + مرقس ۱۴ و ۱۵ باب + لوقا ۲۲ و ۲۳ باب + یوحنا ۱۸ و ۱۹ باب) ان چاروں انجیلوں کے ان آٹھ بابوں میں سَو سے زیادہ آیات یسوع کی موت سے تعلق رکھتی ہیں۔

س ۳۸ انجیل مقدّس کے جن اور مقاموں میں یسوع کی موت کا صاف تذکرہ ہے ان کے حوالے دو۔

ج (دیکھو اعمال ۲ باب ۲۴ آیت + ۱۳ باب ۲۸ آیت + رومیوں ۵ باب ۶ سے ۱۰ آیت + رومیوں ۶ باب ۳ سے ۹ آیت + ۸ باب ۳۴ آیت + ۱۴ و ۹ و ۱۵ آیت + ۱-کرنتھیوں ۸ باب ۱۱ آیت + ۱-کرنتھیوں ۱۱ باب ۲۶ آیت + ۱۵ باب ۳ آیت + ۲-کرنتھیوں ۵ باب ۱۴ و ۱۵ آیت + ۱-تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۴ آیت + ۵ باب ۱۰ آیت + عبرانیوں ۲ باب ۹ و ۱۴ و ۱۵ آیت + ۹ باب

۱۵ آیت)

س ۳۹ لکھا ہے کہ جو اُس کو موت سے بچا سکتا تھا یسوع نے اس سے دعائیں اور التجائیں کیں۔ یسوع نے اِس دعا میں کون سی موت سے بچنے کی دعا کی؟

ج (۱) اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ جیسے خدا نے اضحاق کو سوختنی قربانی کی موت سے بچا یا ویسے یسوع کی دعا میں یہ خیال ہو سکتا ہے۔ خدا باپ اپنی قدرت کے عجیب اظہار سے اس کو بھی مثل اضحاق کے موت سے بچا سکتا ہے (دیکھو پیدائش ۲۲ باب ا سے ۱۴ آیت اور یوحنا ۹ باب ۵۶ سے ۵۸ آیت)

(۲) اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جس موت میں غمگینی یا رنجیدگی یا تلخی کا مزہ ہو ممکن ہے کہ یسوع کا خیال یہ ہو کہ خدا باپ مجھے ایسی موت سے بچا دیگا (مقابلہ کرو یوحنا ۱۱ باب ۳۳ سے ۳۸ آیت + ۱۲ باب ۲۷ آیت + مرقس ۱۴ باب ۳۵ و ۳۶ آیت)

(۳) اس سوال کا تیسرا جواب یہ ہے کہ اِس دعا میں یسوع کا یہ خیال یا یہ اندیشہ ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں جسمانی کمزوری کے یا صلیب کی لکڑی کے بوجھ یا دباؤ کے سبب سے دب جاؤں اور مر جاؤں۔ اور اس سبب سے صلیب پر نہ چڑھایا جاؤں جیسے کہ میں نے شاگردوں سے بار بار کہا تھا۔ ایسی موت سے بچنے کے لئے اُس کی یہ دعا تھی "اور میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچ لونگا۔ اُس نے اِس بات سے اشارہ کیا کہ میں کس موت سے مرنے کو ہوں" (یوحنا ۱۲ باب ۳۲ و ۳۳ آیت)

"اور جس طرح موسےٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا اسی طرح
ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے۔ تاکہ جو کوئی ایمان لائے
اس میں ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳ باب ۱۴ و ۱۵ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۸
باب ۲۸ آیت + یوحنا ۱۲ باب ۳۲ آیت + ۱۹ باب ۱۰ سے ۱۷ آیت + متی ۲۰ باب
۱۷ سے ۱۹ آیت + مرقس ۱۵ باب ۲۱ سے ۲۴ آیت)

جو دعا اور التجا یسوع نے کی کہ خدا اسے موت سے بچائے۔ یہ
دعا عجیب طور سے سُنی گئی۔ کیونکہ جب یسوع صلیب کو اُٹھائے ہوئے
صلیب پر چڑھائے جانے کی جگہ اور مقام کی طرف جا رہا تھا اور صلیب
کو اُٹھانے اور منے جانے کے سبب دب جانے پر تھا تو اس وقت یہ ہوا
کہ رومی سپاہیوں نے شمعون نامی ایک قرینی کو جو دیہات سے آتا تھا پکڑ کے
صلیب اُس پر رکھی کہ یسوع کے پیچھے لے چلے" (لوقا ۲۳ باب ۲۶ آیت) یوں
اس قرینی بنام شمعون نے صلیب کا پچھلا حصہ اُٹھایا اور یسوع نے اس کا
اگلا حصہ اور یوں اس قرینی کی مدد سے یسوع اپنی صلیب تلے دب جانے
سے بچ گیا اور اپنے کہنے کے موافق صلیب کے اوپر چڑھایا گیا اور یوں رومی
سپاہیوں کی مہربانی سے اور شمعون قرینی کی مدد سے خدا نے یسوع کی
دعا سُنی کہ وہ صلیب کے بوجھ تلے دب کے مر نہ جائے (مقابلہ کرو متی ۲۷
باب ۳۲ سے ۳۵ آیت + مرقس ۱۵ باب ۲۱ آیت)

(۲) پھر اِس مشکل سوال کا ایک اَور جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یسوع کی جس دعا
کی طرف یہاں اشارہ ہے اسے سمجھنے کے لئے جو باتیں ہوں وہ اس کی
باتیں ہونگی جنہیں اُس نے سردار کاہنوں اور ہیکل کے سرداروں اور بزرگوں
سے جو اس پر چڑھ آئے تھے کہا کہ "یہ تمہاری گھڑی اور تاریکی کا اختیار ہے"

(لوقا ۲۲ باب ۵۳ آیت) جس رات یہوداہ اسکریوتی کے دل میں شیطان سمایا کہ وہ اپنے خداوند کو اس کے دشمنوں کے حوالے کرے تو یسوع کو یقین آیا کہ ابلیس کو تاریکی کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ اس کی گھڑی آگئی۔ اب وہ مجھے موت کا مزہ چکھانے کو آیا ہے۔ اب مجھے خون اور گوشت سے کشتی نہیں کرنی ہے بلکہ حکومت والوں اور اختیار والوں اور اس دنیا کے تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔ اب مجھے شیطان اور اس کے سارے حکومت والوں اور تاریکی کے قدرت والوں سے لڑنا ہوگا اس لئے جو ایسی ہیبتناک موت کی تاریکی سے اُسے بچا سکتا تھا اُس نے آنسو بہا بہا کر اس سے دعائیں اور التجائیں کیں۔ یہ دعائیں سُنی گئیں اور وہ تاریکی میں نہ مرا۔ بلکہ پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کے کہا۔ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر دم دے دیا۔" (لوقا ۲۳ باب ۴۶ آیت) اور اس کی خدا ترسی کے سبب سے اس کی دعا سنی گئی۔ (دیکھو یوحنا ۱۹ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت + افسیوں ۶ باب ۱۲ آیت + کلسیوں ۱ باب ۱۳ آیت)

س نویں آیت میں لکھا ہے کہ یسوع کامل بن کر ابدی نجات کا باعث ہوا۔ اس مقام پر یسوع کے کامل بننے کے کیا معنی ہیں؟

ج یہ کہ دُکھ اُٹھانے کے تجربہ سے اور اس دکھ کے باوجود خدا کی مرضی کی فرمانبرداری سے وہ دُکھیوں کا کامل کاہن بننے کے قابل ٹھہرا۔ اگر وہ معمولی انسانی طاقت کی حد سے زیادہ دکھ نہ اُٹھاتا تو وہ دُکھیوں کے ساتھ ہمدردی نہ کرسکتا۔ اور اگر وہ دُکھیوں کے ساتھ ہمدردی نہ کرسکتا تو وہ اُن کا کامل کاہن نہ بن سکتا۔ (دیکھو ۱۰ آیت)

س ۱۲ لکھا ہے کہ یسوع اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا۔ اس میں کونسی دو تسلی بخش باتیں ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ جو نجات یسوع نے موت کا دکھ اُٹھانے سے حاصل کی وہ کسی خاص قوم یا ملک یا فرقے کے لوگوں کے لئے نہیں بلکہ ہر ایک قوم کے لوگوں کے لئے ہے۔ ہاں ہر ایک شخص کے لئے بشرطیکہ وہ یسوع کو گناہ کی غلامی سے بچانے والا مان کر اس کی فرمانبرداری کرے۔

(۲) اور اس میں دوسری تسلی بخش بات یہ ہے کہ جو نجات یسوع بخشتا ہے وہ ابدی ہے۔ وہ چند روزہ یا موجودہ زمانے ہی کی نجات نہیں بلکہ آنے والے زمانے کے لئے بھی جو ابدلآباد قائم اور دائم ہے یسوع نے اپنے فرمانبرداروں کے لئے تیار کی ہے۔ یہ نجات پوری۔ کامل۔ ابدی اور ہر قوم اور ہر ملک کے لئے ہے۔ کیا جس کتاب میں ابدی نجات کی ایسی تسلی بخش خبر پائی جاتی ہے وہ انجیل یعنی خوشخبری کہلائے جانے کے لائق نہیں ہے؟

س ۱۳ اس خط کے کن اور مقاموں میں ابدی نجات کا ذکر پایا جاتا ہے؟

ج نویں باب کی بارھویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ یسوع بکروں اور بچھڑوں کا خون لیکر نہیں۔ بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور ابدی خلاصی کرائی۔ تیرھویں باب کی بیسویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ جو عہد ابدی ہے وہ خداوند یسوع مسیح کی موت کے وسیلے سے خدا کی طرف سے باندھا گیا۔

حاصل کلام

عبرانیوں ۵ باب ۱ سے ۹ آیت تک

۱۔ ان آیتوں میں چار تسلّی بخش باتیں ہیں۔

(۱) پہلی یہ کہ خدا نے ہمارے گناہوں سے نجات بخشنے کے لئے اپنا اکلوتا ازلی بیٹا بھیجا جو پاک روح سے پیدا ہؤا ہے۔ کہ وہ ہمارے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر اٹھا لے ''محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اس میں ہے کہ اس نے ہم سے محبت کی۔ اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا'' (۱۔یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت) یہ کیا ہی عجیب بات ہے کہ خدا نے جہان سے ایسی محبت کی کہ اس نے اپنا پیارا بیٹا بخش دیا کہ جو کوئی اس پر تکیہ کرے چاہے وہ کسی قوم یا حالت کا کیوں نہ ہو وہ ہلاک نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائیگا۔ (دیکھو یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت)

اے میرے پیارے دل۔ یہ بڑی خوشی کی خبر سُن کر خدا کے پیارے بیٹے یسوع کو اپنا سردار کاہن قبول کر۔ اور اس کا نام لے کر اپنی دعائیں اور التجائیں قوی امید اور یقین کے ساتھ خدا کے حضور میں پیش کر۔ ہاں دل سے یقین کر کہ یسوع خدا کے حضور میں تیری دعائیں اور التجائیں ہر طرح کی غلطیوں سے پاک کر کے اپنے نام سے پیش کرتا ہے۔ کیا یہ تسلّی بخش خبر نہیں ہے؟ آج ہی اس کو سُن کر شکر گزاری کے ساتھ قبول کر لے۔

(۲) اِن آیات میں دوسری تسلی بخش خبر یہ ہے کہ خدا کا بیٹا اس لئے انسان بنا کہ وہ خدا کے سامنے بنی آدم کے بدلے میں اُن کے گناہوں کے لئے ایسی قربانی گذرانے کہ ہر ایک آدمی کی نجات کی گنجائش اور امکان ہو۔ علاوہ اس کے وہ ہر طرح کا دکھ اُٹھا اُٹھا کر اور طرح طرح کی آزمائشوں اور کمزوریوں میں مبتلا ہو کر کمزوروں۔ ناداںوں اور گمراہوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کے قابل ہؤا (دیکھو ہ سے ۵ آیت)

۴۔ چاروں انجیلوں میں کمزوروں۔ ناداںوں اور گمراہوں کے ساتھ یسوع کے نرمی کے ساتھ پیش آنے کا صاف اور مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ اگر اس خط کا مصنف یسوع کی عجیب نرمی اور مہربانی کی نظیریں لکھنی چاہتا تو اُسے بہت ملتیں۔ عجیب تو یہ ہے کہ جو دعائیں اور التجائیں یسوع نے آنسو بہا بہا کر کیں مصنف نے وہ اس کی نرمی اور مہربانی کی نظیر کے لئے چُن لیں اور اپنے عبرانی مسیحیوں کے سامنے پیش کیں۔ اگر کوئی سوال کرے کہ کس سبب یا مقصد سے مصنف نے یسوع کی کمزوری کی عجیب اور یکتا نظیر نکال کر پیش کی تو اس کا جواب یہ ہے۔

(۱) پہلا سبب یہ ہے کہ یسوع نے تندرست اور سمجھ دار جوان آدمی ہو کر موت کو نہ چاہا۔ بلکہ برعکس اس کے موت کو دشمن جان کر اس سے ایسی ایسی کشتی لڑا جیسے کہ کسی سخت دشمن سے لڑی جاتی ہے یسوع ضعیف اور بوڑھا نہ تھا۔ اور نہ کسی سخت دردانگیز بیماری میں گرفتار تھا بلکہ تندرست جوان آدمی تھا۔ اُس کی عمر صرف ۳۳ برس کی تھی۔ اگر وہ صلیب کی خوفناک اور مہیب موت سے دشمنی نہ رکھتا اور اس سے نہ (ڈ) تا تو وہ حقیقی کامل آدمی نہ ہوتا۔ اس لئے جو دعائیں اور التجائیں یسوع

سے آنسو بہا بہا کر کیں مصنف نے ستائے ہوئے عبرانی مسیحی بھائیوں کو اُن کی یاد دلائی تاکہ وہ یقین جانیں کہ یسوع ایسا سردار کاہن ہے جو اُن کی سخت خوفناک اور دردناک حالت میں اُن کے ساتھ ہمدردی کرسکتا ہے یہاں تک کہ وہ آپ ہی ایسی موت کی سی حالت میں سے جیسا کہ ان کی موت تھی گزرا تھا۔ وہ ان سے گویا یوں کہتا ہے کہ تم یسوع کی خوفناک موت پر غور کرو کہ گو اُس نے ایسی موت سے مقابلہ کیا جس میں اُس نے آنسو بہا بہا کر دعائیں اور التجائیں کیں تو بھی اُس نے ہمت نہ ہاری بلکہ آخر کو اپنی جان اپنے باپ کے ہاتھ میں سونپ دی۔ جیسا لکھا ہے کہ "پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کے کہا کہ اے باپ۔ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر دم دے دیا" (لوقا ۲۳ باب ۴۶ آیت) خدا کا شکر ہو کہ روح القدس نے اس خط کے مصنف کی ہدایت کی کہ وہ یسوع کی وہ دعائیں اور التجائیں جن میں اس کی پوری انسانیت کی طرف اشارہ ہے عبرانی مسیحیوں کو لکھ بھیجے کہ وہ یقین جانیں کہ یسوع اُن کے ساتھ پوری ہمدردی کرسکتا ہے۔ اس لئے اُس نے خود ایسی خوفناک اور دردانگیز موت سے مقابلہ کیا جس سے کہ وہ کر رہے تھے۔ اُس حالت میں اُس نے یہ دعائیں کیں کہ "اے باپ۔ میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو" اور اس کی آخری دعا یہ تھی کہ "اے باپ۔ میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں"

اے عبرانی۔ ہندوستانی یا پنجابی مسیحیو۔ دُکھ اُٹھا اُٹھا کر اور آنسو بہا بہا کر یاد رکھو کہ ہمارا سردار کاہن پورا انسان ہو کر ہمارے ساتھ ہمدردی کرسکتا ہے۔ یاد رکھو کہ وہ موت بلکہ صلیبی موت تک فرمانبردار رہا۔ لہٰذا

وہ آخری دم تک ہماری مدد کر سکتا ہے۔ جس وقت ہماری روح بدن سے نکلیگی فوراً وہ خدا کے گھر کے کسی مکان میں دخل پائیگی (دیکھو ۲ کرنتھیوں ۵ باب ۱ آیت)

۳ ان آیتوں میں نہ صرف تسلی بخش بات اور خوشی کی خبر یہ ہے کہ جو بنی آدم کا سردار کاہن ہے وہ خدا کا ازلی بیٹا ہے جس کو جب وقت پورا ہو گیا خدا نے ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے بھیجا۔ بلکہ یہ تیسری تسلی بخش خبر بھی ہے کہ یہ سردار کاہن ملک صدق کے طریقہ کا ابد تک کاہن ہے (دیکھو ۶ آیت) ملک صدق کے طریقے کا کاہن ابدی کاہن ہے۔ اس کی کہانت کبھی جاتی نہ رہیگی۔ زمانہ بزمانہ اس دنیا کے آخر تک وہ بنی آدم کے گناہوں کے کفارہ کے لئے خدا کے حضور صداقت اور رحمت کے تخت پہ بیٹھا رہیگا کہ رات یا دن میں جب بھی کوئی کمزور تھکا ماندہ۔ مصیبت زدہ۔ لاچار اور بے کس گنہگار اپنی لاچاری اور بے کسی میں اس کو پکارے تو وہ اس کی سُنیگا اور اس پہ رحم کرکے مدد کریگا۔ مثلاً جو ڈاکو یسوع کے ساتھ اُس کی صلیب کے ایک طرف چڑھایا گیا تھا۔ اس نے یہ دُعا دی "اے یسوع جب تو اپنی بادشاہت میں آئے تو مجھے بھی یاد کرنا" اور اس دُعا کا جواب یہ ملا کہ "آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" (دیکھو لوقا ۲۳ باب ۳۹ سے ۴۳ آیت) اور اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ سدوم کا بادشاہ ابرہام کے ملنے کو نکلا جس وقت ابرہام تھکا ماندہ تھا اور اُس سے کہا کہ جو تیرے آدمی ہیں وہ مجھے دے اور مال آپ لے یعنی گویا یہ کہا کہ اے ابرہام تو اور تیرے گھر کے لوگ مجھے اپنا بادشاہ مانیں اور میں تجھے مال

دے کر مالدار بناؤنگا۔ یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ کس طرح سے یا کس وسیلے سے خدا نے ابراہیم کو تقویت دی کہ وہ سدوم کے بادشاہ کے اُس جال میں نہ پھنسا۔ مگر ہماری ہدایت اور تسلّی کے لئے اتنا لکھا ہے کہ ملک صدق جو خدا کا کاہن اور شالیم کا بادشاہ تھا روٹی اور مے نکال لایا۔ اور ابرہام کو طاقت اور برکت دی یہاں تک کہ ابرہام نے سدوم کے بادشاہ سے کہا "کہ میں ایک دھاگے سے لے کے جوتی کے تسمے تک تیرے سارے مال سے کچھ نہ لونگا۔ تاکہ تو نہ کہے کہ میں نے ابرہام کو دولتمند کیا" (پیدائش ۱۴ باب ۲۳ آیت) یہ ہمارے سردار کاہن یسوع کی ابدی کہانت کی مثال ہے (مقابلہ کرو لوقا ۲۲ باب ۳۲ و ۲۳ آیت + یوحنا ۱۷ باب ۹ و ۱۱ و ۱۵ آیت + عبرانیوں ۲ باب ۱۷ سے ۱۸ آیت + ۳ باب ۱ سے ۲ آیت + ۴ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت + ۵ باب ۶ آیت + ۶ باب ۲۰ آیت + ۷ باب ۲۵ و ۲۶ آیت + ۹ باب ۲۴ آیت + ۱۲ باب ۱ سے ۴ آیت)

۴۔ ساتویں آیت میں یسوع کی ایک پُر مطلب اور غور طلب دعا کا بیان ہے کہ اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار پکار کر اور آنسو بہا بہا کر خدا باپ سے دعائیں اور التجائیں کیں۔ اس سے یہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

(۱) پہلے یہ کہ یسوع نے یہ دعا کر کے خدا باپ کی مرضی دریافت کی اور یوں اس کی مرضی سے واقفیت حاصل کر کے اس کو پورا کرنے کے لئے تیار ہُوا۔ اُس نے بار بار دعا کر کے اپنی موت کی بابت خدا کی مرضی دریافت کی کہ آیا اُس کی موت کو چھوڑ کر کسی اور طرح سے خدا کی مرضی پوری ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور یوں دعا کر کے اس پر خدا کی مرضی صاف ظاہر

ہوئی۔ اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کے دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا اے ابا۔ اے باپ۔ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے۔ تاہم جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں۔ بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو۔ (مرقس ۱۴ باب ۳۵ و ۳۶ آیت مقابلہ کرو متی ۲۶ باب ۳۶ سے ۴۵ + لوقا ۲۲ باب ۳۹ سے ۴۶ آیت + یوحنا ۱۲ باب ۲۷ سے ۳۳ آیت)

(۲) دوسری بات اس دعا سے یہ ظاہر ہوتی ہے کہ جب کسی بات مشکل یا مقدمہ میں یا واقعات میں خدا کی مرضی صفائی سے ظاہر نہ ہو تو ہم اس سے دعا کر کے اپنی مرضی اس کی مرضی پر چھوڑ کے اس سے یہ کہیں کہ "میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو" (دیکھو لوقا ۲۲ باب ۴۲ آیت)

(۳) جو تیسری بات اس دعا سے ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ آزمائش سے بچنے یا آزمائش میں پڑ کے اس پر غالب آنے کا وسیلہ دعا ہے۔ جیسا یسوع نے اپنے شاگردوں کو سکھایا کہ "دعا مانگو کہ آزمائش میں نہ پڑو" (لوقا ۲۲ باب ۴۰ آیت)

(۴) چوتھی بات جو اس دعا سے ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ خدا سے ہمیں دردناک موت سے بچنے کے لئے دعا اور التجا کرنی جائز ہے یسوع نے ایسی ہی دعا کی۔ سو ایسی دعا کرنا خدا کی مرضی کے خلاف نہیں اور وہ خدا کے متعلق کچھ کم اعتقادی کا نشان نہیں بلکہ برعکس اس کے ایسی دعا میں پورا اور کامل اعتقاد ظاہر ہوتا ہے۔

۵۔ آٹھویں آیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دکھ۔ درد بلکہ دردناک موت

بھی خدا کی ناراضگی یا قہر کا نشان نہیں ۔ کیا خدا باپ کا پاک اور فرمانبردار بیٹا۔ (۱) طرح طرح کے دکھوں میں گرفتار نہ ہوا؟ مثلاً پہلے وہ بھوک اور پیاس کے مارے دکھ درد اٹھایا کرتا تھا۔ (دیکھو متی ۴ باب ۲ آیت + لوقا ۴ باب اور ۲ آیت + یوحنا ۴ باب ۶ و ۔ آیت + ۱۹ باب ۲۳ آیت)

(۲) دوسرے اس کے دشمنوں نے اس کے خلاف یہ کہا کہ وہ بدروحوں کے سردار بعل زبول کی مدد سے بدروحیں نکالتا ہے (لوقا ۱۱ باب ۱۵ آیت + متی ۱۰ باب ۵ ۲ آیت)

(۳) تیسرے اس کے دشمنوں نے اس پر جھوٹا الزام بھی لگایا کہ وہ کھاؤ اور شرابی آدمی ہے۔ وہ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار ہے (دیکھو متی ۱۱ باب ۱۹ آیت + لوقا ۵ باب ۴ ۳ آیت + ۲۰ باب ۲۰ آیت + ۴ باب ۲۹ آیت)

(۴) چوتھے ۔ وہ عبرانی اور رومی حاکموں سے ناحق ستایا گیا (دیکھو لوقا ۲۲ باب ۵۰ سے ۳ ۷ آیت + متی ۲۷ باب ۲ آیت + یوحنا ۱۸ باب ۲۲ آیت)

اے مسیحی بھائیو۔ ہم مسیح کی خاطر جو دکھ درد اٹھایا کرتے ہیں وہ خدا باپ کی ناراضگی یا ناخوشی کی وجہ سے نہیں اور نہ اس کے قہر کا نشان ہے۔ بلکہ جیسا اس نے اپنے پیارے بیٹے کو ہمارا سردار کاہن بننے کے لیے طرح طرح کے دکھ اٹھانے سے تیار اور کامل کیا ویسے ہی جس خدمت کے لئے اس نے ہمیں بلایا ہے اسی کے لئے وہ ہمیں دکھ کی آگ سے پاک وصاف اور تیار کرتا ہے ۔ لہٰذا ہم دکھ درد کے سبب سے بے دل نہ ہوں اور ہمت نہ ہاریں ۔ دعا اور دکھ اور فرمانبرداری سے

ہم یسوع اور روح القدس کے خادم بننے کے لئے تیار کئے جاتے ہیں یسوع
کی تسلی بخش باتیں مُنو۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب ستائے
گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت ان ہی کی ہے جب میرے سبب لوگ تمہیں
لعن طعن کرینگے اور ستائینگے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق
کہینگے تو تم مبارک ہوگے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادماں ہونا کیونکہ آسمان پر
تمہارا اجر بڑا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے
اسی طرح ستایا تھا۔ (دیکھو متی ۵ باب ۱۰ سے ۱۲ آیت مقابلہ کرو متی ۱۰ باب ۲۳
سے ۳۰ آیت + یوحنا ۱۵ باب ۲ آیت + ۲- تھتیس ۲ باب ۱۲ آیت + یعقوب ۱
باب ۲ آیت + ۵ باب ۱۱ آیت + ۱- پطرس ۳ باب ۱۴ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۵ باب ۱ سے ۹ آیت تک

س ۱ کیا میں یقین کرتا ہوں کہ خدا کا ازلی پیارا بیٹا کل جہان کے گناہوں کے کفارہ
کے لئے یسوع ناصری ہُوا- اور گناہوں کی جو قربانی اس نے گزرانی وہ خدا
کے حضور میں کافی اور کامل کفارہ گنا جاتا ہے؟

س ۲ کیا میں یقین کرتا ہوں کہ جو قربانی یسوع نے صلیب پر چڑھ کر گزرانی وہ میرے
سب گناہوں کے کفارہ کے لئے کافی ہے؟

س ۳ کیا میں اپنے تئیں نادانوں اور گمراہوں کے شمار میں مانتا ہوں اور یسوع کو ایسوں

کے لئے سمودار کا حق جان کر اس کے پاس توبہ۔ دعا اور عاجزی کے ساتھ آتا ہوں؟

س ۴ کیا میں ناداتوں اور گمراہوں سے نرمی کے ساتھ پیش آتا اور ان کو حلیمی سے بحال کرنے کی کوشش کرتا ہوں؟

س ۵ کیا کبھی کبھی اپنی بے کسی یا اوروں کی لاچاری کو محسوس کر کے خدا باپ سے اپنے یا اوروں کے لئے ایسی دعائیں یا التجائیں کرتا ہوں کہ "اے ابا۔ اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے تاہم جو میں چاہتا ہوں۔ وہ نہیں بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو" (مرقس ۱۴ باب ۳۶ آیت)

س ۶ کیا میں دُکھ درد کی حالت میں فرمانبرداری سیکھتا ہوں؟ کیا میں مسیح کی خاطر سے دُکھ درد کی ضرورت جان کر اس کی برداشت کرتا ہوں؟

س ۷ کیا جس خدمت کے لئے خدا نے مجھے مخصوص اور مسح کیا ہے اس کے لئے تیار کئے جانے اور پورا کرنے کے لئے یسوع کی خاطر سے دُکھ اُٹھا اُٹھا کر زیادہ تیار اور کامل بنتا جاتا ہوں؟

دعا

عبرانیوں ۵ باب ۱ سے ۹ آیت تک

اے میرے باپ مجھے دعائیں اور التجائیں کرنی سکھا۔ اے روح القدس میری کمزوری میں میری مدد کر اور سکھا کہ میں جس دکھ اور آزمائش میں پڑوں اس میں کس طرح سے مجھے دعا کرنی چاہیئے۔ مَیں یوں دعا مانگوں اے روح پاک مجھے سکھا کہ میں آزپیں بھر بھر کے خدا کی مرضی کے موافق اپنے لیئے اور اوروں کے لیئے شفاعت کروں۔ میری یہ دعا یسوع کے نام میں اس کے جلال کی خاطر سُن لے۔ آمین۔

حصہ گیارھواں

عبرانیوں ۵ باب ۱۰ سے ۱۴ آیت + ۶ باب ۱ سے ۱۲ آیت تک

(۱۰) اور اُسے خدا کی طرف سے ملک صدق کے طریقے کے سردار کاہن کا خطاب ملا۔

(۱۱) اس بارے میں ہمیں بہت سی باتیں کہنی ہیں جن کا سمجھانا مشکل ہے۔ اس لئے کہ تم اُونچا سُننے لگے (۱۲) وقت کے خیال سے تو تمہیں اُستاد ہونا چاہیئے تھا مگر اب اس بات کی حاجت ہے کہ کوئی شخص خدا کے کلام کے ابتدائی اصول تمہیں پھر سکھائے۔ اور سخت غذا کی جگہ تمہیں دودھ پینے کی حاجت پڑ گئی (۱۳) کیونکہ دودھ پیتے ہوئے کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ بچہ ہے (۱۴) اور سخت غذا پوری عمر والوں کے لئے ہوتی ہے جن کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے تیز ہو گئے ہیں۔

۶ باب (۱) پس آؤ۔ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں۔ اور مُردہ کاموں سے توبہ کرنے اور خدا پر ایمان لانے کی (۲) اور بپتسموں اور ہاتھ رکھنے۔ اور مُردوں کے جی اُٹھنے اور ابدی عدالت کی تعلیم کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالیں (۳) اور خدا چاہے تو ہم یہی کریں گے (۴) کیونکہ جن لوگوں کے دل ایک بار روشن ہو گئے۔ اور وہ آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے۔ اور روح القدس

ہیں شریک ہو گئے (۵) اور خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے (۶) اگر وہ برگشتہ ہو جائیں تو اُنہیں توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے بیٹے کو اپنی طرف سے دوبارہ صلیب دے کر علانیہ ذلیل کرتے ہیں (۷) کیونکہ جو زمین اُس بارش کا پانی پی لیتی ہے جو اُس پر بار بار ہوتی ہے اور اُن کے کار آمد سبزی پیدا کرتی ہے جن کی طرف سے اُس کی کاشت بھی ہوتی ہے۔ وہ خدا کی طرف سے برکت پاتی ہے (۸) اور اگر جھاڑیاں اور اُونٹکٹارے اُگاتی ہے۔ تو نامقبول اور قریب ہے کہ لعنتی ہو اور اُس کا انجام جلایا جانا ہے۔

(۹) لیکن اے عزیزو۔ اگرچہ ہم یہ باتیں کہتے ہیں۔ تاہم تمہاری نسبت اِن سے بہتر اور نجات والی باتوں کا یقین کرتے ہیں (۱۰) اِس لئے کہ خدا بے انصاف نہیں۔ جو تمہارے کام اور اُس محبت کو بھول جائے۔ جو تم نے اُس کے نام کے واسطے اس طرح ظاہر کی کہ مقدسوں کی خدمت کی اور کر رہے ہو (۱۱) اور ہم اِس بات کے آرزو مند ہیں کہ تم میں سے ہر شخص پوری اُمید کے واسطے آخر تک اسی طرح کوشش ظاہر کرتا رہے (۱۲) تاکہ تم سست نہ ہو جاؤ بلکہ اُن کی مانند بنو جو ایمان اور تحمل کے باعث وعدوں کے وارث ہوتے ہیں۔

روحانی پڑھتی اور ترقی میں عبرانی مسیحیوں کی کمی اور خامی

س ۱ کس بات کے بارے میں اِس خط کے مصنّف کو عبرانی مسیحیوں سے بہت سی باتیں کہنی ضرور تھیں"

ج اس بات کے بارے میں کہ یسوع کو خدا کی طرف سے ملکِ صدق کے طریقے پر سردار کاہن کا خطاب ملا (دیکھو ۱۰ آیت)

س ۲ عبرانی مسیحیوں کو ملکِ صدق کی کہانت کے معنے بتانا اور سمجھانا مصنّف کو مشکل ہُوا۔ اِس میں اُسے کیا مشکل تھی؟

ج (۱) پہلی مشکل یہ تھی کہ ملکِ صدق کے طریقے کی کہانت کا بیان خدا کے کلام کے صرف دو مقاموں میں پایا جاتا ہے یعنی پیدائش ۱۴ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت اور زبور ۱۱۰ کی ۴ آیت میں۔ اور ان دو مقاموں میں بھی اس کہانت کے طریقے کا بہت مختصر بیان ہے۔

(۲) دوسری مشکل یہ تھی کہ عبرانی مسیحی روحانی باتوں کے سُننے میں اونچا سُننے لگے تھے۔

س ۳ اس روحانی اونچا کانی کا کیا ثبوت یا نشان ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ بہت برسوں سے یسوع کے شاگرد ہو گئے تھے اور ان کے اُستاد بھی دیندار اور دیانتدار تھے۔ یہاں تک کہ اتنے برسوں بعد ان کو آپ ہی اُستاد ہونا چاہیئے تھا مگر بجائے اس کے کہ وہ خدا کے کلام کے اُستاد بنیں ان کی یہ حاجت تھی کہ کوئی شخص اُن کو خدا کے کلام کے ابتدائی اُصول پھر سکھائے۔

(۲) دوسرے۔ مناسب تھا کہ وقت کے خیال سے اُن کو روحانی باتوں کے سمجھنے میں ترقی دکھاتے۔ مگر برعکس اس کے ان کی کچھ ترقی معلوم نہ ہوئی تھی۔

س۴ اس مقام میں ابتدائی اصول کے معنی کیا ہیں؟

ج یہ کہ جیسے الف۔ بے۔ پے۔ سے الفاظ بنتے ہیں۔ اور جب تک الف بے پے۔ باقاعدہ طور پر ملانے نہیں جاتے ان سے کوئی لفظ نہیں بنتا۔ ویسے ہی خدا کے کلام کی تعلیم کے ابتدائی اصول بھی اُس کی الف۔ بے۔ پے۔ کا کام دیتے ہیں۔

س۵ خدا کے کلام کے ابتدائی اصول میں کون سی باتیں شامل ہیں؟

ج توبہ۔ ایمان۔ بپتسمہ۔ ہاتھ رکھنے۔ مُردوں کے جی اُٹھنے اور زندوں اور مُردوں کی عدالت کے بارے میں وہ خدا کے کلام کے ابتدائی اصول اور مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں ہیں۔ (دیکھو عبرانی ۶ باب اور ۲ آیت)

س۶ کون سے مسیحی ان دنوں میں عبرانی مسیحیوں کی مانند ہیں؟

ج جو مسیحی موسےٰ کے دس حکم یا رسولوں کا عقیدہ حفظ کر کے زبانی سنا سکتے ہیں مگر ان کے معنی نہیں بتا سکتے وہ اُن دنوں کے عبرانی مسیحیوں کی مانند ہیں۔

س۷ مصنف کن دو قسم کے لڑکوں کا عبرانی مسیحیوں سے مقابلہ کرتا ہے؟

ج (۱) پہلے وہ انہیں اُن لڑکوں کی مانند ٹھہراتا ہے جو الف۔ بے۔ پے۔ سیکھتے ہیں۔ مگر اُن کو ٹھیک ٹھیک باقاعدہ ملانا نہیں جانتے۔

(۲) دوسرے۔ وہ عبرانی مسیحیوں کو ان لڑکوں کی مانند ٹھہراتا ہے جن کو سخت غذا کھانے کی طاقت نہیں۔ اِس لئے اُن کو دودھ پینے کی حاجت پڑ گئی۔

س مسیحیوں میں پاک کلام کے دودھ پینے والے کون ہیں؟

ج اس سے کم عمر والے مراد نہیں۔ نہ عمر کی کمی یا عمر رسیدگی کی طرف یہاں کچھ اشارہ ہے بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یسوع کی جو تعلیم ہے۔ آیا اس کے شاگرد اس سے واقف ہیں یا نہیں۔ یہ نہیں کہ صرف پڑھنے سے واقف ہوں بلکہ اس کی سچائی کا کچھ تجربہ حاصل کریں۔ جس مسیحی نے خدا کے کلام اور یسوع کی تعلیم کی سچائی کا تجربہ حاصل نہیں کیا وہ دودھ پینے والے بچے کی مانند ہے خواہ اس کی عمر کم ہو خواہ زیادہ ہو۔

س پولوس رسول کن مسیحیوں کو دودھ پینے والے کہتا ہے؟

ج جن کرنتھی مسیحیوں سے وہ کلام نہ کر سکا۔ اس لئے کہ وہ جسمانی مزاج والے تھے نہ کہ روحانی مزاج والے "میں نے تمہیں دودھ پلایا اور کھانا نہ کھلایا کیونکہ تم کو اس کی برداشت نہ تھی بلکہ اب بھی برداشت نہیں۔ کیونکہ ابھی تک جسمانی ہو۔ اس لئے کہ جب تم میں حسد اور جھگڑا ہے تو کیا تم جسمانی نہ ہوئے اور انسانی طریق پر نہ چلے؟" (۱۔کرنتھیوں ۳ باب ۲ و ۳ آیت)

س تیرھویں آیت میں لکھا ہے کہ دودھ پیتے ہوئے کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج جس شخص کو اس کلام کا کچھ تجربہ ہو کہ میری راستبازی خدا کی نظر میں ناقص اور نامقبول ہے اور اس لئے اپنی راستبازی کو چھوڑ کر خدا کے بیٹے مسیح کی راستبازی پر تکیہ کرتا ہے وہ پوری عمر والا گنا جاتا ہے۔ اور جو شخص خدا کے کلام کا کچھ تجربہ نہیں رکھتا وہ روحانی بچوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

س کیا انجیل مقدس میں ملک صدق کی کہانت کے طریقے کی طرف کچھ اشارہ یا کوئی مثال ہے؟

ج ہاں جیسے ملک صدق۔ شالیم کا بادشاہ اور خدا تعالیٰ کا کاہن ابراہام اور اس کے پیروؤں کے لئے روٹی اور مے نکال لایا اور انہیں کھلا پلا کر بحالی بخشی ویسے ہی ہمارے سردار کاہن یسوع نے روٹی اور مے ہاتھ میں لے کر اُن پر برکت چاہی۔ اور اپنے شاگردوں کو دے کر انہیں برکت بخشی (دیکھو متی ۲۶ باب ۲۶ سے ۲۹ آیت + مرقس ۱۴ باب ۲۲ سے ۲۵ آیت + لوقا ۲۲ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۱۱ باب ۲۳ سے ۲۶ آیت)

س ۱۲ سخت غذا کھانے والوں سے کیا مراد ہے؟ (دیکھو ۵ باب ۱۴ آیت)

ج سخت غذا کھانے والوں سے وہ مسیحی مراد ہیں جو خدا کے کلام اور یسوع کی تعلیم کی گہری باتوں پر غور کرتے۔ ان کے سمجھنے اور اوروں کو تعلیم دینے کے لئے پاک نوشتوں کی ایک ایک بات پر شروع کر کے آخر تک مقابلہ کرتے اور روح القدس سے ان باتوں کو کھولنے اور سمجھنے کے لئے مدد چاہتے ہیں۔ سخت غذا کھانے والے مسیحی وہ ہیں جو روحانی سمجھ میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔

س ۱۳ لکھا ہے کہ سخت غذا پوری عمر والوں کے لئے ہوتی ہے پوری عمر والوں سے کون مراد ہیں؟

ج پوری عمر والے مسیحیوں سے وہ مراد ہیں جو مسیحی روحانی باتوں کی سمجھ میں سال بسال ترقی پاتے جاتے ہیں۔ وہ روح القدس کے سکھائے ہوئے ہیں۔ وہ روحانی باتوں کا روحانی باتوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ پاک نوشتوں کی سہل باتوں کے علاوہ ان کی مشکل باتوں پر بھی غور کرکے اور دعا مانگ کر معنی دریافت کرتے ہیں۔ وہ گویا پاک نوشتوں کی مشکل باتوں کو ہضم کرکے اُن سے روحانی قوت اور خوشی حاصل کرتے ہیں جیسا زبور

سے کیے گئے کھانے والے کا تجربہ تھا ویسا ہی کبھی کبھی اُن کا بھی تجربہ ہوتا ہے
جو آہ میں تیری شریعت سے کیسی محبت رکھتا ہوں۔ میرا سوچ سارے
دن اُسی میں ہے۔ تو اپنے حکموں کے وسیلے سے مجھ کو میرے دشمنوں
سے زیادہ دانشمند کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہیں۔ میری دانش
اُن سب کی دانش سے جو مجھے تعلیم دیتے ہیں زیادہ ہے کیونکہ میں
تیری شہادتوں کو دھیان کرتا ہوں" (زبور ۱۱۹ کی ۹۷ سے ۹۹ آیت۔ نیز دیکھو
۲۔ کرنتھیوں ۲ باب ۹ سے ۱۳ آیت تک)

س ۱۳ یہ لکھا ہے کہ پوری عمر والوں کے حواس کام کرتے کرتے ان باتوں میں امتیاز
کرنے میں تیز ہو گئے ہیں۔ بتاؤ کن باتوں میں تیز ہو گئے ہیں؟

ج نیک و بد میں امتیاز کرنے میں۔

س ۱۴ نیک و بد میں امتیاز کرنے کی چند نظیریں بتاؤ۔

ج (۱) پہلی نظیر۔ جب موسیٰ نبی سمجھدار ہوا تو اس کے سامنے نیک و بد دو
راہیں پیش ہوئیں کہ آیا وہ فرعون کے محل میں گناہ کے چند روزہ لطف
اُٹھائے۔ یا خدا کی اُمت کے ساتھ بدسلوکی کی برداشت کرے۔ اُس
نے ان دو باتوں میں امتیاز کر کے بدسلوکی کی برداشت کرنا پسند
کیا۔ اُس نے کیوں پسند کیا؟ اس لئے کہ اس کے نگاہ دیکھنے سے
خدا سے اجر پانے پر امتیاز کرنے کے لئے اُس کے حواس تیز ہو گئے
تھے (۱۱ باب ۲۴ سے ۲۷ آیت)

(۲) دوسری نظیر۔ یہ کہ اضحاق کے بیٹے عیسو نے ایک وقت کے
کھانے کے لئے اپنے پلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا۔ اس کا سبب کیا تھا؟
یہ کہ اُس کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے میں تیز

نہیں ہوئے تھے۔ (دیکھو عبرانی ۱۲ باب ۱۶ و ۱۷ آیت)

(۳) تیسری نظیر یہ ہے کہ یعقوب کا بیٹا یوسف ہے (دیکھو پیدائش)

(۴) چوتھی نظیر یہ ہے کہ موسےٰ کا خادم یشوع ہے (دیکھو یشوع ۲۴ باب ۵ آیت)

س ۱۶ لکھا ہے کہ پوری عمر والوں کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے تیز ہو گئے ہیں۔ اس مقام میں لفظ "حواس" کے معنے کیا ہیں؟

ج لفظ حواس سے بدن اور دل اور عقل کی قوتیں مراد ہیں۔ جس جس قوّت سے خواہ وہ بدن کی ہو یا عقل یا دل کی قوّت ہو۔ آدمی نیک و بد باتوں میں فرق پہچان کر یا تو نیک کو چن لیتے ہیں یا بد کو۔ وہ ساری قوتیں اور قابلیتیں آدمی کے حواس میں شامل ہیں۔

س ۱۷ لکھا ہے کہ پوری عمر والوں کے حواس۔ یعنی ان کے بدن اور عقل اور دل کی قوتیں کام کرتے کرتے تیز ہو جاتی ہیں۔ یہاں کون سے کاموں کی طرف اشارہ ہے؟

ج جیسے ہر کام کرتے کرتے اُس کام کے کرنے کے لئے کسی شخص کی قوّت ترقی کرتی جاتی ہے۔ ویسے ہی نیک و بد کاموں میں فرق پہچان کر نیک کو کام میں لاتے لاتے اس نیک کام کو کرنے کے لئے جس شخص کی قوّت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اُسے فوراً نیک و بد میں امتیاز کرکے ان میں فرق پہچاننے اور فوراً نیک کو عمل میں لانے کی عادت ہو گی اور اس کی عمر کی بڑھتی کے ساتھ ساتھ اس کی جسمانی۔ دلی اور عقلی قوتیں تیز ہو جائینگی۔ اس خط کے مصنّف کے محاورے کے موافق پوری عمر والوں

میں شمار کیا جائیگا۔

س ۱۸ پولوس رسول نے اپنے شاگرد تمطاؤس کو نیک وبد میں امتیاز کرنے کی قوتوں کے بڑھانے کے لیئے کیا نصیحت کی؟

ج "لیکن بیہودہ اور بڑھیوں کی سی کہانیوں سے کنارہ کر اور دینداری کے لیئے ریاضت کر کیونکہ جسمانی ریاضت کا فائدہ کم ہے لیکن دینداری سب باتوں کے لیئے فائدہ مند ہے۔ اس لیئے کہ اب کی اور آئندہ کی زندگی کا وعدہ بھی اسی کے لیئے ہے۔" "کوئی تیری جوانی کی حقارت نہ کرنے پائے بلکہ تو ایمانداروں کے لیئے کلام کرنے اور چال چلن اور محبت اور ایمان اور پاکیزگی میں نمونہ بن۔" (۱۔ تمطاؤس ۴ باب ۷ و ۸ و ۱۲ آیت مقابلہ کرو ۱۔ تمطاؤس ۱ باب ۴ سے ۷ آیت + کلسیوں ۲ باب ۲۰ سے ۲۳ آیت)

س ۱۹ مصنف پانچویں باب کی گیارھویں آیت سے چودھویں تک میں کیا نتیجہ نکالتا ہے؟

ج چھٹے باب کی پہلی آیت میں وہ یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ روحانی ترقی میں عبرانی مسیحیوں کے بچپن اور کم فہمی کی وجہ یہ تھی کہ وہ مسیح کی ابتدائی تعلیم یعنی الف۔ بے۔ پے کی تعلیم پر قناعت کر گئے تھے۔ وہ مسیح کی اور اس کے رسولوں کی پوری تعلیمات پر دل لگا کر غور نہیں کرتے تھے۔ اس لیئے انہوں نے روحانی سمجھ میں ترقی نہ کی تھی۔

س ۲۰ کمال کی طرف قدم بڑھانے کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ مسیح کی تعلیم کی جن باتوں سے روحانی زندگی میں ترقی اور کاملیت ہو ان باتوں پر غور کرنا۔ سمجھنا اور عمل میں لانا یہی کمال کی طرف قدم بڑھانا ہے۔

س ۲۱ مسیح اور اس کے رسولوں کی تعلیم کی ابتدائی باتوں میں کون سی باتیں پہلی اور دوسری آیت میں شامل ہیں؟

ج (۱) پہلے مُردہ کاموں سے توبہ کرنے کی تعلیم۔

(۲) دوسرے خدا پر ایمان لانے کی تعلیم۔

(۳) تیسرے بپتسمہ کی نسبت تعلیم۔

(۴) چوتھے ہاتھ رکھنے کے معنی کی تعلیم۔

(۵) پانچویں مُردوں کے جی اُٹھنے کے بارے میں تعلیم۔

(۶) چھٹے ابدی عدالت کی نسبت تعلیم۔

س ۲۲ ان چھ تعلیمات کی باتوں کی نسبت کیا نصیحت ہے؟

ج یہ کہ جیسے معمار بار بار مکان کی بنیاد نہیں ڈالتا ویسے ہی مسیح کی تعلیم کی جو ابتدائی باتیں پہلے پہل پڑھائی جاتی ہیں۔ مسیحی اُستاد یا پاسبان صرف ان ہی کے سکھانے پر قناعت نہ کرے۔ بلکہ جیسا کہ دانا معمار مکان کی بنیاد دوبارہ ڈالنا چھوڑ کر اس پر عمارت بناتا ہے سو خدا کے گھر کا دانا معمار مسیح کی تعلیم کی یہ ابتدائی باتیں چھوڑ کر ان باتوں کی تعلیم دے جن سے خدا کی روحانی عمارت بن جائے۔ مکان کی ٹھیک بنیاد ڈالنا اور اس کے بعد بنانے کا کام معمار کا پہلا کام تو ہے مگر کون معمار بنیاد ڈالنے کے بعد بیٹھ جاتا ہے اور کچھ نہیں کرتا سوائے اس کے کہ بنیاد کو کھود کھود کر بار بار اُسے پھر ڈالنا چاہے؟ جس معمار کی یہ عادت ہو اُس سے مکان کب بنیگا یا کیسے بنیگا؟ پھر جو اُستاد۔ منادیا پاسبان صرف مسیح اور اس کے رسولوں کی ان چھ باتوں کی تعلیم سنانے۔ سمجھانے اور پڑھانے ہی میں لگا رہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے شاگرد ہمیشہ تک روحانی بچپن کی حالت میں پہنچے

کیونکہ ہم خدا کے ساتھ کام کرنے والے ہیں" تم خدا کی کھیتی اور خدا کی عمارت ہو"

س ۲۳ مُردہ کاموں کے معنے کیا ہیں؟ (دیکھو ۶ باب ۱ آیت)

ج مُردہ کاموں سے وہ کام مراد ہیں جو پاک روح کی خواہش کے موافق نہ کئے جائیں۔ بلکہ جسم کی خواہش کے موافق "اب جسم کے کام تو ظاہر ہیں۔ یعنی حرام کاری۔ ناپاکی۔ شہوت پرستی۔ بُت پرستی۔ جادوگری۔ عداوتیں۔ جھگڑا۔ حسد۔ غصہ۔ تفرقے۔ جدائیاں۔ بدعتیں۔ بغض۔ نشے بازی۔ ناچ رنگ۔ اور اور ان کی مانند۔ ان کی بابت تمہیں پہلے سے کہے دیتا ہوں۔ جیسا کہ پیشتر جتا چکا ہوں کہ ایسے کام کرنے والے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے" (گلتیوں ۵ باب ۱۹ سے ۲۱ آیت۔ مقابلہ کرو۔ ا۔کرنتھیوں ۶ باب ۹ سے ۱۱ آیت + ۳ باب ۳ آیت + افسیوں ۲ باب ۳ آیت + ۵ باب ۳ آیت + یعقوب ۳ باب ۱۴ و ۱۵ آیت + کلسیوں ۳ باب ۵ آیت + رومیوں ۷ باب ۲۳ آیت + یوحنا ۳ باب ۶ آیت)

س ۲۴ کون کون سے کام یسوع کی تعلیم کے موافق ہیں؟

ج "کیونکہ بُرے خیال۔ خون ریزیاں۔ زناکاریاں۔ حرام کاریاں۔ چوریاں۔ جھوٹی گواہیاں۔ بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں۔ یہی باتیں ہیں۔ جو آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ مگر بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا آدمی کو ناپاک نہیں کرتا" (متی ۱۵ باب ۱۹ و ۲۰ آیت۔ مقابلہ کرو مرقس ۷ باب ۳ سے ۲۳ آیت)

س ۲۵ ایسے کام کیوں مُردہ کہلاتے ہیں؟

ج اس لئے کہ ان کی مزدوری یعنی نتیجہ یا انجام ناامیدی کی موت ہے۔

(دیکھو رومیوں ۶ باب ۲۳ آیت)

س ۲۶ ایسے کاموں سے بچنے کے لئے پہلا قدم کیا ہے؟

ج توبہ کرنا۔ اس لئے کہ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتوں میں توبہ کرنا پہلا قدم کہلاتا ہے۔

س ۲۷ توبہ کرنا مسیح کی تعلیم کی بنیادی بات کیوں کہلاتی ہے؟

ج اس لئے کہ جب تک آدمی ایسے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے دل میں ان سے نفرت نہ کرے وہ اپنی ناپاکی گنہگاری اور لاچاری کو سمجھ نہ سکیگا اور انہیں دل سے دانیگا اور مسیح کی طرف ان سے بچنے کے لئے نہ پھریگا۔

س ۲۸ مسیح کی تعلیم کی طرف پہلا قدم توبہ ہے۔ پھر اس کی تعلیم کا دوسرا قدم کیا ہے؟

ج خدا پر ایمان لانا دوسرا قدم ہے۔

س ۲۹ توبہ اور خدا پر ایمان لانا ان دونو میں کیا رشتہ یا تعلق ہے؟

ج گناہ سے نفرت کے ساتھ پھرنا یا منہ موڑنا توبہ ہے اور گناہ کی غلامی سے بچائے جانے کے لئے مسیح کی طرف پھرنا ایمان ہے۔

س ۳۰ جو رشتہ توبہ اور ایمان میں ہوتا ہے اس کی کوئی نظیر بتاؤ۔

ج رسولوں کے اعمال کے سولھویں باب میں توبہ اور ایمان کے رشتے کی یہ نظیر ہے کہ شہر فلپی کے قید خانے کے داروغہ نے پولوس رسول اور سیلاس کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی تھی یہاں تک کہ اندر کے جیل خانے میں انہیں ڈال دیا تھا اور ان کے پاؤں کاٹھ میں ٹھونک دئے تھے اور اس رات کو خدا نے اس داروغہ کو یہاں تک قائل کیا کہ وہ پولوس اور سیلاس کے آگے گرا اور انہیں باہر لا کر کہا اے صاحبو۔ میں کیا کروں کہ

نجات پائیں ۔ پھر پولوس نے اس خطاکار اور توبہ کرنے والے گنہگار کو اس توبہ کی دعا کا یہ جواب دیا ۔ کہ "خداوند یسوع پر ایمان لا تو تو اور تیرا گھرانا نجات پائیگا" نتیجہ یہ ہوا کہ داروغے نے اپنے سارے گھرانے سمیت خدا پر ایمان لا کر بڑی خوشی کی ۔ اور اسی رات مسیح کے نام میں بپتسمہ لیا ۔ (دیکھو اعمال ۱۶ باب ۲۲ سے ۳۴ آیت مقابلہ کرو اعمال ۲ باب ۳۷ سے ۴۲ آیت + متی ۳ باب ۸ آیت + لوقا ۳ باب ۷ سے ۱۷ آیت + لوقا ۲۴ باب ۴۷ آیت + ۱۰ باب ۹ سے ۱۴ آیت + مرقس ۱ باب ۱۵ آیت + ۲ باب ۱۷ آیت + ۶ باب ۱۲ آیت + اعمال ۲۶ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت)

س ۳۱ توبہ اور ایمان میں جو رشتہ ہے اس کی دوسری نظیر اعمال کے ۱۹ باب کی ۱۷ سے ۲۰ آیت تک میں پائی جاتی ہے اس کا بیان کرو۔

ج یہ کہ جب افسس میں بہت سے جادو کرنے والوں نے پولوس رسول کی تعلیم سنی اور جو معجزے اس کے وسیلے سے کئے گئے تھے ۔ دیکھے تو ان جادوگری کرنے والوں پر خوف چھا گیا اور انہوں نے اپنے جادوگری کے کاموں سے توبہ کر کے یسوع کے نام کی بزرگی کی اور اس پر ایمان لائے ۔ ان کی توبہ اور ایمان کا نتیجہ یہ تھا کہ انہوں نے اپنی جادوگری کی کتابیں اکٹھی کر کے سب لوگوں کے سامنے جلا دیں اور یوں وہ اپنے ان مُردہ کاموں سے توبہ کر کے خداوند یسوع کی طرف معافی کے لئے پھر کے اُس پر ایمان لائے ۔ یوں یہ توبہ اور ایمان مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتوں میں پہلی باتیں اور بنیادی باتیں شمار کی گئی تھیں ۔

س ۳۲ دوسری آیت میں بپتسمہ کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالنے کی نسبت جو مطلب ہے اس کے معنے بتاؤ۔

ج یوحنا بپتسمہ دینے والے کے بپتسمہ میں اور یسوع کے بپتسمہ میں فرق تھا
چنانچہ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے خود بتایا "میں تو تمہیں توبہ کے لئے
پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور
آور ہے میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح
القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا" (متی ۳ باب ۱۱ آیت) پھر یسوع نے
اپنے جی اٹھنے کے بعد بپتسمہ کے بارے میں اپنے شاگردوں کو سکھایا
"کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح
القدس سے بپتسمہ پاؤ گے" (اعمال ۱ باب ۵ آیت)

س ۳۳ جو بپتسمہ یسوع کے شاگردوں کو دیا گیا اس کی دو شرائط کیا ہیں؟

ج گناہ سے توبہ کرنا اور یسوع پر ایمان لانا۔

س ۳۴ پنتکوست کے دن پر پطرس رسول نے یسوع کے دشمنوں کو گناہ سے
معافی اور نجات پانے کی کیا راہ بتائی؟

ج "پس اسرائیل کا سارا گھرانا یقین جان لے کہ خدا نے اسی یسوع کو جسے
تم نے صلیب دی خداوند بھی کیا اور مسیح بھی۔ جب انہوں نے یہ سنا
تو ان کے دلوں پر چوٹ لگی اور پطرس اور باقی رسولوں سے کہا کہ اے
بھائیو ہم کیا کریں؟ پطرس نے ان سے کہا کہ توبہ کرو۔ اور تم میں سے
ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ
لے تو تم روح القدس انعام میں پاؤ گے" (اعمال ۲ باب ۳۶ سے ۳۸ آیت)

س ۳۵ جو گفتگو پولوس رسول اور یسوع کے افسس شہر کے بارہ شاگردوں میں
ہوئی۔ اس کا بیان کرو۔

ج پولوس نے ان سے یہ سوال کیا کہ کیا تم نے ایمان لاتے وقت روح القدس پایا؟ انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تو سنا بھی نہیں کہ روح القدس نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا پس تم نے کس کا بپتسمہ لیا؟ انہوں نے کہا۔ یوحنا کا بپتسمہ۔ پولوس نے کہا یوحنا نے لوگوں کو یہ کہہ کر توبہ کا بپتسمہ دیا کہ جو میرے پیچھے آنے والا ہے اس پر یعنی یسوع پر ایمان لانا۔ انہوں نے یہ سُن کر خداوند یسوع کے نام کا بپتسمہ لیا۔ (اعمال ۱۹ باب ۲ سے ۵ آیت)

س ۳۶ اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ یسوع کے شاگرد ہو جانے کے لئے پانی کا بپتسمہ کافی نہیں ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ہر مسیحی منادیا پاسبان متلاشیوں اور نومریدوں کو یہ تعلیم دے کہ پانی کا بپتسمہ کافی نہیں بلکہ روح القدس کا بپتسمہ ضرور ہے۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ یسوع پر ایمان لاتے وقت روح القدس کا بپتسمہ ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ گناہ سے دلی توبہ اور یسوع پر سچا ایمان ہو۔ (مقابلہ کرو اعمال ۲ باب ۳۸ آیت + ۸ باب ۱۷ آیت + ۱۰ باب ۴۷ آیت + ۱۱ باب ۱۵ آیت + اعمال ۸ باب ۸ آیت)

س ۳۷ ان دونوں میں کس کو بپتسمہ دیا جائے؟

ج ان کو جو اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرکے نجات کے لئے یسوع پر ایمان لائیں۔

س ۳۸ جب شہر فلپی کے رومی داروغہ نے پولوس اور سیلاس سے یہ سوال کیا کہ اے صاحبو۔ میں کیا کروں کہ نجات پاؤں؟ تو پولوس اور سیلاس

سے اس کا کیا جواب دیا؟

ج "انہوں نے کہا خداوند یسوع پر ایمان لا تو تو اور تیرا گھرانا نجات پائیگا۔ اور انہوں نے اس کو اور اس کے سارے گھر والوں کو خداوند کا کلام سنایا۔ اور اس نے رات کو اسی گھڑی انہیں لے جاکر ان کے زخم دھوئے اور اسی وقت اپنے سب لوگوں سمیت بپتسمہ لیا اور انہیں اوپر گھر میں لے جاکر دسترخوان بچھایا اور اپنے سارے گھرانے سمیت خداوند پر ایمان لاکر بڑی خوشی کی"۔ (دیکھو اعمال ۱۶ باب ۳۱ سے ۳۴ آیت)

س ۳۹ کیا جس کو ایک دفعہ بپتسمہ دیا گیا ہے اس کو دوبارہ بپتسمہ دیا جائے؟

ج نہیں۔ اس لئے کہ بپتسمہ دینے والے کے نیک کاموں کے سبب سے نہیں بلکہ یسوع کی راستبازی اور اس کے نام کی قدرت سے گناہوں کی معافی اور نجات ملتی ہے۔ لہٰذا یہ نام بپتسمہ کی رسم میں دوبارہ نہ لیا جائے۔ بپتسمہ روح القدس سے نئی پیدائش پانے کا نشان ہے۔ روح القدس اور نئی پیدائش دوبارہ یا بار بار بخشی نہیں جاتی۔ لہٰذا اس کا نشان بار بار عمل میں نہ لایا جائے۔

س ۴۰ ہندو دھرم کے مطابق گنگا میں اشنان کرنے (نہانے) کی تعلیم اور انجیلِ مقدس کے مطابق یسوع کے نام میں بپتسمہ لینے کی تعلیم میں کیا فرق ہے؟

ج یہ کہ اگر گناہ سے سچی توبہ اور یسوع پر صدقِ دل سے ایمان نہ ہو تو انجیل مقدس کی تعلیم کے مطابق پانی کا بپتسمہ بے فائدہ ہوگا۔ ہندو دھرم کی تعلیم کے مطابق گنگا میں غسل کرنے سے پاپ دھوئے جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ گنگا کے پانی ہی میں پاپ دھونے کی قدرت ہے۔

س ۴۱ یسوع کے نام میں بپتسمہ لینے کے لئے کیا تیاری ہونی چاہیئے؟

ج خدا کے سامنے گناہ سے توبہ کرنا اور خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا کہ وہ اسی لئے دنیا میں آیا کہ گنہگاروں کو گناہ کی غلامی سے بچالے۔ یہ دو باتیں یعنی پہلے خدا کی طرف توبہ اور یسوع مسیح کی طرف ایمان۔ بپتسمہ لینے کے لئے یہ دو تیاریاں چاہئیں (دیکھو مرقس ۱ باب ۱۵ آیت + اعمال ۲ باب ۳۸ آیت + اعمال ۲۰ باب ۲۱ آیت + افسیوں ۱ باب ۱۵ آیت + کلسیوں ۱ باب ۴ آیت)

س ۴۲ ہاتھ رکھنے کے معنے کیا ہیں؟ (دیکھو دوسری آیت)

ج ہاتھ رکھنے کے کئی ایک معنے ہیں۔

(۱) پہلے یہ کہ وہ برکت بخشنے کا نشان ہے جیسا لکھا ہے کہ یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کے دو بیٹوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں برکت بخشی (دیکھو پیدائش ۴۸ باب ۹ و ۱۴ و ۱۵ آیت)

(۲) ہاتھ رکھنے کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جس پر ہاتھ رکھا جاتا ہے وہ کسی خاص خدمت کے لئے اس نشان سے علانیہ مخصوص کیا جاتا ہے جیسا کہ موسیٰ کے یشوع پر ہاتھ رکھنے سے بنی اسرائیل میں یہ اشتہار دیا گیا کہ یشوع خدا کے حکم سے موسیٰ کا قائم مقام مقرر کیا گیا (گنتی ۲۷ باب ۱۵ سے ۲۳ آیت + استثنا ۳۴ باب ۹ آیت)

س ۴۳ جب یروشلم کی کلیسیا کے عبرانی اور یونانی مسیحیوں میں ان کی بیواؤں کی روزانہ خبرگیری کی نسبت کچھ بحث ہوئی تو رسولوں نے کن لوگوں پر ان بیواؤں کی روزانہ خبرگیری کی خدمت کے لئے ہاتھ رکھ کر مخصوص کیا؟

ج لکھا ہے کہ رسولوں نے شاگردوں کی جماعت کو اپنے پاس بلاکر کہا کہ اے بھائیو۔ اپنے میں سے سات نیک نام شخصوں کو چن لو جو روح اور دانائی سے بھرے ہوئے ہوں کہ ہم ان کو اس کام پر مقرر کریں لیکن ہم تو دعا میں اور کلام کی خدمت میں مشغول رہینگے۔ یہ بات ساری جماعت کو پسند آئی۔ انہوں نے سات مسیحی بھائیوں کو جو ایمان اور روح القدس سے بھرے ہوئے تھے اس خدمت کے لئے چن لیا اور انہیں رسولوں کے آگے کھڑا کیا۔ انہوں نے دعا مانگ کر ان پر ہاتھ رکھے (اعمال ۶ باب ۳ سے ۶ آیت)

س ۴۴ شہر دمشق میں کس کے ہاتھ رکھنے سے پولوس اس رسالت کے لئے مخصوص کیا گیا؟

ج حنانیہ نام یسوع کے ایک شاگرد کے ہاتھ رکھنے سے۔ مگر خداوند نے اس سے کہا کہ تو جا کیونکہ یہ قوموں اور بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چنا ہوا وسیلہ ہے اور میں اُسے جتا دونگا کہ اسے میرے نام کی خاطر کس قدر دکھ اٹھانا پڑیگا۔ پس حنانیہ جا کر اس گھر میں داخل ہوا اور اپنے ہاتھ اس پر رکھ کر کہا کہ اے بھائی ساؤل۔ خداوند یعنی یسوع جو تجھ پر اس راہ میں جس سے تو آیا ظاہر ہوا تھا۔ اسی نے مجھے بھیجا ہے کہ تو بینائی پائے اور روح القدس سے بھر جائے۔ اور فوراً اس کی آنکھوں سے چھلکے سے گرے۔ اور وہ بینا ہو گیا۔ اور اٹھ کر بپتسمہ لیا پھر کچھ کھا کے طاقت پائی (اعمال ۹ باب ۱۵ سے ۱۸ آیت)

س ۴۵ کن کے ہاتھ رکھنے سے برنباس اور ساؤل خاص بشارتی خدمت کے

لئے مخصوص کئے گئے تھے؟

ج انطاکیہ کی کلیسیا کے کتنے نبی اور معلّموں کے ہاتھ رکھنے سے۔ جیسا لکھا ہے یہ نبی اور معلّم خداوند کی عبادت کر رہے تھے اور روزہ رکھ رہے تھے۔ تو روح القدس نے کہا کہ میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اس کام کے واسطے مخصوص کرو جس کے واسطے میں نے ان کو بلایا ہے۔ تب انہوں نے روزہ رکھ کر اور دعا مانگ کر اور ان پر ہاتھ رکھ کر انہیں رخصت کیا۔ (اعمال ١٣ باب ٢ و ٣ آیت)

س ٤٦ ہمارے خداوند یسوع کے کن لوگوں پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے؟

ج (١) پہلے بچوں پر ”اس وقت لوگ بچوں کو اس کے پاس لائے تاکہ وہ ان پر ہاتھ رکھے اور دعا مانگے مگر شاگردوں نے انہیں جھڑکا۔ لیکن یسوع نے کہا ”بچوں کو میرے پاس آنے دو اور انہیں منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے اور وہ ان پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے چلا گیا“ (متی ١٩ باب ١٣ سے ١٥ آیت)

(٢) دوسرے بیماروں پر۔ کبھی کبھی اس نے بیماروں پر ہاتھ رکھ کر انہیں چنگا کیا اور کبھی کبھی بغیر ہاتھ رکھے صرف کلام کہنے سے چنگا کیا۔ (مقابلہ کرو مرقس ٦ باب ٥ آیت + ٨ باب ٢٥ آیت + لوقا ٤ باب ٤٠ آیت + ٧ باب ١٠ آیت + لوقا ٩ باب ٤٢ آیت + لوقا ١٣ باب ١٣ آیت)

س ٤٧ کیا مسیح کے رسولوں نے بیماروں پر ہاتھ رکھنے سے انہیں چنگا کیا؟

ج صرف ایک ہی مقام میں یہ لکھا ہے کہ ”اور ایسا ہوا کہ پبلیُس کا باپ بخار اور پیچش کی وجہ سے بیمار پڑا تھا۔ پولس نے اس کے پاس جا کر دعا کی۔ اور اس پر ہاتھ رکھ کر شفا دی“ (اعمال ٢٨ باب ٨ آیت مقابلہ کرو

یعقوب ۵ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت + مرقس ۵ باب ۴۱ آیت)

س ۴۸ کتاب مقدس کے جن مقامات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہاتھ رکھنے سے روح پاک کی بخشش یا نعمتیں بخشی گئیں ان مقامات کے حوالے دو۔

ج (دیکھو اعمال ۶ باب ۶ آیت + ۸ باب ۱۷ آیت + ۹ باب ۱۷ آیت + ۱۹ باب ۶ آیت + ۱ تمتھیس ۴ باب ۱۴ آیت + ۱ تمتھیس ۳ باب ۱۰ آیت + ۵ باب ۲۲ آیت + ۲ تمتھیس ۱ باب ۶ آیت)

س ۴۹ ہاتھ رکھنے کی ان نظیروں سے کیا کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ کبھی کبھی رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے روح القدس کی بخشش دی گئی۔

(۲) دوسرے یہ کہ کبھی کلیسیا کے بزرگوں اور معلموں کے ہاتھ رکھنے سے روح القدس کی بخشش دی گئی۔

(۳) تیسرے یہ کہ یسوع کے شاگرد خاص خدمتوں کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔

(۴) چوتھے یہ کہ کبھی کسی ایک شاگرد کے ہاتھ رکھنے سے روح القدس کی بخشش دی گئی۔

س ۵۰ مُردوں کے جی اُٹھنے کی تعلیم کی دوبارہ بنیاد ڈالنے کے معنے کیا ہیں؟ (دیکھو ۶ دوسری آیت)

ج اس کے یہ معنی ہیں کہ نہ صرف عبرانی مسیحی ہی اس بات کو مانتے تھے کہ مُردوں کی قیامت ہوگی خواہ وہ نیک ہوں یا بد ہوں بلکہ توریت۔ زبور اور انبیاء کی کتابوں میں بھی یہ تعلیم پائی جاتی ہے عموماً عبرانی علما اور عام لوگ بھی اس تعلیم کو مانتے تھے۔ اس لئے اس خط کا مصنف ان سے یہ

کہتا ہے کہ مُردوں کے جی اُٹھنے کی تعلیم پر زور دینے اور بار بار اُس کی
تعلیم دینے کی ضرورت نہیں ہے (دیکھو دانی ایل ۱۲ باب ۲ آیت + اعمال
۱۷ باب ۳۱ و ۳۲ آیت + ۲ تم ۲ باب ۱۵ آیت + زبور ۱۶ کی ۹ و ۱۰ آیت + ۹ کی
۱۷ آیت + ۳۰ کی ۳ آیت + ۴۹ کی ۱۴ و ۱۵ آیت + ۸۶ کی ۱۳ آیت + ۸۸ کی
۳ آیت + زبور ۴۹ کی ۹ آیت + ۱۰۳ کی ۴ آیت + ۸۹ کی ۱۸ آیت + ایوب ۲۱
باب ۱۳ آیت + ۱ اعمال ۲۳ باب ۵ ۳ آیت)

س ۵۱ ہمارے خداوند یسوع نے مُردوں کی قیامت کے بارے میں کیا تعلیم دی؟
ج "یسوع نے اُن سے کہا کیا تم اس سبب سے گمراہ نہیں ہو کہ نہ کتابِ
مقدس کو جانتے ہو نہ خدا کی قدرت کو۔ کیونکہ جب لوگ مُردوں میں سے جی
اُٹھینگے تو اُن میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے۔
مگر اس بارے میں کہ مُردے جی اُٹھتے ہیں۔ کیا تم نے موسیٰ کی کتاب
میں جھاڑی کے ذکر میں نہیں پڑھا؟ کہ خدا نے اس سے کہا کہ میں ابرہام
کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں۔ وہ مُردوں کا خدا نہیں
بلکہ زندوں کا خدا ہے۔ پس تم بڑے گمراہ ہو" (مرقس ۱۲ باب ۲۴ سے
۲۷ آیت۔ مقابلہ کرو متی ۲۲ باب ۲۹ سے ۳۲ آیت + لوقا ۲۰ باب ۳۴ سے
۳۸ آیت + یوحنا ۵ باب ۲۱ سے ۲۹ آیت + ۱۱ باب ۲۳ سے ۲۷ آیت)

س ۵۲ یسوع کے رسولوں نے مُردوں کی قیامت کے بارے میں کیا تعلیم دی؟
ج یہ کہ دو قیامتیں ہونگی۔
(۱) پہلی قیامت۔ جو شخص ہمیشہ کی زندگی کے لائق ٹھہرینگے وہ خداوند
یسوع مسیح کے پھر آنے کے وقت اُٹھینگے۔
(۲) دوسری قیامت۔ جو اس پہلی مبارک قیامت کے لائق نہ ٹھہرینگے وہ مسیح

کی دوسری آمد پر چھوڑے جائینگے اور اپنے بد اعمال کے مطابق سزا پائینگے
"اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائینگے
لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ پہلا پھل مسیح پھر مسیح کے آنے پر اس کے
لوگ" (۱-کرنتھیوں ۱۵ باب ۲۲ و ۲۳ آیت)

"اے بھائیو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ گوشت اور خون خدا کی بادشاہت
کے وارث نہیں ہو سکتے اور نہ فنا بقا کی وارث ہو سکتی ہے۔ دیکھو میں تم
سے بھید کی بات کہتا ہوں۔ ہم سب تو نہیں سوئینگے مگر سب بدل جائینگے
اور یہ ایک دم میں ایک پل میں پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا۔ کیونکہ نرسنگا پھونکا
جائیگا اور مردے غیر فانی حالت میں اٹھینگے۔ اور ہم بدل جائینگے۔ کیونکہ ضرور
ہے کہ یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ
پہنے اور جب یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہن چکیگا اور یہ مرنے والا جسم حیات
ابدی کا جامہ پہن چکیگا تو وہ قول پورا ہوگا جو لکھا ہے کہ موت فتح کا لقمہ ہو گئی
اے موت تیری فتح کہاں رہی؟ اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا؟ موت کا
ڈنک گناہ ہے اور گناہ کا زور شریعت ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے
خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم کو فتح بخشتا ہے" (۱-کرنتھیوں ۱۵ باب
۵۰ سے ۵۷ آیت مقابلہ کرو فلپیوں ۳ باب ۲۱ آیت)

"مبارک اور مقدس وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہو۔ ایسوں پر
دوسری موت کا کچھ اختیار نہیں۔ بلکہ وہ خدا اور مسیح کے کاہن ہونگے اور
اس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کرینگے" (مکاشفہ ۲۰ باب ۶ آیت مقابلہ
کرو اعمال ۲۶ باب ۲۳ آیت + کلسیوں ۳ باب ۴ آیت + فلپیوں ۳ باب ۱۱ آیت
+ ۱-تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۳ سے ۱۸ آیت + مکاشفہ ۴ باب ۱۳ آیت)

س ۵۳ کتاب مقدس میں ابدی عدالت کے بارے میں کیا تعلیم ہے؟ (دیکھو باب ۲ آیت)

ج (۱) پہلے یہ کہ خداوند یسوع کے تخت عدالت کے سامنے اس کے سب پیروؤں کا حقیقی حال ظاہر کیا جائیگا۔ کیونکہ ضرور ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جاکر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے تاکہ ہر شخص اپنے اُن کاموں کا بدلہ پائے جو اُس نے بدن کے وسیلے سے کئے ہوں خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے (۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱۰ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ خداوند یسوع وہی ہے جو خدا کی طرف سے زندوں اور مُردوں کا منصف مقرر کیا گیا۔ (اعمال ۱۰ باب ۴۲ آیت۔ دیکھو اعمال ۱۷ باب ۳۱ و ۳۲ آیت + یوحنا ۵ باب ۲۱ سے ۲۹ آیت + ۵ باب ۵۱ آیت + ۱۱ باب ۴ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ جن قوموں کے لوگوں کو یسوع کی خبر نہیں پہنچی ان کی عدالت خاص طور سے ہوگی (دیکھو متی ۲۵ باب ۳۱ سے ۴۶ آیت)

س ۵۴ متی کے ۲۵ باب میں تین تمثیلوں سے تین قسم کے لوگوں کی الگ الگ عدالت کا بیان ہے۔ اُن میں جو فرق ہے بیان کرو۔

ج (۱) پہلی تمثیل دس کنواریوں کی ہے۔ دس کنواریوں سے مسیح کی کلیسیا کے شریک مراد ہیں۔ پانچ عقلمند ہوکر دولہا کے آنے کے لیئے تیار تھیں اور پانچ بیوقوف ہوکر اس کے آنے کے لیئے تیار نہ تھیں۔ جو عقلمند ٹھہریں عدالت کے دن مقبول ہوئیں اور جو بیوقوف ٹھہریں وہ دولہا کے آنے کے وقت اس کے گھر میں نہ جا سکیں۔ (متی ۲۵ باب ۱۳ آیت)

(۲) دوسری تمثیل میں یسوع کے خاص خادموں کی عدالت کا بیان ہے

لکھا ہے کہ اُس نے اپنے خادموں کو اپنا مال بانٹا۔ ایک کو پانچ توڑے دیئے۔ دوسرے کو دو۔ تیسرے کو ایک۔ یعنی ہر ایک کو اس کی لیاقت کے موافق اس نے دیا۔ بڑی مدت کے بعد وہ آیا۔ اور ان سے حساب لینے لگا۔ اور ایک ایک کو جس قدر وہ دیانتدار نکلا یا نکما نکلا۔ جزا یا سزا دی (دیکھو متی ۲۵ باب ۱۵ سے ۳۰ آیت)

(۳) تیسری تمثیل میں نہ کلیسیا کے ممبروں کی عدالت کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ دس کنواریوں کی تمثیل میں ہے۔ اور نہ مسیح کے خادموں کی طرف اشارہ ہے جنہیں اُس نے خاص انعام دیئے تھے۔ بلکہ اشارہ ان قوموں کے لوگوں کی عدالت کی طرف ہے۔ جنہیں مسیح کے نام اور کلام کی خبر نہیں پہنچائی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اس کے نام سے یا اس کی خاطر کچھ کیا نہیں تھا۔ ایسے لوگوں کی عدالت اور طرح سے ہوگی (دیکھو متی ۲۵ باب ۳۱ سے ۴۶ آیت) یعنی جس قدر خدا کی مرضی کی واقفیت ایک ایک کو ملی اسی واقفیت کے موافق اس کی عدالت ہوگی چنانچہ یسوع نے خود بتایا۔ "اور وہ نوکر جس نے اپنے مالک کی مرضی جان لی اور تیاری نہ کی۔ نہ اس کی مرضی کے موافق عمل کیا۔ بہت مار کھائیگا۔ مگر جس نے نہ جان کر مار کھانے کے کام کئے وہ تھوڑی مار کھائیگا۔ اور جسے بہت دیا گیا اس سے بہت طلب کیا جائیگا اور جسے بہت سونپا ہے اُس سے زیادہ مانگینگے" لوقا ۱۲ باب ۴۷ و ۴۸ آیت)

س ۵۵ تیسری آیت میں یہ لکھا ہے "خدا چاہے تو ہم یہی کرینگے" اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ خدا کی مرضی اور خوشی یہ ہے کہ ہم مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ

کہ اس کی تعلیم کے کمال کی طرف قدم بڑھائیں۔ اور اس امر میں اس کی جو مرضی اور خوشی ہوگی ہم وہی کریںگے۔ یعنی ہم اُس بات میں خدا کی مرضی کو پورا کرنے کی کوشش کریںگے۔

س ۴۔ چوتھی پانچویں اور چھٹی آیتوں کا خلاصہ مطلب کیا ہے؟

ج۔ یہ ہے کہ یسوع کے جن پیروؤں کے دل ایک بار روشن ہوگئے اور جو آسمانی بخشش کا مزہ چکھ کر روح القدس میں شریک ہوگئے۔ اور خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے۔ وہ اگر برگشتہ ہوجائیں تو انہیں توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے۔

س ۵۔ "جن لوگوں کے دل ایک بار روشن ہوگئے" یہ کن لوگوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج۔ یہاں مسیحیوں کی طرف اشارہ ہے جو مسیحی ہو جانے سے پہلے تاریکی کے گناہوں میں گرفتار ہوگئے تھے۔ اُن کا پہلا حال یہ تھا کہ وہ تاریکی کے بیہودہ کاموں میں شریک ہوتے تھے۔ پر اب اُن کے دلوں کی آنکھیں کھل گئیں اور آنکھوں نے دیکھ لیا کہ جو ایسے کام کرنے والے ہیں اُن پر خدا کا غضب ہوگا۔ اُن کو یہ روشنی خدا کی پاک روح نے دی ہے۔ جیسے لکھا ہے "کوئی تم کو بے فائدہ باتوں سے دھوکا نہ دے کیونکہ انہی گناہوں کے سبب سے نافرمانی کے فرزندوں پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ پس ان کے کاموں کے شریک نہ ہو کیونکہ تم پہلے تاریکی میں تھے مگر اب خداوند میں نور ہو۔ پس نور کے فرزندوں کی طرح چلو۔ اس لئے کہ نور کا پھل ہر طرح کی نیکی اور راستبازی اور سچائی ہے۔ اور تجربہ سے معلوم کرتے رہو کہ خداوند کو کیا پسند ہے۔ اور تاریکی کے بے پھل کاموں میں شریک نہ ہو بلکہ اُن پر ملامت ہی کیا کرو بلکہ ان کے

پوشیدہ کاموں کا ذکر کرنا بھی شرم کی بات ہے۔ اور جن چیزوں پہ ملامت ہوتی ہے وہ سب نور سے ظاہر ہوتی ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے وہ روشن ہو جاتا ہے اس لئے وہ کہتا ہے کہ اے سونے والے جاگ اور مُردوں میں سے جی اُٹھ۔ تو مسیح کا نور تجھ پہ چمکیگا" (افسیوں ۵ باب ۷ سے ۱۴ آیت) پھر جو دوبارہ ایسے گناہوں میں پھنس جائے اس کو بحال کرنا یا نیا بنانا ناممکن ہے۔
(۱۔تھسلنیکیوں ۵ باب ۵ آیت + افسیوں ۱ باب ۱۸ آیت)

س ۵۸ چوتھی آیت میں لکھا ہے کہ "جن لوگوں کے دل ایک بار روشن ہو گئے" اس مقام میں کن لوگوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج یہاں عبرانی مسیحیوں کی طرف اشارہ ہے جن کے دلوں میں یسوع کی یہ روشنی چمکی کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ وہ سب نبیوں اور فرشتوں سے بزرگ تر ہے۔ وہ خدا کے جلال کا پرتو اور اس کی ذات کا نقش ہے۔ جیسے لکھا ہے "اس لئے کہ خدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے اور وہی ہمارے دلوں میں چمکا تاکہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو" (۲۔کرنتھیوں ۴ باب ۶ آیت) عبرانی مسیحیوں کے دلوں میں خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع پہ ایمان لاتے وقت چمکا تھا (مقابلہ کرو ۲۔پطرس ۱ باب ۱۹ آیت + یوحنا ۵ باب ۳۵ آیت + مکاشفہ ۲ باب ۲۸ آیت + مکاشفہ ۲۲ باب ۱۶ آیت + زبور ۱۱۹ کی ۱۰۵ آیت + ملاکی ۴ باب ۲ آیت)

س ۵۹ چوتھی آیت میں لکھا ہے کہ وہ آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے۔ اس مقام میں آسمانی بخشش سے کون سی بخشش کی طرف اشارہ ہے؟

ج خدا کا بیٹا یسوع خدا کی آسمانی بخشش ہے۔ جیسے لکھا ہے "کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی

اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت)

جو بخشش یسوع خدا باپ کی طرف سے لایا اور جس کی طرف اس نے اشارہ کر کے ایک سامری عورت سے کہا کہ یہ خدا کی بخشش ہے "یسوع نے جواب میں اس سے کہا۔ اگر تو خدا کی بخشش کو جانتی اور یہ بھی جانتی کہ وہ کون ہے جو تجھ سے کہتا ہے مجھے پانی پلا تو تو اس سے مانگتی اور وہ تجھے زندگی کا پانی دیتا" (یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت) یسوع نے جواب میں اس سے کہا "جو کوئی اس پانی میں سے پیتا ہے وہ پھر پیاسا ہوگا۔ مگر جو کوئی اس پانی میں سے پیئیگا جو میں اسے دونگا وہ ابد تک پیاسا نہ ہوگا۔ بلکہ جو پانی میں اسے دونگا وہ اس میں ایک چشمہ بن جائیگا جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے جاری رہیگا" (یوحنا ۴ باب ۱۲ و ۱۴ آیت۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۵۵ باب ۱ آیت۔ یرمیاہ ۲ باب ۱۳ آیت + زکریاہ ۱۴ باب ۸ آیت)

س ۲۰ خدا کی آسمانی بخشش کا صرف مزہ چکھنے کی کوئی مثال دو۔

ج یسوع نے ایک سامری عورت سے یہ کہا "مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ اب ہی ہے کہ سچے پرستار باپ کی پرستش روح اور سچائی سے کرینگے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈھتا ہے۔ خدا روح ہے اور ضرور ہے کہ اس کے پرستار روح اور سچائی سے پرستش کریں عورت نے اس سے کہا۔ میں جانتی ہوں کہ مسیح جو خرستس کہلاتا ہے آنے والا ہے۔ جب وہ آئیگا تو ہمیں سب باتیں بتا دیگا۔ یسوع نے اس سے کہا میں جو تجھ سے بول رہا ہوں۔ وہی ہوں" (یوحنا ۴ باب ۲۳ سے ۲۶ آیت)

"پس عورت اپنا گھڑا چھوڑ کر شہر میں چلی گئی اور لوگوں سے کہنے لگی۔ آؤ ایک آدمی کو دیکھو جس نے میرے سب کام مجھے بتا دیئے۔ کیا ممکن ہے کہ مسیح یہی ہے؟" (یوحنا ۴ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت)

"اور شہر کے بہت سے سامری اس عورت کے کہنے سے جس نے گواہی دی کہ اس نے میرے سب کام مجھے بتا دیئے اس پر ایمان لائے۔ پس جب وہ سامری اس کے پاس آئے تو اس سے درخواست کرنے لگے کہ ہمارے پاس رہ چنانچہ وہ دو روز وہاں رہا اور اس کے سبب اور بھی بہتیرے ایمان لائے" (یوحنا ۴ باب ۳۹ سے ۴۱ آیت)

اس عورت کی گواہی سے اس شہر کے بہت لوگ یعنی سامری یسوع پہ ایمان لائے۔ یعنی انہوں نے یسوع کو خدا کی آسمانی بخشش دوسرے کی گواہی سے مان کر اس بخشش کا گویا تھوڑا سا مزہ چکھا اور نہ صرف کسی دوسرے کی گواہی سے بلکہ یسوع ہی کے کلام سننے سے ایمان لائے تو گویا اس کے فضل اور محبت کے پیالے کا ایک گھونٹ تھا تاہم یہ گھونٹ نہ تھا بلکہ پیالے کا مزہ چکھ لیا۔

س ۶۱ کسی چیز کے چکھنے کے کیا معنے ہیں؟

ج چکھ جیسے کوئی دودھ کے پیالے یا لوٹے سے ایک چمچہ بھر نکال کے پی لے یا چکھ لے تو وہ اس پیالے کے دودھ کا مزہ چکھتا ہے۔ اسی طرح سے جو شخص یسوع کے فضل اور محبت کے کنوئیں سے اس فضل کا صرف ایک چمچہ بھر مزہ چکھ لے اس نے گویا آسمانی بخشش کا مزہ چکھ لیا۔

س ۶۲ یوحنا کی انجیل کے ساتویں باب میں اس بخشش کے بارے میں کیا

لکھا ہے ؛

ج یہ کہ "پھر عید کے آخری دن جو خاص دن ہے یسوع کھڑا ہوا اور پکار
کے کہا۔ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پئے جو مجھ پر ایمان لائیگا
اس کے اندر سے جیسا کہ کتاب مقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی
ندیاں جاری ہونگی" (یوحنا ۷ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت۔ مقابلہ کرو ۱ کرنتھیوں
۱۲ باب ۱۳ آیت + گلتیوں ۳ باب ۱۴ آیت + افسیوں ۱ باب ۱۳ آیت + اعمال
۱ باب ۴ و ۵ آیت + ۲ باب ۳۳ آیت + ۱۱ باب ۱۶ آیت + امثال ۱۸ باب
۴ آیت + ۲۰ باب ۵ آیت + یشعیاہ ۱۲ باب ۱ سے ۶ آیت)

س ۴۳ چوتھی آیت میں یہ لکھا ہے کہ "جو لوگ روح القدس میں شریک ہو گئے"
اس مقام میں کن کی طرف اشارہ ہے؟

ج جن گواہوں کی گواہی سے عبرانی مسیحیوں نے یسوع کو اپنا منجی قبول
کیا تھا۔ خدا نے طرح طرح کے نشانوں اور عجیب قدرت اور کاموں سے
اور روح القدس کی نعمتوں کے ذریعے سے ان گواہوں کے ساتھ گواہی
دی تھی۔ لہٰذا یہ نو مرید عبرانی مسیحی ان گواہوں کے ساتھ شریک ہو کر
اور ان کے ذریعے سے روح القدس کی نعمتوں کی برکتوں میں شریک
ہو کر ایک معنی میں اور ایک طور سے روح القدس میں بھی شریک ہو
گئے تھے۔ (دیکھو ۲ باب ۳ و ۴ آیت + ۳ باب ۱ آیت)

س ۴۴ پولوس رسول نے کرنتھی کلیسیا کے روح کے شریکوں کو کیسے آگاہ کیا؟

ج اس نے کہا "کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کے مقدس ہو اور خدا کا روح
تم میں بسا ہوا ہے؟ اگر کوئی خدا کے مقدس کو برباد کریگا خدا اس کو برباد
کریگا کیونکہ خدا کا مقدس پاک ہے اور وہ تم ہو" (۱ کرنتھیوں ۳ باب

۱۶ و ۱۷ آیت) "حرام کاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن
سے باہر ہیں مگر حرام کار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے۔ کیا تم نہیں جانتے
کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے اور تم
کو خدا کی طرف سے ملا ہے اور تم اپنے نہیں"۔ (۱-کرنتھیوں ۶ باب ۱۸
و ۱۹ آیت مقابلہ کرو عبرانیوں ۳ باب ۱۴ آیت + افسیوں ۵ باب ۳۰ آیت +
۱-تھسلنیکیوں ۵ باب ۱۹ آیت + گلتیوں ۵ باب ۱۶ سے ۲۱ آیت)

س ۶۵ پانچویں آیت میں لکھا ہے کہ جو خدا کے عمدہ کلام کا ذائقہ لے چکے یہاں
خدا کے عمدہ کلام سے کیا مراد ہے اور کن کی طرف اشارہ ہے؟

ج عبرانی مسیحیوں نے جن شریکوں سے خدا کے کلام کے کسی خاص بخشش
نعمت و عمدے کی سچائی۔ ذائقے اور عمدگی کو اپنے تجربہ سے جانچ
کر اس عمدہ و عمدے کا پیمانہ اور ذائقہ پایا تھا انہیں لوگوں کی
طرف یہاں اشارہ ہے اور یہ ان عبرانی مسیحیوں کی طرف اشارہ ہے
جنہوں نے جس وقت کہ پہلے انجیل کی باتیں سنی تھیں یہ کہہ سکتے تھے
کہ "خدا کا کلام سونے سے بلکہ بہت کندن سے زیادہ نفیس ہے
شہد اور اس کے چھتوں کے ٹپکوں سے شیریں تر ہے" (۱۹ زبور ۱۰
آیت) گو کہ ان میں سے کتنے خدا کے کلام کا ذائقہ لے چکے تھے مگر
افسوس کہ ان کی روحوں کو کوئی ایسی بیماری یا کمزوری لگ گئی تھی جیسے
کہ بدن کو کہ جب کسی کمزوری کی وجہ سے خوراک خواہ کیسی ہی مزیدار
کیوں نہ ہو بے مزہ و بے ذائقہ معلوم ہوتی ہے (مقابلہ کرو ۱-کرنتھیوں
۳ باب ۱ سے ۴ آیت + دیکھو عبرانی ۴ باب ۱ و ۲ آیت + ۵ باب ۱۱ سے
۱۴ آیت)

س ۶۶ عبرانی مسیحی آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ کب سے چکھ چکے تھے؟

ج جس وقت انہوں نے انجیل کے بعض سنانے والوں کو نشانوں اور عجیب کاموں اور طرح طرح کے معجزوں اور روح القدس کی نعمتوں کے ذریعہ سے گواہی دیتے سُنا اور مانا تب وہ آئندہ جہان کی قوتوں کا بیانہ پاکر ان کا ذائقہ چکھ چکے تھے۔ (دیکھو ۲ باب ۳ سے ۴ آیت)

س ۶۷ جن لوگوں کے دل ایک بار روشن ہوگئے اور وہ آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے اور روح القدس میں شریک ہوگئے اور خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے اگر وہ برگشتہ ہوجائیں تو وہ کون سی خوفناک حالت میں گرفتار ہونگے؟ (۶ باب ۴ و ۵ آیت)

ج اگر وہ برگشتہ ہوجائیں تو انہیں توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے اس لئے کہ وہ "خدا کے بیٹے کو اپنی طرف سے دوبارہ صلیب دے کر علانیہ ذلیل کرتے ہیں" (۶ باب ۶ آیت)

س ۶۸ کس لئے ایسے برگشتہ لوگوں کو توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے؟

ج اس لئے کہ وہ خدا کے بیٹے کو اپنی طرف سے دوبارہ صلیب دے کر علانیہ ذلیل کرتے ہیں۔

س ۶۹ لکھا ہے کہ وہ خدا کے بیٹے کو اپنی طرف سے دوبارہ صلیب دے کر علانیہ ذلیل کرتے ہیں۔ اس مقام میں "اپنی طرف سے" کے کیا معنے ہیں؟

ج اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ جس شخص کا دل ایک بار روشن ہوگیا اور وہ روح القدس میں شریک ہوگیا۔ یعنی جس شخص کا بدن روح القدس کا مقدس بن گیا۔ اگر پھر وہ اپنے بدن کو بگاڑے یا ناپاک کرے تو وہ اپنے بدن

میں اور اپنی طرف سے یسوع کو دوبارہ صلیب دے کر علانیہ ذلیل کرتا ہے۔ مثلاً پولوس رسول کرنتھی مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ "حرام کاری سے بھاگو" (۱۔کرنتھیوں ۶ باب ۱۸ آیت) اس سے ظاہر ہے کہ جو بدن خدا کا مقدس بن گیا ہے حرام کار اُسے لے کر کسبی خانہ بناتا ہے۔

س ۱۲ خداوند یسوع نے برگشتہ آدمی کے پچھلے حال کے بارے میں کیا خوفناک آگاہی بخشی؟

ج یہ کہ اُس آدمی کا پچھلا حال پہلے سے بھی خراب ہو جاتا ہے (دیکھو لوقا ۱۱ باب ۲۶ آیت + متی ۱۲ باب ۴۳ سے ۴۵ آیت)

س ۱۳ خداوند یسوع نے ایک شخص کو جو اڑتیس برس سے بیمار تھا تندرست کر کے اس کو کیا آگاہی دی؟

ج یہ کہ "دیکھ تو تندرست ہو گیا ہے۔ پھر گناہ نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ تجھ پہ اس سے بھی زیادہ آفت آئے۔ اس آدمی نے جا کر یہودیوں کو خبر دی کہ جس نے مجھے تندرست کیا وہ یسوع ہے" (یوحنا ۵ باب ۱۴ و ۱۵ آیت۔ مقابلہ کرو یوحنا ۸ باب ۱ سے ۱۱ آیت)

س ۱۴ پطرس رسول ایسے برگشتہ شخص کی حالت کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

ج "وہ گھمنڈ کی بیہودہ باتیں بک بک کر شہوت پرستی کے ذریعے سے ان لوگوں کو جسمانی خواہشوں میں پھنساتے ہیں جو گمراہوں میں سے نکل ہی رہے ہیں۔ وہ ان سے تو آزادی کا وعدہ کرتے ہیں اور آپ خرابی کے غلام بنے ہوئے ہیں، کیونکہ جو شخص جس سے مغلوب ہے وہ اس کا غلام ہے اور جب وہ خداوند اور منجی یسوع مسیح کی پہچان کے سبب دنیا کی آلودگیوں سے چھوٹ کر پھر اُن میں پھنسے اور ان سے مغلوب

ہو سکے تو اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوا۔ کیونکہ راست بازی کی راہ کا نہ جاننا ان کے لئے اس سے بہتر ہوتا کہ اسے جان کر اس پاک حکم سے پھر جائیں جو انہیں سونپا گیا تھا۔" (مقابلہ کرو یہوداہ کا عام خط ا باب ۱۱ سے ۱۳ اور ۱۹ آیت)

س ایسے برگشتہ شخصوں سے کس طرح سلوک کرنا چاہئے؟

ج "اے بھائیو۔ اگر کوئی آدمی کسی قصور میں پکڑا بھی جائے تو تم جو روحانی ہو اس کو حلم مزاجی سے بحال کرو اور اپنا بھی خیال رکھو کہیں تم بھی آزمائش میں نہ پڑ جاؤ۔ تم ایک دوسرے کا بار اٹھاؤ اور یوں مسیح کی شریعت کو پورا کرو۔"

(گلتیوں ۶ باب اور ۲ آیت)

"اور بعض لوگوں پر جو شک میں ہیں رحم کرو اور بعض کو جھپٹ کر آگ میں سے نکالو۔ اور بعض پر خوف کھا کر رحم کرو۔ بلکہ اس پوشاک سے بھی نفرت کرو جو جسم کے سبب سے داغی ہو گئی ہو۔" (دیکھو خط یہوداہ ا باب ۲۲ سے ۲۳ آیت)

س چھٹی آیت میں لکھا ہے کہ "ایسے برگشتہ شخصوں کو پھر نیا بنانا ناممکن ہے" کن کے لئے ناممکن ہے؟

ج ایسے برگشتہ لوگوں کو پھر نیا بنانا آدمیوں کے لئے تو بے شک ناممکن ہے مگر خدا کے لئے یہ ناممکن نہیں۔ دیکھو پطرس رسول کا دل ایک بار روشن ہو گیا۔ وہ آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکا تھا اور روح القدس کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکا تھا تو بھی اُس کے پیچھے اس نے اپنی قوم کے سردار کاہن اور بزرگوں اور پیادوں کے سامنے بلکہ اپنے خداوند یسوع ہی کے سامنے لعنت کرکے اور قسم کھا کے کہا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ اور خداوند نے پھر کر پطرس کی طرف دیکھا اور پطرس کو خداوند کی وہ بات یاد آئی

جو اس سے کہی تھی کہ آج مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا۔ اور وہ باہر جاکر زار زار رویا" (لوقا ۲۲ باب ۶۱ و ۶۲ آیت۔ مقابلہ کرو متی ۲۶ باب ۶۹ سے ۷۵ آیت + مرقس ۱۴ باب ۶۶ سے ۷۲ آیت + یوحنا ۱۸ باب ۱۵ سے ۱۸ آیت + ۱۸ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت)

نتیجہ یہ ہے کہ جو توبہ دلی اور سچی ہو اور جس سے شکستہ دل اور خستہ جان پیدا ہو۔ ایسی توبہ آدمی کے سمجھانے سے پیدا ہونی ناممکن ہے۔ مگر روح القدس کی تلوار سے ایسی توبہ کا پیدا ہونا ممکن نہیں (دیکھو ۲۔کرنتھیوں ۷ باب ۹ سے ۱۱ آیت + متی ۱۹ باب ۲۶ آیت + افسیوں ۲ باب ۱ سے ۲۲ آیت + افسیوں ۴ باب ۱۷ سے ۳۲ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۷ باب ۹ سے ۱۱ آیت + زبور ۵۱ کی ۱۷ آیت + زبور ۳۴ کی ۱۸ آیت + یشعیاہ ۵۷ باب ۱۵ آیت + ۶۶ باب ۲ آیت + ۲۶ باب ۱ سے ۳ آیت)

س ۵۔ جن کے دل ایک بار روشن ہوگئے اور آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے اور روح القدس اور خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے اگر پیچھے برگشتہ ہو جائیں تو ان کے دل کس قسم کی زمین کی مانند ٹھہرتے ہیں؟

ج۔ ان کے دل اس زمین کی مانند ٹھہرتے ہیں جس پر آسمان بکثرت بارش برساتا ہے اور اس سے پھل پیدا ہوتے ہیں مگر افسوس کہ کسی نہ کسی سبب سے آخر کو وہ پھلدار زمین جھاڑیوں اور اونٹ کٹاروں کے بڑھ جانے سے بے پھل بلکہ اوسر ہو جاتی ہے۔ جو بارش اوسر زمین پر پڑے اس سے کچھ اناج پیدا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ اسی طرح سے مسیحیوں کے دل بھی اوسر زمین کی مانند ہو جائیں۔ اور گو ان کو طرح طرح کی آسمانی برکتیں بارش کی

مانند مل گئیں۔ ماں ان کو بہت کچھ کرنا ایسا مشکل یا ناممکن ہے جیسے کہ اُوسر زمین کو اچھی زمین بنانا مشکل یا ناممکن ہے (دیکھو متی ۲۱ باب ۷ و ۲۲ آیت + ۲۱ باب ۱۹ و ۳۲ سے ۴۱ آیت + مرقس ۴ باب ۷ و ۱۸ آیت + ۱۲ باب ا سے ۹ آیت + لوقا ۸ باب ۷ و ۱۴ آیت + ۲۰ باب ۹ سے ۹۱ آیت + یشعیاہ ۵ باب ا سے ۷ آیت + یشعیاہ ۵ باب ۲۴ آیت + یرمیاہ ۴ باب ۳ آیت + ہوسیع ۳ باب ۱۲ و ۱۳ آیت)

س انگوری باغ میں ایک انجیر کے درخت کے باغبان کی تمثیل سے ساتویں آیت کے ایک معنے بتاؤ۔

ج تمثیل یہ ہے کہ کسی انگوری باغ میں ایک انجیر کا درخت لگا ہوا تھا۔ مالک اس میں پھل ڈھونڈنے آیا اور نہ پایا۔ اس پر اس نے باغبان سے کہا۔ دیکھ تین برس سے میں اس انجیر کے درخت میں پھل ڈھونڈنے آتا ہوں اور نہیں پاتا۔ اُسے کاٹ ڈال۔ وہ زمین کو بھی کیوں روکے ہے؟ اس نے جواب میں اس سے کہا۔ اے خداوند اس سال تو اور بھی اسے رہنے دے تاکہ میں اس کے گرد تھالا کھودوں اور کھاد ڈالوں۔ اگر آگے کو پھلا تو خیر نہیں تو بعد اس کے کاٹ ڈالنا (لوقا ۱۳ باب ۶ سے ۹ آیت)

اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ خدا نے عبرانی مسیحیوں کو بہت برکتیں بخش کر بار بار ان سے پھل ڈھونڈھا تھا مگر پھل کے عوض جھاڑیاں اور اونٹ کٹارے پائے۔ اب وہ عبرانی مسیحیوں کی کلیسیا کے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے کہ میں کب تک صبر کروں؟ اور کلیسیا کا باغبان یا پاسبان التجا کرتا ہے کہ اے باغ کے مالک ایک اور برس کی مہلت دے اور ایک برس کے عرصہ میں وہ باغبان یا پاسبان روروکر اور تنبیہ کرکر اپنے بھائیوں

کے دلوں کو کھینچ کر اور خدا کے سامنے ان کے لئے درد کے ساتھ دعا کرے کہ وہ توبہ کے پھل لانے لگیں اور ہلاکت سے بچ جائیں۔

س۔ آٹھویں آیت میں لفظ "قریب" سے کیا امید (خواہ وہ کتنی ہی دھندلی کیوں نہ ہو) پیدا ہو سکتی ہے؟

ج۔ یہ کہ گو کسی شخص کے دل میں گناہ کی بہت سی جھاڑیاں اور اونٹ کٹارے ہوں یہاں تک کہ اس کے لعنت کے دن قریب معلوم ہوتے ہوں تو بھی وہ دن اب تک نہیں آیا۔ ہاں۔ قریب تو ہے۔ اس لئے وہ شخص بید خوف کیا کرتو یہ کرے۔ اور شکستہ جان ہو کر خداوند یسوع کی صلیب کے تلے پناہ لے۔ وہی صلیب پناہ گاہ ہے جہاں برگشتہ ہو جانے والا۔ ہاں وہ جو قریب ہے کہ لعنتی ہو وہ بھی معافی پائے اور بحال کیا جاسکے۔ اس لفظ قریب سے برگشتہ ہو جانے والے کے ماں باپ اور پاسبان اس کے بچائے جانے کی امید نہ چھوڑیں۔ بلکہ مرقس کی انجیل کے نویں باب ۱۴ سے ۲۷ آیت کو یسوع کے سامنے گھٹنے ٹیک کر پڑھیں۔ اور امید اور ایمان کے ساتھ ایسی دعا کریں جیسی اس باپ نے کی جس کا بیٹا شیطان کی ناپاک روح کے بس میں پھنس گیا تھا۔ اس کے باپ نے مسیح سے دعا کی اور مسیح نے اس ناپاک روح کو جھڑک کر اس سے کہا "میں تجھے حکم کرتا ہوں کہ اس میں سے نکل آ۔ اور اس میں پھر کبھی داخل نہ ہو"! (دیکھو مرقس ۹ باب ۲۵ آیت)

س۔ جن عبرانی مسیحیوں کے دل ایک بار روشن ہو گئے تھے اور پھر کسی ناپاک روح کے بس میں پڑ کے برگشتہ ہو گئے تھے۔ ایسے شخصوں کے بچائے جانے کی کیا امید ہے؟

ج یہ کہ ان کے مسیحی بھائی بہن اور پاسبان مسیح کا یہ وعدہ یاد کر کے اس کے
مطابق دعا کریں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "کہ ایک باپ اپنے بیٹے کو جس میں
ناپاک روح تھی یسوع کے پاس لایا تو فی الفور روح نے اسے مروڑا اور
وہ زمین پر گرا۔ اور کف بھر لا کر زمین پر لوٹنے لگا۔ باپ نے یسوع سے
منت کر کے کہا۔ اگر تو کچھ کر سکتا ہے تو ہم پر ترس کھا کر ہماری مدد کر یسوع
نے اس سے کہا کیا! اگر تو کر سکتا ہے! جو اعتقاد رکھتا ہے اس کے لئے
سب کچھ ہو سکتا ہے۔ فی الفور اس جوان کا باپ چلا کر بولا۔ میں اعتقاد رکھتا
ہوں تو میری بے اعتقادی کا علاج کر۔ تب یسوع نے اس ناپاک روح
کو جھڑک کر اس سے کہا اے گونگی بہری روح میں تجھے حکم کرتا ہوں۔ اس
میں سے نکل آ۔ اور اس میں پھر کبھی داخل نہ ہو۔ وہ چلا کر اور اسے بہت
مروڑ کر نکل آئی۔ اور وہ مردہ سا ہو گیا۔ ایسا کہ اکثروں نے کہا کہ وہ مر گیا۔
مگر یسوع نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔" (دیکھو مرقس
۹ باب ۱۷ سے ۲۷ آیت)

س اس خط کا مصنف ۹ سے ۱۲ آیت تک میں عبرانی مسیحیوں سے کیا تسلی
بخش باتیں کہتا ہے؟

ج مصنف ان سے مخاطب ہو کر یہ نہیں کہتا کہ اے مسیحیو۔ یا اے مسیح
کے سپاہیو۔ یا دوستو یا اے نادانو۔ بلکہ وہ ان سے یہ کہتا ہے "اے عزیزو"
اس خطاب سے مصنف عبرانی مسیحیوں کی طرف اپنی دلی محبت ظاہر کرتا
ہے۔ اس خط کے کسی دوسرے مقام میں وہ ان کو اے عزیزو نہیں
کہتا۔ بے شک اس نے بڑی صفائی۔ سنجیدگی اور ہیبت ناک لفظوں سے
ان کو آگاہ کیا تھا۔ مگر اس خیال۔ مقصد و امید سے کہ وہ ہمیشہ کی برگشتگی

سے بچ جائیں اور ہمیشہ کی زندگی پائیں۔

س۸۰ وہ ان کی نسبت کون سی بات کا یقین کرتا تھا؟

ج وہ ان سے یہ کہتا ہے کہ گو ہم یہ خوفناک باتیں کہتے ہیں تاہم تمہاری نسبت ان سے بہتر اور نجات والی باتوں کا یقین کرتے ہیں (دیکھو ۹ آیت)

س۸۱ اس نے عبرانی کلیسیا کے مسیحی عزیزوں میں کون سی خوبیاں دیکھی تھیں؟

ج یہ کہ انہوں نے مسیح کے نام کی خاطر مقدسوں کی خدمت کی تھی۔ بلکہ ان کی خدمت کر رہے تھے (دیکھو ۱۰ آیت بمقابلہ کرو رومیوں ۱۵ باب ۳۱ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۸ باب ۴ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۹ باب ۱، ۱۲ آیت + ۲۔ تمطاؤس ۱ باب ۱۸ آیت + مکاشفہ ۲ باب ۱۹ آیت)

س۸۲ خدا کے انصاف کی نسبت مصنف کیا کہتا ہے؟

ج یہ کہ خدا بے انصاف نہیں کہ وہ اپنے بندوں کی محبت کے کام جیسے کہ عبرانی مسیحیوں کی مسافر پروری کے کام بھول جائے (دیکھو ۱۰ آیت مقابلہ کرو ۱۔ تھسلنیکیوں ۱ باب ۵ آیت)

س۸۳ مصنف ہر عبرانی مسیحی سے کس بات کا آرزومند تھا؟

ج یہ کہ کوئی مسیحی بھائی ہمت ہار کے اپنی امید نہ چھوڑے اور سُست نہ ہو جائے بلکہ برعکس اس کے ہر ایک آخر تک ان کی مانند بنا رہے جو ایمان اور تحمل کے باعث وعدوں کے وارث ہوتے ہیں (دیکھو ۱۲ آیت مقابلہ کرو ۱۳ باب ۷ آیت + ۱۰ باب ۳۶ آیت + رومیوں ۵ باب ۲ سے ۵ آیت)

س۸۴ خط کے مصنف نے ان آیات میں یعنی ۹ سے ۱۲ آیت تک میں کیسا مزاج دکھایا؟

ج ماں۔ باپ اور مہربان پاسبان کا دل دکھایا جو نادانوں اور گمراہوں سے نرمی

کے ساتھ پیش آنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ خود بھی کمزوری میں مبتلا رہتا ہے (مقابلہ کرو ۵ باب ۲ آیت + گلتیوں ۶ باب اور ۲ آیت + ۲-کرنتھیوں ۲ باب ۷ آیت + ۱-کرنتھیوں ۴ باب ۲۱ آیت + رومیوں ۱۵ باب ۱ آیت + ۲-تھسلنیکیوں ۲ باب + عبرانیوں ۱۲ باب ۱۳ آیت)

س ۸۵ اگر مسیحی کلیسیا کے شریک ایسی محبت اور مسافر پروری کا مزاج دکھائیں کہ وہ مسیح کی خاطر یوں ایک دوسرے کی خدمت کریں تو اس مزاج کا کیا نتیجہ ہوگا؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خدا ان کی مسافر پروری کو نہ بھولیگا (دیکھو ۱۰ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ خداوند مسیح خوش ہوگا اور اس کو خوش کرنا ہماری زندگی کا حوصلہ ہو (دیکھو متی ۲۵ باب ۴۰ سے ۴۰ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ باہر والوں پر اثر ہوگا۔ اور وہ کہینگے دیکھو مسیح کے پیرؤوں کی آپس میں کیسی بڑی محبت اور مسافر پروری ہے۔

(۴) چوتھا نتیجہ یہ ہوگا کہ نو مرید شخص کلیسیا کے ممبروں میں اس قسم کی محبت اور ایسی محبت والی برادری میں یہ دیکھ کر اس میں داخل ہونے کا آرزومند ہوگا۔

(۵) پانچواں نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسی برادری پر خدا برکت پر برکت نازل فرمائیگا جیسا لکھا ہے "دیکھو کیا خوب اور کیا سہانی بات ہے کہ بھائی ایک ساتھ بود و باش کریں کہ وہاں خداوند نے برکت اور حیات ابدی کی بابت حکم فرمایا" (زبور ۱۳۳ کی ۱ سے ۳ آیت)

حاصلِ کلام

عبرانیوں ۵ باب ۱۰ — ۶ باب ۱ سے ۱۲ آیت تک

۱- ان آیات میں خدا کے کلام کی گہری باتیں سکھانے کی ایک مشکل ظاہر کی جاتی ہے۔ یہ مشکل ایسی ہے جیسی کہ اونچا سننے والوں سے باتیں کرنے میں ہوتی ہے۔ عبرانی مسیحیوں کا روحانی حال یہی تھا کہ وہ خدا کے کلام کی گہری باتوں کو سر کے کان سے تو سنتے تھے مگر دل یا روح کے کان سے ان باتوں کو اونچا سنتے تھے۔ بلکہ یہ اندیشہ تھا کہ وہ ان گہری باتوں کی نسبت بالکل بہرے ہو جائیں گے۔ انہیں ان باتوں کا تو اُستاد ہونا چاہیئے تھا مگر برعکس اس کے ان باتوں پر دل لگا کر غور کرنے سے غافل اور بے پروا ہو کر وہ خدا کے کلام کی ابتدائی باتیں بھی بھول گئے تھے۔ یہاں تک کہ خدا کے کلام کی الف بے پے کی باتیں انہیں دوبارہ سکھانے کی ضرورت آپڑی تھی۔ ان کی باطنی روحانی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے اُس بیمار کمزور جوان کی ہو جسے دودھ پینے کی حاجت پڑ گئی ہو۔ ان عبرانی مسیحیوں کے ماں باپ اور ان کے بزرگوں نے خدا کے کلام کی گہری باتوں پر دل لگا کر غور کیا تھا اس کا نتیجہ کیا ہوا یہ کہ وہ روحانی باتوں کے سکھانے اور سمجھانے میں لائق اُستاد بن گئے تھے۔ اس کلام کے پھیلانے میں انہوں نے مخالفوں کی برداشت

کی تھی اور سب دل نہیں ہوئے تھے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ یسوع کے پہلی پشت کے پیروؤں کے پیچھے دوسری پشت کے پیرو دعا۔ ایمان اور کلام پر غور کرنے میں سست اور غافل ہو کر دل میں کمزور اور روحانی حالت میں بچوں کی مانند ہو گئے تھے۔ خط کے مصنف کو اس سبب سے خدا کے کلام کی گہری باتیں سکھانی بہت مشکل ہو گئی تھیں۔ کیا ان دنوں میں بھی یہ مشکل نہیں ہے؟ خدا کے کلام کی گہری باتوں کے سننے میں مسیح کے وہ پیرو جو یا تو اونچا سننے لگے یا بالکل بہرے ہو گئے خدا کے خادموں کو چاہیئے کہ ان کو ان باتوں کے سنانے۔ سمجھانے۔ سکھانے اور کھول کر بیان کرنے میں غافل نہ ہوں بلکہ روح القدس کو اپنا ہادی اور حامی جان کر یہ گہری باتیں سکھائیں اور یقین کریں کہ وہ اونچا سننے والوں کے دلوں کے کان یوں کھولیگا کہ وہ سُن کر بیدار اور سرگرم ہو جائینگے۔

۲- کبھی کبھی پاسبان کو مسیحی جماعت کے ممبروں کو خوف دلانے والی باتیں ضرور سنانی چاہئیں۔ اس امید اور مقصد سے کہ جن کے کان خدا کا کلام سُننے میں بہرے ہوتے جاتے ہیں وہ جگائے اور برگشتگی سے بچائے جائیں۔

پاک نوشتوں کی چند نظیروں سے ایسے اونچا سُننے والوں کو جگانے اور برگشتگی سے بچانے کی کوشش کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ بزرگ نوح بڑھاپے میں نشے بازی کے جال میں پھنس گیا۔ (دیکھو پیدائش ۹ باب ۲۰ سے ۲۳ آیت)

لوط نے سدوم کے باشندوں میں اپنا ڈیرہ کھڑا کیا۔ اور اس کا کیا نتیجہ ہُوا؟ (دیکھو پیدائش ۱۹ باب ۱ سے ۲۶ آیت + ۱۹ باب ۲۹ سے ۳۹ آیت)

سلیمان کی آخری حالت کیا ہی خراب نکلی (دیکھو ۱۔سلاطین ۲)
یہوداہ اسکریوتی کی آخری حالت کیسی تھی (دیکھو اعمال ۱باب ۱۶ سے ۲۰ آیت)

حننیاہ اور سفیرہ کی آخری حالت کیا ہی ہیبت ناک اور خوف ناک تھی (دیکھو اعمال ۵باب ۱ سے ۱۱ آیت)

آدم اور حوّا خدا کا کلام ماننے سے غافل ہوکر دھوکہ کھاکر باغ عدن سے نکالے گئے (دیکھو پیدائش ۳)

پطرس رسول نے گو کہ اُسے یسوع نے سمجھایا اور آگاہ کیا تھا تو بھی اس نے خوف کے مارے مسیح سے انکار کیا (دیکھو مرقس ۱۴باب ۲۹ سے ۳۱ آیت)

خداوند یسوع نے نہ صرف فریسیوں اور صدوقیوں کو سمجھاکر خوف دلایا بلکہ اپنے پیارے شاگردوں کو بھی کہ "اس خمیر سے ہوشیار رہنا جو فریسیوں کی ریاکاری ہے۔ کیونکہ کوئی چیز ڈھنکی نہیں جو کھولی نہ جائیگی اور نہ کوئی چیز چھپی ہے جو جانی نہ جائیگی۔ اس لئے جو کچھ تم نے اندھیرے میں کہا ہے وہ اُجالے میں سُنا جائیگا۔ اور جو کچھ تم نے کوٹھڑی کے اندر کان میں کہا ہے کوٹھوں پر اس کی منادی کی جائیگی۔ مگر تم دوستوں سے کہتا ہوں کہ ان سے نہ ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور بعد اُس کے کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن میں تمہیں جتاتا ہوں کہ کس سے ڈرنا چاہیئے۔ اُس سے ڈرو جس کو قتل کرنے کے بعد یہ اختیار ہے کہ جہنم میں ڈالے۔ ہاں میں تم سے کہتا ہوں کہ اسی سے ڈرو" (لوقا ۱۲باب ۱ سے ۵ آیت)

"مگر جو آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرے۔ خدا کے فرشتوں کے سامنے اس کا انکار کیا جائیگا۔ اور جو کوئی ابنِ آدم کے خلاف کوئی بات کہے اس کو معاف کیا جائیگا۔ لیکن جو روح القدس کے حق میں کفر بکے اس کو معاف نہ کیا جائیگا" (لوقا ۱۲ باب ۹ و ۱۰ آیت)

یہ غور طلب اور خوف زدہ باتیں ہمارے خداوند نے اپنے مخالفوں سے نہیں بلکہ اپنے پیارے شاگردوں سے اس مقصد سے کہیں کہ وہ اپنی جان و مال یا عزت بچانے کے لئے یا ڈر کے مارے مسیح سے انکار نہ کریں یا روح القدس کے حق میں کفر نہ بکیں۔ جیسے اُن دنوں میں عبرانی مسیحیوں کو خوف دلانے والی باتیں سنانے کی ضرورت تھی ویسے ہی اِن دنوں میں بھی ضرورت ہے۔ اور ہر زمانے میں یہ ضرورت پیش آئیگی۔ پولوس رسول نے افسی کلیسیا کو یوں خوف دلایا کہ "پس میں آج کے دن تمہیں قطعی کہتا ہوں کہ سب کے خون سے پاک ہوں کیونکہ میں خدا کی ساری باتیں تم سے پورے طور پر بیان کرنے سے نہ جھجکا۔ پس اپنی اور اس سارے گلّے کی خبرداری کرو جس کا روح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا تاکہ خدا کی کلیسیا کی گلّہ بانی کرو جسے اس نے خاص اپنے خون سے مول لیا۔ میں یہ جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑئے تم میں آئینگے جنہیں گلّے پر کچھ ترس نہ آئیگا۔ اور خود تم میں سے ایسے آدمی اٹھینگے جو الٹی الٹی باتیں کہینگے تاکہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ اس لئے جاگتے رہو اور یاد رکھو کہ میں تین برس تک رات دن آنسو بہا بہا کر ہر ایک کو سمجھانے سے باز نہ آیا" (اعمال ۲۰ باب ۲۶ سے

۳۰ آیت مقابلہ کرو ۱۔ تمطاؤس ۴ باب ۱۲ سے ۱۶ آیت + استثناء ۶ باب ۵ سے ۹ آیت

+ یرمیاہ ۲۶ باب ۲ آیت + حزقیاہ ۳۳ باب ۷ سے ۹ آیت)

۳۔ خدا کے کلام کی گہری باتوں کے سمجھنے میں ترقی پر ترقی کی ضرورت ہے۔

(دیکھو ۵ باب ۱۱ سے ۱۴ آیت)

ان کے سمجھنے کے لئے ان باتوں پر عرصہ تک غور اور دعا کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ دونو باتیں یعنی غور اور دعا بہت ہی ضروری ہیں بغیر ان کے پاک کلام کی گہری باتیں ہماری سمجھ اور ہمارے دل میں نہیں آسکتیں۔ بغیر غور اور دعا کے ہم روحانی باتوں میں عمر بھر بچپن کی حالت میں رہینگے۔ موسیٰ کے دس حکموں۔ مسیح کے وعظ یا رسولوں کے عقیدے ہی کو پڑھنا یا حفظ کرنا کافی نہیں ہے بلکہ علاوہ ان کے کلام پر دعا کے ساتھ غور کرنا۔ روح القدس سے ہدایت پانا اور کلام کی باتوں کو عمل میں لانے کی کوشش کرنا یہ سب باتیں روحانی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ اس طور سے خدا کے کلام کا پڑھنا فائدہ مند اور ترقی پذیر ہوتا ہے جیسا کہ بچپن ہی سے عمر بھر آدمی کے بدن کی بڑھتی اچھی اچھی خوراک کے ہضم کرنے پر موقوف ہے اور اسی کے وسیلے وہ رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے۔ ویسے خدا کے کلام پر غور اور دعا کرتے اور روح القدس کی ہدایت اور حمایت سے چلتے رہنے سے مسیح کے پیرو اس کی صورت پر بنتے جاتے جاتے ہیں۔

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۶ باب ۱ سے ۱۲ آیت تک

س ۱ کیا خدا کے پاک کلام کی بہت باتیں اس واسطے میرے لئے سمجھنا مشکل ہے کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے اور پاک کلام کو سُنتے یا پڑھتے وقت روح القدس کی دبی ہوئی آواز سننے کو میرے دل کے کان بہرے ہو گئے ہیں؟

س ۲ جس حال کہ وقت کے خیال سے تو مجھے اُستاد ہونا چاہئے تھا۔ مگر اب اس بات کی حاجت پڑ گئی ہے کہ کوئی شخص مجھے خدا کے کلام کی ابتدائی باتیں دوبارہ سکھائے تو میری اس تنزّلی کی حالت کی کیا وجہ ہے؟

س ۳ کیا میں اپنی روح کی بھوک رفع کرنے کے لئے اچھی یا بُری خوراک میں امتیاز اور فرق ایسے ہی فوراً پہچان لیتا ہوں جیسے کہ میری زبان مزیدار اور بے مزہ چیزمیں فوراً فرق محسوس کر لیتی ہے؟

س ۴ کیا میرا دل خدا کے کلام پڑھنے اور پاک روح کی قدرت سے ایک بار روشن ہوا۔ مگر اب نہ کلام سے روشنی۔ نہ اس کے سُننے یا پڑھنے سے جوش اور نہ پاک روح سے تسلی یا تازگی پاتا ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

س ۵ کیا میں خداوند یسوع مسیح کو اپنے گناہوں سے دوبارہ صلیب دے کر علانیہ ذلیل کرتا ہوں؟ کیا میں اس کے پاک نام کو علانیہ ذلیل کر کے

اس خطرے میں ہوں کہ روح القدس کی روشنی کو بجھاؤں یہاں تک کہ
وہ مجھے بالکل چھوڑدے۔؟

س ٦ کیا میرا دل اُس زمین کی مانند ہے یا ہوتا جاتا ہے جس پر بارش کا پانی
گرنے سے سبزی اور پھل پھول ہر وقت پیدا ہوتے ہیں۔ یا وہ اُس زمین
کی مانند ہوگیا ہے کہ گو اُس پر بارش کا پانی گرتا رہتا ہے تو بھی سوا
جھاڑیوں اور اونٹ کٹاروں کے اُس سے اور کچھ پیدا نہیں ہوتا؟

س ۷ کیا میں خدا کے ان وفادار۔ بیدار اور سرگرم خادموں کی مانند بنتا جاتا ہوں
جو ایمان اور تحمّل کے باعث وعدوں کے وارث ہوتے ہیں؟

دُعا

عبرانیوں ۶ باب ۱ سے ۱۲ آیت تک

"اے روح القدس مجھے جانچ اور میرے دل کو پہچان مجھے آزما۔ اور میرے اندیشوں کو پہچان۔ دیکھ کیا مجھ میں کوئی دردانگیز عادت ہے کہ نہیں۔ اور مجھے ابدی راہ میں چلا"

مجھے نہ چھوڑ بلکہ مجھے شکستہ دل دے اور سیدھی اور سلامتی کی راہ پر چلا۔ اور مجھے برگشتہ ہو جانے سے بچا۔ میری یہ دعا سن لے۔ آمین۔

حصہ بارھواں

عبرانیوں ۶ باب ۱۳ سے ۲۰ آیت تک

(۱۳) چنانچہ جب خدا نے ابراہیم سے وعدہ کرتے وقت قسم کھانے کے واسطے کسی کو اپنے سے بڑا نہ پایا۔ تو اپنی ہی قسم کھا کر (۱۴) کہا کہ یقیناً میں تجھے برکتوں پہ برکتیں بخشونگا اور تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا (۱۵) اور اس طرح صبر کرکے اُس نے وعدہ کی ہوئی چیز کو حاصل کیا (۱۶) آدمی تو اپنے سے بڑے کی قسم کھایا کرتے ہیں۔ اور اُن کے ہر قضیئے کا آخری ثبوت قسم سے ہوتا ہے (۱۷) اِس لئے جب خدا نے چاہا کہ وعدے کے وارثوں پر اَور بھی صاف طور سے ظاہر کرے کہ میرا ارادہ بدل نہیں سکتا۔ تو قسم کو درمیان میں لایا (۱۸) تاکہ دو بے تبدیل چیزوں کے باعث جن کے بارے میں خدا کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔ ہماری پختہ طور سے دلجمعی ہو جائے جو پناہ لینے کو اس لئے دوڑے ہیں کہ اُس اُمید کو جو سامنے رکھی ہوئی ہے قبضے میں لائیں (۱۹) وہ ہماری جان کا ایسا لنگر ہے جو ثابت اور قائم رہتا ہے اور پردے کے اندر تک بھی پہنچتا ہے (۲۰) جہاں یسوع ہمیشہ کے لئے ملک صدق کے طریقے کا سردار کاہن بن کر ہماری خاطر پیشرو کے طور پر داخل ہوا ہے۔

دو بے تبدیل چیزوں کے باعث یسوع کے پیروؤں کی دلجمعی

س ۱ ان آیات میں خدا کے وعدوں پر بھروسہ رکھنے والوں کی پختگی کن باتوں پر موقوف ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خدا نے ابراہیم سے وعدہ کرتے وقت اپنی ہی قسم کھا کے کہا کہ یقیناً میں تجھے برکتوں پر برکتیں بخشونگا اور تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا (عبرانیوں ۶ باب ۱۴ آیت)

(۲) خدا کے وعدوں پر بھروسہ رکھنے والوں کی دوسری پختگی دو بے تبدیل چیزوں پر موقوف ہے۔ پہلے یہ کہ خدا کا جھوٹ بولنا ناممکن ہے اور دوسرے یہ کہ جو وعدہ قسم کے ساتھ کیا جائے وہ بے بدل ہوتا ہے (دیکھو ۱۶ سے ۱۸ آیت)

(۳) اور تیسری پختگی یہ ہے کہ یسوع پر دل لگانے والوں کی اُمید ان کی جان کا ایسا لنگر ہے جو ثابت اور قائم رہتا ہے۔ وہ لنگر کمزور اور ٹوٹنے والا نہیں (دیکھو ۱۹ آیت)

(۴) خدا کے وعدوں پر بھروسہ رکھنے والوں کی چوتھی پختگی یہ ہے کہ یسوع ملک صدق کے طریقے کا سردار کاہن ہوکر اپنے پڑوسیوں کی خاطر خدا کے حضور پیشرو کے طور پر داخل ہؤا ہے۔ پس اس کے پیرو بھی اپنے پیشرو کے پیچھے پیچھے ہوکر داخل ہونگے (دیکھو ۲۰ آیت)

س ۲ پاک نوشتوں کی جن جگہوں میں خدا نے ابرہام سے وعدہ کیا کہ میں تجھے برکت پر برکت بخشونگا۔ وہ بتاؤ۔

ج (۱) پہلے۔ پیدائش کے بارھویں باب کی پہلی سے تیسری آیت تک میں یہ لکھا ہے "اور خداوند نے ابراہیم کو کہا تھا کہ تو اپنے ملک اور اپنے قرابتیوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے اس ملک میں جو میں تجھے دکھاؤنگا نکل چل۔ اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤنگا اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کرونگا۔ اور تو ایک برکت ہوگا۔ اور ان کو جو تجھے برکت دیتے ہیں برکت دونگا۔ اور اس کو جو تجھ پر لعنت کرتا ہے لعنتی کرونگا اور دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائینگے" (دیکھو پیدائش ۱۲ باب ۱ سے ۳ آیت نیز دیکھو پیدائش ۱۳ باب ۵ و ۱۵ و ۱۶ آیت)

(۲) پھر پیدائش کے ۱۷ باب کی پہلی سے آٹھویں آیت تک میں یہ لکھا ہے کہ "جب ابراہیم ننانوے برس کا ہوا تب خداوند ابراہیم کو نظر آیا۔ اور اس سے کہا میں خدائے قادر ہوں۔ تو میرے حضور میں چل اور کامل ہو۔ اور میں اپنے اور تیرے درمیان عہد کرتا ہوں کہ میں تجھے نہایت بڑھاؤنگا۔ تب ابراہیم منہ کے بل گرا اور خدا اس سے ہم کلام ہوکر بولا، کہ دیکھ میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے۔ اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا۔ اور تیرا نام پھر ابرام نہ کہلایا جائیگا۔ بلکہ تیرا نام ابراہیم ہوگا۔ کیونکہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ ٹھہرایا۔ اور میں تجھے بہت برومند کرتا ہوں اور قومیں تجھ سے پیدا ہونگی۔ اور بادشاہ تجھ سے نکلینگے اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی پشت در پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہونگا اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں

کہ ہمیشہ کے لئے مالک ہو۔ اور میں ان کا خدا ہونگا۔ (پیدائش ۱۷ باب ۱سے ۸ آیت)

(۳) تب خداوند کے فرشتہ نے دوبارہ آسمان پر سے ابراہیم کو پکارا اور کہا کہ خداوند فرماتا ہے۔ اس لئے کہ تو نے یہ کام کیا اور اپنا بیٹا۔ اپنا اکلوتا ہی بیٹا دریغ نہ رکھا۔ میں نے اپنی قسم کھائی کہ میں تجھے برکت دیتے ہی برکت دونگا۔ اور بڑھاتے ہی تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور دریا کے کنارے کی ریت کی مانند بڑھاؤنگا۔ اور تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازے پر قابض ہوگی۔ اور تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پائینگی۔ کیونکہ تو نے میری بات مانی (پیدائش ۲۲ باب ۱۵ سے ۱۸ آیت)

س ان عجیب وعدوں کو خدا نے کس طرح سے پورا کیا یا اس وقت کرتا جاتا ہے یا آئندہ کو پورا کریگا؟

ج پاک کلام کی توریت۔ زبور۔ اور انبیاء کی کل کتابیں ابراہیم کے فرزندوں کے ذریعہ سے لکھی گئیں۔ کیا ان کتابوں کے وسیلوں سے بڑی بڑی برکتیں نہ ملیں؟ جو برکتیں ان کتابوں سے نکلیں انہیں کون گن سکتا ہے؟

پھر انجیل مقدس کی کتاب کے سب لکھنے والے ابراہیم کے فرزندوں میں سے پیدا ہوئے۔

پھر یسوع بھی خود جسم کے اعتبار سے ابراہیم کی نسل سے نکلا۔ اور جو برکتیں دنیا کی کل قوموں کو یسوع کے وسیلے سے پہنچیں اور پہنچتی جاتی ہیں اور آئندہ زمانے میں پہنچیگی کون گن سکتا ہے؟

س تیرھویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے ابراہیم سے وعدہ کرتے وقت اپنی ہی قسم کھا کے وعدہ کیا۔ اس نے کس لئے اپنی ہی قسم کھائی؟

ج اس لئے کہ جیسا آدمی اپنے وعدے کو پختہ کرنے کے لئے اپنے سے کسی بڑے کی قسم کھایا کرتا ہے۔ اور اس کے ہر قضیہ کا آخری ثبوت قسم ہی سے ہوتا ہے سو جس حال کہ خدا سے کوئی بڑا نہیں اس نے ابراہیم سے وعدہ کرتے وقت اپنی ہی قسم کھا کر اپنے وعدے کو پختہ کیا۔

س ابراہیم نے کس طرح یا کس وسیلے سے وعدہ کی ہوئی چیز کو حاصل کیا؟

ج صبر کر کے (دیکھو ۱۵ آیت)

س قسم کا بولنے والا کس امید اور مقصد سے قسم کھاتا ہے؟

ج اس امید سے کہ سننے والے کے دل میں زیادہ یقین پیدا ہو جائے۔ سو اسی مقصد سے کہ ہمارے دل میں زیادہ یقین پیدا ہو اور وہ بڑھ بھی جائے خدا نے قسم کھا کر وعدہ کیا۔

س ۱۷ آیت میں یہ لکھا ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ وعدوں کے وارثوں پر اور بھی صاف طور پہ ظاہر کرے کہ میرا ارادہ بدل نہیں سکتا تو قسم کو درمیان میں لایا۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج اس کے معنی یہ ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی دوسرا اپنے وعدوں کو جیسا کہ چاہئے پورا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا جو عجیب وعدہ اس نے ابراہیم سے کیا تھا اس کو اور بھی زیادہ صاف طور سے ظاہر کرنے کے لئے قسم کے ساتھ اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے گویا درمیانی ہوا اور اس طور سے وہ قسم گویا اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ذمہ وار ہوئی۔

س ۸ ہرجا حاضر و ہمہ دان خدا کے سامنے وعدے کو قائم کرنے کے لیئے قسم کھانا سنجیدہ بات تو ہے مگر اس سے بھی زیادہ سنجیدہ بات کیا ہے؟

ج یہ کہ خدا اپنے وعدے کی پختگی کے لئے آدمی کے سامنے یا آدمی کے ساتھ قسم کھائے۔ اس سے ہماری کمزوری پر خدا کا ترس ظاہر ہوتا ہے۔

س ۹ خدا اپنے وعدے کی سچائی پر کس کو ضامن بتاتا ہے؟

ج اپنے آپ کو (دیکھو ۱۸ آیت)

س ۱۰ جو شخص یسوع کے بارے میں خدا کے وعدوں کو سن کر انہیں نہیں مانتا اس شخص کا کیا سخت گناہ ہے؟

ج وہ خدا کو جھٹلاتا ہے جیسا لکھا ہے " جب ہم آدمیوں کی گواہی قبول کر لیتے ہیں تو خدا کی گواہی تو اس سے بڑھ کر ہے۔ اور خدا کی گواہی یہ ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کے حق میں گواہی دی ہے۔ جو خدا کے بیٹے پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے۔ جس نے خدا کا یقین نہیں کیا اس نے اُسے جھوٹا ٹھہرایا۔ کیونکہ وہ اُس گواہی پر جو خدا نے اپنے بیٹے کے حق میں دی ہے ایمان نہیں لایا (دیکھو ۱۔ یوحنا ۵ باب ۹ و ۱۰ آیت مقابلہ کرو ۱۔ یوحنا ۱ باب ۱۰ آیت۔ یوحنا کی انجیل ۳ باب ۳۲ آیت + ۵ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت)

س ۱۱ یسوع کے پیرؤں کے صبر میں کمی کیوں ہوتی ہے؟

ج ایمان کی کمی کے سبب سے (مقابلہ کرو ۷ باب ۲۰ آیت + یوحنا ۱۱ باب ۴۰ آیت)

س ۱۲ ایمان اور اس کا پھل جو صبر ہے اس کی کمی کی وجہ کیا ہے؟

ج اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی پہچان اور عرفان کی کمی ہوتی ہے۔ اور اس کی

پہچان اور عرفان کی کمی ہے جیسے مسیح نے فرمایا کہ "تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں تمہیں ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے۔ اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے۔" (یوحنّا ۵ باب ۳۹ آیت)

"یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ تم گمراہ ہو اس لئے کہ نہ کتاب مقدس کو جانتے ہو نہ خدا کی قدرت کو۔" (متی ۲۲ باب ۲۹ آیت مقابلہ کرو اعمال ۱۳ باب ۲۷ آیت رومیوں ۱ باب ۲۱ و ۲۲ باب ۲۰-۲ پطرس ۳ باب ۵ آیت)

س ۳۱ جو دو باتیں خدا نے یسوع کے پیروؤں کی دلجمعی کے لئے بے تبدیل ٹھہرائیں کون سی ہیں؟ (دیکھو ۱۸ آیت)

ج (۱) پہلے یہ کہ ابراہیم کی نسل سے ایک نکلیگا جس کے وسیلے سے ساری قومیں برکت پائینگی۔ اور جو ابراہیم کی نسل سے نکلا وہ یسوع مسیح ہے۔ جیسا لکھا ہے "اے بھائیو میں انسان کے طور پر کہتا ہوں کہ اگرچہ آدمی ہی کا عہد ہو۔ جب اس کی تصدیق ہوگئی تو کوئی اس کو باطل نہیں کرتا اور نہ اس پر کچھ بڑھاتا ہے۔ پس ابراہیم اور اس کی نسل سے وعدے کئے گئے تھے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ نسلوں سے۔ جیسا بہتوں کے واسطے کہا جاتا ہے۔ بلکہ جیسا ایک کے واسطے۔ کہ تیری نسل کو۔ اور وہ مسیح ہے۔ میرا یہ مطلب ہے کہ جس عہد کی خدا نے پہلے سے تصدیق کی تھی اس کو شریعت چار سو تیس برس بعد آکر باطل نہیں کر سکتی کہ وہ وعدہ لاحاصل ہو" گلتیوں ۳ باب ۱۵ سے ۱۷ و ۲۹ آیت مقابلہ کرو لوقا ۱ باب ۵۴ و ۵۵ و ۷۲ و ۷۳ آیت + اعمال ۳ باب ۲۴ و ۲۵ آیت + رومیوں ۴ باب ۱۳ سے ۱۸ آیت + ۹ باب ۶ سے ۸ آیت)

(۲) جو دوسری بات خدا نے یسوع کے پیروؤں کی دلجمعی کے لئے بے تبدیل ٹھہرائی یہ ہے کہ یسوع ملک صدق کے طریقے پر خدا کی طرف سے قسم کے ساتھ ابد تک کاہن ٹھہرا ہے جیسا کہ ۱۱۰ زبور میں لکھا ہے ”خداوند نے قسم کھائی ہے۔ اور وہ نہ پچھتائیگا۔ تو ملکِ صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے“ (زبور ۱۱۰ کی ۴ آیت)

س ۱۴ ۱۱۰ زبور میں یہ لکھا ہے کہ تو ملکِ صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے ثابت کرو کہ یہ پیشین گوئی یسوع کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ج اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسی زبور کی پہلی آیت میں یہ لکھا ہے ”خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا۔ تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی بناؤں“ (زبور ۱۱۰ کی ۱ آیت)

جس شخص کا ذکر اس زبور کی پہلی آیت میں ہے اُسی کا ذکر چوتھی آیت میں بھی ہے اور یسوع نے خود کہا کہ یہ پیشین گوئی میری طرف اشارہ کرتی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے ”اور جب فریسی جمع ہوئے تو یسوع نے اُن سے یہ پوچھا کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو؟ وہ کس کا بیٹا ہے؟ انہوں نے اُس سے کہا داؤد کا۔ اُس نے اُن سے کہا پس داؤد روح کی ہدایت سے کیونکر اُسے خداوند کہتا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ۔ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نہ کر دوں۔ پس جب داؤد اس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا؟ اور کوئی اس کے جواب میں ایک بات نہ بول سکا اور نہ اس دن سے کسی نے اس سے سوال کرنے کی جرأت کی“ (متی ۲۲ باب ۴۱ سے ۴۶ آیت مقابلہ کرو مرقس ۱۲ باب ۳۵ سے ۳۷ آیت + لوقا

۲۰ باب ۱۸ سے ۱۹م آیت)

س۵ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ یسوع نے اپنے عجیب وعدوں کو قسم کے ساتھ کیوں ثابت یا قائم نہیں کیا بلکہ صرف اتنا کہا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں تو اس سوال کا کیا جواب ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ یسوع نے اپنے پیروؤں کو یہ وعدہ بخشا کہ خدا باپ تمہیں دوسرا مددگار بخشیگا جو کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہیگا۔ بلکہ تمہارے اندر ہوگا اور جب وہ مددگار جو روح القدس ہے آئیگا وہ میری گواہی دیگا۔ جیسا لکھا ہے یہ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئیگا لیکن اگر جاؤنگا تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائیگا گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے" (یوحنا ۱۶ باب ۷ سے ۹ آیت)

"لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے۔ اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے۔

(اعمال ۱ باب ۸ آیت مقابلہ کرو ۱۴ باب ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ آیت + یوحنا ۱۵ باب ۲۶ و ۲۷ آیت + اعمال ۱۶ باب ۳ سے ۵ آیت)

اُس وقت سے آج تک یہ مددگار یعنی روح القدس یسوع کے وعدوں پر تکیہ کرنے والوں کی گواہی کی سچائی کی تصدیق کرتا ہے اور اگر یسوع کے وعدوں کی سچائی پر انجیل کے سُننے اور پڑھنے والے روح القدس کی گواہی نہ مانتے۔ تو اگر یسوع قسم بھی کھا کے یہ باتیں کہتا تو وہ نہ مانتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس حال میں روح القدس یسوع کے

وعدوں کی سچائی پر گواہی دیتا ہے ان وعدوں کو قسم کے ساتھ قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

س ۱۶ اس سوال کا کہ یسوع نے اپنے عجیب وعدوں کو قسم کے ساتھ کیوں ثابت نہیں کیا۔ دوسرا جواب کیا ہے؟

ج دوسرا جواب یہ ہے کہ یسوع کے دنوں میں یہ خراب دستور تھا کہ بولنے والے اپنے وعدوں کی پختگی کے لئے طرح طرح کی چیزوں کا نام لے کر قسم کھایا کرتے تھے۔ کبھی آسمان کی قسم کبھی زمین کی۔ کبھی یروشلم کی کبھی اپنے سر کی۔ اور یوں خدا کا پاک نام بے فائدہ لے کر بے سمجھے قسم کھایا کرتے تھے۔ پھر وہ کبھی خوف کے مارے بھی جان بچانے کے لئے قسم کھاتے تھے۔ جیسا کہ پطرس رسول نے کیا۔ (دیکھو مرقس ۱۴ باب ۷۱ آیت)
اس لئے یسوع نے اپنے شاگردوں کو ان کی بات چیت میں قسم کھانے کی ممانعت کی۔ (دیکھو متی ۵ باب ۳۴ سے ۳۷ آیت۔ ۲۔ کرنتھیوں ۱ باب ۱۷ سے ۲۰ آیت)

س ۱۷ یسوع کے پیروؤں کی امید کو کس سے تشبیہ دی جاتی ہے؟

ج وہ اس لنگر کی مانند ہے جو طوفان میں ثابت اور قائم رہتا ہے اور جہاز کو خطرے سے بچاتا ہے۔ (دیکھو ۱۸ و ۱۹ آیت)

س ۱۸ یہ لکھا ہے کہ یسوع کے پیروؤں کی امید اس لنگر کی مانند ہے جو پردہ کے اندر تک پہنچتا ہے۔ اس جگہ میں پردہ کے اندر تک پہنچنے کے معنی کیا ہیں؟

ج اس کے معنے یوں ہیں کہ جیسا یروشلم کی ہیکل کے اندر سب سے پاک ترین جگہ کے سامنے ایک پردہ پڑا تھا جس کے پیچھے صرف قوم کا سردار کاہن

ہی اکیلا سال بھر میں ایک بار جاتا تھا۔ اور پاک جانور کا خون لے کر اپنی امت کے گناہوں کے کفارے اور مغفرت کے لئے جاتا تھا۔ سو یسوع ہر قوم میں سے جتنے اس کو اپنا سردار کاہن قبول کریں ان کے گناہوں کے کفارے اور مغفرت کے لئے بکروں اور بچھڑوں کا خون لے کر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک ترین مکان میں پردے کے اندر تک ایک ہی بار داخل ہو گیا اور اپنے پیروؤں کے لئے ابدی خلاصی کرائی۔

س ۱۹ یسوع کے پیروؤں کی امید کہاں تک پہنچی؟

ج اس پاک ترین مکان کے پردے کے اندر تک۔ جہاں یسوع ان کی خاطر پیشرو کے طور پر داخل ہوا ہے۔ جس حال میں ہمارا پیشرو پردے کے اندر تک پہنچ گیا ہے۔ تو امید قوی ہے کہ جن کا پیشرو وہ ہے وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل کر داخل ہونے پائینگے (۱۹ و ۲۰ آیت)

س ۲۰ کن کی خاطر یا کن کے لئے یسوع پاک ترین جگہ میں داخل ہوا ہے؟

ج جو یسوع پر اپنی امید کو مثل لنگر کے پاک ترین جگہ میں ڈالتے ہیں وہ ان کے لئے پیشرو کے طور پر داخل ہوا۔ جو آزمائش۔ دکھ اور کمزوری کے وقت اس پاک ترین جگہ میں دوڑ کر اس کے اندر یسوع پر اپنی امید کا لنگر ڈالتے ہیں ان سب کے لئے یسوع پاک ترین جگہ میں پیشرو کے طور پر حاضر ہوا ہے۔

س ۲۱ اس خط کے پانچویں باب کی چھٹی اور دسویں آیت میں ملک صدق کا کیا ذکر ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ یسوع ملک صدق کے طریقے کا ابد تک کاہن ہے (دیکھو ۶ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ یسوع کو خدا کی طرف سے ملک صدق کے طریقے کے سردار کاہن کا خطاب ملا۔ (دیکھو ۱۰ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۶ باب ۱۳ سے ۲۰ آیت تک

۱۔ جو وعدہ خدا نے ابراہیم سے کیا تھا کہ تیرے صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا۔ گو بہت برسوں تک یہ وعدہ پورا نہ ہؤا۔ تو بھی اس نے خداوند کے وعدے پر یوں صبر کرکے اس وعدے کو حاصل کیا (دیکھو پیدائش ۱۵ باب ۱ سے ۶ آیت)

اس سے ہمارے لئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم خدا کے کلام کے وعدوں پر نہ صرف ایمان لائیں بلکہ قوی اُمید اور برسوں تک صبر کے ساتھ ان کے پورے ہونے کا انتظار کریں۔ تبھی ہم ابراہیم کے فرزند کہلانے کے لائق ٹھہرینگے۔ یہ لکھا ہے کہ ابراہیم ان سب کا باپ ٹھہرا جو باوجود نامختون ہونے کے ایمان لاتے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی راستبازی محسوب کی جائے (مقابلہ کرو رومیوں ۴ باب ۱۱ و۱۲ و۱۶ سے ۱۸ آیت + ۲ باب ۷ آیت + ۱۲ باب ۱۲ آیت + عبرانیوں ۶ باب ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ آیت + عبرانیوں ۱۰ باب ۳۶ آیت + ۱۱ باب ۱ آیت)

۲۔ خدا کے وعدوں کی پختگی۔ ثابت قدمی اور بے تبدیلی اس کی ذات کی پختگی اور بے تبدیلی پر موقوف ہے۔ خدا کا جھوٹ بولنا یا وعدہ خلافی کرنا یا کسی طرح سے دھوکا دینا ناممکن ہے۔ کس لئے؟ اس لئے

کہ یہ اس کی ذات سے بالکل بعید اور اس کی ذات کے خلاف ہے۔ اگر وہ وعدہ خلافی کرے تو وہ خدا نہ ٹھہرا۔ جھوٹ کا باپ شیطان ہے نہ کہ خدا۔ کیا جس کی ذات میں جھوٹ بولنے کا امکان ہو وہ خدا ٹھہریگا؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے جب خدا نے چاہا کہ وعدوں کے وارثوں پر اور بھی صاف طور پر ظاہر کرے کہ میرا ارادہ بدل نہیں سکتا تو اس نے اپنی ذات کی پختگی اور بے تبدیلی کو اپنے وعدے کی بے تبدیلی کا گویا گواہ ٹھہرایا۔ کیا خدا کی پاک ذات کے سوا اس کے وعدوں کی پختگی اور بے تبدیلی کے لئے اس سے کوئی بہتر۔ لائق اور معتبر گواہ ہو سکتا ہے؟ یہ لکھا ہے کہ "اگلے زمانے میں خدا نے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کرکے اس زمانے کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا ہے"۔ یہ بیٹا کون ہے؟ وہ خدا کے جلال کا پرتو اور اس کی ذات کا نقش ہے کیا اس کا وعدہ یقین کے لائق نہیں ہے؟ جس خدا نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے وہی ہمارے دلوں میں چمکا۔ تاکہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو۔ اگر کوئی شخص یسوع مسیح میں خدا کے جلال کی پہچان کا نور نہ پہچانے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جہان کے خدا نے اس کی عقل کو اندھا کر دیا ہے تاکہ مسیح کی خوشخبری کی روشنی اس پر نہ پڑے (دیکھو ۲۔ کرنتھیوں ۴ باب ۴ سے ۶ آیت)

۳۔ یسوع کے جو پیرو اس کے پاس پناہ لینے کو دوڑ گئے یا دوڑے جا رہے ہیں ان کے لئے ان آیات میں دلجمعی اور تسلی کی حسب ذیل باتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) پہلی یہ کہ جو وعدہ خدا نے ابراہیم کو دیا تھا کہ یقیناً میں تجھے برکتوں

پر برکتیں بخشونگا اور تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا (دیکھو ۱۴ آیت۔ مقابلہ کرو پیدائش ۲۲ باب ۱۷ آیت) یہ وعدہ پورا ہو گیا اور ہم بھی اس کے گواہ ہیں۔ کیا خدا نے ابراہیم کی اولاد کو بہت نہیں بڑھایا؟ کیا یہودی قوم کے لوگ ابراہیم کو باپ نہیں کہتے؟ کیا اسلام کے کل لوگ ابراہیم کو باپ نہیں کہتے؟ کیا مسیح پر کل ایمان لانے والے ابراہیم کے فرزند نہیں کہلاتے؟ (دیکھو گلتیوں ۳ باب)

جو وعدہ خدا نے ابراہیم کو دیا تھا کہ دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائینگے۔ کیا خدا نے اس وعدے کو پورا نہیں کیا؟

ہاں عجیب طور سے اسے پورا کیا۔ یہودی کہتے ہیں ہاں ہم نے ابراہیم سے برکتیں پائیں۔ مسیحی بھی کہتے ہیں کہ مسیح ابراہیم کی نسل سے نکلا اور مسلمان بھی یہ مانتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم سے برکتیں پائی ہیں۔ اور ہر قوم میں جنہوں نے مسیح کی تعلیم سے فائدہ اٹھایا ہو۔ چاہے وہ کسی قوم یا ملک کے کیوں نہ ہوں۔ وہ بھی مانینگے کہ ہم نے ابراہیم کی نسل سے فائدہ اٹھایا۔ اور اب تک اٹھاتے جاتے ہیں۔

(۲) یسوع کے جو پیرو پناہ لینے کے لئے اس کے پاس دوڑیں ان کے لئے یہ دوسری دلجمعی اور تسلی کی بات ہے کہ جیسا کہ آدمیوں میں ہر قضیہ یا ہر وعدہ کا آخری ثبوت قسم سے ہوتا ہے۔ اس لئے جب خدا نے چاہا کہ وعدوں کے وارثوں پر اور بھی صاف طور پر ظاہر کرے کہ میرا ارادہ بدل نہیں سکتا تو قسم کو درمیان میں لایا (دیکھو ۱۷ آیت)

اس میں خدا باپ کی پدرانہ محبت ظاہر ہوئی۔ جب کوئی باپ اپنے بچوں سے باتیں کرتا ہے تو کیا وہ اپنی بولی میں بولتا ہے یا بچوں کی بولی میں؟

جو باپ علما میں نامور ہو گیا وہ اپنے گھر کے بچوں سے علما کی بولی بولتا ہے یا بچوں کی بولی؟ ہاں بچوں کی بولی۔ سو ہمارا آسمانی باپ بھی آدمی کی ٹوٹی پھوٹی بولی میں بولتا ہے۔ اور جس حال میں کہ آدمیوں کی بولی میں کسی وعدے کا آخری ثبوت قسم سے ہوتا ہے ویسے ہی ہمارا آسمانی باپ اپنے ہر ایک عجیب بے بدل وعدوں کو صاف طور سے سمجھانے اور ان کی سب بے تبدیلی ظاہر کرنے کو قسم کو درمیان میں لایا۔ خدا باپ کا شکر ہو کہ وہ ہماری ٹوٹی پھوٹی زبان ہی میں ہمیں دلاسا اور دلجمعی کی باتیں بولتا ہے۔ اور یوں جو وعدے اس نے ہم سے کئے ان کو زیادہ پختہ کرنے اور زیادہ اعتبار اور یقین کے لائق بنانے کے لئے آدمی کے دستور کے موافق قسم کھا کے ان وعدوں پر گویا ایسی مہر لگاتا ہے جو کبھی اٹھنے کی نہیں۔ جس وقت یسوع کا کوئی پیرو ابلیس کی آزمائش سے یا کسی طرح کے دکھ تکلیف یا گناہ سے پناہ لینے کو یسوع کے رحم کے تخت کے پاس دوڑے وہ اسی وقت معافی۔ رہائی اور قوت پائیگا۔ رہائی اور قوت پانے کا وعدہ عجیب تو ہے مگر جس باپ نے یہ وعدہ کیا وہ خدا ہے اس کا جھوٹ بولنا ناممکن ہے۔ اس نے اپنے پیارے بیٹے یسوع کو یہ وعدہ سنانے کو بھیجا۔ اسے کمزور آزمائے ہوئے سست اعتقاد یسوع کے پیرو۔ پھر دل لگا کر یہ وعدہ سنو اور سن کر ابھی قبول کر کے اس کی شکر گزاری کرو (مقابلہ کرو عبرانیوں ۴ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت + ۷ باب ۲۵ آیت + یوحنا ۳ باب ۱۴ سے ۱۷ آیت + یوحنا ۶ باب ۳۵ سے ۴۰ آیت + ۷ باب ۳۷ آیت)

(۳) یسوع کے جو پیرو پناہ لینے کے لئے اس کے پاس دوڑیں ان کو ان

آیات میں تیسری دلجمعی اور تسلی کی بات یہ ہے کہ ہمارے دل و جان کی اُمید کی بنیاد ایسی مضبوط اور پائدار ہے جیسے کہ وہ جہاز جو طوفان کے بیچ میں بھی سلامتی سے چلے اور اس کے ڈوب جانے یا ٹوٹنے کا کچھ ڈر نہ ہو اس لیئے کہ اس کا لنگر دریا کی تہ تک پہنچ گیا اور وہاں اس نے پتھر کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے - جو لنگر یسوع کے پیروؤں کی امید کو قائم اور ثابت رکھنے کے لیئے خدا کے حضور پاک ترین مکان میں پہنچ گیا ہے وہ یسوع ہے - (دیکھو ۱ آیت - مقابلہ کرو متی ۲ باب ۲۳ سے ۲۷ آیت + ۱۴ باب ۱۵ سے ۲۱ آیت + مرقس ۸ باب ۵ ۳ سے ۱م آیت + لوقا ۸ باب ۲۳ سے ۲۵ آیت + یوحنا ۶ باب ۱۶ سے ۲۱ آیت + ۱۴ باب ۲۷ آیت + اعمال ۲۷ باب ۱۴ آیت)

(۴) یسوع کے جو پیرو پناہ لینے کے لیئے اس کے پاس دوڑیں اُن کے لیئے ان آیات میں چوتھی دلجمعی اور تسلی کی بات یہ ہے کہ جب وہ دوڑینگے تو یسوع آپ اُٹھ کر ان کو سنبھال لیگا - جیسا کہ جب ستفنس کے دشمن جی میں جل گئے اور اُس پر دانت پیسنے لگے - تو کیا ہوا؟ یہ کہ اسی وقت ستفنس نے روح القدس سے معمور ہوکر آسمان کی طرف غور سے نظر کی اور خدا کا جلال اور یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھ کر کہا - کہ دیکھو میں آسمان کو کھُلا ہوا اور ابن آدم کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہوں -

پھر جس وقت سدوم کا بادشاہ ابراہیم کے ملنے کو نکلا کہ اس کو اپنا شکار کرے اس وقت ملک صدق بھی اس کو اُس سخت دشمن سے بچانے کے لیئے نکلا - اور اس کو اس قدر تقویت بخشی کہ ابراہیم سدوم کے اس

پھندے سے بچ گیا (دیکھو پیدائش ۱۴ باب ۱۷ سے ۲۴ آیت)

شیطان چالاک تو ہے مگر جس وقت ہم اُس سے آزمائے جاتے ہیں تو ہمارا سردار کاہن اپنی دعا اور کلام کے وعدوں اور روح القدس کی قدرت سے اپنے پیروؤں کو جس جس آزمائش یا کمزوری میں وہ پڑے ہوئے ہوں ان کے بچاؤ کی راہ کھول کر رہائی دیگا۔ (مقابلہ کرو ا۔ پطرس ۲ باب ۷ سے ۹ آیت + ۲۔ تواریخ ۱۶ باب ۹ آیت + آستر ۴ باب ۱۰ سے ۱۷ آیت + دانی ایل ۳ باب ۱۷ و ۱۸ و ۲۵ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۶ باب ۱۳ سے ۲۰ آیت تک

س ۱ خدا نے ابراہیم سے یہ وعدہ کیا کہ یقیناً میں تجھے برکتوں پر برکتیں بخشونگا۔ کیا خدا نے مجھے کوئی خاص برکت بخشنے کا وعدہ کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو وہ کون سی برکت ہے۔ اور کس طرح سے میرے لئے پوری ہوئی یا ہوتی جاتی ہے؟

س ۲ جو وعدے مجھ سے کئے گئے اور اب تک پورے نہیں ہوئے یا پورے نہیں ہوتے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

س ۳ جن برکتوں کے وعدے خدا نے مجھے دئے۔ کیا میں صبر کے ساتھ ان کو حاصل کرنے کی امید اب تک رکھتا ہوں؟ یا میں نے اُن کے پورا ہونے

کی اُمید چھوڑ دی ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

س۴ خدا کے کن وعدوں سے میری اس وقت دلجمعی ہوتی ہے؟

س۵ خطرہ، دُکھ یا غم کے وقت پناہ لینے کے لئے میں کس کے پاس دوڑا جاتا ہوں؟

س۶ کیا مجھے یقین ہے کہ یسوع میرے لئے پیشرو کے طور پہ خدا کے حضور میں داخل ہُوا ہے؟ کیا مَیں اس کے پیچھے خدا کے حضور میں داخل ہُوا کرتا ہوں کہ جو چیزیں میرے لئے ضروری ہیں اُس سے حاصل کروں؟

دُعا

عبرانیوں ۶ باب ۱۳ سے ۲۰ آیت تک

اے خداوند جو وعدے تُو نے مجھے دئے ہیں میرے دل میں ان کے حاصل کرنے کا ایسا یقین پیدا کر کہ میں بھی شکرگزاری کے ساتھ ان کو لے لوں۔ اور ابرہام کی مانند تیرے وعدوں کی سچائی کا گواہ بنوں۔ آمین۔

حصّہ تیرھواں

عبرانیوں ۷ باب ا سے ۲۸ آیت تک

(۱) اور یہ ملکِ صدق۔ شالیم کا بادشاہ۔ خدا تعالےٰ کا کاہن
ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔ جب ابراہیم بادشاہوں کو قتل کر کے واپس
آتا تھا تو اسی نے اُس کا استقبال کیا اور اُس کے لئے برکت چاہی
(۲) اسی کو ابراہیم نے سب چیزوں کی دہ یکی دی۔ یہ اوّل تو اپنے
نام کے معنے کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے۔ اور پھر شالیم یعنی
صلح کا بادشاہ (۳) یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے۔ نہ اس
کی عمر کا شروع۔ نہ زندگی کا آخر۔ بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔
(۴) پس غور کرو کہ یہ کیسا بزرگ تھا جس کو قوم کے بزرگ
ابراہیم نے لوٹ کے عمدہ سے عمدہ مال کی دہ یکی دی (۵) اب
لیوی کی اولاد میں سے جو کہانت کا عہدہ پاتے ہیں اُن کو حکم ہے
کہ اُمّت یعنی اپنے بھائیوں سے۔ اگرچہ وہ ابراہیم ہی کی صُلب
سے پیدا ہوئے ہوں۔ شریعت کے مطابق دہ یکی لیں (۶) مگر جس
کا نسب اُن سے جُدا ہے۔ اُس نے ابراہیم سے دہ یکی لی۔ اور جس
سے وعدے کئے گئے تھے اُس کے لئے برکت چاہی (۷) اور
اس میں کلام نہیں کہ چھوٹا بڑے سے برکت پاتا ہے (۸) اور
یہاں تو مرنے والے آدمی دہ یکی لیتے ہیں۔ مگر وہاں وہی لیتا ہے

جس کے حق میں گواہی دی جاتی ہے کہ زندہ ہے (۹) پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ لیوی نے بھی جو دہ یکی لیتا ہے ابراہیم کے ذریعے سے دہ یکی دی (۱۰) اِس لئے کہ جس وقت ملک صدق نے ابراہیم کا استقبال کیا تھا۔ وہ اُس وقت تک اپنے باپ کی صُلب میں تھا۔

(۱۱) پس اگر بنی لیوی کی کہانت سے کاملیّت حاصل ہوتی (کیونکہ اُسی کی ماتحتی میں اُمت کو شریعت ملی تھی) تو پھر کیا حاجت تھی کہ دوسرا کاہن ملک صدق کے طریقے کا پیدا ہو۔ اور ہارون کے طریقے کا نہ گنا جائے؟ (۱۲) اور جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بھی بدلنا ضرور ہے (۱۳) کیونکہ جس کی بابت یہ باتیں کہی جاتی ہیں وہ دُوسرے قبیلے میں شامل ہے۔ جس میں سے کسی نے قربانگاہ کی خدمت نہیں کی۔ (۱۴) چنانچہ ظاہر ہے کہ ہمارا خداوند یہوداہ میں سے پیدا ہؤا۔ اور اس فرقے کے حق میں موسےٰ نے کہانت کا کچھ ذکر نہیں کیا (۱۵) اور جب ملک صدق کی مانند ایک اور ایسا کاہن پیدا ہونے والا تھا (۱۶) جو جسمانی احکام کی شریعت کے موافق نہیں بلکہ غیر فانی زندگی کی قوت کے مطابق مقرر ہو تو ہمارا دعوےٰ اَور بھی صاف ظاہر ہوگیا (۱۷) کیونکہ اُس کے حق میں یہ گواہی دی گئی ہے کہ تُو ملک صدق کے طریقے کا ابد تک کاہن ہے۔ (۱۸) غرض پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہوگیا (۱۹) (کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا) اور اس کی جگہ ایک بہتر اُمید رکھی گئی جس سے

وسیلے سے ہم خدا کے نزدیک جا سکتے ہیں (۲۰) اور چونکہ مسیح کا تقرر بغیر قسم کے نہ ہُوا۔ (۲۱) (کیونکہ وہ تو بغیر قسم کے کاہن مقرر ہوتے ہیں۔ مگر یہ قسم کے ساتھ اُس کی طرف سے ہُوا جس نے اِس کی بابت کہا کہ خداوند نے قسم کھائی ہے اور اُس سے پھریگا نہیں۔ کہ تو ابد تک کاہن ہے) (۲۲) اِس لئے یسوع ایک بہتر عہد کا ضامن ٹھہرا (۲۳) اور چونکہ موت کے سبب قائم نہ رہ سکتے تھے اِس لئے وہ تو بہت کاہن مقرر ہوئے (۲۴) مگر چونکہ یہ ابد تک قائم رہنے والا ہے۔ اِس لئے اِس کی کہانت لازوال ہے۔ (۲۵) اِسی لئے جو اُس کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ اُنہیں پُوری پُوری نجات دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اُن کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے۔

(۲۶) چنانچہ ایسا ہی سردار کاہن ہمارے لائق بھی تھا جو پاک اور بے ریا اور بے داغ ہو۔ اور گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند کیا گیا ہو (۲۷) اور اُن سردار کاہنوں کی مانند اِس کا محتاج نہ ہو کہ ہر روز پہلے اپنے گناہوں اور پھر اُمّت کے گناہوں کے واسطے قربانیاں چڑھائے کیونکہ اِسے وہ ایک ہی بار کر گزرا جس وقت اپنے آپ کو قربان کیا (۲۸) اِس لئے کہ شریعت تو کمزور آدمیوں کو سردار کاہن مقرر کرتی ہے۔ مگر اُس قسم کا کلام جو شریعت کے بعد کھائی گئی۔ اُس بیٹے کو مقرر کرتا ہے جو ہمیشہ کے لئے کامل کیا گیا ہے۔

ملکِ صدق کی کہانت خداوند یسوع مسیح کی ازلی وابدی کہانت کی پیشین گوئی اور پیش نمونہ ہے

س ۱ پیدائش کی کتاب میں ملکِ صدق کی نسبت کیا لکھا ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ شالیم کا بادشاہ کہلاتا ہے ۔

(۲) دوسرے یہ کہ وہ خدا تعالےٰ کا کاہن بھی کہلاتا ہے ۔

(۳) تیسرے یہ کہ وہ ابراہیم کے لئے روٹی اور مے نکال لایا۔

(۴) چوتھے یہ کہ اس نے ابراہیم کو برکت دے کر کہا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آسمان و زمین کا مالک ہے۔ ابراہیم مبارک ہو۔ اور مبارک خدا تعالیٰ جس نے تیرے دشمنوں کو تیرے ہاتھ میں حوالے کیا۔

(۵) پانچویں یہ کہ ابراہیم نے ملکِ صدق کو اپنے مال کا دسواں حصہ دیا۔

(۶) چھٹے یہ کہ جب سدوم کے بادشاہ نے ابراہیم سے کہا کہ آدمی مجھے دے اور مال آپ لے تو ابراہیم نے سدوم کے بادشاہ کو جواب دیا کہ میں نے خداوند تعالیٰ آسمان و زمین کے مالک کی قسم کھائی کہ میں ایک دھاگے سے لے کے جوتی کے تسمے تک سارے مال سے کچھ نہ لونگا تاکہ تو نہ کہے کہ میں نے ابراہیم کو دولت مند کیا۔

س ۲ اس نام یا خطاب کے معنے کیا ہیں ؟

ج ملک کے معنی مالک یا بادشاہ ہے۔ صدق عبرانی اور عربی لفظ ہے جس کے اصلی معنی صداقت ہے اور صداقت خدا کی خاص صفت ہے۔ جیسا کہ

یرمیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہوا ہے " دیکھ وہ دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ میں داؤد کے لئے صداقت کی ایک شاخ نکالونگا۔ اور ایک بادشاہ بادشاہی کریگا۔ اور اقبالمند ہوگا اور عدالت اور صداقت زمین پر کریگا۔ اس کے دنوں میں یہوداہ نجات پاویگا۔ اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کریگا۔ اور اس کا نام یہ رکھا جائیگا۔ خداوند ہماری صداقت۔ اسی لئے دیکھ وہ دن آتے ہیں۔ خداوند کہتا ہے کہ وہ پھر نہ کہینگے۔ خداوند زندہ ہے جو بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال لایا۔ بلکہ خداوند زندہ ہے جو اسرائیل کے گھرانے کی اولاد کو اتر کی مملکت سے سارے ملکوں سے جہاں میں نے انہیں ہانک دیا تھا چڑھا لایا اور انہیں داخل کیا کہ وہ اپنی زمین میں بسیں " (دیکھو یرمیاہ ۲۳ باب ۵ سے ۸ آیت مقابلہ کرو یشعیاہ ۱۱ باب ۴ آیت + ۶۲ باب ۲ آیت + زبور ۵۴ کی ۷ آیت + ۱۳۲ کی ۹ آیت + یرمیاہ ۳۳ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت)

س عبرانیوں کے ساتویں باب کی پہلی آیت میں ملک صدق شالیم کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ شالیم کے معنی کیا ہیں؟

ج شالیم عبرانی ہے جس کے معنے سلامتی ہیں۔ عربی میں یہ لفظ "سلام" ہے اور یروشلم کے معنے ہیں سلامتی کا شہر (دیکھو پیدائش ۳۳ باب ۱۸ آیت + زبور ۲۰ کی ۲۹ آیت + زبور ۱۱۶ کی ۱۹ آیت + ۱۲۲ کی ۲ سے ۶ آیت + ۱۲۵ کی ۲ آیت + ۱۴۵ کی ۲ آیت)

س خدا کے کلام میں یروشلیم شہر کے دوسرے معنے کیا ہیں؟

ج وہ مقدس شہر بھی کہلاتا ہے (دیکھو یشعیاہ ۴۸ باب ۲ آیت + ۵۲ باب ۱ آیت + نحمیاہ ۱۱ باب ۱ آیت + زبور ۴۶ کی ۴ آیت + ۸۷ کی ۱ آیت + متی

۴ باب ۵ آیت + ۲ باب ۵۳ آیت + مکاشفہ ۱۱ باب ۲ آیت)

س ۵ پہلی آیت میں لکھا ہے کہ ملک صدق خدا تعالےٰ کا کاہن ہے۔ خدا تعالیٰ کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ وہ سب سے اعلیٰ و بلند ہے (دیکھو اعمال ۷ باب ۴۸ سے ۵۰ آیت مقابلہ کرو ۲۔ تواریخ ۲ باب ۵ و ۶ آیت)

س ۶ پاک کلام کے پرانے عہد نامے کی کن دوسری جگہوں میں ملکِ صدق کا ذکر پایا جاتا ہے؟

ج صرف دو جگہوں میں۔ (پیدائش ۱۴ باب ۱۸ سے ۲۲ آیت اور زبور کی صرف ایک آیت یعنی زبور ۱۱۰ کی ۴ آیت میں)

س ۷ ۱۱۰ زبور کی چوتھی آیت سناؤ۔

ج "خداوند نے قسم کھائی ہے اور وہ نہ پچھتائیگا۔ تو ملکِ صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے" (دیکھو زبور ۱۱۰ کی ۴ آیت)

س ۸ کون کامل راستبازی بکامل صلح اور کامل سلامتی دے سکتا ہے؟

ج ملکِ صدق۔ جو راستبازی اور صلح یا سلامتی دونو کا بادشاہ ہے۔ (دیکھو ۲ آیت)

س ۹ خدا کن کو کامل راستبازی اور کامل صلح بخشتا ہے؟

ج جو لوگ یسوع کو اپنا ملکِ صدق یعنی سلامتی کا بادشاہ اور خدا تعالےٰ کا کاہن مان کر اس سے برکت چاہیں (دیکھو ۱-۳ آیت)

س ۱۰ پیدائش کی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جس وقت ملکِ صدق نے ابراہیم کو برکت بخشی تو اُسے روٹی اور مے بھی بخشی۔ مگر نہ اس خط میں اور نہ کتاب مقدس کی کسی اور جگہ میں ابراہیم کو روٹی اور مے دینے کا

کچھ ذکر پایا جاتا ہے۔ یہاں یہ سوال لازم آتا ہے کہ اس خط کے مصنّف
نے کیوں روٹی اور مَے کا ذکر نہیں کیا؟

ج وجہ یہ ہے کہ یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یسوع جو حقیقی ملکِ صدق اور
خدا تعالےٰ کا کاہن ہے۔ جو ہمیشہ تک قائم رہتا ہے اور راستبازی
اور سلامتی کی برکت کسی چیز کے کھانے پینے پر موقوف نہیں رکھتا۔ بلکہ
راستبازی اور سلامتی کی جو برکتیں وہ اپنے پیروؤں کو بخشتا ہے وہ
بالکل مفت ہیں۔ وہ روٹی کھانے یا مے پینے پر موقوف نہیں ہیں۔

س ۱۱ اگر یہ سوال کیا جائے کہ آیا ملکِ صدق ایک حقیقی شخص تھا جو در
حقیقت ابراہیم کے دنوں میں یروشلیم کا بادشاہ تھا؟ یا صرف
کتاب پیدائش کے لکھنے والے کا خیالی تصور ہے؟ تو اس کا کیا
جواب ہے؟

ج جواب یہ ہے کہ ملکِ صدق ابراہیم کے دنوں میں شالیم کا بادشاہ اور
خدا تعالیٰ کا کاہن بھی تھا جیسا کہ پیدائش کی کتاب میں صاف صاف
لکھا ہوا ہے۔ یہ گمان غالب ہے کہ وہ درحقیقت ایسا راست اور منصف
مزاج بادشاہ تھا کہ خطاب سے راستبازی کا بادشاہ مشہور ہوا اور اس کے
دارالسلطنت نے شالیم یا صُلح کے شہر کے نام سے شہرت پائی۔

س پیدائش کی کتاب کے علاوہ کتابِ مقدس کی کسی اور جگہ میں ابراہیم
کے برکت پانے کے وقت روٹی اور مے پینے کا کچھ ذکر نہیں۔ اس کی
کیا وجہ ہے؟

ج (۱) پہلا جواب یہ ہے کہ کتابِ مقدس کی خاموشی بھی پُر مطلب ہے۔ اور
اس خاموشی پر غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جیسا کہ ابراہیم

کے دنوں میں خدا نے ایک شخص بنام ملک صدق کو اپنی روح کے وسیلہ سے اس اعلےٰ درجہ کی خدمت کے لئے الگ کیا دیتے ہی زمانہ بزمانہ خود اعلیٰ درجہ کی خدمت کے لئے کسی نہ کسی شخص کو جدا کرتا ہے مثلاً بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے بچانے کے لئے اور ان کو طرح طرح کی برکتیں بخشنے کے لئے خورس بادشاہ کو الگ کیا۔ اُسے بلایا اور اپنی روح سے مسح کر کے اس اعلےٰ درجے کی خدمت کے لئے مخصوص کیا۔

"خورس کے حق میں کہتا ہوں کہ وہ میرا چرواہا ہے اور وہ میری ساری مرضی پوری کریگا۔ اور یروشلم کی بابت کہتا ہوں کہ وہ بنائی جائیگی۔ اور ہیکل کی بابت کہ اس کی بنیاد ڈالی جائیگی" (یشعیاہ ۴۴ باب ۲۸ آیت + یشعیاہ ۴۵ باب ۱-۵ آیت + ۲۔ تواریخ ۱۶ باب ۹ آیت + اعمال ۱ باب اور ۲ و ۴ و ۳ و ۵ و ۳ آیت + ۱۳ باب ۱ سے ۲ آیت + ۱۵ باب ۱۳ سے ۱۸ آیت + ایوب ۱ باب ۱ آیت)

(۲) دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ خدا کی رحمت کیا ہی وسیع ہے۔ کہ ہر قوم میں سے اس کے چُنے ہوئے خادم نکلتے ہیں۔ کیا خدا صرف یہودیوں کا خدا ہے۔ غیر قوموں کا نہیں؟ بے شک غیر قوموں کا بھی ہے۔ (رومیوں ۳ باب ۲۹ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۹ باب ۴ آیت + ۱۰ باب ۱۲ آیت + ۱۵ باب ۹ آیت گلتیوں ۳ باب ۲۸ آیت)

(۳) تیسری غور طلب بات یہ ہے کہ جو باتیں مصنف نے ملک صدق کی بادشاہت اور کہانت کی نسبت لکھیں وہ یسوع کی بادشاہت اور کہانت سے پوری ہو گئیں۔ اس کی بادشاہت کی بنیاد صداقت ہے

اور اس کی بادشاہت کا انجام صلح یا سلامتی ہے۔

(۴) چوتھی غور طلب بات ہے کہ مسیح کی کہانت اور بادشاہت کی برکتیں روٹی کھانے اور مَے پینے پر موقوف نہیں ہیں بلکہ جن قوموں میں اس کی کہانت اور بادشاہت کی خوشخبری سنائی نہیں گئی اور جن شخصوں کو اس کی خوشخبری پہنچائی نہیں گئی ان میں سے بھی بہتیرے اس کے وسیلے سے نجات پاکر خدا کی بادشاہت میں دخل پائینگے " پطرس نے زبان کھول کر کہا۔ اب مجھے پورا یقین ہوگیا کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں بلکہ ہر قوم میں جو اُس سے ڈرتے ہیں اور راستبازی کرتے ہیں وہ اس کو پسند آتے ہیں" (اعمال ۱۰ باب ۳۴ سے ۳۶ آیت۔ مقابلہ کرو۔ متی ۲۵ باب ۳۱ سے ۴۶ آیت + لوقا ۱۰ باب ۳۰ سے ۳۷ آیت + متی ۸ باب ۱۰ سے ۱۳ آیت)

س ۱۱ ملکِ صدق کے نسب نامہ کا کیا ذکر ہے؟

ج یہ کہ اس کے باپ یا ماں یا قوم کا کچھ ذکر نہیں ہے اور نہ اس کی عمر کے شروع یا زندگی کے آخر کا کچھ ذکر ہے (دیکھو ۳ آیت)

س ۱۲ اس میں کیا تعجب ہے؟

ج یہ کہ پیدائش کی کتاب میں ہر ایک بزرگ کا تو نسب نامہ صاف لکھا ہوا ہے مگر اس خط میں جو شخص سب سے بزرگ ہے یہاں تک کہ اس نے ابراہیم کو برکت بخشی اور اس سے دہ یکی لی تعجب ہے کہ اس کے نسب نامہ کا مطلق ذکر نہ ہو۔

س ۱۳ اس کی وجہ کیا ہے کہ ملکِ صدق کی عمر یا زندگی کا شروع اور آخر نہیں لکھا ہے گو پیدائش کی کتاب میں ایک ایک بزرگ کا نسب نامہ صاف

صاف لکھا ہؤا ہے ؟

ج وجہ یہ ہے کہ ملک صدق خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا (دیکھو ۳ آیت) خدا کی زندگی کا نہ شروع ہے اور نہ آخر۔ اسی طرح یسوع کی کہانت کا نہ شروع ہے نہ اس کے آخر کا کچھ ذکر ہے۔ یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے (عبرانیوں ۱۳ باب ۸ آیت مقابلہ کرو ۱ باب ۱۲ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۸ آیت)

س ۱۶ جس وقت ابراہیم نے ملک صدق کو دیکھا تو کس کی مثال دیکھی ؟

ج یسوع کی کہانت کی مثال۔ اور اس کا گواہ یسوع خود ہے۔ جب یہودیوں نے یہ سوال کیا۔ ہمارا باپ ابراہیم جو مرگیا کیا تُو اس سے بھی بڑا ہے ؟ اور نبی بھی مرگئے تُو اپنے آپ کو کیا ٹھہراتا ہے۔ تو یسوع نے جواب دیا "تمہارا باپ ابراہیم میرے دن دیکھنے کی امید پر بہت خوش تھا چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہؤا۔ یہودیوں نے اس سے کہا کہ تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی بھی نہیں۔ پھر تُو نے ابراہیم کو کیسے دیکھا ؟ یسوع نے ان سے کہا۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ پیشتر اس سے کہ ابراہیم پیدا ہؤا میں ہوں" (یوحنا ۸ باب ۵۳ سے ۵۸ آیت۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱ باب ۵ و ۲۴ آیت + کلسیوں ۱ باب ۱۷ آیت + خروج ۳ باب ۱۴ آیت)

س ۱۷ اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خدا کی گہری دانائی ظاہر ہوتی ہے کہ یسوع کے آنے سے ہزارہا برس پہلے اُس نے ایک شخص کو یہ دو نعمتیں صداقت اور سلامتی بخشیں کہ وہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔ یہ بے باپ۔ بے ماں اور بے نسب نامہ ہے۔ نہ اس کی عمر کا شروع۔ نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے

کے مشابہ ٹھہرا (عبرانیوں ۷ باب ۳ آیت) "خدا کی دولت اور حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہیں۔ اس کے فیصلے کس قدر ادراک سے پرے اور اس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں" (رومیوں ۱۱ باب ۳۳ آیت)

(۲) دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ غیر قوموں سے بھی ایک نکلا جو بنی اسرائیل کے باپ ابراہیم سے بزرگ تھا (دیکھو اعمال ۱۰ باب ۳۴ آیت)

(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ غیر قوموں میں سے ایک نکلا جو خدا کے بیٹے یسوع کا مشابہ ہوا۔

س ۱۸ ملک صدق کی کہانت اور پاک نوشتوں کی کہانتوں میں کیا فرق ہے؟

ج یہ کہ پاک نوشتوں میں سوا ملکِ صدق کے کوئی دوسرا بادشاہ کاہن نہیں ٹھہرا۔ مگر یہاں یہ یکتا بادشاہ ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کا کاہن بھی ٹھہرا۔

س ۱۹ اس یکتا بادشاہ میں کون سی دو خاص صفتیں تھیں؟

ج یہ کہ وہ یہاں تک صادق ٹھہرا کہ وہ ملکِ صدق یعنی صداقت کا مالک یا بادشاہ کہا گیا۔ اور وہ یہاں تک صلح کرانے والا ٹھہرا کہ وہ صلح یا سلامتی کا بادشاہ بھی کہلایا۔

س ۲۰ ابراہیم کی اولاد میں سے جو شخص کہانت کا عہدہ پاتے تھے۔ موسےٰ کی شریعت کے مطابق ان کو کیا حکم تھا؟

ج یہ کہ وہ اپنی امّت یعنی اپنے بھائیوں سے دہ یکی لیں (۷ باب ۵ آیت)

س ۲۱ جو دہ یکی بنی اسرائیل نے لیوی کاہن کو دی اور جو دہ یکی ابراہیم نے ملک صدق کاہن کو دی ان میں کیا فرق تھا؟

ج یہ کہ ابراہیم نے اپنی خوشی سے دہ یکی دی۔ نہ اس لئے کہ اس کو حکم ملا

تھا بلکہ شکرگزاری کی راہ سے ۔ برعکس اس کے جو دہ یکی بنی اسرائیل لیوی
کاہن کو دیتے تھے اُس میں ان کی خوشی پر موقوف نہ تھا کہ دیں یا نہ دیں
بلکہ دینے کا صاف حکم تھا اور دینا شریعت کے موافق تھا ۔

س ۲۲ کیوں یہ حکم تھا؟

ج اِس لئے کہ لیوی کاہن اپنا سارا وقت کہانت کی خدمت میں صرف
کرتے تھے اور دہ یکی لینے سے ان کی پرورش ہوتی تھی ۔

س ۲۳ چوتھی آیت سے گیارھویں تک کا خلاصہ کیا ہے ؟

ج یہ کہ ملکِ صدق ابراہیم سے بزرگ ہے ۔

س ۲۴ مصنّف کس کس دلیل سے ثابت کرتا ہے کہ ملکِ صدق ابراہیم سے
بزرگ تر ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ جس کو قوم کے بزرگ ابراہیم نے لوٹ کے عمدہ سے
عمدہ مال کی دہ یکی دی ۔ وہ اس سے بزرگ تر ٹھہرتا ہے ۔ اُن دنوں
اکثر لوٹ کا عمدہ سے عمدہ مال معبود کے لئے مخصوص کیا جاتا تھا ۔
(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ ملکِ صدق نے ابراہیم کو برکت بخشی ۔
اور اس میں کلام نہیں کہ چھوٹا بڑے سے برکت پاتا ہے (دیکھو ۷ آیت)
(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ جو لیوی والی کہانت کے کاہن دہ یکی لیتے
تھے وہ سب مرنے والے تھے ۔ مگر ملکِ صدق کی کہانت کے طریقے
پہ جو کاہن ٹھہرا تھا وہ ہمیشہ کے لئے کاہن تھا (دیکھو ۸ آیت)

س ۲۵ پانچویں آیت میں لیوی کاہن کا ذکر ہے وہ کون تھا ؟

ج یعقوب کے بارہ بیٹوں میں سے ۔ وہ اور اس کی اولاد خدا کے حکم
سے قوم بنی اسرائیل کی کہانت کی خدمت کے لئے جدا کئے گئے

بخشے

س ۲۶ کس کے ذریعے سے لیوی نے ملک صدق کو دہ یکی دی؟

ج جس حال کہ لیوی ابراہیم کی صُلب یعنی نسل سے تھا اُس نے اپنے باپ ابراہیم کے ذریعے سے ملک صدق کو دہ یکی دی اور اس سے برکت چاہی (دیکھو ۹ و ۱۰ آیت)

س ۲۷ بنی لیوی کی کہانت کی کمزوری اور نا کاملیت کا ثبوت کیا ہے؟

ج اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کی کہانت سے خدا کے سامنے کاملیت حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اگر ان کی کہانت سے کاملیت ہو سکتی تو پھر کیا حاجت تھی کہ دوسرا کاہن ملک صدق کے طریقے کا پیدا ہو اور ہارون جو لیوی کی کہانت کے طریقے کا تھا نہ گنا جائے؟

س ۲۸ کہانت کے بدل جانے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج اور جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بدل جانا بھی ضرور ہے۔

س ۲۹ بنی اسرائیل کے کس فرقے سے کسی نے قربانگاہ کی خدمت نہیں کی؟

ج یہوداہ کے قبیلے کے فرقے نے (دیکھو ۱۳ و ۱۴ آیت)

س ۳۰ ہمارا سردار کاہن خداوند یسوع بنی اسرائیل کے کس قبیلے سے نکلا؟

ج یہوداہ کے قبیلے سے (دیکھو ۱۴ آیت)

س ۳۱ ثابت کرو کہ یسوع بنی اسرائیل کے یہوداہ کے فرقہ سے نکلا؟

ج یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ دیکھو (متی ۹ باب ۲۷ آیت + ۱۲ باب ۲۳ آیت + ۱۵ باب ۲۲ آیت + ۲۰ باب ۳۰ آیت + ۲۱ باب ۹ و ۱۵ آیت + مرقس ۱۰ باب ۴۷ آیت + لوقا ۱ باب ۳۲ آیت + لوقا ۳ باب ۲۳ آیت + رومیوں ۱ باب ۳ آیت + ۲۔ تمتھیس ۲ باب ۸ آیت + یشعیاہ

۱۱ باب ۱ آیت + میکاہ ۵ باب ۱۵ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۵ آیت)

س ۳۲ ۱۴ آیت میں جس یونانی لفظ کا ترجمہ "پیدا ہوا" کیا گیا ہے اس کے اصلی معنے کیا ہیں؟

ج اس لفظ کے دو معنی اُگا یا طلوع ہوا ہو سکتے ہیں۔

(۱) پہلے یہ کہ جیسے جڑ سے شاخ اُگتی ہے ویسے یسوع داؤد کی جڑ سے اُگا۔ (دیکھو یشعیاہ ۱۱ باب ۱ آیت + یرمیاہ ۲۳ باب ۵ و ۱۵ آیت + زکریاہ ۳ باب ۸ آیت + ۶ باب ۱۲ آیت)

(۲) اس یونانی لفظ کے دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ جیسے سورج سے روشنی یا ستارہ طلوع ہوتا ہے ویسے یسوع طلوع ہوا (دیکھو گنتی ۲۴ باب ۱۷ آیت + یشعیاہ ۶۰ باب ۱ آیت + ملاکی ۴ باب ۲ آیت)

یہ دو نو مثالیں یسوع نے خود اپنے حق میں بیان فرمائیں جیسا لکھا ہے "یسوع نے اپنا فرشتہ اس لئے بھیجا کہ کلیسیاؤں کے بارے میں تمہارے آگے ان باتوں کی گواہی دے۔ میں داؤد کی اصل و نسل اور صبح کا چمکتا ہوا ستارہ ہوں" (مکاشفہ ۲۲ باب ۱۶ آیت)

س ۳۳ ۱۶ آیت میں یہ لکھا ہے کہ لیوی کہانت کے کاہن جسمانی احکام کی شریعت کے موافق مقرر ہوئے۔ اس جگہ "جسمانی" کے کیا معنی ہیں؟

ج یہ کہ لیوی کہانت کے کاہن فانی۔ چند روزہ اور مرنے والے آدمی تھے اور ان وجوہ سے ناکامل اور ناپائیدار ٹھہرتے تھے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ نفسانی یا جسم کی بری خواہشوں کے قبضہ میں تھے۔

س ۳۴ ملک صدق کی کہانت کے طریقے کے کاہن کی زندگی کی نسبت کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ اس کی زندگی غیر فانی ہو۔ یعنی اس کی زندگی کا جاتے رہنا ناممکن تھا۔

س ۳۵ جو کاہن ملکِ صدق کی کہانت کے طریقے پر مقرر ہو اس کی قوّت کس بات پر موقوف ہے؟

ج اس کی غیر فانی زندگی پر۔

س ۳۶ ثابت کرو کہ یسوع کی زندگی غیر فانی زندگی تھی۔

ج ۱۶ زبور میں اس کی غیر فانی زندگی کی پیشین گوئی مرقوم ہے۔ جیسا لکھا ہے کہ "تو میری جان کو قبر میں نہ رہنے دیگا اور تو اپنے قدّوس کو سڑنے نہ دیگا۔" (زبور ۱۶ کی ۱۰ آیت)

یسوع نے خود بارہا اپنی موت سے پہلے ہی پیشین گوئی کی۔ جیسا لکھا ہے کہ "مجھے ضرور ہے کہ یروشلم کو جاؤں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دُکھ اُٹھاؤں۔ اور قتل کیا جاؤں۔ اور تیسرے دن جی اُٹھوں۔" (متی ۱۶ باب ۲۱ آیت)

اور پنتکوست کے دن پطرس رسول نے یروشلم کے شہر میں مسیح کے قاتلوں کے سامنے اس کے جی اُٹھنے کی گواہی دی۔ جیسا لکھا ہے۔ "اے بھائیو میں قوم کے بزرگ داؤد کے حق میں تم سے دلیری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ مؤا۔ اور دفن بھی ہؤا اور اس کی قبر آج تک ہم میں موجود ہے۔ پس نبی ہو کر اور یہ جان کر کہ خدا نے مجھ سے قسم کھائی ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کو تیرے تخت پر بٹھاؤنگا۔ اُس نے پیشین گوئی کے طور پر مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا کہ نہ وہ عالمِ ارواح میں چھوڑا گیا نہ اس کے جسم کے سڑنے کی نوبت پہنچی۔ اسی یسوع کو خدا نے

جلایا جس کے ہم سب گواہ ہیں۔" (دیکھو اعمال ۲ باب ۲۹ سے ۳۲ آیت)

س ۳۷ یسوع نے خود اپنی غیر فانی زندگی کی بابت کیا کہا؟

ج یہ کہ "کوئی مجھ سے اسے چھینتا نہیں بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اس کے پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا۔" (یوحنا ۱۰ باب ۱۸ آیت)

س ۳۸ ۱۸ آیت میں لکھا ہے کہ "پہلا حکم منسوخ ہو گیا"۔ اس جگہ پہلے حکم سے کیا مراد ہے؟

ج پہلے حکم سے موسوی شریعت مراد ہے۔ لفظ پہلے سے پرانا بھی مراد ہے۔ اس سے یہ اُمید پیدا ہوتی ہے کہ پہلا یعنی پرانا حکم منسوخ ہو گیا کہ دوسرا اُس سے بہتر حکم جاری کیا جائے۔ یہ پہلا حکم دوسرے بہتر حکم کے لئے تیاری ہے۔ جیسا کہ پہلی کتاب کا پڑھنا دوسری کتاب کے پڑھنے کے لئے تیاری ہوتی ہے اسی طرح پرانی شریعت کے حکم نئے اور بہتر شریعت کے حکموں کے لئے تیاری تھے۔

س ۳۹ پہلا پرانا حکم یعنی موسوی شریعت کیوں منسوخ ہو گئی؟

ج اس لئے کہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں بنایا۔ وہ کمزور اور ناکامل رہی۔ اس لئے کہ وہ بنی آدم کو نہ خدا کے سامنے کامل کر سکتی اور نہ ان کو خدا کے حضور اس کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں داخل کر سکتی تھی۔

س ۴۰ پہلا پرانا حکم یعنی موسوی شریعت کیا کیا ظاہر کر سکتی تھی؟

ج یہ کہ آیا بنی اسرائیل کا کوئی شخص راستباز تھا یا ناراست۔ آیا وہ فرمانبردار تھا یا نافرمان۔ آیا وہ سزا کے لائق تھا یا نہیں۔ مگر وہ اس کو یہ قوت

یا طاقت نہ دے سکتی تھی کہ شریعت کو عمل میں لائیں وہ آدمی کے ٹیڑھے
پن کو سیدھا نہ کر سکتی تھی ۔

س ۴۱ موسوی شریعت کی کمزوری کی نسبت پولوس رسول کیا کہتا ہے ؟

ج وہ کہتا ہے کہ شریعت پاک اور راست اور اچھی ہے اور روحانی ہے
مگر میں جسمانی اور گناہ کے ہاتھ بکا ہوا ہوں (دیکھو رومیوں ۷ باب ۱۴ آیت)

س ۴۲ شریعت کی کمزوری کو کس سے تشبیہ دی جاتی ہے ؟

ج شاقول سے ۔ شاقول کے وسیلے سے کاریگر کو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آیا
یہ دیوار سیدھی ہے یا ٹیڑھی ۔ مگر دیوار کو سیدھا کرنے سے شاقول
عاجز ہے ۔ اسی طرح سے شریعت بھی بنی آدم کے دل کو سیدھا کرنے
سے لاچار ہے ۔ اس سبب سے نہیں کہ شاقول میں کچھ ٹیڑھاپن ہے
بلکہ اس سبب سے کہ کاریگر کی آنکھ میں ٹیڑھاپن ہے ۔

س ۴۳ یعقوب رسول کون سی مثال سے خدا کی شریعت کے حکموں کو کامل طور سے
عمل میں لانے کی کمزوری اور لاچاری ظاہر کرتا ہے ؟

ج آئینہ کی مثال سے ۔ جیسے آئینہ آدمی کے منہ کے داغ دکھاتا ہے مگر
اس کو صاف نہیں کر سکتا ویسے ہی شریعت ہمارے دل کے داغ ظاہر
کرتی ہے مگر ان کو صاف و پاک کرنے کے لئے کمزور اور ناکامل ہے ۔ آئینہ
تو صاف ہے ۔ اس میں داغ نہیں ۔ مگر اس کا کام داغ کو صاف کرنا
نہیں بلکہ صرف داغ کو دکھلانا ۔ ویسے ہی شریعت بھی اس امر میں لاچار ہے

س ۴۴ کیا بنی آدم میں سے کوئی شخص شریعت کے اعتبار سے آج تک پاک اور
بے عیب اور کامل ٹھہرا ہے ؟

ج ہاں خدا نے ایسا ہی سردار کاہن ہمارے لئے بخش دیا جو پاک اور بے

رہا اور بے داغ ہے۔ گو وہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تاہم بے گناہ رہا۔ وہ یسوع کہلاتا ہے۔ اس لئے کہ جتنے اس کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ انہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ شریعت کے سردار کاہنوں کی مانند نہیں۔ جو مرنے والے تھے اور پھر جی نہ اٹھے۔ یسوع پوری پوری نجات دے سکتا ہے اس لئے کہ وہ اپنی امت کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے (دیکھو عبرانیوں ۴ باب ۱۵ آیت + ۷ باب ۲۵ و ۲۶ آیت)

س ۵۴ یسوع کی کہانت اور موسوی شریعت کی کہانت میں کیا فرق ہے؟

ج (۱) پہلا فرق یہ ہے کہ موسوی شریعت کے سردار کاہن بنی اسرائیل کی قوم سے اور اس قوم کے ۱۲ فرقوں میں سے صرف ایک فرقے یعنی بنی لیوی سے اور بنی لیوی میں سے صرف ایک ہی گھرانے یعنی ہارون کے گھرانے سے کاہن چنے گئے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسوی شریعت کے کاہن صرف بنی اسرائیل کے ایک فرقے سے ایک ہی قوم کے لوگوں کے واسطے خاص کاہن ٹھہرے تھے۔ مگر یسوع نہ صرف بنی اسرائیل۔ بلکہ کل قوموں کے لئے سردار کاہن ٹھہرا کہ ہر شخص خواہ کسی قوم کا کیوں نہ ہو یسوع کو اپنا سردار کاہن قبول کر کے اس کے وسیلے سے بسلامتی خدا کے نزدیک آسکتا ہے۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ شریعت کے مطابق صرف ایک شخص یعنی بنی اسرائیل کا سردار کاہن سال بھر میں ایک ہی بار خدا کی پاک ترین جگہ میں داخل ہو سکتا تھا۔ اس لئے کہ اس سے موسوی شریعت کی کہانت کی کمزوری اور ناکاملیت ظاہر ہے اور اس لئے وہ منسوخ کئے جانے کے لائق ٹھہری جس

عہد کا سردار کاہن یسوع ہے اس کے وسیلے سے یسوع کے پیرو اس کے پیچھے خدا کے حضور پاک ترین جگہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔

س ۴۶ شریعت کے بدلے میں کون سی بہتر امید رکھی گئی؟

ج جس امید سے یسوع کا ہر پیرو خدا کے نزدیک پاک ترین جگہ میں جا سکتا ہے وہ اُمید شریعت سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ شریعت سے سال میں صرف ایک ہی دن ایک ہی شخص کے وسیلے سے خدا کے حضور میں داخل ہونے کی اُمید تھی۔ مگر جو امید یسوع اپنے شاگردوں کو بخشتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے وسیلے سے وہ ہر وقت خدا کے حضور میں داخل ہو سکتے ہیں۔

س ۴۷ کاہن کی خدمت کیا تھی؟

ج یہ کہ جن کے لئے وہ کاہن بنے ان کو وہ خدا کے نزدیک لے آئے۔ یہاں تک کہ جس گناہ یا خطا یا جس وجہ سے وہ خدا کے نزدیک نہ جا سکتے تھے وہ اس گناہ یا خطا کو دور کر کے ان کو خدا کے حضور پاک ترین جگہ میں لے جا سکتا تھا۔

س ۴۸ موسوی شریعت کے کاہن اپنے پیروؤں کو خدا کے نزدیک اس کی پاک ترین جگہ میں کس وجہ سے نہیں لے جا سکتے تھے؟

ج وجہ یہ تھی کہ موسوی شریعت کے بموجب خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں داخل ہونے کی شرط یہ تھی کہ داخل ہونے والا اس شریعت کے بموجب کامل اور پاک ٹھہرے۔ اور سوائے یسوع کے بنی آدم میں سے کوئی دوسرا شخص شریعت کے اعتبار سے پاک۔ بے عیب اور کامل نہیں ٹھہر سکتا۔

س ۲۹ یسوع کے پیرو کس سبب سے یسوع کے وسیلے سلامتی کے ساتھ بلا خوف خدا کے نزدیک جا سکتے ہیں ؟

ج اس لئے کہ یسوع ان کا سردار کاہن ہو کر ان کے سب گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور اس کے کفارے سے خدا کے حضور میں اس کی پاک ترین جگہ میں گناہ سے تائب اور یسوع پر ایمان لانے والوں کے لئے راہ کھل گئی ہے۔ "اے میرے بچو۔ یہ باتیں میں تمہیں اس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو۔ اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز۔ اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی" (دیکھو ۱۔ یوحنا ۲ باب ۱ و ۲ آیت)

"محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی۔ بلکہ اس میں ہے کہ اس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا" (دیکھو ۱۔ یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + ۱۴ باب ۶ آیت + ۱۰ باب ۱۵ و ۲۵ آیت + ۱۲ باب ۳۲ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۶ آیت + رومیوں ۳ باب ۲۵ آیت + ۸ باب ۳۴ آیت + ۲ کرنتھیوں ۵ باب ۱۸ و ۱۹ آیت)

س ۳۰ ۲۰ و ۲۱ آیات میں مسیح کے کاہن ٹھہرنے اور موسوی شریعت کے کاہن ہونے کی تقرری میں کیا فرق بتلایا گیا ہے ؟

ج یہ کہ موسوی شریعت کے کاہن بغیر قسم کے کاہن مقرر ہوتے تھے۔ مگر مسیح قسم کے ساتھ اس کی طرف سے کاہن ٹھہرا جس کی بابت کہا گیا ہے کہ خداوند نے قسم کھائی ہے اور اس سے پھریگا نہیں کہ تو ابد تک کاہن ہے

(دیکھو ۲۱ آیت۔ مقابلہ کرو ۶ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت + زبور ۱۱۰ کی ۴ آیت)

س ۵۱ ۲۲ آیت میں لکھا ہے کہ یسوع ایک بہتر عہد کا ضامن ٹھہرا۔ اس بہتر عہد میں کون سی برکتیں اور نعمتیں شامل ہیں؟

ج (۱) پہلی برکت یہ ہے کہ اس عہد میں خدا کی صاف۔ پوری۔ بے تبدیل اور کامل محبت کا اظہار ہے۔ جیسا لکھا ہے "کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت کی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + رومیوں ۸ باب ۳۲ آیت + ۱۔ یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت)

(۲) اس بہتر عہد کی دوسری برکت یہ ہے کہ اس عہد میں ہر قوم کے ہر ایک شخص کے گناہوں کی معافی کی یہ منادی ہے کہ خدا باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار یا شافع موجود ہے یعنی یسوع مسیح۔ جیسا لکھا ہے۔ (دیکھو ۱۔ یوحنا ۲ باب ۱ و ۲ آیت۔ مقابلہ کرو رومیوں ۱۰ باب ۴ سے ۱۳ آیت)

(۳) اس بہتر عہد کی تیسری برکت یہ ہے کہ اس عہد میں گناہ پر غالب آنے کی راہ کھل گئی۔ اور پاک زندگی گزارنے کی قوت ملتی ہے۔ (دیکھو رومیوں ۶ باب ۱ سے ۱۰ آیت + ۷ باب ۱۸ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱ سے ۲۱ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۶ باب ۱ و ۲ آیت)

س ۵۲ اس نئے عہد کی پختگی اور کاملیت کیا ہے؟

ج یہ کہ یسوع ہر اُس وعدے کے پورا کئے جانے کا ضامن ہے۔ بلکہ وہ آپ ہی اس عہد کے پورا ہونے کا بیعانہ ہے اور روح القدس بھی اس عہد کے وعدوں کے پورا ہونے کا بیعانہ ہے۔

س ۵۳ لکھا ہے کہ موسوی شریعت کے بہت سے کاہن مقرر ہوئے۔ بتاؤ کس

لئے بہت سے کاہن مقرر ہوئے؟

ج اس لئے کہ وہ موت کے سبب کاہن نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ مر گئے اور پھر زندہ نہ ہوئے۔

سؔ ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ یسوع کی کہانت لازوال ہے یہاں لازوال کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ اس کی کہانت موسوی شریعت کی کہانت کی مانند چند روزہ نہ تھی بلکہ اٹل اور بے تبدیل تھی۔ اس کی کہانت بے تبدیل رہی اس لئے کہ وہ اب تک قائم ہے اور وہ یکتا کہانت کا کاہن ہے اس لئے کہ جیسی قربانی اس نے گزرانی کوئی دوسرا ایسی قربانی نہیں گزران سکتا۔

سؔ یسوع کن کو پوری پوری نجات دے سکتا ہے؟

ج اُن کو جو اس کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں (دیکھو ۲۵ آیت)

سؔ یسوع نے خود خدا باپ کے پاس آنے کے وسیلے کی نسبت کیا کہا؟

ج یہ کہ راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ جیسا لکھا ہے کہ "یسوع نے اس سے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں۔ کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔" (یوحنا ۱۴ باب ۶ آیت)

سؔ کیا یسوع مسیح کو چھوڑ کر کسی دوسرے نام یا وسیلے سے پوری پوری نجات مل سکتی ہے؟

ج نہیں اگر کسی دوسرے کے آنے اور وسیلے سے پوری پوری نجات مل سکتی تو کیا خدا اس کو صلیب کی موت سے نہ بچاتا؟ کسی دوسرے کی موت سے نجات نہیں ہو سکتی۔ جیسا لکھا ہے "اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے اور زمین کے اوپر آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں۔

بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں۔ (اعمال ۴ باب ۱۲ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۱۰ باب ۶ سے ۱۵ آیت)

س ۵۸ پوری پوری نجات کے معنے کیا ہیں؟ (دیکھو ۲۵ آیت)

ج (۱) پہلے یہ کہ جو یسوع کے وسیلے سے خدا کے پاس آتا ہے وہ انہیں پاک روح بخشتا ہے۔ کہ وہ گناہ سے نفرت کرکے اس سے بچتے رہیں۔ یہ نجات آدمی کی روح۔ جان اور بدن۔ تینوں کے اندر حرکت اور اثر کرکے اسے پاک کرتی جاتی ہے۔ جو یوں خدا کے پاس آتے ہیں وہ بے سمجھے بوجھے یا بے پروائی سے نہیں آتے۔ بلکہ ایسے آتے ہیں جیسے ایک سچا عابد پاک معبود کے مقدس میں داخل ہوتا ہے "ہر قسم کی بدی سے بچے رہو۔ خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو پاک کرے اور تمہاری روح اور جان اور بدن ہمارے خداوند یسوع کے آنے تک پورے پورے اور بے عیب محفوظ رہیں" (۱۔ تھسلنیکیوں ۵ باب ۲۲ و ۲۳ آیت مقابلہ کرو فلپیوں ۲ باب ۱۲ و ۱۳ آیت)

س ۵۹ پوری پوری نجات پانے کی امید کس بات پر موقوف ہے؟

ج اس بات پر کہ یسوع جو گنہگاروں کا کفارہ ہے اور جو گناہ سے بچانے والا بھی ہے۔ جتنے اس کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ ان کو پاک روح عنایت کرتا ہے تاکہ وہ ان کا استاد۔ ہادی حامی اور مددگار ہو۔ اور وہ خود ان کی شفاعت کے لئے اور ان کی دعائیں سننے کے لئے خدا کے حضور میں زندہ ہے

س ۶۰ یسوع کی شفاعت کی نظیریں بتاؤ؟

ج مثلاً جیسا کہ اس نے شمعون پطرس کے لئے شفاعت کی "شمعون۔

شمعون - دیکھ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا تاکہ گیہوں کی طرح پھٹکے لیکن میں نے تیرے لئے دعا مانگی - کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے - اور جب تُو رجوع کرے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا" (لوقا ۲۲ باب ۳۱ و ۳۲ آیت) اور اس نے اپنے شاگردوں کے لئے بھی شفاعت کی - جیسا لکھا ہے - "میں آگے کو دنیا میں نہ ہونگا - مگر یہ دنیا میں ہیں - اور میں تیرے پاس آتا ہوں - اے قدوس باپ اپنے اُس نام کے وسیلے سے جو تُو نے مجھے بخشا ہے ان کی حفاظت کر - تاکہ وہ ہماری طرح ایک ہوں" (یوحنا ۱۷ باب ۱۱ آیت) "میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تُو انہیں دنیا سے اُٹھا لے بلکہ یہ کہ شریر سے ان کی حفاظت کر" (یوحنا ۱۷ باب ۱۵ آیت مقابلہ کرو عبرانیوں ۸ باب ۷ ۲ و ۲۳ آیت ۲۰۱ - یوحنا ۹ باب ۱ آیت)

س ۳۱ ہم یسوع کے وسیلے سے دعا یا شفاعت کرکے کیا تسلی پاتے ہیں؟

ج ۔ جو غلطیاں اور نادانی کی باتیں یا بھول چوک ہماری دعاؤں میں شامل ہوں - وہ ان کو صاف کرکے اپنے نام سے پیش کریگا - مثلاً پولوس رسول نے تین بار التماس کی - کہ "جو کانٹا میرے جسم میں چبھویا گیا - مجھ سے دور ہو جائے" یسوع نے اس دعا کے بدلے میں اس کو یہ جواب دیا "کہ میرا فضل تیرے لئے کافی ہے - کیونکہ میری قدرت کمزوری میں پوری ہوتی ہے" (۲ - کرنتھیوں ۱۲ باب ۷ سے ۹ آیت)

پھر پولوس نے اپنے رومی مسیحی بھائیوں کو یہ لکھ بھیجا کہ میں اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ اب آخرکار خدا کی مرضی سے مجھے تمہارے پاس آنے میں کس طرح کامیابی ہو (دیکھو رومیوں ۱ باب ۱۰ آیت) مگر کیا ہُوا؟ یہ کہ عجیب طرح سے اس کی دعا سفر کی کامیابی کے لئے سنی گئی

جس جہاز پر وہ قیدی ہوکر شہر روم کو جارہا تھا وہ بالکل ٹوٹ گیا۔ اور وہ بمشکل تمام بچ گیا۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا یہ کہ اس جہاز کے سب لوگ پولوس کی دعا سے بچ گئے اور پلٹن کے صوبیدار یولیس نے اس کی خاطر سے کل قیدیوں کو مار ڈالنے سے بچایا۔ علاوہ اس کے گمان غالب ہے کہ اُس صوبیدار کی مہربانی اور تعریف سے شہر روم کی پلٹن کے جتنے صوبیدار تھے پولوس کی مدد کے لئے تیار ہوئے (دیکھو اعمال ۲۷ باب ۱ سے ۳ و ۲۰ سے ۴۰ آیت)

س ۶۲ جو سردار کاہن ہم گنہگاروں کی نجات کے لائق ہو۔ ۲۶ آیت میں اُس کی کون سی پانچ صفتیں مرقوم ہیں؟

ج "چنانچہ ایسا ہی سردار کاہن ہمارے لائق بھی تھا۔ جو پاک اور بے ریا اور بے داغ ہو۔ اور گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند کیا گیا ہو" (دیکھو عبرانیوں ۷ باب ۲۶ آیت)

س ۶۳ سردار کاہن کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ پاک ہو۔ ثابت کرو کہ یسوع پاک ہے۔

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ پاک ہو۔ وہ پیدائش ہی سے پاک ٹھہرا جبرائیل فرشتے نے کنواری مریم سے یہ کہا کہ "روح القدس تم پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی۔ اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائیگا" (لوقا ۱ باب ۳۵ آیت مقابلہ کرو متی ۱ باب ۱۸ و ۲۱ آیت)

(۲) دوسرے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی گواہی سے یسوع پاک ٹھہرتا ہے جیسا لکھا ہے "یوحنا نے یہ گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر

کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے اور وہ اس پر ٹھہر گیا۔ اور میں تو اُسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ سے کہا کہ جس پر تُو روح کو اترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔" (یوحنا ۱ باب ۳۲و۳۳)

اور اگر یسوع آپ ہی پاک نہ ہوتا تو کیا وہ اَوروں کو روح القدس کا بپتسمہ دینے والا ٹھہر سکتا؟ (مقابلہ کرو متی ۳ باب ۱۱ آیت + یوحنا ۷ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت + اعمال ۱۱ باب ۱۵ و ۱۷ آیت)

(۳) یسوع کے شاگرد جو برسوں تک رات دن اس کے ساتھ رہے تھے انہوں نے اس کی پاکیزگی کی گواہی دی۔ جیسا لکھا ہے کہ "شمعون پطرس نے اسے جواب دیا۔ اے خداوند کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں۔ اور ہم ایمان لائے اور جان گئے ہیں کہ خدا کا قدوس تُو ہی ہے۔" (یوحنا ۶ باب ۶۸ و ۶۹ آیت)

"نہ اُس نے گناہ کیا اور نہ اس کے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی۔" (۱۔ پطرس ۲ باب ۲۲ آیت) اور یوحنا رسول نے یہ گواہی دی "اور تم جانتے ہو کہ وہ اس لئے ظاہر ہوا تھا کہ گناہوں کو اٹھا لے جائے اور اس کی ذات میں گناہ نہیں۔" (۱۔ یوحنا ۳ باب ۵ آیت مقابلہ کرو۔ ۱۔ یوحنا ۲ باب ۲۰ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۲۰ و ۲۱ آیت + یوحنا ۸ باب ۴۶ آیت)

(۴) جن ناپاک روحوں کو یسوع نے نکالا انہوں نے یسوع کو خدا کا قدوس کہا۔ جیسا لکھا ہے "اور جنے الفوران کے عبادت خانے میں ایک شخص تھا جس میں ناپاک روح تھی۔ وہ یوں کہہ کر چلایا۔ کہ اسے

یسوع ناصری! ہمیں تجھ سے کیا کام؟ میں تجھے جانتا ہوں کہ تُو کون ہے خدا کا قدوس ہے" (مرقس ۱ باب ۲۳، ۲۴ آیت مقابلہ کرو متی ۸ باب ۲۹ آیت)

س ۲۴ ۲۶ آیت میں لکھا ہے کہ جو شخص سردار کاہن کہلانے کے لائق ہو وہ بے ریا و بے داغ ہو۔ کس کی گواہی سے یسوع بے ریا اور بے داغ ٹھہرتا ہے؟

ج خدا کی گواہی سے۔ بار بار آسمان سے خدا کی طرف سے یہ آواز آئی کہ "تُو میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں" (دیکھو متی ۳ باب ۱۷ آیت + متی ۱۷ باب ۵ آیت + لوقا ۹ باب ۳۵ آیت + یوحنا ۱۲ باب ۲۷ و ۲۸ آیت)

پھر خدا نے یسوع کو مُردوں میں سے جلا کر اس کی پاکیزگی پر گواہی دی۔ جیسا لکھا ہے "یسوع پاکیزگی کے اعتبار سے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا" (رومیوں ۱ باب ۴ آیت)

س ۲۵ ۲۶ آیت میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص ہمارا سردار کاہن ہونے کے لائق ہو وہ گنہگاروں سے جدا ہو۔ کن باتوں میں یسوع گنہگاروں سے جدا تھا؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ آزمایا گیا تاہم بے گناہ رہا (دیکھو ۴ باب ۱۵ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ جو دُنیا کا سردار ہے وہ دنیا کے ہر شخص کے دل کے اندر داخل ہونے کی راہ پاتا یا کسی حیلے سے اس کے اندر جانے کی راہ بنا سکتا ہے۔ مگر اس دنیا کے سردار نے یسوع کے دل کے اندر داخل ہونے کی راہ نہ پائی۔ اور نہ وہ کوئی راہ کھول سکتا تھا یسوع

نے کہا اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کرونگا۔کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُس کا کچھ نہیں (یوحنا ۱۴ باب ۳۰ آیت مقابلہ کرو۔یوحنا ۱۲ باب ۳۱ آیت ۱۶ باب ۱۱ آیت)

(۳) یسوع کے گنہگاروں سے جدا ہونے کا تیسرا ثبوت یہ ہے کہ جس وقت وہ دنیا میں رہا گو وہ گنہگاروں کے ہاتھوں صلیب پر ناحق جان سے مارا گیا تو بھی وہ مُردوں میں سے زندہ نکلا اور آسمان پر چڑھ گیا۔ اور اب وہ آزمایا نہیں جاتا اور نہ آزمایا جاسکتا ہے۔ان سببوں سے مصنف یہ کہتا ہے کہ یسوع گنہگاروں سے جدا ہُوا۔

س ۶۶ ۲۶ آیت میں لکھا ہے کہ جو سردار کاہن ہمارے لائق ہو وہ آسمانوں سے بلند کیا گیا ہو۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہاں آسمانوں سے وہ جگہ مراد ہے جہاں فرشتگان۔کروبین اور اسرافیم جتنے ہوں اور ان کا درجہ جس قدر بھی جلالی ہو۔ہمارا سردار کاہن اُن سب سے اعلیٰ درجہ کے جلال میں داخل ہوگیا ہے۔ وہ دیکھے ہوئے آسمانوں سے گزر کر جو اَن دیکھا روحانی اور جلالی آسمان ہے اُس میں داخل ہُوا۔جس لازوال۔لاثانی۔غیرفانی۔ازلی و ابدی جلال میں خدا خود رہتا ہے یسوع اُس میں داخل ہُوا۔ہاں خدا کے اس ازلی و ابدی جلال میں ہمارے سردار کاہن یسوع کا درجہ سب سے بلند ہے۔ اُس نے اپنے آپ کو اُس ازلی جلال کی صورت سے خالی کر دیا۔ اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا۔ اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی اسی واسطے خدا

نے بھی اسے بہت سربلند کیا اور اسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے
اعلٰی ہے۔ تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹیکے خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ
زمینیوں کا۔ خواہ ان کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے
لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے" (فلپیوں ۲ باب
۷ سے ۱۱ آیت مقابلہ کرو۔ عبرانیوں ا باب ۳ و ۱۴ آیت ۸ باب ا آیت + ۹ باب
۲۴ آیت + لوقا ۲۲ باب ۶۹ آیت + مرقس ۱۶ باب ۱۹ آیت + اعمال ۲ باب ۳۳
آیت + افسیوں ا باب ۲۰ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۵ سے ۱۳ آیت)

س۶۷ ۲۷ اور ۲۸ آیت میں موسوی شریعت کے سردار کاہن کی کہانت اور یسوع
کی کہانت میں کن کن باتوں میں فرق بتایا گیا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ موسوی شریعت کے کاہن ہر روز قربانیاں گزرانتے تھے۔
اور سردار کاہن سال بہ سال کفارہ کے بڑے دن پہ قربانیاں گزرانتا تھا۔
مگر یسوع نے ایک ہی بار قربانی گزرانی (دیکھو ۹ باب ۱۲ و ۲۶ و ۲۸ آیت)
(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ وہ کاہن ہر روز اور سردار کاہن سال بہ سال کفارہ
کے بڑے دن پہ نہ صرف اپنی امّت کے گناہوں کے بلکہ اپنے گناہوں کے
واسطے بھی قربانیاں گزرانتے تھے۔ مگر یسوع بے گناہ رہا اس لئے اس کو
اپنے کسی گناہ کے لئے قربانی گزراننے کی حاجت نہ تھی۔ اُس نے ایک
ہی بار اپنی امّت کے گناہوں کے لئے قربانی گزرانی۔
(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ وہ کاہن پاک اور بے عیب جانوروں کا خون
لے کر خدا کے مذبح پر اپنی امّت کے گناہوں کے واسطے قربانیاں گزرانتے
تھے مگر یسوع نے اپنی امّت کے گناہوں کے لئے بے عیب جانوروں کا
خون نہیں بلکہ صلیب پہ اپنا خون بہایا۔ (مقابلہ کرو ۹ باب ۱۱ سے ۱۴ آیت

-۱۰ باب ۴ سے ۱۲ آیت ۔ افسیوں ۵ باب ۲ آیت)

(۴) چوتھا فرق یہ ہے کہ موسوی شریعت کے سردار کاہن جن کے لئے وہ قربانیاں گذرانتے تھے ان کو وہ ہمیشہ کے لئے خدا کے سامنے کامل نہیں کرسکتے تھے ۔ مگر جن کے لئے یسوع نے اپنے آپ کو قربان کیا خدا ان کو معاف کرکے قبول کرتا اور ان کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے ۔ اُن پر اُس کے حضور میں کوئی نالش نہیں کرسکتا ۔ جیسا لکھا ہے " خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کریگا ؟ خدا وہ ہے جو ان کو راستباز ٹھہراتا ہے ۔ کون ہے جو مجرم ٹھہرائیگا ؟ مسیح یسوع وہ ہے جو مرگیا ۔ بلکہ مُردوں میں سے جی بھی اٹھا ۔ اور خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے (رومیوں ۸ باب ۳۳ و ۳۴ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۷ باب ۲۵ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۷ باب ۱ سے ۲۸ آیت تک

۱۔ اس باب میں مَلکِ صدق کی بادشاہت اور کہانت کی خوبیوں کا بیان ہے
(۱) پہلی خوبی یہ ہے کہ وہ ایسا صادق اور منصف مزاج ٹھہرا کہ وہ مَلکِ صدق کے خطاب سے مشہور ہوگیا تھا (دیکھو پہلی آیت)
(۲) دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ ایسا صلح کرانے والا ٹھہرا کہ اس کا دارالسلطنت شالیم یعنی صلح یا سلامتی کا شہر مشہور ہوگیا تھا (دیکھو ۲ آیت)
(۳) تیسری خوبی یہ ہے کہ کسی تواریخ میں اس کی بادشاہت یا کہانت کے نہ شروع کا اور نہ آخر کا کچھ ذکر پایا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ ازلی و ابدی بادشاہ اور کاہن کی پیش نشانی ٹھہرا (دیکھو ۳ آیت)
(۴) چوتھی خوبی یہ ہے کہ یہ نامعلوم بادشاہ اور کاہن جو مَلکِ صدق شالیم کا بادشاہ اور خدا تعالےٰ کا کاہن کہلاتا ہے وہ خدا کے بیٹے کی بادشاہت اور کہانت کی مثال ہو سکتا ہے۔ وہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہر سکتا ہے۔
(۵) پانچویں خوبی یہ ہے کہ یہ مَلکِ صدق شالیم کا بادشاہ اور خدا تعالیٰ کا کاہن کیسا بزرگ تھا کہ ابراہیم جو اپنی قوم کا بزرگ تھا اُس نے مَلکِ صدق کو اپنے عمدہ سے عمدہ مال کی دہ یکی دی اور اس سے برکت پائی۔ اور اس میں کلام نہیں کہ چھوٹا بڑے سے برکت پاتا ہے۔

(عبرانیوں ۷ باب ۲۔آیت)

(۴) چھٹی خوبی یہ ہے کہ ملکِ صدق کی بادشاہت اور کہانت سے یہ عمدہ سے عمدہ اُمید پیدا ہوئی کہ ایسا کاہن پیدا ہونے والا ہے جس سے وہ برکت پانے والے ہیں۔ وہ خدا کے نزدیک ہیں۔ ہاں خدا کی حضوری ہی میں دخل پائینگے اور اسی کے وسیلے سے نئی۔ پاک۔ لازوال۔ غیر فانی۔ ترقی پذیر اور قوت بخش زندگی پاتے رہینگے (دیکھو ۵ اسے ۹ آیت)

۳۔ پیدائش کی کتاب اور زبور کی کتاب میں ملکِ صدق کے بیان سے پاک نوشتوں کی یگانگت۔ سچائی اور الہی نجات کا عجیب ثبوت ملتا ہے۔ دیکھو پیدائش کی کتاب میں صرف تین آیتوں میں ملکِ صدق کا ذکر ہے۔ پھر ایک ہزار برس بعد ایک سو دسویں زبور کی ایک ہی آیت میں اسی عجیب لاثانی اور بے بدل کاہن کا ذکر ہے۔ موسیٰ کی کل کتابوں۔ تمام زبوروں اور کل انبیاء کی کتابوں میں ان چار آیتوں کو چھوڑ کر کسی اور جگہ ملکِ صدق اور اس کی بادشاہت یا کہانت کا کچھ ذکر پایا نہیں جاتا۔ پھر ایک ہزار برس بعد اس خط کا مصنّف عبرانی مسیحیوں کو پیدائش کی ان تین آیتوں اور زبور کی اس ایک آیت کو ملا کر یسوع کی بادشاہت اور کہانت سے مقابلہ کر کے صاف صاف بتاتا ہے کہ جو باتیں موسےٰ نے ملکِ صدق کے حق میں یسوع کے وقت سے دو ہزار برس پہلے لکھیں اور جو باتیں داؤد نے ۱۱۰ زبور میں یسوع کے وقت سے ایک ہزار برس پہلے لکھیں۔ یہ عجیب باتیں یسوع کی بادشاہت اور کہانت کی صاف پیشین گوئیاں۔ پیش نشانیاں۔ پرچھائیاں اور مثالیں تھیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ موسےٰ اور داؤد نے اپنی عقل سے یہ باتیں

نہیں نکالیں۔ بلکہ خدا کے روح سے ہدایت پاکر یہ عجیب پیشین گوئیں لکھیں کس نے موسےٰ کی ہدایت کی کہ اس نے شالیم کے بادشاہ اور کاہن کا نسب نامہ دریافت نہیں کیا یا لکھنا بہتر نہیں سمجھا؟ پھر ہزار برس بعد کس نے داؤد نبی کو یہ سکھایا کہ پیدائش کی کتاب کی ان تین آیات میں یہ عجیب پیشین گوئی ہے کہ ملک صدق کے طریقے پر ایک کاہن آنے والا ہے جس کی کہانت بے بدل۔ لازوال اور ابدی ہے۔ کیا خدا کے روح کے سوا کوئی دوسرا زبور کے لکھنے والے کو یہ عجیب پیشین گوئیاں سکھا سکتا تھا؟" اور پہلے یہ جان لو کہ کتاب مقدس کی کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں۔ کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب خدا کی طرف سے بولتے تھے" (۲۔ پطرس ۱ باب ۲۰ و ۲۱ آیت)

۳۔ جن مشکل روحانی معاملات کی نسبت پاک نوشتے خاموش ہوں۔ وہ خاموشی پُر مطلب ہوتی ہے مثلاً پیدائش کی کتاب میں جو شخص سب سے بزرگ ہے۔ یعنی ملک صدق جسے ابراہیم نے دہ یکی دی اور اس سے برکت پائی اُس کی پیدائش اور موت کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ اُس کی کہانت کے شروع اور آخر کا کچھ اشارہ نہیں۔ کیا زمانہ بہ زمانہ خدا کے بندے اور نبی اس لاثانی کاہن کا بیان پڑھ کر آپس میں اس قسم کے سوال نہ کرتے ہونگے کہ یہ کاہن کیسا ہے؟ کون ہے؟ کب آئیگا؟ کیا کریگا؟ وغیرہ۔ ہاں گمان غالب ہے کہ وہ اس بات کی تحقیق کیا کرتے تھے جو اسی نجات کی بابت ان نبیوں نے بڑی تلاش اور تحقیق کی

جنہوں نے اُس فضل کے بارے میں جو تم پر ہونے کو تھا نبوت کی۔ (۱-پطرس ۱باب ۱۰آیت)

شاید عبرانی مسیحیوں کے لئے اس خط کا لکھنے والا جو باتیں پیدائش اور زبور کی کتاب کی چار آیتوں میں ملک صدق کے بارے میں درج ہیں انہیں پڑھ کر بار بار یہ دعا کرتا تھا کہ اے خداوند تو نے اپنے شاگردوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھلائیگا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا لیکن جو کچھ سُنیگا وہی کہیگا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔ وہ میرا جلال ظاہر کریگا اس لئے کہ مجھی سے حاصل کرکے تمہیں خبریں دیگا" (یوحنا ۱۶باب ۱۲سے ۱۵آیت) شاید ان آیات کے وعدوں سے یہ دعا پیدا ہوئی ہو اور یہ وعدہ پڑھ کے اِس خط کے مصنّف نے یہ دعا کی ہو کہ اے روح القدس۔ ملک صدق کی کہانت جس کا ہن اور جس کہانت کی پیش نشانی ہے وہ مجھے سمجھا۔ یہ دعا سنی گئی۔ اور اِس خط کے لکھنے والے کا ذہن کھولا گیا کہ وہ گہری باتیں جو ملک صدق کی کہانت کی نسبت پیدائش اور زبور کی کتاب میں لکھی ہوئی ہیں سمجھے اور یہ خط لکھے۔ کیا اس خط کے لکھنے والے کو یسوع کی یہ مبارکبادی نہ ملی؟ کہ "مبارک ہیں تمہاری آنکھیں۔ اس لئے کہ وہ دیکھتی ہیں۔ اور تمہارے کان اس لئے کہ وہ سنتے ہیں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو باتیں تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھیں۔ اور جو باتیں تم سنتے ہو سُنیں مگر نہ سُنیں۔" (دیکھو متی ۱۳باب ۱۶و ۱۷آیت)

جس حال میں پیدائش اور زبور کے اس عجیب بادشاہ اور کاہن کے مختصر بیان سے روح القدس نے یسوع کے ایک شاگرد کے ذہن کو یہاں تک کھولا اور روشن کیا کہ وہ یسوع کی بادشاہت اور کہانت کی یکتائی۔ اصلیت وابدیت صاف ظاہر کرے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ پاک نوشتوں میں جو گہری باتیں درج ہیں روح القدس ہمارے ذہنوں کو بھی کھول دیگا اور ان کے معنے یہاں تک صاف کریگا کہ ان کے معنے کے حق میں ہر طرح کا شک مٹ جائیگا اور ہم پاک نوشتوں کے اصلی معنی سمجھ کر ایسے خوش ہونگے جیسے کہ یسوع کے شاگرد اس وقت خوش ہوئے تھے جب ان کی آنکھیں پاک نوشتوں کے کھولنے سے کھل گئیں۔ جیسا لکھا ہے "اس پر اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے اس کو پہچان لیا۔ اور وہ اُن کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ جب وہ راہ میں ہم سے باتیں کرتا اور ہم پر نوشتوں کا بھید کھولتا تھا تو ہمارے دل جوش میں نہ بھر گئے تھے"؟ (دیکھو لوقا ۲۴ باب ۳۱ و ۳۲ آیت مقابلہ کرو لوقا ۲۴ باب ۴۴ و ۴۵ آیت + افسیوں ۳ باب ۳ و ۵ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۲ باب ۶ سے ۱۶ آیت + کلسیوں ۱ باب ۲۶ و ۲۷ آیت + متی ۱۶ باب ۱۷ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۲۶ آیت)

۴۔ یسوع کی کہانت کئی ایک باتوں میں موسوی شریعت کی کہانت سے اعلیٰ درجہ کی تھی۔

(۱) پہلے یہ کہ موسوی شریعت کے سب کاہن خادم تھے اور ان میں سے کوئی خدا کا بیٹا نہ کہلایا نہ ان میں سے کوئی خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔ (دیکھو ۳ آیت)

(۲) دوسری اعلےٰ درجہ کی بات یہ ہے کہ جس وقت ہارون جو موسوی شریعت کا سردار کاہن تھا گزر گیا تو اس کا بیٹا اس کا قائم مقام ہو کر سردار کاہن ٹھہرا۔ مگر جس وقت یسوع صلیب پر ہمارے گناہوں کے لئے مؤا اس وقت وہ ہمارا سردار کاہن ہونے کے لائق ٹھہرا۔ اس کا نہ کوئی قائم مقام ہؤا اور نہ ہو سکتا ہے۔

(۳) تیسری اعلےٰ درجہ کی بات یہ ہے کہ جو قربانیاں ہارون اور اس کے قائم مقام گزرانتے تھے وہ سب یسوع کی قربانی کی مثالیں تھیں موسوی شریعت کی قربانیاں حقیقی آنے والی قربانی کی پیش نشانیاں تھیں۔ مگر یسوع کی قربانی نہ مثالی تھی نہ نقلی۔ بلکہ حقیقی تھی (دیکھو یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت)

(۴) چوتھی اعلیٰ درجہ کی بات یہ ہے کہ موسوی شریعت کے کاہن صرف اپنے عبرانی قوم والوں کے لئے قربانیاں گزرانتے تھے۔ مگر یسوع کی قربانی کل جہان کی قوموں کے گناہوں کے لئے کافی ہے۔ جیسا لکھا ہے "اے میرے بچو۔ یہ باتیں میں تمہیں اس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو۔ اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز۔ اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی"۔ ۱۔ یوحنا ۲ باب ۱ و ۲ آیت مقابلہ کرو ۱۔ یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت + یوحنا ۳ باب ۱۴ اور ۱۶ آیت + ۱ باب ۲۹ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱۸ سے ۲۱ آیت۔ کلسیوں ۱ باب ۲۰ آیت)

(۵) یسوع کی کہانت کی موسوی شریعت کی کہانت سے پانچویں اعلیٰ درجہ

کی بات یہ ہے کہ وہ ملک صدق کے طریقے پر کاہن ٹھہرا جس کا ہن میں اس
طریقے کی خوبیاں ہیں اس کا بیان حاصل کلام کے پہلے حصے میں لکھا ہوا
ہے (دیکھو پہلا حصہ)

(۶) چھٹی خوبی کی بات یہ ہے کہ موسوی شریعت کے کاہن پوری پوری نجات
نہیں دے سکتے تھے۔ مگر جتنے یسوع کے وسیلے سے خدا کے
پاس آتے ہیں وہ انہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے کہ اس نے
اپنے پیروؤں کو خدا کے پاس بہ سلامتی پہنچانے کے لئے راہ کھولی ہے
جو ہر وقت کھلی رہتی ہے (دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۶ آیت + ۶ باب ۳۷ آیت)

(۷) ساتویں خوبی کی بات یہ ہے کہ موسوی شریعت کی کہانت کے کاہن
سب کے سب گنہگار تھے مگر گنہگاروں کے لئے ایسا سردار کاہن ہونا
چاہئے جو خدا کے حضور پاک اور بےعیب اور بےداغ ہو۔ خدا کا ہزار ہا
شکر ہو کہ جو گناہ سے بری تھا وہ خدا کے سامنے ہمارا سردار کاہن ٹھہرا
ہے (دیکھو ۲۶ آیت۔ مقابلہ کرو ۲ کرنتھیوں ۵ باب ۲۱ آیت)

۵۔ ان وجوہ سے یسوع کی بزرگی اور یکتائی پر غور کرنا چاہئے۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ یسوع بزرگ ابراہیم سے بزرگ تر ہے۔ اس
لئے کہ جو ملک صدق یسوع کا پیش نشان بادشاہ تھا ابراہیم
نے اُس کو دہ یکی دی اور دہ یکی لینے والا دہ یکی دینے والے سے
بزرگ تر ہوتا ہے (دیکھو ۴ و ۵ آیت)

(۲) یسوع موسوی شریعت کے سردار کاہن ہارون سے بزرگ تر تھا۔
(ا) پہلے اس لئے کہ اُس نے اپنے باپ ابراہیم کے ذریعے
سے یسوع کے پیش نشان کاہن سے برکت پائی۔ اور

برکت دینے والا برکت لینے والے سے بزرگ تر ہوتا ہے
(دیکھو ۷ آیت)

(ب) دوسری اس لئے کہ ہارون جسمانی احکام کی شریعت کے
موافق جو چند روزہ ہیں مقرر ہؤا تھا۔ مگر یسوع غیر فانی زندگی
کی شریعت کی قوت کے مطابق جو ابد تک ہے مقرر ہؤا (دیکھو
۱۵ آیت)

(۳) اس لئے کہ جس شریعت کے مطابق ہارون کاہن مقرر ہؤا وہ کسی چیز
یا کسی شخص کو کامل نہ کر سکتی تھی مگر جس شخص کا کاہن یسوع ہے۔ وہ
اس کو خدا کی پاک حضوری میں لے جا سکتا ہے۔ یسوع کے وسیلے
سے اس کے پیرو خدا کے قریب جا سکتے ہیں اور اس کی قربانی
سے خدا کی نزدیکی اور قربت حاصل ہوتی ہے (دیکھو ۱۹ آیت)

(۴) چوتھے یسوع اس لئے ہارون سے بزرگ ٹھہرتا ہے کہ وہ ایک
بہتر اُمید کا لینے والا اور بخشنے والا ہے۔ ہارون اپنی امت سے
کسی شخص کو اپنے بڑے بیٹے کے سوا یہ امید نہیں دے سکتا
تھا کہ وہ خدا کے قریب اس کی پاک ترین حضوری میں داخل پائیگا
مگر یسوع اپنے ہر پیرو کو یہ امید دے سکتا ہے (دیکھو ۱۹ آیت۔
مقابلہ کرو ۶ باب ۱۹ و ۲۰ آیت)

(۵) پانچویں۔ یسوع موسوی شریعت کے ایک نئے اور بہتر عہد کا جن برکتوں کا ضامن
ہے وہ اس خط کے آٹھویں باب کی چھٹی سے لیکر تیرھویں آیت
میں درج ہیں۔

(۶) چھٹی موسوی شریعت کے سردار کاہن بار بار سال بہ سال پہلے اپنے

اور پھر اپنی امّت کے گناہوں کے واسطے قربانیاں گزرانتا تھا۔
پر یسوع ایک ہی بار قربانی کر گزرا جس وقت اپنے آپ کو قربان کیا
(دیکھو ۷ ۲۷ آیت)

۱۴۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کے حضور میں ہمارا سردار کاہن ہمارے دل کی دعاؤں کو پاک و صاف کرنے اور انہیں خدا کی مرضی کے موافق یا صحیح کرنے کو ہمیشہ زندہ اور حاضر ہے۔ اس لئے ہم قوی امید کے ساتھ اس کے وسیلے سے اور اس کے نام میں دعا پر دعا کریں۔ اُس کے عجیب وعدوں پر غور کرو۔ "جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے میں وہی کرونگا تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے۔ اگر میرے نام سے مجھ سے کچھ چاہو گے تو میں وہی کرونگا"۔
(یوحنا ۱۴ باب ۱۳ و ۱۴ آیت)

اگر کوئی دریافت کرے کہ یسوع ہمارے لئے کیا کیا دعائیں کرتا ہے تو جو دعا اُس نے اپنے شاگرد پطرس کے لئے کی۔ سُنو یہ "شمعون شمعون۔ دیکھو شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا تاکہ گیہوں کی طرح پھٹکے۔ لیکن میں نے تیرے لئے دعا مانگی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے۔ اور جب تُو رجوع کرے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا"۔ (لوقا ۲۲ باب ۳۱ و ۳۲ آیت)

پھر یسوع کی یہ دعا سُنو "اے قدوس باپ۔ اپنے اس نام کے وسیلے سے جو تُو نے مجھے بخشا ہے ان کی حفاظت کر تاکہ وہ ہماری طرح ایک ہوں"۔ (دیکھو یوحنا ۱۷ باب ۱۱ آیت)

پھر اس کی یہ دعا سُنو "میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تُو انہیں دنیا سے اٹھا لے۔ بلکہ یہ کہ اس شریر سے ان کی حفاظت کر"۔ (یوحنا ۱۷ باب ۱۵ آیت)

پھر اس کی یہ دعا سنو۔ "انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر۔ تیرا کلام سچائی ہے" (یوحنا ۱۷ باب ۱۷ آیت)

پھر اس کی دعا سنو۔ اور یقین جانو کہ وہ اپنے سب ماننے والوں کے لیئے یہ دعا کرتا ہے "میں صرف انہی کے لیئے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُن کے لیئے بھی جو اُن کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائینگے تاکہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں۔ اور دنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا" (دیکھو یوحنا ۱۷ باب ۲۰ و ۲۱ آیت)

پھر اس کی یہ دعا سنو۔ کہ "اے باپ میں چاہتا ہوں کہ جنہیں تو نے مجھے دیا ہے جہاں میں ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہوں تاکہ میرے اُس جلال کو دیکھیں جو تُو نے مجھے دیا ہے کیونکہ تُو نے بنائے عالم کے پیشتر مجھ سے محبت رکھی" (یوحنا ۱۷ باب ۲۴ آیت)

پھر اس کی یہ دعا سنو "اے باپ آسمان و زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تُو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں۔ ہاں اے باپ۔ کیونکہ ایسا ہی تجھے پسند آیا" (متی ۱۱ باب ۲۵ و ۲۶ آیت)

پھر اس کی یہ دعا سنو "اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳ باب ۳۴ آیت)

یہ لکھا ہے کہ مقدسوں کی دعائیں خداوند کے تخت کے سامنے خوشبو سے بھرے ہوئے سونے کے پیالے میں ہیں (مقابلہ کرو مکاشفہ ۸ باب ۵ آیت)

یہ دعائیں اُس سنہری قربان گاہ پر چڑھائی جاتی ہیں جو خدا کے تخت کے سامنے ہے۔ جیسا لکھا ہے "اور اس عُود کا دھُواں فرشتے کے ہاتھ سے مقدسوں کی دعاؤں کے ساتھ خدا کے سامنے پہنچ گیا۔" (دیکھو مکاشفہ ۸ باب ۴ آیت)

اے یسوع کے پاک بھائیو اور بہنو۔ یاد رکھو کہ ہماری دعائیں خدا کی نظر میں بیش قیمت ہیں۔ اس لئے کہ ہمارا سردار کاہن ان کو پاک کر کے اپنے نام میں پیش کرتا ہے۔ (دیکھو افسیوں ۵ باب ۲ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۷ باب ا سے ۲۸ آیت تک

س ۱ جو راستبازی اور سلامتی کی برکتیں خدا بخشنے والا ہے۔ کیا یسوع کو خداتعالےٰ کا سردار کاہن جان کر میں اس کے وسیلے سے یہ بڑی بڑی برکتیں لے لیتا ہوں؟

س ۲ اگر اب تک میں نے یہ برکتیں نہیں پائیں تو کیا یہ خوشی کی خبر سن کر جو یسوع کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ انہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ان کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے میں بھی اس کی شفاعت پر بھروسہ کر کے یہ برکتیں نہ لے لوں؟

س ۳ جب ابراہیم نے ملکِ صدق شالیم کے بادشاہ اور خدا تعالےٰ کے کاہن سے یہ برکتیں پا کر اپنی سب چیزوں کی دہ یکی دی۔ تو کیا میں یسوع سے برکت پر برکت پا کر اپنی سب چیزوں کی دہ یکی نہ دوں بلکہ اس سے زیادہ نہ دوں؟

س ۴ یسوع ابدی زندگی کی قوّت کا کاہن مقرر ہوا ہے۔ کیا میں اسے ایسا کاہن جان کر اس کی ابدی زندگی کی قوّت کا کچھ تجربہ رکھتا ہوں؟ کیا اس ہمیشہ کی زندگی کے چشمے سے روز بروز پی کر میں اس کی نئی قوّت محسوس کرتا ہوں؟

س ۵ نئے عہد نامے کے جتنے وعدے ہیں یسوع ان کی سچائی اور اُن کے پورا کئے جانے کا ضامن ٹھہرا۔ کیا میں ان وعدوں کے ضامن کو برحق اور قادر جان کر ان کو بیش قیمت نہ سمجھوں اور دل و جان سے اُن پر تکیہ نہ کروں؟

س ۶ جس حال میں کہ میرا سردار کاہن یسوع آسمانوں سے بلند کیا گیا ہے۔ اور وہاں خدا کے ازلی جلال میں رہتا ہے۔ اس مقصد و مراد سے کہ جتنے اس کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ ان کی شفاعت کرے۔ کیا میں اپنے دل کی آرزوؤں اور خواہشوں کو اس کے سپرد نہ کروں کہ وہ ان کو پاک کر کے اپنے نام میں پیش کرے؟

دعا

عبرانیوں ۷ باب ۱ سے ۲۸ آیت تک

اے میرے دل۔ خدا کا شکر کر کہ اُس نے اپنا پیارا بیٹا یسوع اس مقصد سے بخش دیا کہ وہ صلیب پر چڑھ کے میرے گناہوں کے واسطے اپنے آپ کو قربان کرے میں تیرا ہزار ہا شکر کرتا ہوں کہ وہ تیرے حضور میں ہر وقت میرے لئے شفاعت کرتا ہے۔

اے خداوند یسوع۔ تُو میرا سردار کاہن ہے۔ جو شفاعت تُو خود میرے لئے کرتا ہے مَیں بھی وہی شفاعت اپنے لئے کرانا چاہتا ہوں۔ جو نادانیاں۔ کمزوریاں اور غلطیاں میری دعاؤں میں ہیں تُو ان کو پاک وصاف کر کے اپنی شفاعت میں شامل کر۔ تُو نے مجھے اپنا نام دیا ہے کہ میں تیرے نام میں مانگوں۔ تیرے نام میں میری یہ دعا ہے کہ تو مجھے سکھا کہ کس طرح سے میں تیرا جلال اور باپ کا جلال ظاہر کر سکوں۔ اور مجھ سے اپنا جلال اور باپ کا جلال کروا۔ آمین۔

حصہ چودھواں

عبرانیوں ۸ باب ا سے ۱۳ آیت تک

(۱) اب جو باتیں ہم کہہ رہے ہیں اُن میں سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارا ایسا سردار کاہن ہے جو آسمانوں پر کبریا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا (۲) اور مقدس اور اُس حقیقی خیمے کا خادم ہے جسے خداوند نے کھڑا کیا ہے۔ نہ انسان نے (۳) اور چونکہ ہر سردار کاہن نذریں اور قربانیاں گزراننے کے واسطے مقرر ہوتا ہے۔ اِس لئے ضرور ہُوا کہ اِس کے پاس بھی گزراننے کو کچھ ہو (۴) اور اگر وہ زمین پر ہوتا تو ہرگز کاہن نہ ہوتا اس لئے کہ شریعت کے موافق نذر گزراننے والے موجود ہیں (۵) جو آسمانی چیزوں کی نقل اور عکس کی خدمت کرتے ہیں۔ چنانچہ جب موسٰے خیمہ بنانے کو تھا تو اُسے یہ ہدایت ہوئی کہ دیکھ۔ جو نمونہ تجھے پہاڑ پہ دکھایا گیا تھا اُسی کے مطابق سب چیزیں بنانا (۶) مگر اب اُس نے اِس قدر بہتر خدمت پائی جس قدر اُس بہتر عہد کا درمیانی ٹھہرا جو بہتر وعدوں کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے (۷) کیونکہ اگر پہلا عہد بے نقص ہوتا تو دُوسرے کے لئے موقع نہ ڈھونڈھا جاتا (۸) پس وہ اُن کے نقص بتا کر کہتا ہے کہ خداوند فرماتا ہے۔ دیکھ۔ وہ دن آتے ہیں کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے سے ایک نیا عہد باندھونگا۔

(۹) یہ اُس عہد کی مانند نہ ہوگا جو مَیں نے اُن کے باپ دادوں سے اُس دن باندھا تھا جب ملک مصر سے نکال لانے کے لئے اُن کا ہاتھ پکڑا تھا۔ اس واسطے کہ وہ میرے عہد پہ قائم نہیں رہے اور خداوند فرماتا ہے کہ مَیں نے اُن کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔

(۱۰) پھر خداوند فرماتا ہے کہ جو عہد اسرائیل کے گھرانے سے اُن دنوں کے بعد باندھونگا وہ یہ ہے کہ مَیں اپنے قانون اُن کے ذہن میں ڈالونگا۔ اور اُن کے دلوں پہ لکھونگا۔ اور مَیں اُن کا خدا ہونگا۔ اور وہ میری اُمّت ہونگے۔

(۱۱) اور ہر شخص کو اپنے ہموطن اور اپنے بھائی کو یہ تعلیم دینی نہ پڑیگی کہ تُو خداوند کو پہچان۔ کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک سب مجھے جان لینگے۔

(۱۲) اس لئے کہ مَیں اُن کی ناراستیوں پہ رحم کرونگا اور اُن کے گناہوں کو پھر کبھی یاد نہ کرونگا۔

(۱۳) جب اُس نے نیا عہد کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا۔ اور جو چیز پُرانی اور مدّت کی ہو جاتی ہے وہ مٹنے کے قریب ہوتی ہے۔

یسوع نئے عہد کا درمیانی

س ۱ اِس خط میں مصنف جو بڑی باتیں کہہ رہا ہے وہ کون سی باتیں تھیں؟
ج دیکھو پہلی آیت۔

(۱) پہلی بڑی بات یہ ہے کہ یسوع سب نبیوں سے بہتر بزرگ اور اعلیٰ درجے کا ہے (دیکھو ۱ باب ۱ سے ۳ آیت)

(۲) دوسری بڑی بات یہ ہے کہ وہ سب فرشتوں سے بزرگ اور اعلےٰ درجے کا ہے (دیکھو ۱ باب ۴ سے ۱۴ آیت)

(۳) تیسری بڑی بات یہ ہے کہ گو وہ ازل سے خدا کے جلال میں اُس کے ساتھ تھا تو بھی جس صورت میں لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی اُن کی طرح اُن میں شریک ہوا۔ اِس مقصد سے کہ وہ موت کے وسیلے سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل ہوئی تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے (دیکھو ۲ باب ۱۵ آیت)

(۴) چوتھی بڑی بات یہ ہے کہ یسوع کو سب باتوں میں اپنے بھائیوں کی مانند بننا لازم ہوا تاکہ اپنی اُمّت کے گناہوں کے کفارہ دینے کے واسطے اُن باتوں میں جو خدا سے علاقہ رکھتی ہیں ایک رحم دل اور دیانت دار سردار کاہن بنے (دیکھو ۲ باب ۱۷ آیت)

(۵) پانچویں بڑی بات یہ ہے کہ یسوع موسیٰ نبی سے اس قدر زیادہ عزت کے لائق سمجھا گیا جس قدر گھر کا بیٹا یا گھر کا بنانے والا گھر سے یا گھر کے خادم سے زیادہ عزت دار ہوتا ہے (دیکھو ۳ باب ۲ سے ۶ آیت)

(۶) چھٹی بڑی بات یہ ہے کہ یسوع ایک ایسا سردار کاہن ہے جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد ہو سکتا ہے اس لئے کہ وہ اپنی بشریت کے دنوں میں ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تا ہم بے گناہ رہا (دیکھو ۴ باب ۱۵ آیت)

(۷) ساتویں بڑی بات یہ ہے کہ جس نے یسوع سے کہا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ اُس نے اُسے یہ بھی کہا کہ تو ملک صدق کے طریقے پر ابد تک کاہن ہے۔ (دیکھو ۵ باب ۵ و ۶ آیت)

اور یسوع خدا کے ازلی جلال میں ہمیشہ کے لئے ملکِ صدق کے طریقے کا سردار کاہن بن کر ہماری خاطر پیشرو کے طور پر داخل ہوا ہے۔ (دیکھو ۶ باب ۲۰ آیت)

(۸) آٹھویں بڑی بات یہ ہے کہ یسوع ابراہیم سے بڑا اور بزرگ ہے اس لئے کہ ملکِ صدق کی کہانت یسوع کی کہانت کی پیش نشانی ہے۔ ابراہیم نے ملکِ صدق سے برکت لی۔ اور اُس کو دہ یکی دی اور چھوٹا بڑے سے برکت پاتا ہے۔ (دیکھو ۷ باب ۴ سے ۷ آیت)

(۹) نویں بڑی بات یہ ہے کہ یسوع موسوی شریعت کے کاہنوں سے بڑا اور بزرگ تر ہے اس لئے کہ وہ اپنے ایمان لانے والوں کو روح القدس بخشتا ہے کہ وہ ان کے دلوں میں مثلِ مُقدس کے اُتر کر وہیں نئی۔ پاک اور ابدی زندگی پیدا کرے اور اُس زندگی کی پرورش اور ترقی کے لئے روزبروز قوت پہ قوت بخشتا رہے۔

(۱۰) دسویں بڑی بات جو مصنف کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ یسوع آسمانوں سے گذر گیا۔ ہاں آسمانوں سے بلند کیا گیا۔ جیسا کہ ۴ باب ۱۴ آیت اور

۷ باب، ۲۶ آیات میں لکھا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ "جتنے مخلوق ہوں چاہے دیکھے یا ان دیکھے۔ یسوع اُن سے بھی بلند کیا گیا ہے۔ اور یہ بات پوری ہوگئی کہ یسوع نے اگرچہ وہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہوگیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا۔ اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلےٰ ہے۔ تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹیکے خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے" (دیکھو فلپیوں ۲ باب ۶ سے ۱۱ آیت)

اور جو دعا یسوع نے کی کہ "اے باپ جو کام تو نے مجھے کرنے کو دیا تھا اس کو تمام کر کے میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا۔ اور اب اے باپ۔ تو اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے" (یوحنا ۱۷ باب ۴ و ۵ آیت)

وہ دعا پوری ہوگئی۔

(۱۱) گیارھویں بڑی بات جو مصنف کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ جو یسوع کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں۔ وہ انہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے (دیکھو ۷ باب ۲۵ آیت)

(۱۲) بارھویں بڑی بات یہ ہے کہ یسوع پاک اور بے ریا اور بے داغ ہے ہاں گو وہ ساری باتوں میں ہماری مانند آزمایا گیا تو بھی وہ بے گناہ

ٹھہرا (دیکھو ۷ باب ۱۵ آیت + ۷ باب ۲۶ آیت)

س ۲ جو بارہ بڑی باتیں پچھلے بابوں میں مصنف نے کہی ہیں اُن پر غور کرکے بتاؤ کہ ان میں سے اُس نے کس بات کو سب سے بڑی بات سمجھا؟

ج یہ کہ ہمارا ایسا سردار کاہن ہے جو آسمانوں پر کبریا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا (دیکھو پہلی آیت)

س ۳ لکھا ہے کہ ہمارا ایسا سردار کاہن ہے۔ بتاؤ کہ وہ کیسا ہے؟

ج یہ کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ یہ کہ وہ نبیوں اور فرشتوں سے بزرگ تر ہے یہ کہ وہ ابراہیم۔ موسیٰ۔ یشوع۔ لیوی۔ ہارون اور موسوی شریعت کے سب کاہنوں سے اعلےٰ درجہ کا ہے۔ یہ کہ وہ آسمانوں سے بلند کیا گیا ہے۔ یہ کہ نہ صرف وہ خدا کی دہنی طرف ہے بلکہ وہ آسمانوں پر خدا کے جلال کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے اور گو وہ خدا کے جلال کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے تو بھی وہ ہم کو نہیں بھولتا وہ ہمارا ایک ایسا سردار کاہن نہیں ہے جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے۔

س ۴ کس وقت یسوع ہمارا ایسا سردار کاہن بننے کے لائق ٹھہرا؟

ج جس وقت وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا۔ (دیکھو ۱۔ پطرس ۲ باب ۲۴ آیت۔ مقابلہ کرو۔ عبرانیوں ۱ باب ۳ آیت + ۲ باب ۹ آیت + ۷ باب ۲۷ آیت + ۹ باب ۱۱ سے ۱۴ آیت + ۱۰ باب ۱۲ آیت + یوحنا ۱۲ باب ۲۷ سے ۳۳ آیت + متی ۲۷ باب ۵۱ آیت + رومیوں ۸ باب ۳۴ آیت + یسعیاہ ۵۳ باب ۱۲ آیت)

س ۵ جس وقت یسوع نے ہمارا سردار کاہن ہو کر ہمارے گناہوں

کے کفارے کے لیے اپنی جان دے دی تو یروشلیم میں خدا کے مقدس میں کیا عجیب پُرمطلب ماجرا ہُوا؟

ج یہ کہ اُسی دم خدا کی ہیکل کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔ تا یہ بات ظاہر ہو کہ اب ہمارے سردار کاہن یسوع کی قربانی سے خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں جانے کی راہ کھل گئی ہے۔ یہاں تک کہ جو اُس کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ پوری نجات پاکر باسلامتی اس کے حضور میں داخل ہوں (دیکھو ۷ باب ۲۵ آیت ۔ رومیوں ۸ باب ۱۱ آیت)

س پہلی آیت میں لکھا ہے کہ ہمارا سردار کاہن آسمانوں پر جلال کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ اس مقام میں تخت سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ یسوع نہ صرف ہمارا سردار کاہن ٹھہرا ہے۔ بلکہ ہمارا بادشاہ بھی ٹھہرا ہے۔ جیسے کہ ملک صدق نہ صرف خدا تعالےٰ کا کاہن بلکہ راستی اور سلامتی کا بادشاہ بھی تھا۔ سو یسوع ملکِ صدق کے طریقے پر بادشاہ بھی ٹھہرا ہے۔

س لکھا ہے کہ یسوع کی بادشاہت کا تخت آسمانوں پر ہے اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ وہ آسمانوں سے گزر گیا۔ (۴ باب ۱۴ آیت) اور آسمانوں سے بلند کیا گیا ہے۔ (۷ باب ۲۶ آیت) جتنے آسمانی ہوں درجہ بدرجہ سب کے سب اُس کے تخت یا درجے کے نیچے ہیں وہ سب اُسی کے اختیار میں ہیں۔ داؤد نبی نے یسوع کی بادشاہت سب پر مسلط ہونے کی پیش خبری کی۔ جیسا لکھا ہے "خداوند

ـــنے آسمانوں پر اپنا تخت قائم کیا اور اس کی بادشاہت سب پر مسلّط ہے"۔ (دیکھو زبور ۱۰۳ کی ۱۹ سے ۲۲ آیت مقابلہ کرو زبور ۱۱ کی ۴ آیت + ۹۳ کی ۲ آیت + دانی ایل ۷ باب ۸ و ۹ و ۱۷ و ۲۵ آیت)

س۸ یسوع ہمارا سردار کاہن ہو کر کون سے مقدس میں کاہن کی خدمت کرتا ہے؟

ج وہ اپنے جلائے ہوئے جلالی اور آسمانی بدن کے مقدس میں کاہن کی خدمت کرتا ہے۔

س۹ اس کا کیا سبب ہے کہ یسوع کا جلایا ہوا جلالی اور آسمانی بدن اُس کا مقدس بن گیا؟

ج یسوع خود اِس سوال کا جواب دیتا ہے۔ جیسا لکھا ہے کہ اُس نے کھڑے ہو کر یہودیوں سے کہا کہ اس مقدس کو ڈھا دو تو میں اُسے تین دن میں کھڑا کروں گا۔ یہودیوں نے کہا چھیالیس برس میں یہ مقدس بنا ہے۔ کیا تو تین دن میں کھڑا کر دیگا۔ مگر اُس نے اپنے بدن کے مقدس کی بابت کہا تھا (دیکھو یوحنا ۲ باب ۲۰ و ۲۱ آیت مقابلہ کرو۔ متی ۲۶ باب ۶۱ آیت + ۲۷ باب ۴۰ آیت + مرقس ۱۴ باب ۵۸ آیت + ۱۵ باب ۲۹ آیت + یوحنا ۱۰ باب ۱۷ و ۱۸ آیت)

س۱۰ جس یونانی لفظ (Leitourgos) کا ترجمہ دوسری آیت میں مقدس اور حقیقی خیمے کا خادم کیا گیا ہے اُس کے اصلی اور پورے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ جو مالدار شخص اپنے ہی مال سے فائدہ عام کے لئے کچھ بخشے یا خرچ کرے وہ شخص خادم کہلاتا ہے۔ یعنی یونانی زبان میں

(Leitourgos. کہلاتا ہے۔

س ۱۱ دوسری آیت میں دو خیموں کی طرف اشارہ ہے۔ وہ کون سے دو خیمے ہیں؟

ج پہلا وہ جو حقیقی خیمہ ہے اور دوسرا وہ جو اُس حقیقی خیمہ کا نقش ہے یہاں
حقیقی اور نقلی خیمے کا مقابلہ ہے۔ جس خیمے کو خداوند نے کھڑا کیا ہے
اور جس کو انسان نے یعنی موسیٰ نے کھڑا کیا ان دو کا مقابلہ ہے۔

س ۱۲ حقیقی خیمے کا جو نمونہ یا نقل موسیٰ نے خدا کے حکم سے کھڑا کیا اُس
کا کچھ بیان کرو۔

ج (۱) پہلا یہ کہ خدا نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میرے لئے ایک مقدس بناویں
تاکہ میں اُن کے درمیان رہوں۔ خیمے کا نمونہ اور اُس کے سب لوازم کے نمونے
جیسے میں تمہیں دکھاؤں ویسا ہی تم سب بنائیو۔ (دیکھو خروج ۲۵ باب
۸ و ۹ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ خدا نے موسیٰ کو اُس خیمہ کا نمونہ اور اس کے سب لوازم
کے نمونے دکھا کر اُن کے مطابق بنانے کا حکم دیا۔ جیسا لکھا ہے۔ ہوشیار
ہو کر تو انہیں اُس ڈول کا جو میں نے تجھ کو پہاڑ پر دکھایا بنا (خروج ۲۵ باب
۴۰ آیت)

اور تو مسکن کو جیسا کہ میں نے تجھ کو پہاڑ میں دکھایا ہے ویسا ہی
کھڑا کر۔ (خروج ۲۶ باب ۳۰ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ جس نمونے کے خیمے کو موسیٰ نے خدا کے حکم کے
مطابق بنایا تو وہاں خدا نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کے ساتھ باتیں کرنے
کا وعدہ کیا۔ جیسے کہ لکھا ہے۔ اور میں وہاں بنی اسرائیل سے ملاقات کرونگا
اور وہ مکان میرے جلال سے مقدس ہوگا۔ کہ جماعت کے خیمے کو اور قربانگاہ

کو مقدس کرونگا۔ اور میں ہارون کو اور اُس کے بیٹوں کو مقدس کرونگا تاکہ وہ میرے خادم ہوں۔ اور میں بنی اسرائیل کے درمیان سکونت کرونگا۔ اور میں اُن کا خدا ہونگا۔ اور وہ جانینگے کہ میں خداوند اُن کا خدا ہوں جو انہیں ملک مصر سے نکال لایا۔ تاکہ میں اُن کے درمیان سکونت کروں۔ میں یہوواہ اُن کا خدا ہوں۔ (دیکھو خروج ۲۹ باب ۴۳ سے ۴۶ آیت)

(۴) چوتھے یہ کہ بنی اسرائیل میں سے جو کوئی خدا کو ڈھونڈھتا تھا وہ اُسی خیمہ کو جاتا تھا۔ جیسا لکھا ہے "اور موسےٰ نے خیمے کو لیا اور لشکرگاہ سے باہر اور لشکرگاہ سے دور کھڑا کیا اور اُس کا نام جماعت کا خیمہ رکھا یوں ہؤا کہ جو کوئی خداوند کو ڈھونڈھتا تھا سو لشکرگاہ کے باہر اُس خیمہ کو جاتا تھا (دیکھو خروج ۳۳ باب ۷ آیت)

س ۱۳ موسےٰ نبی کا اس خیمہ میں داخل ہونے کا کیا طریقہ تھا؟

ج یہ کہ جب موسیٰ خیمہ میں داخل ہوتا تھا تو ایسا ہؤا کہ ستون کا بادل اُترا اور خیمہ کے دروازے پہ ٹھہرا اور موسےٰ کے ساتھ خداوند بولا (دیکھو خروج کی کتاب ۳۳ باب ۹ آیت)

س ۱۴ موسےٰ نے اس خیمہ میں اُس وقت کیا دعا کی؟

ج تب موسیٰ نے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے اپنا جلال دکھا (دیکھو خروج ۳۳ باب ۱۸ آیت)

س ۱۵ خدا نے موسےٰ کی اِس منت کا کیا جواب دیا؟

ج یہ کہ تو میرا چہرہ دیکھ نہیں سکتا۔ اِس لئے کہ کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے اور جیتا رہے (مقابلہ کرو خروج ۳۳ باب ۱۲ سے ۲۳ آیت)

س ۱۶ جس خیمہ میں موسےٰ نے خدا کا جلال دیکھنے کی منت کی اور دیکھنے نہ

پایا تو اس کا کیا نتیجہ ہوا؟

ج یہ کہ جس خیمہ کو موسٰے نے کھڑا کیا وہ حقیقی خیمہ نہیں ٹھہر سکتا ہے۔ کیونکہ حقیقی خیمے یا مقدس میں خدا کا جلال ضرور ظاہر ہوگا۔ مگر موسٰے پر ظاہر نہ ہوا۔

س پھر یسوع کس طرح سے وہ حقیقی خیمہ ٹھہر سکتا ہے؟

ج یسوع اس لیئے وہ حقیقی خیمہ ٹھہر سکتا ہے کہ وہ ازل سے خدا کے ساتھ تھا اور پھر جب خدا کا پورا جلال دیکھنے کا وقت آیا تو وہ آدمی بنا۔ اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا۔ اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔ شریعت تو موسٰے کی معرفت دی گئی۔ مگر فضل اور سچائی یسوع کی معرفت پہنچی۔ خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ اُسی نے ظاہر کیا۔ (دیکھو یوحنا ۱ باب ۱۸ آیت۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱۴ باب ۷ آیت اور کلسیوں ۱ باب ۱۵ سے ۱۹ آیت + ۱ تمطاؤس ۶ باب ۱۶ آیت + ۱۔ یوحنا ۵ باب ۲۰ آیت + متی ۱۱ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت + یوحنا ۳ باب ۱۰ سے ۳۳ آیت + ۵ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت + ۶ باب ۴۶ آیت + ۸ باب ۳۸ آیت + ۱۲ باب ۴۵ آیت + ۱۰ باب ۳۰ آیت + ۱۴ باب ۷ آیت + ۱۵ باب ۲۴ آیت + خروج ۳۳ باب ۸ آیت)

س لکھا ہے کہ اُس خیمہ کو خدا نے کھڑا کیا ہے نہ انسان نے۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ جس خیمہ یا مقدس میں کوئی داغ یا کسر نہ ہو اور جس سے خدا کا پورا فضل اور جلال ظاہر ہو ایسا خیمہ انسان کے ہاتھوں یا اُس کی محنت سے بن نہیں سکتا۔ خدا کے سوا کوئی اور ایسا مقدس بنا نہیں سکتا

تب خدا نے مسیح کے بدن کو پاک خیمہ بنا کر ہمارے درمیان کھڑا کیا
(دیکھو یوحنا ۱ باب ۱۴ و ۱۸ آیت + ۱ یوحنا ۱ باب ۱ آیت)

س ۱۵ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ایسا خیمہ کیونکر بن سکا تو اس کا کیا جواب ہے؟

ج یہ ایسے ہوا جیسے فرشتے نے کنواری مریم سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگی اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائیگا۔ کیونکہ جو قول خدا کی طرف سے ہے وہ ہرگز بےتاثیر نہ ہوگا۔ مریم نے کہا دیکھ میں خداوند کی بندی ہوں۔ میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو۔ (دیکھو لوقا ۱ باب ۳۵ و ۳۷ و ۳۸ آیت)

س ۱۶ جس حال میں کہ ہمارے سردار کاہن کا پاک اور جلالی بدن ہمارے لئے مقدس بنا تو اس کے لئے کیا ضرور ہوا؟

ج یہ کہ وہ پیدائش ہی سے پاک ہو۔ اس لئے وہ روح القدس کے وسیلے سے خدا کی قدرت سے پاکیزہ پیدا ہوا۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ اس مقدس کو خدا کھڑا کرے نہ کہ انسان۔ (دیکھو ۲ آیت اور یوحنا ۲ باب ۱۸ سے ۲۲ + یوحنا ۳ باب ۱۳ آیت اور ۱۴ باب ۲ آیت + خروج ۳۳ باب ۷ سے ۱۱ آیت)

س ۱۷ بنی اسرائیل میں سردار کاہن کس طرح کی خدمت کے لئے مقرر کیا جاتا تھا؟

ج اس خدمت کے لئے کہ وہ خدا کے حضور نذریں اور قربانیاں گذرانا کرے۔

س ۱۸ موسوی شریعت میں کون سی نذر گذراننے کا حکم تھا؟

ج (۱) پہلی یہ کہ اگر کوئی نذر کی قربانی خداوند کے لئے لایا چاہتا ہے تو اس

کی قربانی میدا ہو۔ اور وہ اُس میں تیل ڈال کر اُس کے اُوپر لُبان رکھے
اور وہ اُسے بنی ہارون کے پاس جو کاہن ہیں لائے۔ اور کاہن میدہ
تیل کے ملے ہوئے سے ایک مُٹھی سب لُبان سمیت اُٹھائے اور اُس
کی یادگاری کے لئے مذبح پر جلائے کہ یہ خوشنودی کی بُو آگ سے
خداوند کے لئے ہے۔ (دیکھو احبار کی کتاب ۲ باب ۱ سے ۲ آیت)

س ۲۳ موسوی شریعت کے بموجب نذر کی قربانی میں کون سی چار چیزیں نذر کی جاتی تھیں؟

ج میدا۔ تیل۔ لُبان اور نمک۔

س ۲۴ اِس نذر کی قربانی میں میدہ سے کیا مراد ہے؟

ج میدہ سے اِنسان کے روز مرّہ کے کام مراد ہیں۔ کیونکہ جیسے بغیر محنت کے گیہوں نہیں پیدا ہوتا اور بغیر پیسے میدا نہیں بنتا۔ اِس طرح جو چیز ہم خدا کے حضور بطور نذر کے پیش کریں۔ چاہیئے کہ وہ کم قیمت نہ ہو۔ بلکہ وہ ہماری محنت کا پھل ہو۔ لہٰذا اس نذر کی قربانی میں میدہ سے انسان کی محنت اور مشقت مراد ہے۔

س ۲۵ تیل سے کیا مراد ہے؟

ج پاک نوشتوں میں تیل سے روح القدس مراد ہے۔ بغیر اس کے چاہے کام خدا کو نامنظور ہیں۔ (دیکھو یشعیاہ ۶۱ باب ۱ آیت)

س ۲۶ عبرانی لوگ تیل کن باتوں میں استعمال کرتے تھے؟

ج (۱) پہلے بدن کے زخموں کے لئے۔ (دیکھو زبور ۱۰۴ کی ۱۵ آیت + ۱۰۹ کی ۱۸ + ۱۴۱ کی ۵ آیت + یشعیاہ ۱ باب ۶ آیت + میکاہ ۶ باب ۱۵ آیت + لوقا ۱۰ باب ۳۴ آیت + مرقس ۶ باب ۱۳ آیت + یعقوب کا خط ۵ باب

۱۴ آیت)

(۲) دوسرے وہ اُسے خوراک میں بھی استعمال کرتے تھے۔ (دیکھو پیدائش ۱۸ باب ۸ آیت + ۱-سلاطین ۱۷ باب ۱۲ آیت + ۱- تواریخ ۱۲ باب ۴۰ آیت + حزقی ایل ۱۶ باب ۱۳ اور ۱۹ آیت + ہوسیعاہ ۲ باب ۵ آیت)

(۳) تیسرے وہ اُسے چراغ میں بھی جلایا کرتے تھے (دیکھو خروج ۲۵ باب ۶ آیت + متی ۲۵ باب ۳ آیت) تیل الٰہی فضل کا ایک نہایت اعلیٰ نشان ہے جو ایماندار کو طاقت اور روزمرّہ کی خوراک اور روشنی بھی بخشتا ہے۔

س ۲۷ اس نذر کی قربانی میں لُبان سے کیا مراد ہے؟

ج لُبان سے ہماری دعائیں مراد ہیں۔ کیونکہ بغیرِ دعا کے ہماری نذریں خدا کو ناپسند ہیں (دیکھو زبور ۱۴۱ کی ۲ آیت + لوقا ۱ باب ۱۰ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۸ آیت + ۸ باب ۳ و ۴ آیت)

س ۲۸ نذر کی قربانی میں نمک سے کیا مراد ہے؟

ج نمک بہت چیزوں کو بگڑنے سے بچاتا ہے۔ وہ سچائی دلی صداقت اور ثابت قدمی کا نشان ہے۔

س ۲۹ نذر کی قربانی میں کون سی دو چیزوں کی ممانعت تھی؟

ج خمیر اور شہد کی۔

س ۳۰ خمیر کی ممانعت کیوں تھی؟

ج اس لئے کہ خمیر پاک نوشتوں میں بگاڑ اور سڑنے کا نشان ہے۔ (دیکھو ۱-کرنتھیوں ۵ باب ۷ آیت + لوقا ۱۲ باب ۱ آیت + متی ۱۶ باب ۶ آیت + مکاشفہ ۲ باب ۱۵ آیت)

س ۳۱ نذر کی قربانی میں شہد کی کیوں ممانعت تھی؟

ج اس لئے کہ شہد جلد بگڑ جاتا ہے۔ اور جس چیز میں ملایا جاتا ہے اُس کو بھی جلد خراب کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ گرمی سے پھول کر بگڑ جاتا ہے۔ لُبان جب آگ پر رکھا جاتا ہے تو اُس سے زیادہ خوشبو نکلتی ہے۔ لیکن جب شہد آگ پر رکھا جائے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے انسان کی ذاتی طبیعت زیادہ تر شہد کی سی ہے۔ اور جب کوئی آگ کا سا دُکھ پیش آتا ہے تو وہ میٹھی طبیعت بہت جلد بگڑ جاتی ہے۔

س ۳۲ کتنا میدا ہر صبح اور شام نذر کی قربانی کے لئے گذرانا جاتا تھا؟

ج ایفا کا دسواں حصہ۔ اُس کا آدھا حصہ صبح کو اور آدھا شام کو (دیکھو احبار ۶ باب ۲۰ آیت)

س ۳۳ اتنا میدا روزانہ گذراننے سے کون سی بات ظاہر ہوتی ہے؟

ج جس حال کہ ایفا کا دسواں حصہ میدا ایک آدمی کی روزانہ خوراک تھی لہٰذا ہر روز خدا کو اتنا میدا گذراننے سے یہ اقرار ہوتا تھا کہ خدا رازق ہے اور ہماری روزمرہ کی روٹی خدا ہی کی طرف سے ہے اور ہم کو روزمرہ اُس سے روزینہ کی روٹی مانگنی چاہیئے۔ اسی لئے جو دعا خداوند نے اپنے شاگردوں کو سکھائی اُس میں ایک عرض یہ بھی ہے کہ ہمارے روز کی روٹی ہمیں دے۔ (دیکھو لوقا ۱۱ باب ۳ آیت)

س ۳۴ اگر کوئی پہلے پھلوں سے خداوند کے لئے نذر کی قربانی لانا چاہتا تھا تو اُس کے لئے کیا حکم تھا؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ آگ سے بھُنی ہوئی ہو (دیکھو احبار ۲ باب ۱۴ آیت)
(۲) دوسرے یہ کہ اُس پر تیل ڈالا جائے۔

(۳) تیسرے یہ کہ لبان کے ساتھ وہ سب جلائی جائے۔ (دیکھو احبار ۲ باب ۱۵ و ۱۶ آیت)

س ۴۵ سوختنی قربانی اور نذر کی قربانی میں کیا فرق ہے؟

ج (۱) پہلا یہ کہ سوختنی قربانی سے اس بات کا اظہار ہے کہ عابد اپنے آپ کو خدا کے حضور نذر کرتا تھا اور نذر کی قربانی سے یہ بات ظاہر تھی کہ عابد اپنی محنت کا پھل نذر کرتا تھا۔

(۲) دوسرا یہ کہ سوختنی قربانی میں مسیح کی موت کی پیش نشانی تھی اور نذر کی قربانی میں مسیح کی زندگی کی پیش نشانی مخفی تھی۔

س ۴۶ نذر کی قربانی کی چند خاصیتیں بتاؤ۔

ج (۱) پہلے وہ خدا کی نذر کی جاتی تھی۔

(۲) وہ سوختنی قربانی کے مذبح پر نذر کی جاتی تھی۔

(۳) یہ نذر روح القدس سے پاک کی جاتی تھی۔ کیونکہ وہ تیل سے گزرانی جاتی تھی۔ اور تیل سے روح پاک مراد ہے۔

(۴) نذر کی قربانی دعا کے ساتھ گزرانی چاہیئے اور بغیر لبان کے نذر کی قربانی منظور نہیں ہو سکتی۔

(۵) نمک سے نذر کی قربانی گزراننا الہی عہد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(۶) نذر کی قربانی روزمرہ گزرانی جاتی تھی۔

س ۴۷ جب بنی ہارون نذر کی قربانی سے خدا کا حصہ یعنی ایفا کا دسواں حصہ میدا نکالتے اور مذبح پر جلا دیتے تھے تو باقی حصے کو کیا کرتے تھے؟

ج وہ ہارون اور اس کے بیٹوں کو دیا جاتا تھا کہ وہ اس سے اپنی خوراک پائیں (احبار ۲ باب ۲ و ۳ آیت)

س ۳۸ اس سے کیا بات ظاہر ہوتی ہے؟

ج یہ کہ خدا اپنے خادموں کی فکر رکھتا اور اُن کی پرورش کے لئے طریقہ نکالتا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنے حصے میں سے کاہنوں کی پرورش کرتا تھا (مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھیوں ۹ باب ۱۳ و ۱۴ آیت)

س ۳۹ نذر کی قربانی کن کن باتوں میں مسیح کی پیش نشانی تھی؟

ج (۱) پہلے نذر کی قربانی کے میدے سے مسیح کی انسانیت مراد ہے۔ جیسے کہ نذر کی قربانی کے میدے میں کچھ ناہمواری نہ ہوتی تھی ویسے مسیح کے چال چلن اور رفتار و گفتار میں کوئی ناہمواری نہ تھی۔

(۲) دوسرے نذر کی قربانی سے مسیح کی بے گناہی ظاہر ہوتی ہے اُس میں کچھ خمیر یا شہد کی خاصیت نہ تھی۔ اُس میں کوئی گناہ نہ تھا اور نہ ہی گناہ کی طرف میلان تھا۔

(۳) تیسرے مسیح کے بدن کی پاکیزگی اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ میدے میں تیل ڈالا جاتا تھا اور یہ اُس کی پاکیزگی کا ایک نشان ہے۔ مسیح کی انسانیت روح القدس سے پیدا ہوئی (دیکھو لوقا ۱ باب ۳۵ آیت + متی ۱ باب ۱۸ سے ۲۲ آیت + عبرانیوں ۱۰ باب ۵ آیت + احبار ۲ باب ۱ آیت) خدا کے بیٹے نے ایک پاک بدن لے لیا (دیکھو کلسیوں ۱ باب ۱۴ آیت)

(۴) چوتھے نذر کی قربانی سے مسیح کی زندگی کی غرض ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ سب لُبان خدا کے مذبح پر جلایا جاتا۔ اور اس کی سب خوشبوئی خدا کی طرف چڑھتی تھی اسی طرح سے مسیح کی تمام زندگی۔ اُس کے کل خیالات اور افعال خدا کے لئے تھے۔ اور مثل لُبان کی خوشبوئی کے خدا کو پسند آئے

(۵) نذر کی قربانی سے مسیح کا دکھ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب تک گیہوں سے میدا

نہیں نکل آتا تب تک وہ چکی میں پیسا جاتا ہے۔ ویسے ہی مسیح دُکھ کی چکی میں پیسا گیا۔ اور جیسے کہ وہ میدا آگ میں ڈالا جاتا تھا ویسے ہی مسیح بھی دُکھ کی آگ میں ڈالا گیا۔

(۶) چھٹے۔ جس طرح نذر کی قربانی کے میدے سے خدا اپنا حصّہ لیتا تھا اور اُسی سے بنی ہارون بھی اپنا حصّہ اور خوراک پاتے تھے اسی طرح خدا اور مسیح کی کلیسیا کے خادم دونو مسیح سے حصّہ لے کر خوشی اور سیری پاتے ہیں۔

(۷) نذر کی قربانی ہر روز صبح و شام خدا کے حضور پیش کی جاتی تھی۔ سو مسیح بھی ہر روز ہر وقت اپنے تئیں خدا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اس کی نذر کی خوبی اور کاملیت دیکھ دیکھ کر ہم کو تسلّی اور تشفّی ملتی ہے۔ ہماری نذروں میں ایسی کمزوری اور نقص ہے کہ اُن کے دیکھنے پر کم دلی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن مسیح کی روزمرّہ کامل نذر کی قربانی پر نظر کرنے سے کامل امید اور یقین حاصل ہوتا ہے۔

س ۳ ان دنوں میں نذر کی قربانی پر غور کرنے سے ہمارے لئے کون سی نصیحت کی باتیں نکلتی ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ ہمیں اپنے کل کام محنت اور مشقّت سے انجام دے کر ہر روز خدا کے حضور نذر کرنے چاہئیں۔ جیسے کہ نذر کی قربانی گزرانتے وقت عابد اُس اناج سے جو وہ بوتا اور کاٹتا تھا کچھ حصّہ نکال کر خدا کے مذبح پر گزران دیتا تھا۔ اور اُسی طرح زیتون کے تیل سے بھی جو وہ نکالتا تھا سب خدا کے سامنے گزران دیتا تھا (دیکھو ا۔ کرنتھیوں ۱۰ باب ۳۱ آیت + اعمال ۱۰ باب ۴ آیت)

(۲) دوسری نصیحت۔ کہ دعا خدا کو نہایت پسندیدہ ہے۔ وہ اُس کے حضور لُبان کی خوشبوئی کی مانند ہے (دیکھو لوقا ا باب ۱ سے ۱۳ آیت + لوقا ۱۸ باب ۱ سے ۱۴ آیت + لوقا ۲۲ باب ۴۱ سے ۴۴ آیت + اعمال ا باب ۱۴ آیت + ۴ باب ۳۱ آیت + ۹ باب ۱۱ آیت + ۱۲ باب ۱۲ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۸ آیت + ۸ باب ۳ و ۴ آیت + زبور ۱۴۱ کی ۲ آیت)

(۳) تیسری نصیحت۔ بغیر روح القدس کے ہماری ساری محنت اور مشقت خدا کے حضور ناحاصل ہے جیسے کہ بغیر تیل کے نذر کی قربانی نامنظور ہوتی تھی (دیکھو یوحنا ۳ باب ۳ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۱۲ باب ۳ آیت + احبار ۲ باب ۱ آیت)

(۴) چوتھی نصیحت یہ ہے کہ خدا کی بندگی میں سچائی اور وفاداری چاہیئے (دیکھو یشعیاہ ۱ باب ۱۵ سے ۱۷ آیت + احبار ۲ باب ۱۳ آیت + امثال ۲۸ باب ۹ آیت)

(۵) پانچویں نصیحت یہ۔ ہے کہ مسیحیوں میں نہ صرف گناہ ہی نہ ہو بلکہ گناہ کی طرف میلان تک بھی نہ ہو (دیکھو احبار ۲ باب ۱۱ آیت + رومیوں ۱۴ باب ۱۳ سے ۲۹ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۸ باب ۷ سے ۱۳ آیت + ۱۔ تھسلنیکیوں ۵ باب ۲۲ آیت)

چھٹی نصیحت یہ ہے کہ خدا کی عبادت میں جو چیزیں شہد کی سی ہوں استعمال نہ کی جائیں مثلاً بعض اوقات بعض خیز لیں اور گیت ایسے لہجے اور آواز سے گائے جاتے ہیں کہ گویا ایک ناچ کی جماعت ہے یہ شہد کی سی بندگی جسم کی ہے نہ کہ خدا کی۔ چاہیئے کہ جو گانے والے چنے ہیں کبھی اس بات کا خیال نہ ہو کہ کون شخص شہد کی سی شیریں اور میٹھی آواز سے گا سکتا ہے مگر ہمیشہ یہ خیال ہو کہ کس کی روح تمکین ہے

(۷) ساتویں نصیحت یہ ہے کہ ہمارے کل کام خواہ کیسے ہی نیک کیوں نہ ہوں پھر بھی مسیح کے کفارے سے پاک کئے جانے چاہئیں جیسے کہ نذر کی قربانی کو سوختنی قربانی کے مذبح پر گذراننا چاہیئے تھا۔ اور اگر کوئی عابد سوختنی قربانی کے مذبح کا خیال نہ کرکے اپنی محنت سے نذر کی قربانی گذراننا چاہتا تھا تو وہ نامقبول ہوتی تھی۔ سو مسیح کی قربانی اور کفارے کے بغیر ہمارے کام خدا کی نظر میں نامنظور ٹھہرینگے (دیکھو پیدائش ۴ باب ۴ و ۵ آیت + رومیوں ۵ باب ۹ سے ۱۱ آیت + گلتیوں ۲ باب ۱۶ آیت + ۳ باب ۱۰ سے ۱۳ آیت + عبرانیوں ۱۱ باب ۴ آیت + ۹ باب ۱۴ آیت)

س ۴۱ موسوی شریعت کے موافق کون سی قربانیاں گذراننے کا حکم تھا؟

ج پہلے سوختنی قربانی۔ دوسرے سلامتی کی قربانی۔ تیسرے خطا کی قربانی اور چوتھے تقصیر کی قربانی گذراننے کا حکم تھا۔

س ۴۲ لفظ قربانی کے معنے بتاؤ۔

ج یہ عبرانی لفظ ہے۔ جو کچھ کہ خدا کے قریب لایا جاتا ہے اِس قریب لائے جانے کے فعل کو قربانی کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ حکم تھا کہ کوئی شخص خدا کے حضور خالی ہاتھ نہ آئے (دیکھو خروج ۲۳ باب ۱۵ آیت) اور نیز جس چیز کے ذریعے سے گنہگار انسان خدا کے قریب بسلامتی پہنچے وہ قربانی کہلاتی ہے۔

س ۴۳ مسیح کیوں حقیقی قربانی گنا جاتا ہے؟

ج (۱) پہلے اس لئے کہ وہ مجسم ہو کر ہم سبھوں کے قریب آیا۔ (دیکھو یوحنا ۱ باب ۱ سے ۱۸ آیت)

(۲) اس لئے کہ وہ ہم کو خدا کے قریب لے پہنچتا ہے۔ اُس کی قربانی

سے ہم کو خدا کی نزدیکی اور قربت حاصل ہوتی ہے۔ (دیکھو عبرانیوں ۷باب ۲۵آیت)

(۳) اس لئے کہ وہ ازل سے خدا کے قریب تھا (دیکھو یوحنا ۱باب ۱ و ۲آیت)

(۴) اس لئے کہ وہ کل بنی آدم کے لئے قربان ہوا (دیکھو یوحنا ۱باب ۲۹آیت + ۲-کرنتھیوں ۵باب ۱۴سے ۲۱آیت)

س ۴۴ عبرانی زبان میں لفظ سوختنی کے کیا معنی ہیں؟

ج یہ کہ جو اُوپر چڑھتا ہے۔ یعنی سوختنی قربانی کا کل حصّہ خدا کے حضور چڑھتا ہے۔ اور وہ سب خدا ہی کے لئے ہوتا ہے۔

س ۴۵ عابد کس غرض اور مراد سے سوختنی قربانی خداوند کے آگے لاتا تھا؟

ج اس غرض سے کہ وہ قربانی اُس کے بدلے قبول کی جائے اور اُس کے لئے کفارہ ہو۔ (دیکھو احبار ۱باب ۴آیت)

س ۴۶ سوختنی قربانی گزراننے کے وقت عابد کو کیا کرنا ہوتا تھا؟

ج ذیل کے چار کام:-

(۱) پہلے یہ کہ عابد خود سوختنی قربانی لائے۔

(۲) دوسرے یہ وہ جماعت کے خیمے کے دروازے پر بے عیب نر لائے (دیکھو احبار ۱باب ۳آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ وہ اُس بے عیب نر کے سر پر اپنا ہاتھ رکھے۔

(۴) چوتھے یہ کہ وہ اس کو ذبح کرے۔

س ۴۷ کس واسطے عابد خود سوختنی قربانی لائے اور اس سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ کوئی عابد کسی دوسرے کے لئے سوختنی قربانی نہیں لا سکتا تھا۔

اس لئے ہر ایک اپنے اپنے واسطے لاتا تھا۔

س۳ جماعت کے خیمہ کے دروازے پر گذرانے کا حکم تھا۔ اس سے کیا مطلب ہے؟

ج یہ کہ جب تک عابد خدا اور جماعت کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار نہیں کر لیتا تھا خیمہ کے اندر نہ جا سکتا تھا (مقابلہ کرو ا۔ یوحنا ا باب ۷ سے ۱۰ آیت)

س۴ حکم تھا کہ عابد سوختنی قربانی کے سر پر ہاتھ رکھے۔ اس سے کیا مراد تھی؟

ج یہ کہ اس فعل سے وہ اپنے آپ کو اس قربانی سے ملا دیتا تھا اور یوں وہ دو نو ایک شمار کئے جاتے تھے۔ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ ہاتھ رکھنا کیا گیا ہے اُس کے صحیح معنے تکیہ کرنا یا سہارا لگانا یا زور سے کسی پر جھکنا ہے (دیکھو زبور ۸۸ کی ۷ آیت) جس وقت عابد قربانی پر ہاتھ رکھتا تھا وہ اپنے گناہوں کا اقرار بھی کرتا تھا اس طرح وہ گناہ قربانی کے حساب میں گنے جاتے تھے (دیکھو احبار ۱۶ باب ۲۱ آیت) قربانی پر ہاتھ رکھنا مسیح کی قربانی پر ایمان رکھنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اگر گنہگار انسان مسیح مصلوب پر ایمان کا ہاتھ رکھے تو اسی طرح اس کے گناہ مسیح کے حساب میں شمار کئے جاتے ہیں (دیکھو ا۔ پطرس ۲ باب ۲۴ آیت + افسیوں ۱ باب ۷ آیت + یسعیاہ ۵۳ باب ۴ و ۵ آیت)

س۵ لفظ کفارہ کے کیا معنی ہیں؟

ج ڈھانپنا۔ چھپانا۔ اور یہ لفظ ۳۲ زبور کی پہلی آیت میں پایا جاتا ہے۔ یعنی "مبارک ہے وہ جس کی خطا ڈھانپی گئی" (دیکھو زبور ۳۲ کی ۱ و ۲ آیت + حبلہ ۴ باب ۲۰ آیت + ۱۶ باب ۴ ۲۴ آیت + گنتی ۱۵ باب ۲۵ و ۲۶ آیت + ایوب

۱ باب ۵ آیت + ۲۴ باب ۸ آیت)

س ۵۱ گناہ کا حقیقی کفارہ کون ہے؟

ج مسیح مصلوب۔ اس کی صلیب کے نیچے ہمارے گناہ ڈھانپے جاتے ہیں۔ مسیح کی صلیبی اور لعنتی موت ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ ہم کسی اور جگہ میں اپنے گناہوں کو نہیں ڈھانپ سکتے ہیں۔ جس وقت مسیح صلیب پر چڑھ گیا اور ہر طرف اندھیرا ہوگیا تو اُس اندھیرے کی گہرائی میں ہم سب نے اپنی عمر بھر کے گناہوں کو گاڑ دیا وہ پھر نظر نہ آئینگے (دیکھو ۲- کرنتھیوں ۵ باب ۲۱ آیت + عبرانیوں ۹ باب ۱۴ اور ۱۷ آیت + ۱- یوحنا ۲ باب ۱و۲ آیت)

س ۵۲ اس حکم سے کہ عابد خود سوختنی قربانی خداوند کے حضور ذبح کرے کیا بات ظاہر ہوتی ہے؟

ج چونکہ عابد جو جانور سوختنی قربانی کے لئے لاتا تھا اُس کی موت کا سبب عابد کے گناہ تھے۔ اس لئے وہ عابد ہی کو ذبح کرنا پڑتا تھا وہ اُس پر اپنے گناہوں کو لادکے اُسے گناہ کی سزا کا سزاوار ٹھہراتا تھا اور چونکہ گناہ کی سزا موت ہے اس لئے اس جانور کو موت کی سزا اُٹھانی پڑتی تھی۔ لہٰذا عابد ہی کو اُسے ذبح کرنا واجب اور مناسب تھا (مقابلہ کرو- یشعیاہ ۵۳ باب ۴ و ۵ آیت)

س ۵۳ سوختنی قربانی گذرانتے وقت کاہن کو کیا کیا کرنا ہوتا تھا؟

ج یہ کہ جب عابد جانور کو ذبح کر چکتا تھا تب کاہن جو بنی ہارون ہوا اس کے لہو کو اُس مذبح پر جو جماعت کے خیمہ کے دروازے پر ہوتا تھا ہر طرف چھڑک دیتا تھا۔

س ۵۴ خدا کے مذبح پر قربانی کے لہو کو چھڑکنے سے کیا مراد ہے؟

ج مذبح سے خدا کی حضوری مراد ہے اور لہو سے جان مراد ہے کیونکہ لہو کے ساتھ جان کا ہونا ضروری ہے۔ اور جان خدا کا حق اور مال ہے۔ پس مذبح پر لہو چھڑکنے سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ خدا کو جان جو اس کا حق ہے دی گئی۔ لہذا ضرور ہؤا کہ وہ اس کی نذر کی جائے۔ اور اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ گناہ کی سزا جو موت ہے وہ پوری ہو گئی۔

س ۵ موسوی شریعت میں لکھا ہے کہ کاہن کل سوختنی قربانی مذبح پر جلائے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ (دیکھو احبار باب ۹ و ۱۳ و ۱۷ آیت)

ج (۱) پہلے یہ کہ کل سوختنی قربانی خدا کے لئے ہے۔ اس کا کوئی جُز یا حصہ کسی اور کے واسطے نہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ سب کی سب سوختنی قربانی کا جلانا مسیح کی کامل فرماں برداری کا نشان ہے۔ اس نے کچھ باقی نذر کے چھوڑا بلکہ اپنا سب کچھ خداوند کے مذبح پر رکھ دیا۔ خدا کے گھر کی غیرت اُسے کھا گئی۔ باغ گتسمنی میں وہ سوختنی قربانی کے واسطے تیار کیا گیا (مقابلہ کرو متی ۲۶ باب ۳۹ آیت + فلپیوں ۲ باب ۶ سے ۸ آیت + عبرانیوں ۱۰ باب ۵ سے ۱۰ آیت + زبور ۴۰ کی ۶ سے ۸ آیت)

س ۶ ثابت کرو کہ کن وجوہ سے سوختنی قربانی مسیح کی پیش نشانی ہے؟

ج (۱) پہلے۔ جیسے کہ سوختنی قربانی پاک اور بے عیب ہوتی تھی ویسے ہی مسیح بھی پاک اور بے عیب تھا۔

(۲) دوسرے جیسے سوختنی قربانی گذراننے والوں کے گناہوں کے سبب سے قربان کی جاتی تھی ویسے ہی مسیح بھی ہمارے گناہوں کے سبب سے قربان ہؤا (مقابلہ کرو اکرنتھیوں ۵ باب ۷ آیت + ۱ پطرس ۱ باب ۱۸ آیت + گلتیوں ۱ باب ۴ + یسعیاہ ۵۳ باب ۴ سے ۱۲ آیت +

یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + عبرانیوں ۵ باب ۱ و ۳ آیت)
(۳) تیسرے۔ جیسے گزراننے والا سوختنی قربانی کے سر پر اپنا ہاتھ رکھتا تھا
تاکہ وہ قربانی اُس کے عوض قبول کی جائے اور اُس کے لئے کفارہ ہو
ویسے ہی مسیح مصلوب پر تکیہ کرنے اور ایمان لانے والے کے سارے
گناہ ڈھانپے جاتے ہیں۔
(۴) چوتھے۔ جیسے سوختنی قربانی سب کی سب جلائی جاتی تھی اور خدا
کے حضور مقبول ہوتی تھی اسی طرح مسیح کی قربانی بھی خدا کی درگاہ میں
قبول ہوئی۔
(۵) پانچویں۔ جیسے سوختنی قربانی گزراننے والے قربانی کے لہو کے وسیلے
سے خدا کے حضور میں راہ پاتے تھے۔ ویسے ہی مسیح کی موت کے وسیلے
سے ہم خدا کے حضور دخل پاتے ہیں۔ جب وہ صلیب پر چڑھ گیا اور
گناہوں کے کفارے کے لئے اپنی جان گزرانی اُسی وقت خدا کی ہیکل
کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ گیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارے
اور خدا کے درمیان جو پردہ گناہ کے سبب سے تھا۔ اسے مسیح کی
صلیبی موت نے دور کیا اور اب خدا کے حضور میں جانے کی راہ سب
گنہگاروں کے لئے کھل گئی (دیکھو متی ۲۷ باب ۵۰ و ۵۱ آیت + یوحنا ۱
باب ۲۹ آیت)

س ۵۴ سوختنی قربانی کے کل قواعد سے کیا کیا باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟
ج (۱) پہلے۔ مسیح ہمارے لئے سوختنی قربانی ہے۔ اُس نے ہمارے لئے
اپنے تئیں خدا کے حضور گزرانا۔ (مقابلہ کرو عبرانیوں ۹ باب ۱۴ آیت)
(۲) دوسرے۔ مسیح کی قربانی خدا کے حضور مقبول ہوئی اور وہ خدا کے

سامنے خوشبوئی کی مانند چڑھائی گئی (دیکھو احبار ١ باب ١٣ آیت)
(٣) تیسرے ۔ مسیح اور اُس پر ایمان لانے والوں کی آپس میں یگانگت ظاہر ہوتی ہے ۔ وہ ان کی برادری میں شریک ہوکر اُن کے گناہوں کے سبب سے موت کے لائق ٹھہرا ۔ اور وہ اُس کی قربانی کے سبب ہمیشہ کی زندگی اور الٰہی قربت کے لائق ٹھہرے (دیکھو عبرانیوں ٢ باب ١٠ سے ١٧ آیت + افسیوں ١ باب ٧ آیت + ٥ باب ٣ آیت + گلتیوں ٢ باب ٢٠ آیت + رومیوں ٣ باب ٢١ سے ٣١ آیت + ٨ باب ١ و ٣ سے ٥ ٣ آیت)
(٤) چوتھے ۔ جیسے بغیر سوختنی قربانی کے کوئی شخص خدا کے مقدس میں نہ جا سکتا تھا ویسے ہی کوئی شخص مسیح کی قربانی کو ناچیز جان کر بسلامتی خدا کے حضور میں نہیں جا سکتا ۔
(٥) پانچویں ۔ مسیح ہر وقت اپنے ایمانداروں کے لئے خدا کے حضور میں خوشنودی کی خوشبوئی کی مانند ہے ۔ جیسے سوختنی قربانی کے مذبح سے رات دن خدا کی طرف خوشبو چڑھتی تھی ویسے ہی مسیح مصلوب ہر وقت خدا کے سامنے ہر ایک گنہگار کے گناہوں کے کفارہ کے لئے موجود ہے بشرطیکہ وہ اُس کی صلیب سے ہو کے خدا کے حضور میں آئے ۔
(٦) ایمان کی ضرورت ظاہر ہوتی ہے ۔ جیسے گنہگار کو قربانی پر ہاتھ رکھنے کا حکم تھا اور اس طرح وہ اور قربانی ایک سمجھے جاتے تھے ویسے ہی ایمان کا ہاتھ مسیح مصلوب پر رکھنا چاہئے ۔ اور خدا اور انسان دونوں کے سامنے اُس کا اقرار کرنا ضروری ہے (دیکھو مرقس ٩ باب ٢٣ و ٢٤ آیت + یوحنا ٣ باب ١٦ سے ١٨ و ٣٦ آیت + اعمال ٣ باب ٢٧ آیت + رومیوں ٣ باب ٢٢ سے ٢٦ آیت + ١٠ باب ٩ سے ١٣ آیت)

س ۵۸ موسوی شریعت کے بموجب سلامتی کی قربانی کا کیا ذکر ہے؟

ج یہ کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی کی قربانی سلامتی کا ذبیحہ خداوند کے لئے بھیڑ بکری سے (نر یا مادہ) ہو تو بے عیب لائے۔ اور اگر وہ اپنی قربانی کے لئے برّہ لائے تو اُسے خداوند کے آگے گزرانے اور خود اپنا ہاتھ اپنی قربانی کے سر پر رکھے۔ اور اُسے جماعت کے خیمہ کے آگے ذبح کرے اور بنی ہارون اس کے لہو کو مذبح پہ گرداگرد چھڑکیں (دیکھو احبار ۳ باب ۸ آیت)

س ۵۹ سوختنی قربانی اور سلامتی کی قربانی میں کیا فرق تھا؟

ج یہ کہ سوختنی قربانی سب کی سب جلائی جاتی تھی اور سلامتی کی قربانی کی صرف چربی جلایا کرتے تھے۔

س ۶۰ سلامتی کی قربانی گزراننے کے لئے کیا ہدایت تھی؟

ج (۱) پہلے یہ کہ سلامتی کی قربانی بے عیب نر یا مادہ سے ہو۔

(۲) دوسرے۔ یہ کہ وہ خداوند کے آگے یعنی خیمہ کے سامنے گزرانی جائے (دیکھو احبار ۳ باب ۱ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ گزراننے والا اپنا ہاتھ اپنی قربانی کے سر پر رکھے۔ تاکہ یہ بات ظاہر ہو کہ وہ اور اُس کی قربانی دونو ایک ہی ہیں۔ اور وہ اس قربانی پہ تکیہ کر کے سلامتی پانے کی امید رکھتے ہیں (دیکھو احبار ۳ باب ۲ آیت)

(۴) چوتھے۔ یہ کہ کاہن جو بنی ہارون سے ہے قربانی کا لہو خدا کے مذبح پہ گرداگرد چھڑکے۔ تاکہ یہ بات ظاہر ہو کہ خدا نے اس قربانی کو قبول کیا ہے مذبح سے خدا کی حضوری مراد ہے۔ جب قربانی کا لہو مذبح پہ چھڑکا جاتا تھا

تو یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ جو جان عابد نے اپنی جان کے عوض میں خدا کو دی ہے اُسے خدا نے قبول کیا ہے۔

(۵) پانچویں یہ کہ سلامتی کی قربانی سوختنی قربانی کے مذبح پر گزرانی جاتی تھی تاکہ یہ بات ظاہر ہو کہ سوختنی قربانی کے ذریعے سے عابد کی سلامتی کی قربانی خدا کو پسندیدہ ہوتی ہے۔

س ۴۱ موسوی شریعت میں سلامتی کی قربانی کا کیا ذکر ہے؟ (دیکھو استثنا ۱۲ باب ۶ و ۷ و ۱۷ و ۱۸ آیت)

ج (۱) پہلے۔ یہ کہ اُس کے گھر کے سب لوگ اُس ضیافت میں شریک ہوں۔
(۲) دوسرے۔ یہ کہ وہ بڑی خوشی کے ساتھ کھائیں۔

س ۴۲ اس کا کیا سبب تھا کہ سلامتی کی قربانی میں سے قربانی گزراننے والے کو بھی کچھ کھانے کو ملتا تھا؟

ج اس لئے کہ یہ بات ظاہر ہو کہ وہ خدا سے میل رکھتا تھا۔ اور اب اس کی سلامتی ہو گئی۔ گویا خدا اُس کو بلا کر اپنی میز پر بٹھاتا ہے تاکہ اُس کے ساتھ کھائے اور خوش ہو۔ جیسے اگر کوئی بادشاہ کسی شخص کے ساتھ کھائے تو وہ اس پر اپنی خوشنودی ظاہر کرتا ہے۔

س ۴۳ کاہن اور قربانی گزراننے والے سلامتی کی قربانی میں مل کر کھاتے تھے اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

ج چونکہ کاہن خدا کی طرف سے کام کرتا تھا۔ پس جب اُس نے قربانی گزراننے والے کے ہمراہ اُس قربانی میں سے کھایا تو اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ خدا رضامند ہے۔ کیونکہ جب دو شخص آپس میں ایک ساتھ کھاتے ہیں تو یہ اس بات کا اظہار ہے کہ وہ آپس میں میل محبت رکھتے ہیں (مقابلہ کرو

(لوقا ۱۵باب ۲۲ سے ۲۴ آیت)

س ۶۴ سلامتی کی قربانی کے گزراننے والے کو خمیری روٹی کھانے کی اجازت ہوتی تھی اس سے کیا مراد ہے؟

ج چونکہ خمیر سے گناہ مُراد ہے لہٰذا خمیری روٹی کھانے کی اجازت سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ قربانی گزراننے والا گنہگار ہے۔ اور جب اُس نے خمیری روٹی کھائی تو گویا اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔

س ۶۵ ا۔یوحنا ۱ باب ۷ سے ۱۰ آیت میں اس بات کی کیا تفسیر ہے؟

ج یہ کہ ہم اگر مسیح کی قربانی کے ذریعے سارے گناہوں سے پاک ہو جائیں تو بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم بے گناہ ہیں اس لئے کہ ہماری ذات میں گناہ کا خمیر گوندھا ہُوا ہے۔ ہم کو خداوند کے سامنے اس کا اقرار کرنا چاہیئے۔

س ۶۶ سلامتی کی قربانی سے کون سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ مسیح کی قربانی کے بغیر کوئی انسان خدا کی قُربت کو حاصل نہیں کر سکتا اِس لئے کہ اُس کی قربانی سے الٰہی قربت حاصل ہوتی ہے۔ خدا کے حضور میں سلامتی کی راہ مسیح مصلوب کی صلیب سے ہو کر جاتی ہے۔

(۲) دوسرے۔ یہ کہ اس قربانی سے خدا اپنے لوگوں کا میزبان ظاہر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عابد اُس سے جو خدا کو دی جاتی تھی خدا کے گھر کے سامنے سلامتی کی قربانی کھاتا تھا۔ لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ خدا مہماندار ہے کیونکہ عابد اُس کی دی ہوئی خوراک اُس کے گھر پر کھاتا تھا۔

س ۶۷ اِن دنوں میں سلامتی کی قربانی پر غور کرنے سے ہمارے لئے کون سی تسلّی بخش باتیں نکلتی ہیں؟

ج (۱) پہلی - یہ کہ مسیح ہماری سلامتی کی حقیقی قربانی ہے - اُس کی قربانی کے لہو سے ہم سلامتی پاتے ہیں (دیکھو کلسیوں ۱ باب ۲۰ آیت + رومیوں ۵ باب ۱ آیت + افسیوں ۲ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت + اعمال ۱۳ باب ۳۸/۵ آیت + عبرانیوں ۵ باب ۹ آیت + ۹ باب ۲۸ آیت)

(۲) دوسری تسلی بخش بات یہ ہے کہ سلامتی کی قربانی سے خدا کے لوگوں میں یگانگت اور برادرانہ اُلفت ظاہر ہوتی ہے - کیونکہ سب عابد کاہن اور بنی لاوی مل کر خدا کے گھر کے سامنے کھاتے تھے اس سے اُن کی آپس میں محبت اور یگانگت ظاہر ہوتی تھی -

(۳) تیسری - یہ کہ سلامتی کی قربانی عشائے ربانی کا پیش نمونہ ہے - اس لئے کہ عشائے ربانی خداوند کی میز کہلاتی ہے - مقابلہ کرو (احبار ۳ باب ۱۱ آیت + ۱- کرنتھیوں ۱۰ باب ۲۱ آیت)

(۴) چوتھی تسلی بخش بات یہ ہے کہ عشائے ربانی میں خمیری یا فطیری روٹی استعمال کرنے کی نسبت کچھ بحث نہ ہونی چاہئے - کچھ مضائقہ نہیں خواہ خمیری ہو یا بے خمیری صرف روٹی استعمال کی جائے - حکم یہ ہے کہ روٹی ہو چاہے چپاتی - چاہے ڈبل روٹی -

(۵) پانچویں بات یہ ہے کہ مسیح کی قربانی کی غرض پہچانے بغیر ہم خدا کی میز پہ بیٹھنے سے فائدہ نہ اُٹھائینگے - جو شخص عشائے ربانی میں فائدہ کی خاطر شریک ہوا چاہتا ہے اُس کو خاص کر اپنے گناہوں کے بدلے میں مسیح کی قربانی پہ غور کرنا چاہئے -

(۶) چھٹی بات یہ ہے کہ جو مسیحی جان بوجھ کر گناہ میں پھنس جاتا اور عشائے ربانی میں شریک ہوتا ہے وہ اُس کے لئے سلامتی کا باعث نہ ہوگی -

بلکہ برعکس اس کے نقصان کا باعث ٹھہریگی (دیکھو ۱-کرنتھیوں ۱۰ باب ۱۶ سے ۲۲ آیت + ۱۰ حیاۃ ۷ باب ۹ سے ۱۲ آیت)

(۷) ساتویں- یہ کہ جیسے سلامتی کی قربانی سے خدا کا بندہ خوراک پاتا ہے ویسے ان دنوں میں خدا کے کلام کی باتوں کو کھا کے ہم اپنی روحوں کے لئے غذا حاصل کرتے ہیں جس سے ہم کو حقیقی سیری حاصل ہوتی ہے (دیکھو متی ۴ باب ۴ آیت + یرمیاہ ۱۵ باب ۱۶ آیت)

س ۲۸ موسیٰ کی شریعت میں خطا کی قربانی کے بارے میں خدا کی طرف سے کیا حکم تھا؟

ج یہ کہ خداوند نے موسیٰ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو کہہ اگر کوئی انسان بھول چوک سے خداوند کے حکموں سے برعکس ایسا کوئی کام کرے جس کا کرنا روا نہیں اور اُن میں سے کسی کے برخلاف عمل کرے تو وہ اپنی خطا کے واسطے جو اُس نے کی ہے ایک بے عیب بچھڑا کہ خطا کی قربانی ہو خداوند کے لئے لائے۔ (دیکھو احبار ۴ باب ۱ سے ۷ آیت + ۱۲ باب)

س ۲۹ اگر کوئی شخص ایسا غریب ہوتا تھا کہ اُس کو اپنی خطا کے واسطے نہ بچھڑا اور نہ دو قمریاں یا کبوتر کے دو بچے لانے کا مقدور ہوتا تو اُس کی خطا کی معافی کے واسطے خدا نے کون سی راہ کھولی تھی؟

ج یہ کہ وہ اپنی خطا کے واسطے ایفا بھر مہین آٹے کا دسواں حصہ خطا کی قربانی کے لئے نذر گذرانے نہ اُس پر تیل ڈالے اور نہ لُبان رکھے تب وہ کاہن کے پاس لائے اور کاہن اُس میں سے یادگاری کے لئے اپنی مٹھی بھر کے اُسے مذبح پر خداوند کی آگ کی قربانی کے لئے جلائے۔ اور

کاہن اُس خطا کی بابت جو اُس نے اُن خطاؤں میں سے کی کفارہ دیوے تاکہ وہ بخشا جائے اور بقیہ نذر کی قربانی کی طرح کاہن کا ہوگا (دیکھو احبار ۵ باب ۱۱ سے ۱۳ آیت)

س ۹ بعض گناہوں کے لئے موسوی شریعت کی رو سے معافی کی کوئی راہ نہ تھی اور نہ کوئی قربانی تھی۔ وہ کون سے گناہ تھے؟

ج زناکاری۔ کفر اور خون (دیکھو احبار ۴ باب)

س ۱۰ اس سے کیا بات ظاہر ہوتی ہے؟

ج یہ کہ بنی اسرائیل ایسے گناہوں کی خرابی محسوس کریں اور اُن کے دل میں ایک بہتر قربانی کی آرزو پیدا ہو جس سے صرف چند گناہوں ہی کی نہیں بلکہ سب گناہوں کی معافی ہو۔

س ۱۱ خطا کی قربانی کہاں جلائی جاتی تھی؟

ج خدا کے خیمہ یا مقدس سے باہر۔

س ۱۲ یہ بات مسیح کی قربانی کی کس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے؟

ج یہ کہ مسیح یروشلیم کے مقدس سے باہر لایا گیا اور وہاں کھوپڑی کی جگہ میں اسے صلیب پر چڑھایا گیا۔ (دیکھو عبرانیوں ۱۳ باب ۱۰ سے ۱۳ آیت + احبار ۴ باب ۸ سے ۱۲ و ۹ اسے ۲۱ و ۲۷ آیت + ۱۶ باب ۷۔۱ آیت)

س ۱۳ خطا کی قربانی سے خدا کی ذات کی نسبت کیا بات معلوم ہوتی ہے؟

ج (۱) پہلی یہ کہ خدا عالم الغیب ہے اور وہ سب کچھ بخوبی جانتا ہے جو گناہ کسی سے ہو جائے خواہ وہ کیسا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو خدا اس سے آگاہ ہوتا ہے اور وہ گناہ کرنے والے کو گو وہ کیسا ہی

غریب اور گمنام کیوں نہ ہو جانتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ اس سے خدا کا انصاف ظاہر ہوتا ہے۔ گویا وہ ہر ایک گناہ کو نیز فتا اور گنہگار کے مرتبہ اور درجہ اور روشنی کے مطابق اُس کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔

(۳) تیسرے۔ اس سے خدا کی بے بیان پاکیزگی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جو گناہ آدمی سے پہچانا نہیں جاتا اُس کے لئے بھی خدا کی پاکیزگی ایک پاک قربانی کا تقاضا کرتی ہے۔

س۵ خطا کی قربانی سے کون سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

ج (۱) پہلے۔ مسیح مصلوب کی پیش نشانی جیسے کہ خطا کی قربانی خدا کے حضور سے دور کی جاتی تھی اور خیمہ کے باہر ذبح کی اور جلائی جاتی تھی ویسے ہی مسیح نے یہ لعنتی موت سہی۔ وہ گنہگاروں میں شمار کیا گیا اور شہر یروشلم کی ہیکل سے دور کھوپڑی کے مقام پر صلیبی موت سہی۔

(۲) دوسرے۔ خطا کی قربانی کے ذریعے سے ہر ایک گنہگار کے لئے خواہ وہ کیسا ہی غریب اور لاچار کیوں نہ ہو معافی پانے کی راہ تھی۔ جتنے آخر کو ہلاک کئے جائینگے اُن کی ہلاکت کی وجہ یہ نہ ہوگی کہ وہ لاچار تھے اور ان کے بچانے کے لئے کوئی راہ خدا کی طرف سے تھوڑی نہ گئی تھی بلکہ اُن کی ہلاکت کی وجہ یہ ہوگی کہ جو راہ خدا نے کھولی تھی وہ اس سے راضی نہ تھے اور نہ اُس پر چلتے تھے۔

(۳) تیسرے۔ خطا کار کو صرف اپنی خطا کا اقرار کرنا اور معافی مانگنا ہی کافی نہیں بلکہ خدا کے حضور خطا کی قربانی بھی ہونی چاہئے۔

(۴) چوتھے۔ جو کوئی دیدہ و دانستہ گناہ کرے یا اس خیال سے کہ خبر

گناہ کرنے کے بعد اس کی معافی حاصل کرنے کے لیئے جس خطا کی قربانی گذرانی ہونگی وہ دھوکے میں ہے۔ ایسا شخص معافی نہ پائیگا کیونکہ وہ اس قربانی کو گناہ بڑھانے کا باعث بنانا چاہتا اور قربانی کی آڑ میں گناہ کرتا ہے۔

(۵) پانچویں۔ کوئی گناہ خفیف نہ سمجھا جائے۔ بھول چوک کمزوری یا غفلت کے سبب کوئی گناہ چھوٹا نہ گنا جائیگا۔ جنہیں مسیح اور اُس کی انجیل کی خبر نہیں پہنچی وہ اس سبب سے بے خطا نہ گنے جائینگے۔ وہ اپنی روشنی کے موافق کم یا زیادہ مار کھائینگے۔

س ۶۴ موسیٰ کی شریعت کی کن کتابوں میں تقصیر کی قربانی کا بیان پایا جاتا ہے؟

ج (دیکھو احبار ۵ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت + ۶ باب ۱ سے ۷ آیت + ۷ باب ۱ سے ۷ آیت)

س ۶۵ لکھا ہے کہ یسوع کے پاس بھی گذراننے کے واسطے کچھ ہو۔ اُس کے پاس کیا تھا؟ (دیکھو ۳ آیت)

ج (۱) پہلے۔ اس کے پاس گذراننے کو پاک۔ بے داغ اور بے گناہ بدن تھا۔ اس لیئے کہ مرنا یا نہ مرنا اپنی جان دینا یا نہ دینا بالکل اُس کے اختیار میں تھا۔ گناہ کا پھل موت ہے۔ مگر جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو اُس کو اختیار ہے کہ اوروں کے بدلے میں اپنی جان دے یا نہ دے۔ جیسے اس نے کہا میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اُس کے پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔ اُس کو اس لیئے اختیار تھا کہ ہر ایک آدمی کے لیئے موت کا مزہ چکھے اور اُس کے گناہوں کے کفارہ کے لیئے

اپنی جان قربانی کے لئے بخشے۔ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۰ باب ۱۴ سے ۱۸ آیت +
عبرانیوں ۲ باب ۹ و ۱۴ سے ۱۷ آیت)

(۲) دوسرے مسیح کو یہ اختیار تھا کہ اپنی اُمت کا سردار کاہن ہو کر اُن کے گناہوں کا کفارہ ہو۔ اور اپنی جان گناہ کی قربانی کے لئے گذران کر پھر اُس کو لے۔ اس مقصد سے کہ وہ نہ صرف ایک قوم کے لوگوں کے لئے بلکہ ہر قوم میں خدا کے پراگندہ فرزندوں کے لئے ایک رحم دل اور دیانتدار سردار کاہن بنے۔ (مقابلہ کرو عبرانیوں ۸ باب ۱ سے ۳ آیت + ۲ باب ۱۷ آیت + یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + ۱۱ باب ۴۹ سے ۵۲ آیت + اعمال ۸ باب ۳۲ سے ۳۵ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۵ و ۶ آیت + پیدائش ۲۲ باب ۷ و ۸ و ۱۳ و ۱۴ آیت + خروج ۱۲ باب ۳ آیت + یشعیاہ ۵۳ باب ۷ آیت)

س ۷۸ خدا نے موسیٰ کو جو خیمہ بنانے کا حکم دیا تھا اُس میں کن چیزوں کی نقل اور عکس تھا (دیکھو ۵ آیت)

ج آسمانی چیزوں کی نقل اور عکس۔ جیسا کہ پانچویں آیت میں لکھا ہُوا ہے "دیکھ جو نمونہ تجھے پہاڑ پر دکھایا گیا تھا اُسی کے مطابق سب چیزیں بنانا" (مقابلہ کرو عبرانیوں ۹ باب ۲۳ آیت + ۱۰ باب ۱ آیت + کلسیوں ۲ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + اعمال ۷ باب ۴۴ آیت)

س ۷۹ کیا یسوع نے زمین کے کسی خیمہ یا مَقدِس یا گھر میں کاہن ہو کر کہانت کی خدمت کی؟ یا کیا اب زمین کے کسی خاص مقدس یا جگہ میں وہ کہانت کی خدمت کرتا ہے؟

ج نہیں۔ جس خیمہ یا مقدس میں یسوع کاہن ہے وہ زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر ہے اُس کا مقدس آسمانوں سے بھی بلند ہے (دیکھو عبرانیوں ۴ باب ۱۴

آیت + ۷ باب ۲۶ آیت + ۹ باب ۲۴ آیت + یوحنا ۴ باب ۱۹ سے ۲۴ آیت

س ۸۰ جو خیمہ موسیٰ نے بنایا وہ کس زمانے تک قائم رہا؟

ج داؤد بادشاہ کے زمانے تک۔ اُس کے بعد داؤد کے بیٹے سلیمان نے خدا کے لئے شہر یروشلیم میں عالیشان ہیکل بنائی۔ جیسے لکھا ہے کہ سلیمان نے اُس کے لئے گھر بنایا۔ لیکن باری تعالےٰ ہاتھ کے بنائے ہوئے گھروں میں نہیں رہتا۔ (دیکھو اعمال ۷ باب ۴۷ سے ۵۰ آیت مقابلہ کرو یشعیاہ ۶۶ باب ۱ و ۲ آیت + ۲ سموئیل ۷ باب ۱۲ آیت + ۱ سلاطین ۶ باب ۱ و ۲ آیت + ۸ باب ۳۰ آیت + ۲ تواریخ ۳ باب ۱ آیت + ۱ سلاطین ۸ باب ۲۷ آیت + ۲ تواریخ ۲ باب ۶ آیت + اعمال ۷ باب ۲۴ آیت)

س ۸۱ جو مقدس یا ہیکل سلیمان نے موسےٰ کے خیمہ کی جگہ بنائی وہ کب تک قائم رہی؟

ج وہ دو ایک دفعہ گرائی گئی اور آخر کو ہیرودیس بادشاہ سے پھر اٹھائی گئی۔

س ۸۲ بتاؤ وہ کب آخری وقت گرائی گئی اور تب سے اب تک بحال نہیں کی گئی؟

ج یسوع کے آسمان پر چڑھ جانے کے قریباً چالیس برس بعد یروشلیم کی وہ ہیکل رومی حاکم طیطس کے لشکر نے بالکل برباد کر دی۔ یہاں تک کہ کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہا جو گرایا نہ گیا جیسا کہ یسوع نے پیشین گوئی کی (دیکھو متی ۲۴ باب ۱ سے ۳ آیت)

س ۸۳ چھٹی آیت میں یہ لکھا ہے کہ یسوع کی کہانت موسوی شریعت کی کہانت سے بہتر سمجھی جائے۔ کس سبب سے بہتر سمجھی جائے؟

ج اس سبب سے کہ بس نئے عہد کا درمیانی یسوع ٹھہرا وہ عہد موسوی

شریعت کے پرانے عہد کے بہتر وعدوں کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔
(دیکھو ۶ آیت)

س ۴۸ نئے عہد کے وعدے کن باتوں میں پرانے عہد کے وعدوں سے بہتر سمجھے جائیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ نئے عہد کے سردار کاہن یسوع کا یہ وعدہ ہے کہ "اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان لائیگا اُس کے اندر سے جیسے کہ کتاب مقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی"
(دیکھو یوحنا ۷ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت) موسوی شریعت کے پرانے عہد کے سردار کاہن نے اپنے ایمان لانے والوں کو ایسا وعدہ کبھی نہ دیا اور نہ وہ دے سکتا تھا۔

(۲) دوسرے پھر نئے عہد کے سردار کاہن یسوع کا یہ عجیب تسلی بخش وعدہ ہے کہ "قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا" (یوحنا ۱۱ باب ۲۵ و ۲۶ آیت)

(۳) تیسرے۔ پھر نئے عہد کے سردار کاہن یسوع کا یہ وعدہ ہے کہ "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا۔ کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور اگر میں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو" جس عہد کا اور جس حقیقی مقدس میں بے بدل جانثار اور رحم دل سردار کاہن یسوع رہتا ہے اُس کے ایسے بے شمار اور عجیب تسلی بخش وعدے ہیں۔ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۴ باب ۲ و ۳ آیت + ۱۴ باب ۷ سے ۱۴ آیت + متی ۱۱ باب ۲۷ سے ۳۰ آیت)

آیت + ۷ باب ۲۶ آیت + ۹ باب ۴ ۲ آیت + یوحنا ۴ باب ۱۹ سے ۲۴ آیت

س ۱۰ جو خیمہ موسیٰ نے بنایا وہ کس زمانے تک قائم رہا؟

ج داؤد بادشاہ کے زمانے تک۔ اُس کے بعد داؤد کے بیٹے سلیمان نے خدا کے لئے شہر یروشلیم میں عالیشان ہیکل بنائی۔ جیسے لکھا ہے کہ سلیمان نے اُس کے لئے گھر بنایا۔ لیکن باری تعالےٰ ہاتھ کے بنائے ہوئے گھروں میں نہیں رہتا۔ (دیکھو اعمال ۷ باب ۴۷ سے ۵۰ آیت مقابلہ کرو یشعیاہ ۶۶ باب ۱ و ۲ آیت + ۲ سموئیل ۷ باب ۱۳ آیت + ۱ سلاطین ۶ باب ۱ و ۲ آیت + ۸ باب ۲۰ آیت + ۲ - تواریخ ۳ باب ۱ آیت + ۱ سلاطین ۸ باب ۷ ۲ آیت + ۲ - تواریخ ۲ باب ۶ آیت + اعمال ۷ باب ۴۴ آیت)

س ۱۱ جو مقدس یا ہیکل سلیمان نے موسیٰ کے خیمہ کی جگہ بنائی وہ کب تک قائم رہی؟

ج وہ دو ایک دفعہ گرائی گئی اور آخر کو ہیرودیس بادشاہ سے پھر اٹھائی گئی۔

س ۱۲ بتاؤ وہ کب آخری وقت گرائی گئی اور تب سے اب تک بحال نہیں کی گئی؟

ج یسوع کے آسمان پر چڑھ جانے کے قریباً چالیس برس بعد یروشلیم کی وہ ہیکل رومی حاکم طیطس کے لشکر نے بالکل برباد کر دی۔ یہاں تک کہ کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہا جو گرایا نہ گیا جیسا کہ یسوع نے پیشین گوئی کی (دیکھو متی ۲۴ باب ۱ سے ۳ آیت)

س ۱۳ چھٹی آیت میں یہ لکھا ہے کہ یسوع کی کہانت موسوی شریعت کی کہانت سے بہتر سمجھی جائے۔ کس سبب سے بہتر سمجھی جائے؟

ج اس سبب سے کہ جس نئے عہد کا درمیانی یسوع ٹھہرا وہ عہد موسوی

شریعت کے پُرانے عہد کے بہتر وعدوں کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔
(دیکھو ۶ آیت)

سؔ نئے عہد کے وعدے کن باتوں میں پرانے عہد کے وعدوں سے بہتر سمجھے جائیں؟

جؔ (۱) پہلے یہ کہ نئے عہد کے سردار کاہن یسوع کا یہ وعدہ ہے کہ "اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان لائیگا اُس کے اندر سے جیسے کہ کتاب مقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی" (دیکھو یوحنا ۷ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت) موسوی شریعت کے پرانے عہد کے سردار کاہن نے اپنے ایمان لانے والوں کو ایسا وعدہ کبھی نہ دیا اور نہ وہ دے سکتا تھا۔

(۲) دوسرے پھر نئے عہد کے سردار کاہن یسوع کا یہ عجیب تسلی بخش وعدہ ہے کہ "قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا" (یوحنا ۱۱ باب ۲۵ و ۲۶ آیت)

(۳) تیسرے۔ پھر نئے عہد کے سردار کاہن یسوع کا یہ وعدہ ہے کہ "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا۔ کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور اگر میں جاکر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو" جس عہد کا اور جس حقیقی مقدس میں بے بدل دیانتدار اور رحم دل سردار کاہن یسوع رہتا ہے اُس کے ایسے بے شمار اور عجیب تسلی بخش وعدے ہیں۔ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۴ باب ۲ و ۳ آیت + ۱۶ باب ۷ سے ۱۴ آیت + متی ۱۱ باب ۲۷ سے ۳۰ آیت)

س ۸۵ بتاؤ کن باتوں میں پہلا عہد نکمّا اور ناقص ٹھہرا؟ (دیکھو ۷ آیت)

ج (۱) پہلے اس میں کہ اُس پہلے عہد کا سردار کاہن حقیقی خیمہ یا مقدس کی نقل کا خادم ٹھہرا نہ حقیقی خیمے کا۔ جسے خداوند نے کھڑا کیا ہے نہ کہ انسان نے۔

(۲) دوسرا نقص یہ ہے کہ اُس پہلے عہد کا سردار کاہن آپ ہی بے گناہ یا بے نقص نہ ٹھہرا۔ مگر نئے عہد کا سردار کاہن بے نقص اور بے گناہ ٹھہرا۔ (مقابلہ کرو عبرانیوں ۴ باب ۱۵ آیت + ۹ باب ۲۸ آیت + یوحنا ۸ باب ۴۶ آیت + ۱۴ باب ۳۰ آیت + ۱-پطرس ۲ باب ۲۲ آیت + ۱-یوحنا ۳ ۵ آیت)

(۳) تیسرا نقص یہ ہے کہ اُس پرانے عہد کا سردار کاہن اُس نقلی خیمہ کی پاک ترین جگہ میں آپ ہی سال میں صرف ایک دفعہ دخل پا سکتا تھا۔ وہ اکیلا جاتا تھا مگر اپنے بیٹوں یا اپنے بھائی موسے کو اپنے ساتھ نہ لے جا سکتا تھا۔

س ۸۶ کس نے پہلے یعنی پرانے عہد کا نقص بتا کر بنی اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے سے نیا اور بہتر عہد باندھنے کا وعدہ کیا؟

ج خداوند نے جیسے لکھا ہؤا ہے۔ پس وہ اُن کے نقص بتا کر کہتا ہے۔ کہ خداوند فرماتا ہے دیکھ وہ دن آتے ہیں کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے سے ایک نیا عہد باندھونگا (دیکھو ۸ آیت)

س ۸۷ خداوند نے بنی اسرائیل کے باپ دادوں سے کس وقت پہلا عہد باندھا؟

ج جس وقت اُس نے ملک مصر کی غلامی سے نکالنے کے لئے اُن کا ہاتھ

پکڑا (دیکھو ۹ آیت)

س ۸۸ جس وقت خدا نے بنی اسرائیل کو مصر کے بادشاہ فرعون کی غلامی سے نکالا اس نے ان کو کیا حکم دیا؟

ج اس نے ان کو موسٰے کی معرفت دس خاص حکم دئے۔

س ۸۹ خدا نے جو دس حکم موسٰی نبی کی معرفت انہیں دئے بتاؤ۔

ج (پڑھو خروج کی کتاب ۲۰ باب ۱ سے ۱۷ آیت)

س ۹۰ کیا کسی نے پہلے عہد کے ان دس حکموں کو کامل طور سے پورا کیا ہے؟

ج ہمارے سردار کاہن یسوع کے سوائے کسی نے ان کو پورا نہیں کیا ہے بلکہ برعکس اس کے اسرائیل کے نبیوں کاہنوں اور بادشاہوں میں سے بھی کسی نے اس پہلے عہد کے احکام پر پورے طور سے عمل نہ کیا۔ (مقابلہ کرو زبور ۱۴ کی ۲ و ۳ آیت + ۱۵ کی ۱ سے ۵ آیت + ۵۱ کی ۱ سے ۷ آیت + ۵۳ کی ۲ و ۳ آیت + یشعیاہ ۱۰ باب ۱ سے ۱۵ آیت + حزقی ایل ۱۶ باب ۲۳ آیت)

س ۹۱ جس حال خدا کے کلام کی گواہی سے ہاں ہر ایک آدمی کے دل کی گواہی سے بھی کسی نے پہلے عہد کے ان حکموں کو پورا نہیں کیا تو اس کا نتیجہ کیا ہے؟

ج یہ کہ خدا کے حضور میں ہر ایک کا منہ بند کیا جائے اور ساری دنیا سزا کے لائق ٹھہرے (دیکھو رومیوں ۳ باب ۲ سے ۱۲ آیت)

س ۹۲ خدا وند نے کس لئے اس پہلے عہد کو چھوڑ کے بنی اسرائیل کے ساتھ نیا اور بہتر عہد باندھا؟

ج اس لئے کہ وہ اس پہلے عہد پر قائم نہ رہے (دیکھو ۹ آیت)

س ۹۳ اس میں کیا عجوبہ ہے؟

ج یہ ہے کہ خداوند نے اُن کی نافرمانی کا خیال کرکے ان کو نہ چھوڑ دیا بلکہ اُن کی بحالی۔ بچاؤ اور سرفرازی کے لئے اُن کے ساتھ ایک نیا عہد باندھا جس میں چار عجیب تسلی بخش وعدے شامل ہیں۔

س ۹۴ اس نئے عہد کے جو چار وعدے ہیں بتاؤ (دیکھو ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ آیات)

ج (۱) پہلا یہ کہ خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنے قانون اُن کے ذہن میں ڈالونگا اور ان کے دلوں پر لکھونگا۔

(۲) دوسرا وعدہ یہ ہے کہ میں اُن کا خدا ہونگا اور وہ میری اُمّت ہونگے۔

(۳) تیسرا یہ کہ ہر شخص کو اپنے ہم وطن اور اپنے بھائی کو یہ تعلیم دینی نہ پڑیگی کہ تو خداوند کو پہچان کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک سب مجھے جان لینگے۔ (دیکھو ۱۱ آیت)

(۴) چوتھا وعدہ یہ ہے کہ میں اُن کی ناراستیوں پر رحم کرونگا اور اُن کے گناہوں کو پھر کبھی یاد نہ کرونگا۔ (دیکھو ۱۲ آیت)

س ۹۵ جو نئے عہد کا پہلا وعدہ ہے کہ خدا اسرائیل کے گھرانے کے ذہن میں اپنے قانون ڈالیگا اور اُن کے دلوں پر لکھیگا۔ اس کے کیا معنے ہیں؟

ج یہ کہ جو اسرائیل کے گھرانے ہوں یا جو اس نئے عہد کے وعدوں کے وارث ہوں وہ خدا کے حکموں کو ڈر یا خوف کے مارے نہ مانینگے بلکہ ذہن اور دل سے۔ جیسے کہ نیک اور لائق بیٹا ڈر کے مارے باپ کی عزت اور نیک نامی نہیں چاہتا بلکہ دل کی خوشی سے اُس کے حکموں کو مانتا ہے (مقابلہ کرو گلتیوں ۴ باب ۱ سے ۷ آیت + رومیوں ۵ باب ۵ آیت + ۸ باب ۱۴ سے ۱۷ آیت)

س ۹۶ خدا کا جو دوسرا وعدہ نئے عہد کے وارثوں کو دیا گیا ہے۔ وہ کیا ہے؟

ج یہ کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اُن کا خدا ہونگا اور وہ میری اُمّت ہونگے (دیکھو ۱۰ آیت)

س ۹۷ نئے عہد کا یہ دوسرا وعدہ کہ میں اُنکا خدا ہونگا اور وہ میری اُمّت ہونگے۔ کون سے خاص شخص اور کون سی خاص اُمّت اس وعدے کے وارث ہیں؟

ج جس جس شخص کے ذہن میں خدا نے اپنے قانون ڈالے اور اُن کے دلوں پر بھی لکھے وہ سب اِس وعدے کے وارث ہیں۔

س ۹۸ لکھا ہے کہ خداوند فرماتا ہے کہ "اُن دنوں کے بعد میں اسرائیل کے گھرانے سے نیا عہد باندھونگا" یہاں کن دنوں کے بعد کی طرف اشارہ ہے؟

ج جن دنوں کی طرف کہ یرمیاہ نبی نے اشارہ کرکے یہ پیشین گوئی کی۔ جیسے کہ لکھا ہے "بلکہ یہ وہ عہد ہے جو میں اسرائیل کے گھرانے سے کرونگا۔ اُن دنوں کے بعد خداوند فرماتا ہے میں اپنی شریعت کو اُن کے اندر رکھونگا اور اُن کے دل پر اُسے لکھونگا۔ اور میں اُن کا خدا ہونگا اور وہ میرے لوگ ہونگے۔ اور وہ پھر اپنے اپنے پڑوسی اور اپنے اپنے بھائی کو یہ کہہ کے نہ سکھائینگے کہ خداوند کو پہچانو کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک وہ سب مجھے جانینگے۔ خداوند کہتا ہے۔ کہ میں اُن کی بدکاری کو بخش دونگا اور اُن کے گناہ کو یاد نہ کرونگا" (دیکھو یرمیاہ نبی کی کتاب ۳۱ باب ۳۳ و ۳۴ آیت)

س ۹۹ یرمیاہ نبی کی جو پیشین گوئی اسرائیل کے گھرانے کی بابت ہے کہ وہ خاص طور سے خدا کے لوگ۔ اور خدا کی اُمّت کہلانے کے لائق ہونگے پس

پیشین گوئی کے پورے کیئے جانے یا پورے ہوجانے کا ثبوت کیا ہے؟

ج (۱) پہلا یہ کہ کتاب مقدس کے پرانے عہدنامے کے نبی اور لکھنے والے اسرائیل کے گھرانے کے ہوئے - اور جسم کے رُو سے یسوع بھی اُن ہی میں سے ہؤا - (دیکھو رومیوں ۹ باب ۵ آیت)

(۲) دوسرا ثبوت یہ ہے کہ یرمیاہ نبی کی اسی پیشین گوئی میں یہ عجیب پیش خبری ہے کہ جب تک خدا سورج - چاند - ستاروں - دن اور رات کو روشنی دینے کے لئے قائم رکھے تب تک اسرائیل کا گھرانا جاتا نہ رہیگا جیسے لکھا ہے - خداوند یوں کہتا ہے - وہ جس نے دن کی روشنی کے لئے سورج کو مقرر کیا ہے اور جس نے رات کی روشنی کے لئے چاند اور ستاروں کا نظام کر دیا ہے - جو سمندر کو تھما دیتا ہے جس وقت اُس کی لہریں شور کرتی ہوں - اُس کا نام رب الافواج ہے - اگر یہ نظام میرے آگے سے موقوف ہو جائیگا - خداوند کہتا ہے تو اسرائیل کی نسل بھی میرے آگے سے جاتی رہیگی کہ ہمیشہ تک قائم نہ ہو - خداوند یوں کہتا ہے کہ اگر ہو سکے کہ اُوپر آسمان ناپا جائے یعنی نیچے زمین کی نیو کا اندازہ کیا جائے تو میں بھی اُن کے سارے کاموں کے سبب سے اسرائیل کی ساری نسل کو رد کر دونگا - خداوند کہتا ہے (دیکھو یرمیاہ ۳۱ باب ۳۵ سے ۳۷ آیت)

س ۱۰۰ کتنے برس ہوئے جب یرمیاہ نبی کی یہ پیشین گوئی لکھی گئی -

ج عنقریب دو ہزار آٹھ سو برس گزرے کہ یہ پیشین گوئی لکھی گئی - ان برسوں میں بڑی بڑی قوموں اور بڑے بڑے بادشاہوں نے بنی اسرائیل

کو بالکل نیست و نابود کرنا چاہا تاہم وہ اب تک ایک خاص قوم اور ملت
بنی رہی ہے۔

س ۱۰۱ کتنے برس ہوئے جب بنی اسرائیل اپنے ملک سے نکالے گئے؟

ج عنقریب ۱۹ سو برس ہوئے کہ وہ اپنے ملک سے نکالے گئے۔ اور
وہ اُس وقت سے اب تک اور بہت ملکوں اور قوموں میں تتر بتر
کئے گئے۔ اور پراگندہ پھرتے ہیں تو بھی اِن مختلف قوموں سے نہ
وہ غرق ہوئے نہ نگلے گئے۔ اُن کی قومیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ
یرمیاہ نبی کی پیشین گوئی ہماری آنکھوں کے سامنے اِن دنوں میں
پوری ہو رہی ہے۔

س ۱۰۲ اِس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج یہ کہ جیسے اِس عجیب پیشین گوئی کی چند باتیں پوری ہوگئیں اور پوری
ہوتی جاتی ہیں ویسے باقی بھی اپنے وقت پر پوری ہو جائینگی۔

س ۱۰۳ نئے عہدنامے میں یرمیاہ نبی کی اِن پیشین گوئیوں کے پورے ہونے
کی کیا پیشین گوئی ہے؟

ج رومیوں کے نام کے خط کے ۹ و ۱۰ و ۱۱ بابوں میں اِن پیشین گوئیوں کے
پورا ہونے کی پیشین گوئی ہے۔ جیسے کہ لکھا ہے کہ اے بھائیو کہیں
ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ کو عقلمند سمجھ لو۔ اِس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم
اس بھید سے ناواقف رہو کہ اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہو گیا ہے اور
جب تک غیر قومیں پوری پوری داخل نہ ہوں (یعنی غیر قوموں کی میعاد
پوری نہ ہو۔ لوقا ۲۱ باب ۲۴ آیت) وہ ایسا ہی رہیگا۔ اور اِس صورت
سے تمام اسرائیل نجات پائیگا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چھڑانے والا صیون

سے نکلیگا اور بے دینی کو یعقوب سے دفع کریگا - اور اُن کے ساتھ میرا یہ عہد ہوگا جب کہ میں اُن کے گناہوں کو دور کر ونگا (مقابلہ کرو رومیوں ۱۱ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت)

س ۱۰۴ نئے عہد کا تیسرا وعدہ سناؤ -

ج اور ہر شخص کو اپنے ہم وطن اور اپنے بھائی کو یہ تعلیم دینی نہ پڑیگی کہ تُو خداوند کو پہچان کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک سب مجھے جان لینگے (دیکھو ۱۱ آیت)

س ۱۰۵ کیا یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے ؟

ج پنتکوست کے دن سے وہ پورا ہونے لگا چنانچہ لکھا ہے کہ یسوع کے قریباً ایک سو بیس شاگرد یروشلیم شہر میں ایک دل ہو کر دس دن تک دعا میں مشغول رہے - پھر دس روز کے بعد جب عید پنتکوست کا دن آیا وہ سب ایک جگہ جمع تھے - کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے - اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا - اور انہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں - اور اُن میں ہر ایک پر آ ٹھہریں - اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی (اعمال ۲ باب ۳ و ۴ و ۳۳ سے ۴۱ آیت) اس سے یہ ظاہر ہے کہ عید پنتکوست کے دن سے یعنی جس دن سے یسوع نے خدا کے دہنے ہاتھ سر بلند ہو کر باپ سے روح القدس حاصل کیا تو اس دن تک جتنوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے یسوع کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا ہے انہوں نے گناہوں کی معافی اور روح القدس کا انعام پایا

ہے۔

۱۰۶ س اس تیسرے وعدے کے جو وارث ہیں اُن کا اُستاد کون ہوگا؟

ج روح القدس۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے یہ وعدہ کیا کہ میں باپ سے درخواست کرونگا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشیگا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی سچائی کا روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ اور تمہارے اندر ہوگا۔ (دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۱۶ اور ۱۷ اور ۲۶ آیت + ۱۵ باب ۲۶ آیت + ۱۶ باب ۷ سے ۱۵ آیت)

۱۰۷ س مسیح کی اُمّت کا یہ نیا اُستاد کہاں رہیگا؟

ج وہ ابد تک اُن کے ساتھ رہیگا۔ بلکہ اُن کے اندر ہوگا۔ (دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۱۷ آیت + ۱-کرنتھیوں ۲ باب ۷ سے ۱۶ آیت + ۲-کرنتھیوں ۱ باب ۲۲ آیت + ۴ باب ۷ و ۱۶ سے ۱۸ آیت)

۱۰۸ س گیارھویں آیت میں لکھا ہے کہ چھوٹے سے بڑے تک سب مجھے جان لینگے۔ چھوٹے سے بڑے تک کے کیا معنی ہیں؟

ج یہ کہ روح القدس کی نعمتیں۔ خدمتیں اور تاثیریں کسی شخص کی قومیّت پر موقوف نہیں خواہ وہ یہودی ہو خواہ یونانی۔ اور نہ کسی شخص کی حالت پر خواہ وہ آزاد ہو خواہ غلام۔ اور نہ کسی شخص کی ذات پر خواہ وہ بڑی ذات کا ہو خواہ چھوٹی کا۔ بلکہ اس بات پر موقوف ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اُن کی معافی کے لئے اور اُن کی غلامی سے بچنے کے لئے یسوع کو قبول کرکے مان لے۔ وہ شخص چاہے کسی ذات یا قوم یا ملت کا کیوں نہ ہو روح القدس کی روشنی۔ ہدایت اور قوت سے خدا کو جان

لیگا اور اُس کی پہچان میں ترقی کرتا جائیگا (دیکھو یوحنا کی انجیل ۱ باب ۱۲و۱۳ آیت + ۳ باب ۳ سے ۸ آیت + ۴ باب ۱۹ سے ۲۶ آیت + ۷ باب ۲۷ سے ۳۹ آیت + ۹ باب ۳۵ سے ۴۱ آیت + متی ۲۱ باب ۱۵ و ۱۶ آیت + ۱۱ باب ۲۷ آیت + لوقا ۱۸ باب ۳۸ سے ۴۰ آیت + زبور ۸ کی ۱ و ۲ آیت + یشعیاہ ۵۴ باب ۱۳ آیت)

س ۱۰۹ نئے عہد کے وارثوں کو جو چوتھا وعدہ دیا گیا ہے وہ سناؤ۔

ج خداوند فرماتا ہے کہ میں ان کی ناراستیوں پر رحم کرونگا۔ اور اُن کے گناہوں کو پھر کبھی یاد نہ کرونگا (دیکھو ۱۲ آیت)

س ۱۱۰ جس حال میں کہ خدا ہمارے گناہوں کو پھر کبھی یاد نہ کریگا تو اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج (۱) پہلا یہ کہ ایسے مزاج سے یہ ظاہر ہوگا کہ میں خدا باپ کا فرزند ہوں۔
(۲) یہ کہ جس حال میں کہ وہ وقت آتا ہے کہ خدا نئے عہد کے وارثوں کے گناہوں کو یاد نہ کریگا تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ وقت بھی آتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے گناہوں کو بھول جائینگے۔
(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ مناسب نہیں کہ جن گناہوں کو خدا یاد نہیں کرنا چاہتا آدمی اُس کے فرزند ہوکر انہیں یاد کریں۔

س ۱۱۱ تیرھویں آیت میں لکھا ہے کہ جب خدا نے نیا عہد کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا یہاں پرانے کے کیا معنے ہیں؟

ج نہ صرف یہ معنے ہیں کہ پرانا عہد وقت کے لحاظ سے پرانا ہوگیا بلکہ یہ کہ موجودہ وقت کی حاجت روائی کے لئے وہ بے فائدہ ہوگیا تھا۔ جب بے فائدہ ہوگیا تو وہ بے وقت بھی ٹھہرتا ہے۔

س ۱۱۲ کون سی چیز مٹنے کے قریب ہوتی ہے؟ (دیکھو ۱۳ آیت)

ج (۱) پہلے وہ چیز جس کی جان نکل جاتی ہے۔

(۲) دوسرے وہ چیز جس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ مثلاً جو پوشاک پرانی اور پھٹی ہوئی ہو وہ مٹنے کے قریب ہوتی ہے۔ جیسے مسیح نے فرمایا کہ کوئی آدمی نئی پوشاک میں سے پھاڑ کر پرانی پوشاک میں پیوند نہیں لگاتا ورنہ نئی بھی پھٹیگی۔ اور اُس کا پیوند پرانی میں میل بھی نہ کھائیگا" (لوقا ۵ باب ۳۶ آیت) مثلاً جب بنی اسرائیل خطا کی قربانیوں کے گزراننے سے خطا سے نہ بچ گئے۔ بلکہ اِس اُمید سے کہ خطا کی قربانی سے ہماری خطاؤں کی معافی ہوگی تو اِس سے یہ ظاہر ہؤا کہ خطا کی قربانی سے خطا نہیں مٹ گئی۔ تب خدا ان قربانیوں سے ناخوش ہؤا۔ (دیکھو زبور ۴۰ کی ۶۔۸ آیت)

(۳) تیسرے جس چیز کے بننے یا پیدا کئے جانے کی غرض پوری ہو جائے وہ مٹنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ لنگڑا بیساکھی کے سہارے چلتا ہے۔ لیکن جب اُس کا لنگڑاپن جاتا رہے تو اُس کے لئے اُس بیساکھی کی غرض اور حاجت جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح سے مسیح کی قربانی کی کاملیت اور اہمیت سے موسوی شریعت کی قربانیوں کے قائم رہنے کی کچھ ضرورت نہ رہی۔ لہٰذا وہ قربانیاں مٹ گئیں۔

حاصل کلام

عبرانیوں ۸ باب ۱ سے ۱۳ آیت تک

۱- پہلے باب سے آٹھویں باب تک جو بڑی بڑی باتیں ہیں اُن میں سے بڑی سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارا سردار کاہن اعلیٰ درجہ کا ہے اور وہ خدا کے ازلی جلالی تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے۔ اگرچہ وہ ازل سے خدا کے ساتھ تھا یہاں تک کہ وہ اُس کے تخت کے جلال کا پرتو ٹھہرا توبھی اُس نے اس جلال سے اپنے آپ کو خالی کر دیا۔ اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا۔ اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلےٰ ہے۔ تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹکے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو۔ خواہ زمینیوں کا۔ خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے (فلپیوں ۲ باب ۷ سے ۱۱ آیت) جب صلیبی موت کی گھڑی آپہنچی اور اُس کے دکھ درد اور شرم سہنے کا موقع آپہنچا تو اُس نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھا کر باپ سے یہ کہا کہ اُے باپ وہ گھڑی آپہنچی۔ اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر تاکہ بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے۔ جو کام تُو نے مجھے کرنے کو دیا تھا اُس کو تمام

کر کے جس نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا - اور اب اے باپ تو اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے" (دیکھو یوحنا ۱۷ باب ۴ و ۵ آیت)

جس وقت وہ آسمانوں کے اوپر خدا کے جلالی تخت پر بیٹھ کر ہمارا سردار کاہن ٹھہرا تو اُس کی یہ دعا پوری ہوئی - اُس وقت داؤد نبی کی پیشینگوئی جو چوبیسویں زبور میں درج ہے وہ بھی پوری ہوئی کہ "اے پھاٹکو اپنے سر اونچے کرو اور اے ابدی دروازو - اُٹھ اونچے ہو کہ جلال کا بادشاہ داخل ہو - یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟ لشکروں کا خداوند - وہی جلال کا بادشاہ ہے" (زبور ۲۴ کی ۷ سے ۱۰ آیت) یاد رکھنا چاہیئے کہ اب ہمارا سردار کاہن صلیب پر نہیں ہے - وہ اب جلال کا بادشاہ ہے - فرشتوں کے بارہ لشکروں سے زیادہ اُس کے تخت کے سامنے پکار کے ایک دوسرے سے کہتے ہیں "قدوس قدوس - قدوس خداوند رب الافواج ہے" (دیکھو یشعیاہ ۶ باب ۳ آیت + متی ۲۶ باب ۵۰ سے ۵۴ آیت)

اے ستائے ہوئے عبرانی - پنجابی - بنگالی اور ہندوستانی مسیحی یاد رکھ کہ گو تیرے عبرانی - پنجابی اور ہندوستانی بھائی اور ہم وطن تجھے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو اُن کی طرف حقارت سے نہ دیکھ بلکہ اپنی آنکھیں آسمانوں سے اونچی اُٹھا کر یسوع کو جو جلال کا بادشاہ اور فرشتوں کے لشکروں کا بادشاہ ہے دیکھ کہ وہ تیرا سردار کاہن ہے - وہ تجھے بھولتا نہیں - وہ جانتا ہے کہ تیرے خاندان ذات اور گاؤں والے تجھے کس قدر دکھ دیتے ہیں - خوف نہ کر - بے دل مت ہو - ہمت نہ ہار - وہ تجھے ہرگز نہ چھوڑیگا یسوع کو تک - وہ جس نے اُس خوشی کے لئے جو اُس کی نظروں کے سامنے تھی

شرمندگی کی پروا نہ کرکے صلیب کا دکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا (عبرانیوں ۱۲ باب ۲ آیت)

۴- ہمارا سردار کاہن یسوع ایک بہتر عہد کا درمیانی ہے۔ پرانے عہد میں چند نقص تھے۔

(۱) پہلا نقص یہ تھا کہ موسےٰ جو پہلے عہد کا درمیانی تھا وہ آپ ہی بے نقص اور بے گناہ نہ تھا۔ وہ اپنی خطا کے سبب سے اپنی اُمت کو ملک موعود میں نہ لا سکتا تھا۔

(۲) دوسرا نقص یہ تھا کہ جب تک وہ پرانا عہد جاتا نہ رہے نئے عہد کے وعدے پورے نہیں ہو سکتے تھے۔ پس وہ اُن کے نقص بتا کر کہتا ہے کہ خداوند فرماتا ہے " دیکھ وہ دن آتے ہیں کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے سے ایک نیا عہد باندھونگا " (دیکھو عبرانیوں ۸ باب ۸ آیت)

(۳) پہلے اور پرانے عہد کا تیسرا نقص یہ ہے کہ جو لوگ عہد کے حکموں کے ماننے والے ٹھہرے اُن کی طرف خدا نے توجہ کی۔ پر جن لوگوں نے اُس عہد کے حکموں کو نہ مانا اُن کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ لہٰذا جو لوگ اُس عہد کے دنوں کے تھے خدا کی توجہ ان کی طرف نہیں ہو سکتی۔ اُس نے اُن دنوں اور ان زمانوں کے لوگوں پر نگاہ کرکے یہ فیصلہ کیا چنانچہ لکھا ہے کہ " اب ہم جانتے ہیں کہ شریعت جو کچھ کہتی ہے اُن سے کہتی ہے جو شریعت کے ماتحت ہیں۔ تاکہ ہر ایک کا منہ بند ہو جائے۔ اور ساری دنیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرے۔ کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اس کے حضور راستباز نہیں ٹھہریگا۔ اس لئے کہ شریعت کے وسیلے سے تو

گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے" (رومیوں ۳ باب ۱۹ و ۲۰ آیت مقابلہ کرو زبور ۱۴۳ کی ۲ سے ۴ آیت + ۱۵ کی ۱ سے ۵ آیت + ۱۳۰ کی ۲ و ۳ آیت) اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے عہد کے بموجب کوئی شخص خواہ یہودی ہو خواہ کسی اور قوم کا۔ اپنے اعمال سے خدا کے حضور میں راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ لہٰذا خدا نے اس پہلے عہد کو موقوف کر کے اسرائیل کے گھرانے سے ایک نیا عہد باندھنے کا وعدہ کیا جس کی برکتیں اُن کے اعمال کے موافق نہیں ہوتیں، بلکہ شروع سے آخر تک خدا کی رحمت پر موقوف تھیں اور اس نئے عہد کی ان چار بڑی عجیب الٰہی برکتوں کے وعدوں کا جو درمیانی اور ضامن ہمارا سردار کاہن یسوع ہے جس وقت وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا اور آسمانوں سے گزر کر اُن سے بھی بلند چڑھ کر خدا کے ازلی جلال میں داخل ہوا اُس نے دس روز بعد پنتکوست کے دن پر اپنے ایمان داروں اور اُن کے پورا ہونے کے انتظار کرنے والوں پر روح القدس نازل کیا اُس دن سے نئے عہد کا وعدہ پورا ہونے لگا (دیکھو اعمال ۲ باب ۱۷ سے ۱۸ آیت) یاد رکھنا چاہئے کہ اس نئے عہد کے یہ چار عجیب وعدے ہر ایک سننے اور پڑھنے والے کے لئے ہیں بشرطیکہ وہ روح القدس کی نئی پیدائش اور اُس کی ہدایت سے اِن وعدوں کو قبول کر لے۔ سنا ہوا وعدہ بھی کارگر اور فائدہ مند ہوتا ہے جب سننے والے یا پڑھنے والے کے دل میں اُس کی سچائی اور فائدہ کا یقین پیدا ہو۔ جیسے لکھا ہے کہ ایمان سننے کے سننے سے پیدا ہوتا ہے (دیکھو رومیوں ۱۰ باب ۱۷ آیت) اگر ان وعدوں کا دینے والا معتبر ہو تو وعدے خواہ کتنے ہوں اور وہ کتنے ہی عجیب ہوں اور خواہ وہ اُن کی سمجھ اور قدرت سے باہر ہوں تو بھی وہ اُن کے

یقین کرنے والے کے لئے وقتاً فوقتاً پورے کئے جائینگے یسوع خود اس نئے عہد کے چار عجیب وعدوں کے پورا کرنے کا ضامن ہے۔ آسمان اور زمین ٹل جائیں تو ٹل جائیں لیکن یسوع کے یہ وعدے ہرگز نہ ٹلینگے (دیکھو متی ۲۴ باب ۳۵ آیت)

خدا کا ہزار ہا شکر ہو کہ اُس نے اپنے عجیب وعدوں کے پورا ہونے کی ضمانت کے لئے نہ کوئی نبی۔ نہ فرشتہ اور نہ کوئی بادشاہ ضامن ٹھہرایا بلکہ اپنے ہر وعدے کے پورا ہونے کے لئے اپنے پیارے بیٹے یسوع کو ضامن ٹھہرایا ہے (دیکھو ۲۔ کرنتھیوں ۲ باب ۲۰ آیت)

۴۔ جس حال میں کہ موسوی شریعت کے مقدس کی جتنی نذریں اور قربانیاں گذراننے کا حکم تھا وہ سب نقلی اور مثالی تھیں۔ وہ سب مسیح کی حقیقی قربانی کی طرف اشارہ کرتی تھیں۔ اِس لئے چاہئے کہ ہم اُن قربانیوں پر خوب غور کریں۔ اور اُن سے اپنی روح کے لئے خوراک نکالیں۔ اور اپنے روز مرّہ کے چال چلن کے لئے طاقت۔ تازگی اور تسلّی پائیں۔ ان پانچ قربانیوں سے یہ تسلّی بخش اور غور طلب باتیں نکلتی ہیں۔

(۱) پہلے سوختنی قربانی سے یہ کہ مسیح نے کچھ باقی نہیں رکھ چھوڑا بلکہ اپنا سب کچھ خدا کے حضور گذران دیا۔ جیسے کہ سوختنی قربانی سب کی سب خدا کے مذبح پر جلائی جاتی تھی۔

(۲) دوسرے نذر کی قربانی سے مسیح کی دنیاوی زندگی میں بے گناہی۔ روح سے بھرپوری اور دعا میں سرگرمی ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کے ہر ایک عمل اور فعل میں روح کا تیل۔ دعا کا لُبان اور وفاداری کا نمک پایا جاتا ہے۔ مگر برعکس اس کے اُس میں ذرا بھی خمیر یا شہد جو گناہ کی طرف میلان کا

نشان ہے نہیں پایا جاتا۔

(٣) تیسرے سلامتی کی قربانی سے مسیح خدا اور انسان دونو کی خوراک ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا اور انسان دونو اُس سے سیری اور خوشنودی پاتے ہیں۔

(۴) چوتھے خطا کی قربانی سے مسیح کے لہو کی قدر و قیمت ظاہر ہوتی ہے کہ اُسی لہو سے گنہگار انسان پاک ترین مکان کے اندر خدا کے حضور دخل پاتا ہے۔ اور اس قربانی سے مسیح کی بے بیان اذیت، ذلت اور مصیبت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ گنہگار انسان کو خدا کے حضور میں پہنچانے کی خاطر وہ آپ خدا کے حضور سے تھوڑی دیر کے لئے خارج کیا گیا۔ اور موت کے سایہ کی وادی میں سے گذرا۔ (مقابلہ کرو عبرانیوں ۵ باب ۷ آیت + ۱۰ باب ۱۹ و ۲۰ آیت)

ان قربانیوں کی ضرورت اس لئے تھی کہ ایک۔ دو یا تین سے مسیح کی قربانی کا پورا پورا اظہار نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک قربانی سے تو اُس کی قربانی کا ایک جزو ظاہر ہوتا تھا۔ اور دوسری سے دوسرا۔ مگر جب ہم ان سب کو ملا کر ایک دوسرے سے مقابلہ کریں تب مسیح کی قربانی کی اصلی صورت اور مراد اور اُس کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ایک ہی انجیل سے مسیح کی زندگی کا پورا بیان ظاہر نہیں ہوتا بلکہ جب ہم چاروں انجیلوں کو ملا کر آپس میں مقابلہ کریں تب پورا مطلب نکلتا ہے۔ یا جیسے کسی شخص کی ایک ہی تصویر سے اُس کی پوری اور صاف شکل جان نہیں سکتے۔ مگر جب چار یا پانچ الگ الگ پہلوؤں سے لی ہوئی تصویروں کا مقابلہ کریں تو اُس کی صورت کا صحیح طور سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مثلاً بادشاہ کی تصویر

جب وہ دربار میں ہو اور ہوگی اور جب گھر میں ہو تو اور ہوگی - جب دشمنوں کے ہاتھ میں ہو تو کچھ اور اور جب وہ دستوں کے ساتھ ہو تو کچھ اور - جب ہم ان سب کا مقابلہ کریں تو بادشاہ کی حقیقی صورت یا شکل ظاہر ہوگی -

---

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۸ باب ا سے ۱۳ آیت تک

س ا موسوی شریعت میں یسوع کی قربانی کی جو پیشین گوئیاں اور پیش نشانیاں لکھی ہیں کیا میں ان پر غور نہ کروں - اور ان سے اپنی روح کے لئے خوراک اور روشنی نہ پاؤں ؟

س ۲ کیا یہ سچ ہے کہ میرا ایسا سردار کاہن ہے جو آسمانوں پر خدا کے جلال کے تخت کی دہنی طرف بیٹھا ہے ؟ ہاں یہ سچ ہے - اے میرے دل کیا تُو اِس حقیقت پر غور کرتا رہتا ہے ؟ کیا تُو اِس جلال کے تخت کے سامنے درحقیقت دل جُھکا کر اپنی دعائیں پیش کرتا رہتا ہے ؟

س ۳ اے میرے دل جس بہتر عہد کے بہتر وعدوں کا درمیانی یسوع ٹھہرا کیا تو وہ وعدے اُس سے مانگتا اور لیتا ہے ؟ اے میرے دل کیا تُو اُن چار بہتر وعدوں کو ایسے چاہتا ہے جیسے پیاسا پانی کے لئے تڑپتا ہے ؟

س۴ کیا میری روزانہ دعا یہ نہ ہو کہ اے خداوند اپنے حکموں کو میرے ذہن پر ڈال اور میرے دل پر اپنی مرضی اپنی روح کے قلم سے لکھ کہ میں ذہن اور دل دونوں سے تیری مرضی بجا لاؤں؟

دعا

عبرانیوں ۸ باب ۱ سے ۱۳ آیت تک

اے خدا - میرے اندر ایک پاک دل پیدا کر اور باطن میں مجھ کو دانائی سکھا یہاں تک کہ تیرے حکم میرے دل کے بیچ ہوں اور میں اُن کو بجا لانے پر خوش ہوں - اے خداوند یسوع کیا تیرا وعدہ یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پیئے - اور جو مجھ پر ایمان لائیگا اُس کے اندر سے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی - میری دلی پیاس اور میری دلی امید اور دلی دعا یہ ہے کہ تُو اپنی پاک روح سے مجھے معمور کرے کہ میں خدا باپ اور تیرے پاک نام کا جلال ظاہر کروں - اور ہر امر میں تیری پاک مرضی پہچان کر اُسے بجا لاؤں - اور جتنے روح کے پھل ہیں وہ میرے اندر سے پیدا ہوں - آمین -

حصہ پندرھواں

عبرانیوں ۹ باب ۱ سے ۱۰ آیت تک

(۱) غرض پہلے عہد میں بھی عبادت کے احکام تھے اور ایسا
مقدس جو دُنیوی تھا۔ (۲) یعنی ایک خیمہ بنایا گیا تھا۔ اگلے میں
چراغدان اور میز اور نذر کی روٹیاں تھیں۔ اور اُسے پاک مکان
کہتے ہیں (۳) اور دوسرے پردے کے پیچھے وہ خیمہ تھا جسے
پاک ترین کہتے ہیں (۴) اُس میں سونے کا عُود سوز اور چاروں
طرف سونے سے منڈھا ہُوا عہد کا صندوق تھا۔ اس میں
مَن سے بھرا ہُوا ایک سونے کا مرتبان اور پھولا پھلا ہُوا ہارون کا
عصا اور عہد کی تختیاں تھیں (۵) اور اُس کے اُوپر جلال کے کروبی
تھے جو کفّارہ گاہ پر سایہ کرتے تھے۔ اِن باتوں کے مفصّل بیان
کرنے کا یہ موقع نہیں (۶) جب یہ چیزیں اِس طرح بن چکیں تو
پہلے خیمے میں تو کاہن ہر وقت داخل ہوتے اور عبادت کا کام
انجام دیتے ہیں (۷) مگر دُوسرے میں صرف سردار کاہن ہی سال
بھر میں ایک بار جاتا ہے۔ اور بغیر خون کے نہیں جاتا۔ جسے اپنے
واسطے اور اُمت کی بھول چوک کے واسطے گذرانتا ہے (۸) اِس
سے رُوح القدس کا یہ اشارہ ہے کہ جب تک پہلا خیمہ کھڑا ہے
پاک مکان کی راہ ظاہر نہیں ہوئی (۹) وہ خیمہ موجودہ زمانہ کے

لئے ایک مثال ہے۔ اور اس کے بموجب ایسی نذریں اور
قربانیاں گزرانی جاتی تھیں جو عبادت کرنے والے کو دل کے اعتبار
سے کامل نہیں کر سکتیں (۱۰) اس لئے کہ وہ صرف کھانے پینے
اور طرح طرح کے غسلوں کی بنا پر جسمانی احکام ہیں جو اصلاح کے
وقت تک مقرر کئے گئے ہیں۔

پہلے عہد کی قربانیوں سے دل کی صفائی نہیں ہوتی

س ۱ پہلے عہد کے موافق خدا کی عبادت کے لیئے کون سے حکم تھے؟

(۱) پہلے یہ کہ اُس کی عبادت موسوی شریعت کے موافق ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ اُس کی عبادت کے لیئے ایک خیمہ بنایا جائے۔

(۳) تیسرے یہ کہ جس خیمے میں خدا کی عبادت ہو اُس کا نقشہ یا نمونہ خدا نے موسیٰ کو دکھایا۔ جیسا کہ لکھا ہے "خیمہ کا نمونہ اور اس کے لوازم کے نمونے جیسا میں تمہیں دکھاؤں ویسا تم سب بنائیو" (خروج ۲۵ باب ۹ آیت)

(۴) چوتھے یہ کہ جس جس جگہ جس جس طرح جس جس وقت اور جس جس شخص کے وسیلے سے اِس خیمہ میں عبادت کی جائے وہ سب موسوی شریعت کے مطابق ہوں۔

س ۲ کس جگہ اِس خیمہ کے کھڑا کیئے جانے کا حکم تھا؟

ج یہ حکم تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی جماعت کے باہر رکھا جائے جیسے لکھا ہے "اور موسےٰ نے خیمہ کو لیا اور لشکرگاہ سے باہر اور لشکرگاہ سے دور کھڑا کیا اور اُس کا نام جماعت کا خیمہ رکھا۔ اور یوں ہؤا کہ جو کوئی خداوند کو ڈھونڈتا سو لشکرگاہ سے باہر خیمہ کو جاتا تھا" (دیکھو خروج ۳۳ باب ۷ آیت مقابلہ کرو خروج ۲۲ باب ۴۲ آیت + ۲۵ باب ۲۲ سے ۴۶ آیت + اعداد ۱۷ باب ۱۱ سے ۱۲ آیت)

س ۳ کس لیئے عبادت گاہ کے خیمے کے بنی اسرائیل کی جماعت کے بیچ میں نہیں تھا

بلکہ باہر رکھے جانے کا حکم تھا؟

ج اس لئے کہ انہوں نے خدا کی حکم عدولی کی تھی (دیکھو خروج ۳۲ باب ۳۰ سے ۳۵ آیت)

س اس خیمہ کے بنانے سے پہلے بنی اسرائیل خدا کی عبادت کہاں کرتے تھے؟

ج یہ کہ موسےٰ سینا پہاڑ کے تلے ایک قربان گاہ بنائے اور بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں کے حساب کے مطابق بارہ ستون بنائے (دیکھو خروج ۲۴ باب ۴ سے ۸ آیت)

س پہلی آیت میں لکھا ہے کہ "ایسا مقدس جو دُنیاوی تھا" یہاں کس مقدس کی طرف اشارہ ہے؟

ج یہاں دنیاوی مقدس اور آسمانی مقدس کا مقابلہ ہے۔ جو دنیاوی مقدس تھا وہ چندروزہ تھا اور انسان کے ہاتھوں سے بنا تھا۔ مگر جو آسمانی مقدس ہے وہ دائمی اور ابدی ہے اور خدا کے ہاتھ سے بنا ہے۔

س خیمہ کو ڈھانپنے کے لئے کیسا پردہ بنانے کا حکم تھا؟

ج "اور تو اوڑ پردے بکرے کے بالوں سے تا کہ خیمہ کا ڈھانپنا اُن سے ہو بنا۔ تو ایسے گیارہ پردے بنا۔" (دیکھو خروج ۲۶ باب ۷ آیت مقابلہ کرو ۳۶ باب ۱۴ آیت)

س خیمہ کے اندر کتنے حصّے تھے اور ان کے نام کیا تھے؟

ج دو حصّے تھے۔ پہلے حصّے کا نام پاک جگہ اور دوسرے حصّے کا نام پاک ترین جگہ تھا۔ (دیکھو خروج ۲۶ باب ۳۳ سے ۳۵ آیت)

س خیمہ کے اندر جس حصّے کو پاک جگہ کہتے تھے اس میں کون سی تین چیزیں تھیں؟

ج چراغدان، میز اور نذر کی روٹیاں تھیں (دیکھو دوسری آیت)

س ۹ خیمہ کے اندر جس حصے کو پاکترین مکان کہتے ہیں اُس میں کون سی چیزیں تھیں؟

ج اُس میں سونے کا عُود سوز اور چاروں طرف سونے سے منڈھا ہُوا عہد کا صندوق تھا۔ اس میں من سے بھرا ہُوا ایک سونے کا مرتبان۔ پھلا پھولا ہُوا ہارون کا عصا اور عہد کی تختیاں تھیں۔ اور اُس کے اوپر جلال کے کرّوبی تھے۔ جو کفارہ گاہ پر سایہ کرتے تھے (دیکھو عبرانیوں ۹ باب ۴و ۵ آیت)

س ۱۰ خیمہ کے پہلے حصے میں جو چراغدان یا شمعدان رکھا گیا تھا اُس کا کچھ بیان کرو۔

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ خالص سونے کا تھا۔ دونو طرف سے اُس کی سات شاخیں نکلی ہوئی تھیں۔ اور اُن پر سات چراغ رکھے گئے تھے (دیکھو خروج ۲۵ باب ۳۱ سے ۳۷ آیت)

(۲) دوسرے یہ حکم تھا کہ شمعدان اور اُس کے سب ظروف ایک سو قنطار سونے سے بنائے جائیں (دیکھو خروج ۲۵ باب ۳۱ و ۳۹ آیت + ۳۷ باب ۱۷ سے ۲۴ آیت + ۱۔سلاطین ۷ باب ۴۹ آیت)

(۳) تیسرے۔ یہ کہ خداوند نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم کر کہ تیرے لئے خالص کوٹا ہُوا زیتون کا تیل روشنی کے لئے لائیں۔ تاکہ چراغ ہمیشہ جلایا جائے" (دیکھو احبار ۲۴ باب ۱و ۲ آیت + خروج ۲۷ باب ۲۰ آیت)

(۴) چوتھے یہ کہ بنی اسرائیل کا سردار کاہن اُس شمعدان یا چراغدان کو

جماعت کے خیمہ میں خداوند کے آگے ترتیب سے رکھا کرے (دیکھو خروج ۲۷ باب ۲۰ و ۲۱ آیت + احبار ۲۴ باب ۱ سے ۴ آیت)

(۵) پانچویں یہ کہ ہارون اور اُس کے بیٹے شام سے صبح تک خداوند کے روبرو اُس شمعدان یا چراغدان کو آراستہ کریں۔

س ۱۱ یہ سب چیزیں جو مقدس کے اندر رکھی گئی تھیں کس کی طرف اشارہ کرتی تھیں؟

ج وہ سب مسیح کی پیش نشانیاں تھیں۔ مثلاً اُس شمعدان سے یہ ظاہر ہوا کہ مسیح مثل شمعدان کے دنیا کو روشن کرتا ہے۔ (مقابلہ کرو۔ یوحنا باب ۱ : ۹ آیت + ۸ باب ۱۲ آیت + متی ۵ باب ۱۴ و ۱۵ آیت)

س ۱۲ مقدس کی اِن کل چیزوں کے بنانے کا کیا حکم تھا؟

ج موسےٰ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہوشیار ہو کر تو خیمہ یا مقدس کا نمونہ اور اس کے سب لوازم کے نمونے جیسے میں تمہیں دکھاؤں ویسے ہی تم سب بنائیو۔ (دیکھو خروج ۲۵ باب ۹ و ۴۰ آیت)

س ۱۳ خیمہ یا مقدس کی پاک جگہ میں جس میز کا ذکر ہے اُس کا کچھ حال بیان کرو۔

ج (۱) پہلا حکم یہ تھا کہ جس میز پر خدا کی نذر کی روٹی رکھی جائے وہ شمشاد کی لکڑی سے بنی اور خالص سونے سے منڈھی ہوئی ہو (مقابلہ کرو خروج ۲۵ باب ۲۳ سے ۳۰ آیت)

(۲) دوسرا حکم یہ تھا کہ اُس میز کے برتن۔ سرپوش اور بڑے بڑے پیالے خالص سونے سے بنیں۔

(۳) تیسرا حکم یہ تھا کہ میدے سے بارہ گردے پکائے جائیں اور انہیں دو ڈھیر کر کے چھ چھ روٹی ایک ایک ڈھیر میں خداوند کے آگے اُس پاک

میز پر ترتیب سے رکھی جائیں (دیکھو احبار ۲۴ باب ۶ آیت)

(۴) چوتھا حکم یہ تھا کہ روٹی کے ڈھیر پہ پاک لُبان رکھا جائے لیکن وہ خداوند کے روبرو آگ کی قربانی ہووے (دیکھو خروج ۵ باب ۳۰ آیت ۳ احبار ۲۴ باب ۵ سے ۷ آیت)

(۵) پانچواں حکم یہ تھا کہ ہر سبت کے دن یہ بارہ روٹیاں میز پر خدا کے آگے رکھی جائیں۔

(۶) اور چھٹا حکم یہ تھا کہ یہ روٹیاں ہارون کی اور اُس کے بیٹوں کی ہیں۔ وہ انہیں مقدس مکان میں کھائیں کہ یہ اُس کے لئے خداوند کی آگ کی قربانیوں میں سے جو ہمیشہ کے قانون کے مطابق کی جاتی ہیں نہایت مقدس ہیں (دیکھو احبار ۲۴ باب ۹ آیت)

س ۱۴ روٹی کے ایک ڈھیر پہ پاک لُبان رکھنے کے کیا معنے تھے؟

ج پاک لُبان سے مقدسوں کی دعائیں مراد تھیں۔ مکاشفہ کی کتاب میں یوحنا رسول نے رویا میں اُن سات فرشتوں کو جو خدا کے سامنے کھڑے رہتے ہیں دیکھا۔ جیسے لکھا ہے "پھر ایک اور فرشتہ سونے کا عُود سوز لئے ہوئے آیا اور قربان گاہ کے اوپر کھڑا ہوا اور اُس کو بہت سا عود دیا گیا تاکہ سب مقدسوں کی دعاؤں کے ساتھ اُس سنہری قربان گاہ پر چڑھائے جو تخت کے سامنے ہے۔ اور اُس عود کا دھواں فرشتے کے ہاتھ سے مقدسوں کے ساتھ خدا کے سامنے پہنچ گیا۔ (مکاشفہ ۸ باب ۳ و ۴ آیت۔ مقابلہ کرو مکاشفہ ۵ باب ۶ سے ۱۴ آیت۔ لوقا ۱ باب ۸ سے ۱۵ آیت۔ زبور ۱۴۱ کی ۱ و ۲ آیت)

س ۱۵ یہ حکم تھا کہ ہر سبت کو تازہ روٹی پاک لُبان سمیت خدا کے سامنے

خیمہ کے اندر رکھی جاتی تھی۔ اس سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ جس جس وقت ہم دعا مانگنے کے لئے خداوند کے حضور میں آتے ہیں تو چاہیئے کہ پاک کلام میں سے کوئی تازہ وعدہ یا بات مثل تازہ روٹی کے دل میں لے کر آئیں (دیکھو احبار ۲۴ باب ۵ سے ۹ آیت + متی ۶ باب ۷ آیت)

س ۱۲ پاک لبان رکھنے سے کیا مراد ہے؟

ج اس سے دعا کی ضروریات اور تاثیرات ظاہر ہوتی ہیں۔ (دیکھو احبار ۲۴ باب ۵ سے ۹ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۸ آیت + ۸ باب ۳ آیت)

س ۱۳ خدا کی عبادت کے لئے جو جو حکم دیئے گئے تھے اُن سے ان دنوں میں ہمارے لئے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خدا کے گھر کی بندگی میں بے پروائی اور بے ترتیبی نہیں ہونی چاہیئے۔ جو دعا خدا کے کان کے لئے اور جو وعظ خدا کے بندوں کے لئے ہے وہ بے ترتیب اور بے معنی جنگلی زیتون کی مانند نہ ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ جیسے اُس زمانے میں خداوند اپنے گھر میں چل کر اُن چراغوں کو دیکھا کرتا تھا کہ ایک دوسرے سے کس قدر روشنی نکلتی ہے ویسے ہی اِس زمانے میں بھی ہمارا خداوند اپنی کلیسیاؤں کی حالت دیکھتا ہے (دیکھو مکاشفہ ا باب ۱۲ سے ۲۰ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ ہارون اور اُس کے بیٹوں کی مثل جو خدا کے گھر کی خدمت میں اپنا سارا وقت صرف کرتے ہیں اُن کی پرورش کرنا جماعت پر فرض ہے یہ پرورش خدا کے گھر کے خادموں کا حق ہے (دیکھو احبار

۴ و ۲ باب ۵ و ۹ آیت + ۲ - کرنتھیوں ۹ باب ۱ سے ۱۲ آیت)

س ۱۸ جو خیمہ خدا کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا اُس کے دوسرے پردے کے پیچھے کون سی جگہ تھی ؟

ج وہ جگہ جسے پاک ترین کہتے ہیں (دیکھو ۳ آیت)

س ۱۹ اُس پاک ترین جگہ میں کون سی چیزیں تھیں ؟

ج (۱) سونے کا عود سوز اور

(۲) چاروں طرف سونے سے منڈھا ہُوا عہد کا صندوق ۔

س ۲۰ اُس عہد کے صندوق میں کون سی تین چیزیں تھیں ؟

ج (۱) پہلے من سے بھرا ہُوا ایک سونے کا مرتبان ۔

(۲) دوسرے پھلا پھولا ہُوا ہارون کا عصا ۔

(۳) تیسرے عہد کی تختیاں (دیکھو ۴ آیت)

س ۲۱ عہد کے جس صندوق میں عہد کی تختیاں تھیں اُس کے اُوپر کون سایہ کرتے تھے ؟

ج اس کے اُوپر جلال کے کروبی تھے جو کفارہ گاہ پر سایہ کرتے تھے ۔ (دیکھو ۵ آیت)

س ۲۲ پانچویں آیت میں خط کا مصنف یہ کہتا ہے کہ ان باتوں کا مفصل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ۔ یہاں دو لفظوں "مفصل" اور "موقع" کے کیا معنے ہیں ؟

ج ان کے یہ معنی ہیں کہ خیمہ کے اندر جو جو مختلف چیزیں تھیں مصنف کو اس وقت اُن کا ایک ایک کر کے مفصل بیان کرنا کو ... وقت اور بے موقع معلوم ہُوا ۔

س ۲۳ خدا کے مقدس میں اُس کی عبادت کے لئے جن مختلف چیزوں کے احکام اُن دنوں میں تھے ان کا مفصل بیان کیوں بے موقع نہیں بلکہ ہمارے لئے باموقع سمجھنا چاہئے؟

ج جن مسیحی لوگوں کو یہ خط بھیجا گیا تھا وہ سب عبرانی تھے وہ بچپن ہی سے موسوی شریعت کے موافق خدا کی عبادت کے لئے ان مختلف چیزوں کے معنے جانتے تھے۔ لہٰذا ان کے لئے ان چیزوں کے مفصل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر ہم جو عبرانی قوم کے نہیں۔ اور عبادت کی ان چیزوں کے معنے نہیں جانتے ہم ان کی ایک ایک چیز کے مفصل بیان اور تفسیر کے بغیر ان کے معنے نہیں سمجھ سکتے۔ اور یوں ہمیں خط کے پڑھنے سے کم فائدہ ہوگا۔ لہٰذا خدا کے مقدس کی عبادت میں جو جو چیزیں استعمال کی گئیں اُن کے معنے تفصیل کے ساتھ دریافت کرنا اور سمجھنا بہت ضروری اور باموقع ہے۔

س ۲۴ خروج کی کتاب میں خوشبوسوز یا دھوپ جلانے کی قربان گاہ کا کیا ذکر ہے؟

ج خوشبوسوز سے دھوپ جلانے کا برتن یا بخوردان مراد ہے دھوپ دان اگر دان اور بخوردان ایک ہی معنے رکھتے ہیں۔

س ۲۵ کس کس وقت قربان گاہ پر بخور جلانے کا حکم تھا؟

ج ہر صبح اور ہر شام ہارون سردار کاہن کو اُس پر بخور جلانے کا حکم تھا۔ (دیکھو احبار ۱۶ باب ۷ آیت)

س ۲۶ ہارون کے ہاتھ سے روزمرہ قربان گاہ پر بخور کا جلایا جانا کس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے؟

ج بخور جلانا دعا مانگنے کی علامت ہے۔ ہمارا سردار کاہن خداوند یسوع

مسیح ہر وقت خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں ہمارے لئے شفاعت
کرتا ہے (دیکھو عبرانیوں ۷ باب ۲۵ آیت + ۹ باب ۲۴ آیت + رومیوں ۸
باب ۳۴ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۸ آیت + ۸ باب ۳ و ۴ آیت + زبور ۱۴۱
کی ۲ آیت)

س ۲۷ جب بخور خداوند کی قربان گاہ پر ڈالنے کے لئے بنایا گیا تھا تو اس کے
بنانے کی کیوں ممانعت تھی؟

ج اس لئے کہ وہ مسیح کی پیش نشانی تھی۔ بخور یعنی بندگی جو ہم خدا کے سامنے
پیش کریں وہ صرف مسیح کی خوبیوں سے ہی نکل سکتی ہے۔ اگر ہم میں
کوئی ایسی خوبی نہیں جس سے بخور پیدا ہو جو مقدس اور مقبول خدا ہو۔

س ۲۸ اس خط کا مصنف اس سونے کے دھوپ دان کو پاک ترین جگہ کی چیزوں
میں کیوں شمار کرتا ہے؟

ج اس لئے کہ کفارہ کے بڑے دن پر سردار کاہن پاک ترین جگہ میں گیا
جا سکتا تھا۔ جس قربان گاہ کے سینگوں پر ایک برس میں ایک بار گناہ کی
قربانی کے لہو سے کفارہ دیا جاتا تھا اسی قربان گاہ سے جلایا ہوا بخور
سونے کے بخوردان میں سردار کاہن اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے پاک
ترین جگہ کے کفارہ گاہ پر جلاتا تھا۔ لہٰذا خط کا مصنف اس سونے کے
بخوردان کو پاک ترین جگہ کی چیزوں میں شمار کرتا ہے گو برس میں صرف ایک
ہی دن کفارہ کے بڑے دن پر سونے کا عود سوز یا بخوردان پاک ترین
جگہ میں لے جایا جاتا اور استعمال کیا جاتا تھا۔

س ۲۹ لکھا ہے کہ عہد کے صندوق میں من سے بھرا ہوا ایک سونے کا مرتبان
تھا۔ یہ من سے بھرا ہوا مرتبان کس بات کی طرف اشارہ کر کے بنی اسرائیل

سکے لیئے یادگاری ٹھہرا؟

ج یہ کہ خدا نے چالیس برس تک عجیب طرح سے اُن کو کھلا کر یہ یاد دلایا کہ خدا رازق ہے۔ (دیکھو خروج ۱۶ باب ۲ سے ۴ آیت)

س ۳۰ موسیٰ نے ہارون کو ایک اُمر مَن محفوظ رکھنے کے لیئے کیا حکم دیا تھا؟

ج "اور موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ ایک مرتبان لے اور ایک اُمر مَن اُس میں بھر اور خداوند کے آگے لا تاکہ وہ تمہارے قرنوں کے لیئے محفوظ رہے۔" (دیکھو خروج ۱۶ باب ۳۳ آیت)

س ۳۱ ہارون نے وہ مرتبان کہاں رکھا؟

ج شہادت کے صندوق کے آگے (دیکھو خروج ۱۶ باب ۳۴ آیت)

س ۳۲ خدا کی طرف سے مَن کے برسنے سے کون سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

ج (۱) پہلی یہ کہ خدا حقیقی رازق ہے۔

(۲) دوسری یہ کہ جیسے مَن روز بروز جمع کیا جاتا تھا ویسے ہی ہم بھی اپنی روحوں کے لیئے روز بروز خدا کے کلام سے خوراک جمع کرتے رہیں۔

س ۳۳ اُس مَن میں جو بیابان میں بنی اسرائیل کی خوراک کے لیئے برسایا گیا اور مسیح میں کون سی مشابہت پائی جاتی ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ دونو آسمان سے آئے (دیکھو یوحنا ۶ باب ۴۸ سے ۵۱ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ دونو خدا کی بخشش ہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ دونو سبھوں کے لیئے ہیں۔

(۴) چوتھے یہ کہ بنی اسرائیل کو حکم ملا تھا کہ ہر ایک اپنی حاجت کے موافق مَن جمع کرے۔ ویسے ہی ہر شخص اپنی حاجت کے موافق مسیح میں سب کچھ پائیگا۔

س ۳۴ یہودیوں نے یسوع سے کہا کہ "ہمارے باپ دادوں نے بیابان میں مَن کھایا۔ پھر تُو کون سا نشان دکھاتا ہے کہ ہم دیکھ کر تیرا یقین کریں" یسوع نے اُن کے اِس سوال کا کیا جواب دیا؟

ج یہ کہ "موسےٰ نے تو وہ روٹی تمہیں آسمان سے نہ دی لیکن میرا باپ تمہیں آسمان سے حقیقی روٹی دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کی روٹی وہ ہے جو آسمان سے اُتر کر دنیا کو زندگی بخشتی ہے۔ زندگی کی روٹی میں ہوں جو میرے پاس آئے وہ ہرگز بھوکا نہ ہوگا۔ اور جو مجھ پر ایمان لائے وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا" (دیکھو یوحنا ۶ باب ۳۲ سے ۳۵ آیت)

س ۳۵ عہد کے صندوق میں ہارون کا پھلا پھولا عصا رکھا تھا۔ اس کا مطلب کیا تھا؟

ج یہ کہ بنی اسرائیل میں سے بعض لوگ موسےٰ اور ہارون کے مقابلے میں اُٹھے اور خدا نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو اور اُن میں ہر ایک سے اُن کے آبائی خاندان کے مطابق ایک ایک لاٹھی لے اور یہ سب بارہ لاٹھیاں ہونگی اور ہر ایک کا نام اُس کی لاٹھی پر لکھ اور لاوی کی لاٹھی پر ہارون کا نام لکھ اِس لئے کہ ہر ایک سردار کے واسطے اُن کے آبائی خاندانوں میں ایک ایک لاٹھی ہوگی اور انہیں جماعت کے خیمہ میں شہادت کے صندوق کے سامنے جہاں میں تم سے ملاقات کرتا ہوں رکھ دے اور یوں ہوگا کہ اُس شخص کی لاٹھی سے جو میرا برگزیدہ ہے پھول نکلیں گے اور میں بنی اسرائیل کی شکائتیں اپنے اُوپر سے جو تیری مخالفت سے کرتے ہیں دور کرونگا۔ چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا اور ہر ایک ... اُن کے سرداروں میں سے ... اپنے آبائی خاندان کے موافق ...

دی اور ہر سردار پیچھے ایک ایک لاٹھی اُس کو دی سو بارہ لاٹھیاں ہوئیں۔ ہارون کی لاٹھی اُنہی لاٹھیوں میں تھی۔ اور موسےٰ نے اُن لاٹھیوں کو شہادت کے خیمے میں خداوند کے حضور رکھا۔ اور ایسا ہُوا کہ موسےٰ دوسرے دن شہادت کے خیمہ میں داخل ہُوا تو کیا دیکھتا ہے کہ ہارون کی لاٹھی جو لاوی کے گھرانے کی تھی کلیائی تھی کہ اُس میں کونپلیں پھُوٹیں اور پھول پھولے۔ اور بادام لگے۔ تب موسےٰ سب لاٹھیوں کو خدا کے حضور سے سب بنی اسرائیل کے سامنے نکال لایا۔ اُنھوں نے دیکھا اور ہر ایک نے اپنی لاٹھی پھیر لی۔ پھر خداوند نے موسےٰ کو فرمایا کہ ہارون کی لاٹھی شہادت کے خیمے میں پھر لا کہ سرکشوں کے انتظام کے لئے ایک نشان رہے اور اس طرح تو اُن کی شکایتیں مجھ سے بالکل دفع کرے تاکہ وہ ہلاک نہ ہوں۔ اور موسےٰ نے ایسا ہی کیا جیسا خداوند نے اُسے فرمایا۔ (گنتی ۱۷ باب ۱ سے ۱۱ آیت)

س ۲۶ اِس بیان سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ کوئی شخص خود بخود سردار کاہن کے عہدے یا خدمت پر اپنے تئیں مامور نہیں کرسکتا جب تک کہ ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بلایا نہ جائے (دیکھو عبرانیوں ۵ باب ۴ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ کسی کو آدمی کے ہاتھوں سے یہ خدمت نہیں ملتی۔ ضرور ہے کہ وہ خدا کا بُلایا اور اس کا مسح کیا گیا ہو۔ (مقابلہ کرو۔ یوحنا ۲۰ باب ۲۰ و ۲۷ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۱ باب ۲۱ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۱۶ سے ۱۷ و ۲۶ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ نئے عہد نامے میں بھی مسیح کی کلیسیا میں جس جس خدمت

کے لیئے اُس نے کسی کو بلایا اور اپنے پاک روح سے انتخاب کر کے
مسح کیا ہے وہ اُس خدمت میں تازہ ۔ اچھا اور پائدار پھل لائیگا (مقابلہ
کرو ۔ ا ۔ کرنتھیوں ۱۲ باب ۴ سے ۱۱ و ۲۸ سے ۳۱ آیت + افسیوں ۴ باب
۷ سے ۱۲ آیت + یوحنا ۱۵ باب ۱۶ آیت)

س ۳ لکھا ہے کہ عہد کے صندوق میں عہد کی تختیاں تھیں ۔ اُن کا کچھ بیان کرو
(دیکھو ۴ آیت)

ج جو دس حکم خداوند نے پہاڑ پر آگ کے بیچ سے فرمائے تھے وہ اُن تختیوں
پر لکھے گئے تھے ۔ جیسے کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یاد دلایا کہ اے
بنی اسرائیل خداوند نے تمہارے ساتھ روبرو پہاڑ کے اوپر آگ میں
سے کلام کیا ۔ اُس وقت میں نے تمہارے اور خداوند کے درمیان کھڑے
ہو کر خداوند کا کلام تم پر ظاہر کیا کیونکہ تم آگ کے سبب ڈر گئے تھے اور
پہاڑ پر نہ چڑھے ۔ پھر موسیٰ نے اُن کو خدا کے دس احکام سنائے ۔ اور
یہ احکام پتھر کی دو لوحوں پر لکھے گئے تھے ۔ ان احکام کے فرمانے کے
چالیس برس بعد موسیٰ اُن کا یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اُن تختیوں کو
اُس صندوق میں جو میں نے بنایا ہے رکھا ۔ چنانچہ وہ ہنوز اُس میں ہیں
جیسے کہ خداوند نے مجھے حکم کیا ہے ۔ (استثنا ۵ باب ۴ و ۵ آیت +
۱۰ باب ۵ آیت)

(۲) دوسرے جو عہد نامہ خدا نے موسیٰ کے وسیلے بنی اسرائیل کو دیا
تھا وہ پتھر کی دو لوحوں پر لکھا گیا تھا اور اُس عہد کے صندوق میں رکھا
گیا تھا ۔ (خروج ۲۰ باب ۱ سے ۱۷ آیت + ۲۴ باب ۴ آیت + ۲۵ باب ۱۶
آیت + استثنا ۵ باب ۲۲ آیت)

س ۳۸ عہد کے صندوق کے اوپر کون سایہ کرتے تھے؟

ج جلال کے کروبی (دیکھو ۵ آیت)

س ۳۹ پاک نوشتوں میں جلال کے کروبیوں کا جو پہلا بیان ہے وہ بتاؤ۔

ج توریت کی پہلی کتاب پیدائش میں یہ لکھا ہے کہ جس وقت پہلے آدمی نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی تو خدا نے اُسے باغ عدن سے نکال دیا اور اُس کے پورب کی طرف کروبیوں کو چمکتی ہوئی تلوار کے ساتھ جو چاروں طرف پھرتی تھی مقرر کیا کہ درخت حیات کی راہ کی نگہبانی کریں (دیکھو پیدائش ۳ باب ۲۴ آیت)

س ۴۰ کس وجہ سے خدا نے درخت حیات کی نگہبانی کرنے کے لئے کروبیوں کو چمکتی ہوئی تلوار کے ساتھ پہرے پر مقرر کیا؟

ج اس وجہ سے کہ خدا نے آدم کو لے کر باغ عدن میں رکھا کہ اُس کی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دے کر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کے پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے کھانا کیونکہ جس دن تو اسے کھائیگا تو ضرور مریگا۔ (دیکھو پیدائش ۲ باب ۱۵ سے ۱۷ آیت) افسوس آدم نے خدا کے حکم کو توڑ ڈالا اور اس لئے موت کی سزا کا سزاوار ٹھہرا۔

س ۴۱ خدا کے حضور سے نکالا جانا کیا کہلاتا ہے؟

ج روحانی موت۔ اس لئے کہ خدا کے حضور سے نکالا جانا ہی روحانی موت ہے۔ جیسے کہ سورج کی روشنی اور گرمی سے موت ہوتی ہے۔

س ۴۲ کیا خدا نے چاہا کہ آدمی کی روح ہمیشہ تک موت کے سایہ کی وادی میں رہے؟

ج نہیں۔ اس لئے کہ اُس نے اُسی وقت انسان کی بحالی کی نئی راہ نکالی کہ عورت کی نسل سے ایک آدمی نکلیگا جو خدا کی پوری پوری فرمانبرداری کرکے اور اپنی جان فدیہ میں دے کر بنی آدم کو وہ زندگی جو نئی۔ ابدی اور پاک ہے بخشیگا۔ اس لئے اس پرانی گناہ آلودہ اور سزا کی مستحق زندگی میں ہمیشہ تک انسان کے نہ رکھنے کے مقصد سے خدا نے یہ حکم دیا کہ جلال کے کروبی اُس پر اسنے ہمیشہ کی حیات کے درخت کی نگہبانی کریں تا ایسا نہ ہو کہ آدمی اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے لے کر کچھ کھائے اور ہمیشہ تک گناہ آلودگی اور روحانی موت کی حالت میں جیتا رہے۔ اس لئے خداوند خدا نے اُس کو باغ عدن سے باہر کر دیا تاکہ زمین کی جس سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔ چنانچہ اُس نے آدم کو نکال دیا اور باغ عدن کے پورب کی طرف کروبیوں کو مقرر کر دیا چمکتی تلوار کے ساتھ جو چاروں طرف پھرتی تھی کہ درخت حیات کی راہ کی نگہبانی کریں۔ (دیکھو پیدائش ۳ باب ۲۳ و ۲۴ آیت) ہزار ہا شکر ہو کہ خدا نے ایسا انتظام کیا کہ بنی آدم ہمیشہ تک موت کی حالت اور عملداری میں نہ رہیں بلکہ اس حالت اور موت کی عملداری سے نکل کر پھر خدا کے حضور میں اُس کی پاک ترین جگہ میں سلامتی سے داخل پائیں۔

س ۳۴ پاک نوشتوں کی اور کتابوں میں ان کروبیوں کا کیا ذکر ہے؟

ج (۱) پہلے یہ حکم تھا کہ دو کروبیوں کی شکل سونے سے بنائی جائے اور ان کے پر پھیلے ہوئے ہوں۔ ایسا کہ کفارہ گاہ اُن کے پروں تلے ڈھنپ جائے۔

(۲) دوسرے یہ حکم تھا کہ ان دو کروبیوں کے منہ آمنے سامنے کفارہ

گاہ کی طرف ہوں۔ خدا نے موسےٰ کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ تو اُس کفارہ گاہ کو اُس صندوق کے اُوپر رکھیو اور وہ عہدنامہ جو میں تجھے دونگا اُس صندوق میں رکھیو۔ وہاں میں تجھ سے ملاقات کرونگا۔ اور میں کفارہ گاہ کے اُوپر سے کروبیوں کے درمیان سے جو عہدنامے کے صندوق کے اُوپر ہونگے اُن سب چیزوں کی بابت جو میں بنی اسرائیل کے لئے تجھے حکم کرونگا تجھ سے باتچیت کرونگا (دیکھو خروج ۲۵ باب ۲۱ و ۲۲ آیت۔ مقابلہ کرو خروج ۳۷ باب ۸ و ۹ آیت)

(۳) تیسرے یہ حکم تھا کہ یہ دو کروبی اُس کفارے کے سرپوش کے دونوں کونوں میں بنائے جائیں۔

(۴) چوتھے خدا کا عجیب وعدہ یہ تھا کہ وہاں میں تجھ سے ملاقات کرونگا (خروج ۲۵ باب ۲۲ آیت)

سوال ۱۰۴ جواب سلیمان بادشاہ کے زمانے میں کروبیوں کا کیا ذکر ہے؟

(۱) پہلا یہ کہ دو کروبی شمشاد کی لکڑی سے بنائے جائیں اور الہام گاہ میں رکھے جائیں (۱۔ سلاطین ۶ باب ۲۳ سے ۲۸ آیت)

(۲) دوسرا یہ کہ خدا کے مقدس کی دیواروں یا پردوں پر کروبیوں کی صورتیں اندر وار اور باہر وار تراشی جائیں (دیکھو ۱۔ سلاطین ۶ باب ۲۹ آیت)

سوال ۱۰۵ جس وقت یسوع نے بڑی آواز سے صلیب پر اپنی جان دی تو مقدس کے جس پردے یا دروازوں پر ان کروبیوں کی صورتیں بنائی گئی تھیں اُن پر کیا عجیب بات واقع ہوئی؟

جواب کہ مقدس کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا (دیکھو

متی ۲۷ باب ۵۰ و ۵۱ آیت مقابلہ کرو خروج ۲۶ باب ۳۱ سے ۳۳ آیت)

س ۴۶ اس عجیب معجزانہ واقعے سے خدا نے کیا ظاہر کیا؟

ج یہ کہ وہ کروبی جو چمکتی تلوار کے ساتھ باغ عدن کے حیات کے درخت کی نگہبانی کے لئے مقرر کئے گئے تھے کہ گنہگار آدمی اُس درخت کے پاس پہنچ کے وہ حیات نہ پائے۔ وہ اب یسوع کی موت کے ذریعہ وہاں سے نکالے گئے۔ اور نہ صرف نکالے ہی گئے بلکہ اب اُن کو یہ حکم بھی مل گیا کہ بنی آدم میں سے جو یسوع کی موت کو اپنے گناہوں کے لئے کفارہ سمجھے اور خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں داخل پانا چاہے یہی کروبی اب اُس شخص کو ہلاکت سے بچانے کے لئے تیار ہیں۔ خدا کی حکمت اور رحمت کیا ہی عجیب ہے کہ جن مقدس کروبیوں کی چمکتی ہوئی تلوار سے بنی آدم خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں روکے گئے تھے اب ان ہی کروبیوں کے سایہ تلے آ کے معافی اور حفاظت پاتے ہیں۔

(دیکھو رومیوں ۱۱ باب ۳۳ سے ۳۶ آیت)

س ۴۷ پانچویں آیت میں جس قربان گاہ کا ذکر ہے اس کا اشارہ اس خط کے چوتھے باب کی سولھویں آیت کی طرف ہے۔ اس کے معنے کیا ہیں؟ (دیکھو ۵ آیت)

ج وہ فضل کا تخت بھی کہلاتا ہے اس لئے کہ جو کوئی توبہ اور ایمان کے ساتھ اُس تخت کے پاس آئے وہ ہرگز نکالا نہ جائیگا۔ بلکہ وہیں اُسی کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور وہ پاک ترین جگہ میں بے خوف و خطر دخل پائیگا

(دیکھو عبرانیوں ۴ باب ۱۶ آیت)

س ۴۸ جو کفارہ گاہ پاک ترین جگہ میں رکھا گیا تھا وہ کس کی طرف اشارہ کرتا تھا؟

ج یسوع کی صلیب کی طرف۔ اس لئے کہ وہ اُس پر چڑھ کر ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے قربان ہُوا۔ جیسے لکھا ہے "محبت اِس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اِس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی۔ اور ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا" (دیکھو ۱۔ یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت۔ مقابلہ کرو ۲ کرنتھیوں ۵ باب ۲۱ آیت۔ ۱۔ پطرس ۲ باب ۲۴ آیت)

س ۳ چھٹی آیت میں یہ لکھا ہے کہ یہ چیزیں اس طرح بن چکیں۔ یہاں کن چیزوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج جو چیزیں خدا کے مقدس کے اندر اُس کے حکم کے بموجب بنائی اور رکھی گئی تھیں۔ یعنی پاک جگہ میں چراغدان۔ میز اور نذر کی روٹیاں تھیں۔ اور پاک ترین جگہ میں سونے کا عُود سوز اور عہد کا صندوق تھا جس میں مَن اور ہارون کا عصا اور عہد کی تختیاں تھیں جس کے اوپر جلال کے کروبی تھے جو کفارہ گاہ پر سایہ کرتے تھے (دیکھو ۲ سے ۵ آیت)

س ۴ کس کس وقت کاہن پہلے پاک جگہ کے اندر جا سکتے تھے؟

ج ہر وقت۔ یعنی رات یا دن میں جب کبھی اُن کو عبادت کا کام انجام دینے کے لئے کچھ ضرورت ہوتی اُن کو اندر جانے کی اجازت تھی۔

س ۵ کاہنوں کو عبادت کے کون کون سے کام انجام دینے کا حکم تھا؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ خوب دیکھ لیں کہ جو تیل چراغدان کے چراغوں کے جلانے کے لئے بنی اسرائیل لاتے تھے وہ خالص اور کُوٹ کر نکالا ہوا زیتون کا تیل ہو (دیکھو احبار ۲۴ باب ۲ آیت)

(۲) دوسرے یہ حکم تھا کہ وہ خوب دیکھ لیں کہ وہ چراغ شام سے صبح تک ہمیشہ جلتا رہے۔ (احبار ۲۴ باب ۲ آیت)

(۳) تیسرا حکم یہ تھا کہ وہ شمعدان کو جماعت کے خیمہ میں شہادت کے پردہ کے باہر رکھیں (احبار ۲۴ باب ۳ آیت)

(۴) چوتھا حکم یہ تھا کہ وہ چراغوں کو پاک شمعدان پر خداوند کے حضور ہمیشہ ترتیب سے رکھا کریں (دیکھو احبار ۲۴ باب ۴ آیت)

س ۵۲ ج

ان حکموں سے کیا کیا باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

(۱) پہلے یہ کہ بنی اسرائیل ہی کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ چراغ کے لئے خالص تیل لائیں نہ کہ کاہنوں کو۔ جیسے لکھا ہے "اور تو بنی اسرائیل کو حکم کر کہ تیرے پاس کوٹے ہوئے زیتون کا خالص تیل چراغ کے لئے لائیں تاکہ وہ ہمیشہ روشن رہے"۔ (خروج ۲۷ باب ۲۰ آیت + احبار ۲۴ باب ۲ آیت)

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ خدا کی عبادت کرنے اور انجام دینے پر جو خرچ ہو وہ عابد کی طرف سے ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ خدا کے گھر کا کل کام ترتیب اور شائستگی کے ساتھ کیا جائے۔ (مقابلہ کرو احبار ۲۴ باب ۲ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۱۴ باب ۴۰ و ۴۰ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ واعظ کا وعظ کوٹے ہوئے خالص زیتونی تیل کی مانند ہو تاکہ اس سے روشنی نکلے (مقابلہ کرو۔ اعمال ۲۰ باب ۲۰ آیت + ۱۔ تمطاؤس ۴ باب ۱۳ و ۱۴ آیت + ۲۔ تمطاؤس ۲ باب ۱۵ آیت + ۱ باب ۱۳ آیت + ۴ باب ۲۵ آیت)

(۴) چوتھے یہ کہ خدا دیکھتا ہے کہ ہم کس طرح اس کے گھر کا کام کرتے

ہیں۔ وہ وعظ کو بھی جانچتا ہے کہ آیا وہ خالص تیل سے بنا ہے یا جنگلی زیتون سے ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ اس کی بندگی ترتیب سے ہوتی ہے یا بے ترتیبی سے۔ (مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھیوں ۱۴ باب ۳۳ و ۳۹ و ۴۰ آیت)

س ۵۳ خیمۂ مقدس میں شہادت کے پردہ کے باہر جس شمعدان یا چراغدان کے رکھے جانے کا حکم تھا وہ کس کی پیش نشانی ہے؟

ج وہ یسوع کی کلیسیا کی پیش نشانی ہے جیسے کہ اُس نے یوحنا رسول پر ظاہر کیا۔ چنانچہ لکھا ہے "میں نے اُس آواز دینے والے کے دیکھنے کے لئے مُنہ پھیرا جس نے مجھ سے کہا تھا اور پھر کر سونے کے سات چراغدان دیکھے۔ اور اُن چراغدانوں کے بیچ میں آدم زاد سا ایک شخص دیکھا اُس کے دہنے ہاتھ میں سات ستارے تھے۔ وہ سات ستارے تو سات کلیسیاؤں کے فرشتے ہیں۔ اور وہ سات چراغدان سات کلیسیائیں ہیں۔ (دیکھو مکاشفہ ۱ باب ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۲۰ آیت + متی ۵ باب ۱۵ و ۱۶ آیت)

س ۵۴ خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں کون شخص داخل ہو سکتا تھا اور وہ کب اور کتنی بار اور کس وسیلے سے وہاں جا سکتا تھا؟

ج صرف سردار کاہن ہی سال بھر میں اور وہ بھی صرف ایک بار جا سکتا تھا اور گناہ کی قربانی کے خون کے بغیر جو کفارہ کے لئے ہو داخل نہیں ہو سکتا تھا (مقابلہ کرو خروج ۳۰ باب ۱۰ آیت + احبار ۱۶ باب ۲ و ۱۴ و ۳۴ آیت + عبرانیوں ۹ باب ۷ آیت + ۱۰ باب ۳ آیت)

س ۵۵ بنی اسرائیل کا سردار کاہن مقدس کی پاک ترین جگہ میں داخل ہو کر کس کے واسطے قربانیاں گذرانتا تھا؟

ج پہلے وہ اپنے واسطے گذرانتا تھا۔ اور پھر اپنی اُمت کی بھول چوک کے واسطے۔ (دیکھو ۷ آیت اور ۵ باب ۳ آیت)

س ۵۶ موسوی شریعت کے بموجب جس خیمہ میں دو جگہیں تھیں یعنی اول پاک جگہ جس میں کاہن ہر وقت داخل ہو سکتا تھا۔ اور دوسرے پردے کے پیچھے پاک ترین جگہ تھی۔ جس میں صرف سردار کاہن ہی سال بھر میں ایک بار پاک قربانی کے لہو کے ساتھ جا سکتا تھا۔ ان دونوں جگہوں کی عبادت کے فرق کے ٹھیک معنے کون سکھا سکتا ہے؟

ج سوائے روح القدس کے کوئی دوسرا نہیں سکھا سکتا (دیکھو ۸ آیت)

س ۵۷ خدا کے مقدس کے اندر پاک جگہ اور پاک ترین جگہ میں جو طرح طرح کی چیزیں تھیں اور دونوں کی عبادت میں بھی فرق تھا روح القدس اُس کے کیا معنی سکھاتا ہے؟

ج (۱) پہلا یہ کہ یہ کل چیزیں اور طرح طرح کی عبادتیں حقیقی اور آسمانی عبادت کی طرف اشارہ کرتی تھیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ اُس مقدس کی کل عبادتیں حقیقی اور آسمانی عبادت کی پیش نشانیاں اور پرچھائیاں تھیں۔ مقدس کے اندر جو عبادت ہوتی تھی وہ اُس حقیقی آسمانی عبادت کی ایک مثال تھی۔ (دیکھو ۸ و ۹ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ اُس خیمہ یا مقدس کی عبادت کا طریقہ چند روزہ تھا نہ کہ ہمیشہ کے لئے۔

(۴) چوتھے یہ کہ اُس عبادت کا طریقہ صرف ایک قوم یعنی بنی اسرائیل کے لئے مقرر ہوا۔ اُسی قوم سے کاہن چُنے گئے نہ کسی دوسری قوم سے۔ اور اس قوم کے بھی صرف ایک ہی فرقے یا خاندان سے سب کاہن چُنے

سگئے یعنی لاوی کے فرقے اور اُس کی نسل سے۔

(۵) پانچویں یہ کہ جس خیمے ۔مقدس یا ہیکل میں موسوی شریعت کے بموجب خدا کی عبادت ہوتی تھی۔ اُس طریقے کی عبادت صرف تب تک ہی خدا کی نظر میں مقبول ہوئی جب تک کہ وہ کھڑا یا قائم رہا۔ لہذا خدا نے جو پردہ کہ پاک ترین جگہ کے سامنے تھا۔ جس وقت یسوع کل جہان کے گناہوں کے لئے قربان ہؤا اُسی وقت اُوپر سے نیچے تک پھاڑ ڈالا اور یوں ظاہر کیا کہ اب کل بنی آدم کے لئے اُس کے حضور پاک ترین جگہ میں جانے کی راہ کھل گئی (دیکھو ۸ آیت۔ مقابلہ کرو ۱۰ باب ۱۹ سے ۲۲ آیت + متی ۲۷ باب ۵۰ سے ۵۵ آیت)

(۶) چھٹے یہ کہ خیمہ یا مقدس میں نذریں یا قربانیاں گزرانی جاتی تھیں وہ گزراننے والے کے دل کو کامل اور پائدار تسلی نہیں دے سکتی تھیں۔ اِس لئے اُس کو بار بار گزراننی پڑتی تھیں اور اس کو یہ اندیشہ رہتا ہوگا کہ آیا یہ نذریں کافی ہیں یا نہیں اور آیا جو قربانیاں میری خطا کے لئے گزرانی گئی ہیں وہ بے داغ اور بے عیب ہیں یا نہیں۔ شاید اُس کو یہ اندیشہ بھی رہتا ہوگا کہ آیا میری خطا بھول چوک سے ہے یا شائد جان بوجھ کا گناہ سمجھی گئی ہے۔ جس کے واسطے شریعت کے اعتبار سے معافی کی کوئی قربانی نہیں اِن سب باتوں کے لحاظ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ موسوی شریعت کے بموجب جو نذریں اور قربانیاں گزرانی جاتی تھیں اُن میں یہ کمی یا کسر تھی کہ وہ اُن کے گزراننے والے کے دل کو پورا اور پائدار دلاسا نہیں دے سکتی تھیں۔ (دیکھو ۹ آیت)

س ۲۰ دسویں آیت میں کون سے احکام جسمانی کہلاتے ہیں؟

ج (۱) اول وہ احکام جو کھانے پینے اور طرح طرح کے غسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔
(۲) دوسرے وہ احکام جو اصلاح کے وقت تک مقرر کئے گئے۔

س ۶۱ جو احکام کھانے پینے یا طرح طرح کے غسلوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ کیوں جسمانی کہلاتے ہیں؟

ج اس لئے کہ اُن میں دل کو پاک صاف کرنے کی قوت نہ تھی۔ وہ بدن کو میل سے پاک صاف تو کر سکتے تھے مگر گزرانئے والے کے دل کو صاف کرنے کے لئے باطل اور بے فائدہ ٹھہرے (مقابلہ کرو ۱ باب ۲۲ آیت + خروج ۲۹ باب ۴ آیت + ۳۰ باب ۱۹ آیت + احبار ۱۱ باب ۲۵ آیت + گنتی ۸ باب ۷ آیت)

س ۶۲ یسوع کے دنوں میں بنی اسرائیل کے بزرگوں نے موسوی شریعت کو چھوڑ کر کھانے پینے اور طرح طرح کے غسلوں کے بارے میں کون سی روائتیں جاری کر رکھی تھیں؟

ج (۱) اول یہ کہ بازار سے آکر جب تک غسل نہ کر لیں کھانا نہ کھاتے تھے۔ (دیکھو مرقس ۷ باب ۱ سے ۳ آیت)
(۲) دوسرے یہ کہ پیالوں اور لوٹوں اور تانبے کے برتنوں کے دھونے کے متعلق سخت احکام تھے (دیکھو متی ۲۳ باب ۲۵ آیت + مرقس ۷ باب ۴ آیت + لوقا ۱۱ باب ۳۹ و ۴۰ آیت)

س ۶۳ یسوع نے کھانے پینے اور طرح طرح کے غسلوں کی روائتوں کے بارے میں کیا کہا؟

ج یہ کہ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس ہے کہ پیالے اور رکابی

کو اُوپر سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں۔ اے اندھے فریسی۔ پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کر تاکہ اُوپر سے بھی صاف ہو جائے (متی ۲۳ باب ۲۵ و ۲۶ آیت مقابلہ کرو لوقا ۱۱ باب ۳۷ سے ۴۰ آیت + مرقس ۷ باب ۱۴ سے ۲۳ آیت + یشعیاہ نبی کی کتاب ۵۷ باب ۱۵ آیت)

س ۶۴ اُن دنوں میں بنی اسرائیل کے کھانے پینے اور طرح طرح کے غسلوں کے بارے میں یسوع نے جو تعلیم اپنے شاگردوں کو دی اِن دنوں میں اُس تعلیم سے ہمیں کیا ہدایت ملتی ہے؟

ج یہ کہ فلاں چیز کا کھانا یا نہ کھانا۔ فلاں چیز کا پینا یا نہ پینا۔ فلاں دریا میں غسل کرنا یا نہ کرنا یا پورن ماشی کے وقت فلاں جگہ میں نہانا یا نہ نہانا یہ سب باتیں جسمانی ہیں روحانی نہیں۔ اور یہ بیرونی باتیں ہیں نہ کہ باطنی۔ یہ دل کو پاک کرنے کے قابل نہیں اور دل کی صفائی یا پاکیزگی کے لئے بے کار اور بے فائدہ ہیں (مقابلہ کرو ایوب کی کتاب ۹ باب ۲۹ سے ۳۱ آیت + یشعیاہ ۱ باب ۲۳ آیت + یرمیاہ ۲ باب ۲۲ آیت + زبور ۵۱ کی ۶ سے ۱۷ آیت)

س ۶۵ لکھا ہے کہ یہ کھانے پینے اور طرح طرح کے غسلوں کے احکام اصلاح کے وقت تک مقرر کئے گئے تھے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں کس اصلاح کے وقت کی طرف اشارہ ہے؟

ج اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے خیمے یا مَقدِس کے جو رسم و رواج موسوی شریعت کے بموجب مقرر کئے گئے تھے وہ حقیقی اور پائدار مَقدِس کی مثال اور نشانیاں تھیں۔ وہ یسوع کے وقت تک قائم

رہیں۔ وہاں میں اصلاح کرنے یا پورا کرنے کو آیا۔ جیسے کہ اُس نے خود فرمایا کہ "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔" (دیکھو متی ۵ باب ۱۷ اور ۱۸ آیت) جب یسوع نے صلیب پر اپنی جان دی تو خدا کے مُقدس کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ گیا کہ یہ بات ظاہر ہو کہ اب سے نہ صرف بنی اسرائیل کے سردار کاہن یا صرف اسرائیلی قوم ہی کے لئے خدا کی پاک ترین جگہ میں اُس کے حضور میں جانے کی راہ کھل گئی ہے بلکہ اس سے یہ بات صاف طور پہ ظاہر ہوگئی کہ موسوی شریعت کے بموجب خدا کی عبادت کرنے کی پرانی ریت و رسم نجات بخشنے کو ضروری نہیں ہے (مقابلہ کرو یوحنا ۱۹ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت۔ مرقس ۱۵ باب ۳۷ و ۳۸ آیت)

حاصلِ کلام

عبرانیوں ۹ باب ۱ سے ۱۰ آیت تک

۱۔ موسوی شریعت کے موافق خدا کی عبادت کے لئے جو خیمہ یا مُقدس
بنایا گیا تھا اُس کی عبادت خدا کی حقیقی عبادت کی مثال تھی۔ اس سے
یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس حال کہ اُس پرانے زمانے کی عبادت مثالی ہے
بلٰہذا ہم اُس پہ غور و فکر کر کے یہ دریافت کر سکینگے کہ اس موجودہ
زمانے کی عبادت کے لئے کون کون سی باتیں صحیح اور حقیقی ہیں۔
جیسے کہ کاریگر یا معمار پہلے گھر کا نقشہ دیکھا کرتا ہے اور پھر اُس کے
موافق گھر بناتا ہے۔ اُس زمانے کی عبادت کے لئے جتنے احکام یا
طریقے مقرر کئے گئے تھے وہ سب ہم آخری زمانے والوں کی ہدایت
کے لئے لکھے گئے ہیں۔ لہٰذا اُن پر غور کر کے جس طرح ہم یہ دریافت کر
سکینگے اور سمجھ بھی سکینگے کہ کس طرح خدا کی حقیقی عبادت ہونی چاہئے
(مقابلہ کرو۔ ۱۔ کرنتھیوں ۱۰ باب ۱۱ آیت۔ رومیوں ۴ باب ۲۳ و ۲۴ آیت)

۲۔ ان آیات میں یہ کیا ہی بڑی خوش خبری ہے کہ خدا کے مُقدس کی پاک
ترین جگہ میں دخل پانے کی راہ اب کھلی ہے اور وہ کسی خاص قوم کے
لئے نہیں بلکہ سب قوموں کے لئے اور ساری دنیا کے تمام گنہگاروں
کے لئے کھلی ہے۔ بشرطیکہ یسوع کو دل سے اپنا سردار کاہن قبول کریں۔

کیا ہی بڑی خوشی کی خبر ہے کہ جس وقت یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھ کر آسمان پر چڑھ گیا تو وہ اُس پاک ترین جگہ میں اکیلا داخل نہیں ہُوا۔ بلکہ جو دو شخص اُس کے ساتھ مصلوب ہوئے اُن میں سے ایک پاک ترین جگہ میں اُس کے ساتھ داخل ہُوا۔ اِس لئے کہ اُس نے اپنے گناہوں کو مان لیا اور یسوع پر دل لگا کر علانیہ اقرار کیا کہ وہ اس کا اپنا خداوند ہے۔ روح القدس ہمارا اُستاد ہو کر خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں جو چیزیں وہاں تھیں اُن کے ایک ایک کے معنے بتاتا اور سمجھاتا ہے۔ وہ ہم کو اُس مقدس کے اندر لے جا کر جس حقیقت کی مثال کوئی چیز ہوتی ہے وہ حقیقت صاف صاف دکھاتا ہے۔ وہ دکھاتا ہے کہ اُس پاک ترین جگہ کی ہر ایک چیز مسیح کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مثلاً جس وقت صلیب پر مسیح کی جان نکل گئی اُس وقت جو پردہ پاک ترین جگہ میں داخل ہونے سے روکنے والا تھا وہ گویا خدا کے ہاتھ سے پھاڑ گیا کہ یہ بات ظاہر ہو کہ خدا کے حضور میں جانے کی جو رکاوٹیں تھیں خدا نے اُنہیں یسوع کی موت کے وسیلے سے دور کر دیا۔ پھر مقدس کی پاک ترین جگہ میں خدا کے حضور جو کفارہ گاہ تھی جس پر خون چھڑکنے سے گناہ کا کفارہ ہوتا تھا تو کیا یہ ہمارے سردار کاہن یسوع کی صلیبی موت کے خون کی طرف اشارہ نہیں ہے؟ پھر کفارہ گاہ کے نیچے شریعت کی جو دو لوحیں رکھی گئی تھیں کیا وہ اس بات کی طرف اشارہ نہ کرتی تھیں کہ کوئی شخص شریعت کے کل احکام توڑنے والا ہو تو بھی اس کفارہ گاہ کے تلے وہ ڈھانپا جائیگا۔ یہاں تک کہ وہ شخص کفارہ گاہ کے خون کے سبب سے خدا کے حضور میں معافی پانے اور صادق

ٹھہرنے کی قوی اُمید سے اس کے نزدیک ساتھ آئیے۔

پھر جلال کے جو دو کروبی کفارہ گاہ کے اُوپر مقدس کی ایک طرف سے دوسری طرف تک اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے کھڑے تھے کیا وہ پاک ترین جگہ کے اندر آنے والے سے گویا یہ نہیں کہتے تھے کہ دیکھو ہمارے ہاتھوں میں پہلے چمکتی ہوئی تلواریں تھیں کہ آنے والوں کو روکیں اور سال میں صرف ایک بار سردار کاہن کو اکیلا آنے دیں۔ مگر اب بجائے تلواروں کے ہمارے پھیلائے ہوئے پر ہیں کہ جو شخص خواہ کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرکے شکستہ دلی کے ساتھ اس کفارہ گاہ کے پاس آنا چاہے تو سلامتی آئے۔ ہم جلال کے کروبی اُس کی محافظت کریں گے اور وہ ہمارے پروں تلے سلامتی کے ساتھ رہیگا (مقابلہ کرو ۹ باب ۵ آیت + ۱۰ باب ۱ آیت + متی ۱۲ باب ۱۰ سے ۱۷ آیت + متی ۲۳ باب ۳۷ آیت)

۳- جو سونے کا مرتبان مَن سے بھرا ہوا پاک ترین جگہ کے اندر رکھا تھا وہ یسوع کے پاک بدن کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جیسے کہ اُس نے خود فرمایا کہ سچی روٹی آسمان سے اُترتی ہے میں ہوں۔ کیونکہ خدا کی روٹی وہ ہے جو آسمان سے اتر کر دنیا کو زندگی بخشتی ہے (دیکھو یوحنا ۶ باب ۳۳ آیت) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے زندگی کی روٹی میں ہوں (دیکھو یوحنا ۶ باب ۴۷ سے ۵۱ آیت) اس کے معنے یہ ہیں کہ یسوع کا بدن مَن سے بھرے ہوئے مرتبان کی مانند ہے۔ وہ مرتبان اُس کے بدن کی مثال تھا چونکہ جو مَن اس سونے کے مرتبان میں رکھا تھا وہ سڑ نہ گیا اس لئے وہ ہمیشہ کی زندگی کی روٹی کی مثال ٹھہرا۔ وہ

مقدس کی پاک ترین جگہ میں اس لئے رکھا تھا کہ وہ ہمیشہ تک یسوع
کے بدن کی مثال ہو۔ (دیکھو یوحنا ۲ باب ۲۱ و ۶ باب ۵۸ آیت) ان سب
باتوں سے یہ ظاہر ہے کہ جیسے مقدس کی پاک ترین جگہ میں سونے کے
مرتبان میں جس من سے بنی اسرائیل جسم کی زندگی کی پرورش چالیس
برس تک کرتے رہے ویسے ہی جو باتیں یسوع کے منہ سے نکلیں
وہ نئی روحانی ابدی زندگی کی پرورش کے لئے کافی ہیں۔ (مقابلہ کرو
متی ۴ باب ۴ و ۷ و ۱۰ آیت + ۲۴ باب ۳۵ آیت + یوحنا ۱ باب ۱۳ آیت +
۳ باب ۳ آیت + ۶ باب ۶۳ آیت + عبرانیوں ۲ باب ۱۲ آیت + ۱ پطرس
۱ باب ۲۳ سے ۲۵ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۹ سے ۱۰ آیت + استثنا ۸ باب ۳
۹ و ۱۸ آیت + یرمیاہ ۱۵ باب ۱۶ آیت + حزقی ایل ۲ باب ۸ آیت + ۳
باب ۱ سے ۳ آیت)

۴۔ جس حال کہ ابدی ترقی پذیر زندگی کا بیج خدا کے کلام کے الفاظ اور امثال
میں چھپا ہوا ہے۔ ہم ان لفظوں اور مثالوں پر غور کر کے شکر گذاری کے
ساتھ روح القدس کو اپنا اُستاد پہچانیں اور اس کو ان کے حقیقی معنوں
کا کھولنے اور سمجھانے والا قبول کریں۔ بغیر روح القدس کی روشنی کے
کوئی شخص بھی خواہ کیسا ہی عالم کیوں نہ ہو خدا کے کلام کی گہری باتیں
ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ (دیکھو ۱ کرنتھیوں ۲ باب ۹ سے ۱۴ آیت + ۲ کرنتھیوں
۴ باب ۱ سے ۶ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۲ سے ۱۶ و ۲۶ آیت + ۱۵ باب ۲۶ آیت
+ ۱۶ باب ۷ سے ۱۴ آیت)

جو چیزیں خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں صدیوں تک چھپی رہیں
اب روح القدس اُن کے حقیقی معنی اس خط کے لکھنے والے کے ذریعہ

سے سکھاتا ہے۔ جیسے روح القدس سکھائے وہ یہ جانیگا کہ من سے بھرا ہؤا جو موسے کا مرتبان پاک ترین جگہ میں رکھا تھا وہ یسوع کے کلام کی پیش نشانی ہے۔ اور وہ یہ بھی جان لیگا کہ موسے کا عصا اٹھانے سے روح کے پھل پیدا نہیں ہوتے بلکہ ہارون کا سا عصا اٹھانے سے یہ پھل پیدا ہوتے اور پھولتے ہیں۔ اس لئے کہ موسے کا عصا توریت اور حاکم کے حکم کا عصا ہے۔ اور ہارون کا سا عصا سردار کاہن کی سفارش کا عصا ہے۔ وہ یہ بھی جانیگا کہ خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں کفارہ کے بڑے دن جو عبادت ایک بار سال بسال بجا لائی جاتی تھی وہ سب یسوع کی موت کی مثال تھی

(۱) مثلاً پہلے سال میں ایک ہی مرتبہ بنی اسرائیل کی کل جماعت کے سب گناہوں کے لئے سردار کاہن کے ذریعے سے کفارہ دیا جائے۔ (دیکھو احبار ۱۶ باب ۱۶ و ۳۴ آیت + ۲۳ باب ۲۶ سے ۳۲ آیت) یہ اس بات کی مثال ہے کہ یسوع کل جہان کے گناہوں کا کفارہ ہؤا (دیکھو یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + ۳ باب ۱۶ آیت + رومیوں ۵ باب ۸ آیت + ۱-یوحنا ۲ باب ۱ و ۲ آیت)

(۲) کفارہ کے بڑے دن پر سردار کاہن کا کوئی مددگار نہ ہوتا تھا۔ وہ اکیلا ہی کفارہ کا کل کام کرتا تھا۔ سو وہ اس بات میں مسیح کی پیش نشانی تھا۔

(۳) جیسے کفارہ کے بڑے دن سردار کاہن کو اپنی روزمرہ کی رونق دار پوشاک اتار کر سفید کپڑے پہننے پڑتے تھے ویسے ہی ہمارے سردار کاہن مسیح نے اپنی الٰہی ذات کی صورت اتار کر انسانی صورت اختیار کی اور وہ اس میں ہو کر کفارہ ہؤا۔

(۴) جیسے بنی اسرائیل کی کل جماعت بڑے کفارہ کے دن ہر خیمہ کے باہر سردار کاہن کے نکلنے کی راہ دیکھتی رہتی تھی کہ وہ نکل کر انہیں برکت بخشے ویسے ہی اُن کی کلیسیا مسیح کے خدا کے حضور سے پھر نکلنے

کا انتظار کر رہی ہے ۔ جب وہ ظاہر ہوگا تب اپنی کل جماعت کو برکت بخشیگا (دیکھو لوقا ۲۴ باب ۵۰ و ۵۱ آیت + اعمال ۱ باب ۹ سے ۱۱ آیت + ۱ - تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۳ سے ۱۸ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۹ باب ۱ سے ۱۰ آیت تک

س ۱ کیا میرا دل خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں رہتا ہے یا نہیں؟ کیا میں دعا مانگتے وقت اپنے دل کو یہ یاد دلاتا ہوں کہ پاک ترین جگہ کے اندر ہمیشہ کی زندگی کی روٹی ہے ۔ اور اُس حقیقی درخت کا اثر ہے جس سے پھل پیدا ہوتے ہیں ۔ وہاں جلالی کروبین بھی ہیں اور وہاں ہمارا سردار کاہن یسوع بھی رہتا ہے ۔ اے میرے دل ۔ آج پاک ترین جگہ میں داخل ہو اور اُس کو اپنا مقدس بنا لے ۔

س ۲ خدا کے مقدس کی جو چیزیں مثالی تھیں کیا روح القدس نے اُن کے حقیقی معنے میرے دل پر ظاہر کئے ہیں؟ کیا میں روز بروز پاک نوشتوں سے وہ حقیقی مَن نکالتا اور اُس سے روحانی تازگی اور قوت پاتا ہوں؟

س ۳ کیا میں صرف کھانے پینے اور طرح طرح کی ظاہری رسومات و رسم اور عبادت کی بیرونی باتوں کو انجام دینے کا زیادہ لحاظ رکھتا

ہوں: ۹ اے میرے دل یہ یاد رکھ کہ خدا ظاہر کو نہیں دیکھتا بلکہ دل کو وہ جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا کیا خیال گذرتے ہیں۔

دعا

عبرانیوں ۹ باب ۱ سے ۱۰ آیت تک

اے خداوند یسوع۔ تُو خدا کے حقیقی مَقدِس کی پاک ترین جگہ میں داخل ہُوا ہے۔ میں بھی وہاں داخل ہونا اور تیرے حضور میں رہنا چاہتا ہوں۔ مَیں تیرا وعدہ سُنتا ہوں: "کہ جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے مَیں وہی کرونگا" میں حقیقی پاک ترین جگہ میں داخل ہونا اور رہنا چاہتا ہوں۔ ہاں اب مَیں تیرا نام لے کر داخل ہوتا ہوں۔ ہزار ہا شکر ہو کہ تُونے میری یہ دعا سُن لی ہے۔ آمین اور آمین۔

"اب جو ایسا قادر ہے جو اُس قدرت کے موافق جو ہم میں تاثیر کرتی ہے ہماری درخواست اور خیال سے بہت زیادہ کام کر سکتا ہے۔ کلیسیا میں اور مسیح یسوع میں پشت در پشت اور ابدالآباد اُس کی تمجید ہوتی رہے۔ آمین" (افسیوں ۳ باب ۲۰ و ۲۱ آیت)

حصہ سولھواں

عبرانیوں ۹ باب ۱۱ سے ۲۸ آیت تک

(۱۱) لیکن جب مسیح آئندہ کی اچھی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا۔ تو اُس بزرگ تر اور کامل تر خیمے کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہوا یعنی اِس دُنیا کا نہیں (۱۲) اور بکروں اور بچھڑوں کا خون لے کر نہیں۔ بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور ابدی خلاصی کرائی (۱۳) کیونکہ جب بکروں اور بیلوں کے خون اور گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکے جانے سے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے (۱۴) تو مسیح کا خون جس نے اپنے آپ کو ازلی رُوح کے وسیلے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا تمہارے دلوں کو مُردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کریگا۔ تاکہ زندہ خدا کی عبادت کریں (۱۵) اور اسی سبب سے وہ نئے عہد کا درمیانی ہے تاکہ اُس موت کے وسیلے سے جو پہلے عہد کے وقت کے قصوروں کی معافی کے لئے ہوئی ہے بُلائے ہوئے لوگ وعدہ کے بموجب ابدی میراث کو حاصل کریں (۱۶) کیونکہ جہاں وصیت ہے وہاں وصیت کرنے والے کی موت بھی ثابت ہونی ضرور ہے (۱۷) اس لئے کہ وصیت موت کے بعد ہی جاری ہوتی ہے۔ اور جب تک وصیت کرنے والا زندہ رہتا ہے اُس کا اجرا

نہیں ہوتا (۱۸) اسی لئے پہلا عہد بھی بغیر خون کے نہیں باندھا گیا۔
(۱۹) چنانچہ جب موسیٰ تمام اُمّت کو شریعت کا ہر ایک حکم سُنا چکا تو
بچھڑوں اور بکروں کا خون لے کر پانی اور لال اُون اور زوفا کے
ساتھ اُس کتاب اور تمام اُمّت پر چھڑک دیا۔ (۲۰) اور کہا کہ یہ اُس
عہد کا خون ہے جس کا حکم خدا نے تمہارے لئے دیا ہے (۲۱)
اور اسی طرح اُس نے خیمے اور عبادت کی تمام چیزوں پر خون چھڑکا
(۲۲) اور تقریباً ساری چیزیں شریعت کے مطابق خون سے
پاک کی جاتی ہیں۔ اور بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔

(۲۳) پس ضرور تھا کہ آسمانی چیزوں کی نقلیں تو ان کے وسیلے
سے پاک کی جائیں۔ مگر خود آسمانی چیزیں ان سے بہتر قربانیوں کے
وسیلے سے (۲۴) کیونکہ مسیح اُس ہاتھ کے بنائے ہوئے پاک
مکان میں داخل نہیں ہوا جو حقیقی پاک مکان کا نمونہ ہے۔ بلکہ آسمان
ہی میں داخل ہوا۔ تاکہ اب خدا کے روبرو ہماری خاطر حاضر ہو (۲۵)
یہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو بار بار قربان کرے جس طرح کہ سردار کاہن
پاک مکان میں ہر سال دوسرے کا خون لے کر جاتا ہے (۲۶) ورنہ
بنائے عالم سے لے کر اُس کو بار بار دُکھ اُٹھانا ضرور ہوتا مگر اب زمانوں
کے آخر میں ایک بار ظاہر ہوا۔ تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مٹا
دے (۲۷) اور جس طرح آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا اور اُس کے
بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے (۲۸) اسی طرح مسیح بھی ایک بار بہت
لوگوں کے گناہ اُٹھانے کے لئے قربان ہو کر دوسری بار بغیر گناہ کے
نجات کے لئے اُن کو دکھائی دیگا جو اُس کی راہ دیکھتے ہیں۔

مسیح نے اپنی ایک ہی کامل قربانی سے گناہ کو دُور کیا

س۱ مسیح کن چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا؟
ج آئندہ کی اچھی چیزوں کا (دیکھو ۱۱ آیت)
س۲ ان آیتوں میں کن چیزوں کا مقابلہ ہے؟
ج (۱) پہلے ہارون کی کہانت کی اچھی چیزوں کا اور یسوع کی کہانت کی اچھی سے اچھی چیزوں کا مقابلہ ہے۔
(۲) دوسرے موسوی شریعت کے بموجب موسے کے جس خیمے یا مقدس میں عبادت ہوتی تھی وہ اچھی تھی مگر جس خیمہ یا مقدس میں یسوع سردار کاہن ہو کر آیا وہ خیمہ اور اُس کی عبادت اچھی سے اچھی ہے۔ (دیکھو ۱۱ و ۱۲ آیت)
س۳ ۱۱ و ۱۲ آیات میں جن باتوں میں یسوع کی کہانت ہارون کی کہانت سے بہتر۔ بلند اور بزرگ تر ہے وہ بتاؤ۔
ج (۱) پہلے یہ کہ جس خیمہ یا مقدس کی صرف ایک مثال تھی۔ وہ حقیقی مقدس کا نقشہ۔ نمونہ یا نقل تھی نہ کہ اصلی اور ابدی مقدس۔
(۲) دوسرے یہ کہ ہارون کا خیمہ ہاتھوں کا بنایا ہؤا تھا۔ وہ اِس دنیا کا تھا۔ مگر جس خیمہ یا مقدس میں یسوع کہانت کی خدمت کرتا ہے وہ نہ ہاتھوں کا بنایا ہؤا مقدس ہے نہ اِس دنیا کا بلکہ وہ آسمانوں سے بلند

اور بزرگ تر ہے۔ جیسے لکھا ہے کیونکہ "مسیح اُس ہاتھ کے بنائے ہوئے پاک مکان میں داخل نہیں ہوا جو حقیقی پاک مکان کا نمونہ ہے بلکہ آسمان ہی میں داخل ہوا۔ تاکہ اب خدا کے روبرو ہماری خاطر حاضر ہو" (دیکھو عبرانیوں ۹ باب ۲۴ آیت) اس لئے مسیح کی کہانت اچھی سے اچھی کہانت ٹھہرتی ہے (مقابلہ کرو عبرانیوں ۹ باب ۱۲ آیت + ۷ باب ۲۶ آیت)

(۳) ہارون اور یسوع کی کہانت میں جو تیسرا فرق ہے وہ یہ ہے کہ ہارون سردار کاہن ہو کے بکروں اور بچھڑوں کا خون لے کر خیمہ کی پاک ترین جگہ میں داخل ہوتا تھا۔ مگر یسوع اپنا ہی خون لے کے داخل ہوا۔ جس قدر ایک پاک آدمی کا خون جانوروں کے خون سے بہتر اور قیمتی ہوتا ہے اُسی قدر مسیح کا خون جانوروں کے خون کی قربانی سے بیش قیمت ہے۔

(۴) چوتھا فرق یہ ہے کہ ہارون اپنی اُمت کا سردار کاہن ہو کر اُن کے گناہوں کے کفارے کے لئے سال بسال عمر بھر پاک جانوروں کا لہو لے کر مقدس کی پاک ترین جگہ میں جاتا تھا مگر یسوع اپنی اُمت کے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنا ہی خون لے کر ایک بار داخل ہو گیا۔ جو اپنے لہو کی قربانی اُس نے ایک ہی بار گزرانی وہ گناہ کے کفارے کے لئے کافی سمجھی گئی اُس کو بار بار یا سال بسال اپنے لہو کی قربانی گزراننے کی ضرورت نہ پڑی۔

(۵) ہارون اور یسوع کی کہانت میں جو پانچواں فرق ہے وہ یہ ہے کہ جانوروں کی جو قربانیاں ہارون نے اپنی اُمت کے لئے گزرانیں وہ صرف ایک ہی برس کے گناہوں کی خلاصی کے لئے کافی ٹھہریں مگر جو قربانی

یسوع نے اپنی اُمت کے گناہوں کے کفارے کے لیئے گزرانی اُس سے اُن کو گناہ کی ابدی خلاصی مل گئی۔ اُن کے لیئے سال بسال دوسری قربانی گزراننے کی ضرورت نہیں۔ اُس کی قربانی کے وسیلے سے اُن کے گناہوں کی پوری۔ کافی۔ کامل اور ابدی خلاصی مل جاتی ہے علاوہ اِس کے اُس کی قربانی سے خدا کی قربت حاصل ہوتی ہے ۔

س یسوع بکروں اور بچھڑوں کی قربانی کا خون لے کر خدا کے حضور میں داخل نہ ہُوا۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس وجہ سے اُس نے ایسی قربانی نہ گزرانی؟

ج (۱) پہلی وجہ ہے کہ اِن قربانیوں کی موت مسیح کی موت کی صرف نقل اور پیش نشانی تھی۔ اس لئے کہ اُس کی موت سچ مچ حقیقی موت ہے۔ نہ کہ اُن قربانیوں کی موت کی مانند جو کہ نقلی اور مثالی تھیں ۔

(۲) دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ نقلی اور مثالی قربانیاں خاص کر ایک ہی قوم کے روحانی بچپن کی حالت کے لیئے مقرر ہوئیں۔ لیکن "جب وقت پورا ہوگیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہُوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہُوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چھڑا لے اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ ملے "۔ (دیکھو گلتیوں ۴ باب ۴ و ۵ آیت)

(۳) تیسری وجہ کہ یسوع بکروں اور بچھڑوں کا خون لے کر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک ترین جگہ میں داخل ہُوا ہے۔ کہ خدا نے اُس کے کان کھولے تھے کہ وہ سمجھ جائے کہ جس وقت کی طرف داؤد نبی نے اشارہ کرکے کہا وہ وقت آگیا ہے "ذبیحہ اور ہدیہ کو تُو نے نہیں چاہا۔ تُو نے میرے کان کھولے۔ سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی کا تُو طالب نہیں۔ تب

میں نے کہا دیکھ میں آتا ہوں۔ کتاب کے دفتر میں میرے حق میں لکھا ہے
اے میرے خدا۔ میں تیری مرضی بجا لانے پر خوش ہوں۔ تیری شریعت
تو میرے دل کے بیچ ہے" (زبور ۴۰ کی ۶ سے ۸ آیت)

"تُو ذبیحہ سے خوش نہیں ہوتا نہیں تو میں دیتا۔ سوختنی قربانی میں
تیری خوشنودی نہیں۔ خدا کے ذبیحے شکستہ جان ہیں۔ دل شکستہ اور
خاکسار کو تُو حقیر نہ جانیگا" (دیکھو زبور ۵۱ کی ۱۶ و ۱۷ آیت) وہ وقت
گزر گیا تھا کہ خدا بے جان بے سمجھ جانوروں کی قربانیوں سے خوش ہو
اس لئے یسوع کی موت کے دن سے اُن کے گزرانے جانے کے پہلے
سے خدا کے حضور میں جو راہ موسوی شریعت کے وقت میں کھلی تھی وہ اب
بند ہو گئی ہے۔ جب سے مسیح کی صلیبی موت ہوئی وہ پرانی راہ بند ہو
گئی۔ اس سبب سے جس خیمے اور جس مقدس میں موسوی شریعت کے
بموجب جو قربانیاں گزرانی جاتی تھیں وہ گرایا گیا ہے۔ اور ایک ہزار آٹھ سو
ساٹھ برس گزرے کہ اُس مقدس کے کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہا جو گرایا نہ گیا
وہ مقدس گرایا گیا تاکہ یہ بات ظاہر ہو کہ جو قربانیاں اُس کے اندر گزرانی جاتی
تھیں پھر کبھی گزرانی نہ جائیں (دیکھو متی ۲۴ باب ۱ سے ۱۴ آیت)

س تیرھویں آیت میں لکھا ہے کہ گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکنے سے ظاہری
پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اِس ظاہری پاکیزگی کے معنے کیا ہیں؟

ج موسوی شریعت کے بموجب فلاں فلاں شخص بہت سببوں سے ناپاک گنے
جاتے تھے۔ یعنے جو کوئی کسی آدمی کی لاش چھوئے یا کوئی شخص کسی خیمے
میں مرے تو جو کوئی اُس خیمے میں آئے اور وہ سب جو اُس خیمہ میں ہوں
ناپاک گنے جائینگے۔ پھر جو کوئی میدان میں تلوار سے مارے ہوئے کو چھوئے

یا مُردے کے بدن یا آدمی کی ہڈی یا گور کو چھوئے تو وہ سات دن تک ناپاک رہیگا۔ اِن لوگوں کی ظاہری پاکیزگی کے لئے یہ حکم تھا کہ کاہن ایک لال گائے جو بے عیب اور بے داغ اور جس پر کبھی جوا نہ رکھا گیا ہو۔ اُسے خیمہ گاہ سے باہر لے جاکر ذبح کرے اور کاہن اپنی انگلی پر اُس کا لہو لے کر جماعت کے آگے کی طرف سات مرتبہ چھڑکے۔ پھر وہ گائے جلائی جائے پھر جس نے ہڈی یا کسی مارے ہوئے کو یا مُردے کو یا قبر کو چھوا ہو اُس پر اُس لال گائے کا خون جو جدائی کے پانی میں ملایا گیا ہو ایک پاک آدمی کے ہاتھ سے چھڑکا جائے۔ اُس کے بعد کوئی پاک شخص اُس گائے کی راکھ کو جمع کرے اور خیمہ گاہ کے باہر صاف جگہ میں دھرے تاکہ جدائی کے پانی میں ملائی جائے۔ یہ رسم ظاہری گناہ سے پاک کرنے کے لئے مقرر تھی اور یوں ناپاکوں پر گائے کی راکھ چھڑکے جانے سے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی تھی۔ (دیکھو گنتی کی کتاب ۱۹ باب ۱ سے ۴ آیت)

س موسوی شریعت کے موافق بکریوں اور بیلوں کا خون خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں کس دن چھڑکے جانے کا حکم تھا؟

ج کفارہ کے بڑے دن پر اِن کا لہو سردار کاہن کے ہاتھوں سے پاک ترین جگہ کے کفارہ گاہ پر کل بنی اسرائیل کی خطاؤں کے کفارہ کے لئے چھڑکا جائے (دیکھو احبار ۱۶ باب ۱۱و ۱۴و ۱۵ و ۲۷ آیت)

س کفارہ کے بڑے دن پر بیلوں اور بکروں کی قربانی کس جگہ گزاری جانے کا حکم تھا؟

ج یہ حکم تھا کہ کفارہ کے بڑے دن پر ان قربانیوں کا لہو پاک مقدس کے

باہر بہایا جائے اور پھر سردار کاہن اس لہو کو مقدس کی پاک ترین جگہ میں
لے جا کر خدا کے حضور سات مرتبہ چھڑک دے۔

س۸ سات مرتبہ چھڑکنے سے کیا بات ظاہر ہوتی ہے؟

ج یہ کہ وہ کفارہ خدا کو منظور اور مقبول تھا اس لئے کہ سات کا عدد کاملیت کا نشان ہے (دیکھو ۴ باب ۹ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۴ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۰ آیت + ۲ باب ۱ آیت + ۵ باب ۶ آیت + ۸ باب ۲ و ۶ آیت + ۱۶ باب ۱ آیت + یشوع کی کتاب ۶ باب ۴ و ۶ و ۸ و ۱۳ آیت + زبور ۱۲ کی ۶ آیت)

س۹ ۱۴ آیت میں کون سی گہری باتیں ہیں؟

ج (۱) پہلی یہ کہ مسیح کا خون ہزارہا ہزار بیلوں۔ گائیوں۔ بچھڑوں اور بکروں کے خون سے زیادہ قیمتی اور قدر کے لائق ہے۔

(۲) دوسری یہ کہ ازلی روح نے مثل سردار کاہن کے خدا کے سامنے اور خدا کی طرف سے گواہی دی کہ یسوع بے عیب ہو کر خدا کا وہ بے عیب برہ ٹھہرا جو جہان کے گناہ خدا کے حضور سے اُٹھا لے جاتا ہے (یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت)

(۳) اس آیت کی تیسری گہری بات یہ ہے کہ یسوع نے اپنے آپ کو خدا کے سامنے قربان کر دیا۔ گویا وہ کل جہان کا سردار کاہن ہو کر اپنے آپ وہ برہ ہوا جس کی قربانی کا خون کل جہان کے گناہوں کے کفارے کے لئے کافی ہے۔

(۴) چوتھی گہری بات یہ ہے کہ یسوع کا خون آدمی کے دل کو گناہ سے پاک کر کے اُسے خدا کی پاک ترین جگہ میں دخل پانے کی راہ کھولتا ہے

(۵) پانچویں گہری بات یہ ہے کہ یسوع کا خون آدمی کے دل کو خدا کی عبادت اور خدمت کے لئے مُردہ - بے فائدہ - بے جان اور بے پھل کاموں کی پابندی سے خلاصی بخشتا ہے۔

(۶) چھٹی گہری بات یہ ہے کہ اِس ایک ہی آیت میں خدا اور مسیح اور ازلی روح یعنے باپ بیٹا اور روح القدس یہ تینوں گناہ کے کفارے کے لئے مل کر کام کرتے ہیں۔ خدا کے سامنے مسیح نے ازلی روح کے وسیلے سے اپنے آپ کو بے عیب قربان کر دیا۔

س۱۰ مسیح کے خون سے کیا مراد ہے؟

ج کسی کے خون سے اُس کی جان یا زندگی مراد ہے۔ خون میں جان یا زندگی چھپی ہوئی ہے۔ جب خون نکل جاتا ہے تو آدمی کی جان بھی نکل جاتی ہے۔ لہٰذا مسیح نے خدا کے سامنے اپنی بے عیب زندگی یعنی خون پیش کر کے اُسے کل جہان کے گناہ کے کفارہ کے لئے قربان کر دیا۔

س۱۱ موسوی شریعت کے موافق کفارہ کے بڑے دن پر جن جانوروں کے قربان کئے جانے کا حکم تھا کون کاہن ان کو دیکھ بھال کر فیصلہ کرتا تھا کہ وہ بے عیب ہیں؟

ج بنی اسرائیل کی اُمّت کا سردار کاہن۔

س۱۲ کس نے مسیح کی بے عیبی کی گواہی دی؟

ج ازلی روح یعنی روح القدس نے (۱۴ آیت)

س۱۳ جن وقتوں میں روح القدس نے مسیح کی بے عیبی پر گواہی دی سو بتاؤ۔

ج (۱) جب جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا اور اُس کنواری کا نام مریم تھا۔ فرشتے نے اُس سے کہا اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو بیٹا جنیگی اُس کا نام یسوع رکھنا۔ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائیگا" مقابلہ کرو لوقا ۱ باب ۱۹ سے ۳۵ آیت + متی ۱ باب ۱۸ سے ۲۵ آیت + ۴ باب ۳ و ۶ آیت + مرقس ۱ باب ۲۴ آیت + یوحنا ۶ باب ۶۹ آیت + اعمال ۲ باب ۱۴ آیت)

(۲) مسیح کی بے عیبی کا دوسرا گواہ جس وقت اُس کا بپتسمہ ہوا روح القدس اُس پر اُترا اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں خوش ہوں" (دیکھو لوقا ۳ باب ۵ اور ۱۶ و ۲۱ و ۲۲ آیت + ۲۳ باب ۱۴ و ۲ آیت + متی ۱۷ باب ۵ آیت + ۲۷ باب ۲۴ آیت + یوحنا ۱۲ باب ۲۳ آیت + متی ۳ باب ۱۷ آیت)

س علاوہ جبرائیل فرشتے کے اور خدا باپ اور روح القدس کی گواہی کے یسوع کی پاکیزگی پر اور کون گواہ ہیں؟

ج (۱) اُس کے شاگرد اپنی خطاؤں کا تو اقرار کرتے ہیں لیکن یسوع کی بے عیبی اور بے گناہی کی گواہی دیتے ہیں (مقابلہ کرو عبرانیوں ۴ باب ۱۵ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۲۱ آیت + ۱۔ پطرس ۲ باب ۲۲ آیت + ۱۔ یوحنا ۱ باب ۱۰ آیت + ۳ باب ۵ آیت + اعمال ۲ باب ۲۷ آیت + ۳ باب ۱۴ آیت + ۱۳ باب ۳۵ آیت + عبرانیوں ۷ باب ۲۶ آیت)

(۲) دوسرے گواہ وہ ناپاک روحیں ہیں جنہوں نے مسیح کی پاکیزگی اور

قدوسی پر گواہی دی جیسے لکھا ہے کہ "اے یسوع ناصری ہمیں تجھ سے
کیا کام؟ کیا تو ہمیں ہلاک کرنے آیا ہے؟ میں تجھے جانتا ہوں کہ تو کون
ہے۔ خدا کا قدوس ہے۔" (مقابلہ کرو مرقس ۱ باب ۲۴ آیت + لوقا ۴ باب
۳۴ آیت)

(۳) یسوع نے کبھی کسی گناہ یا خطا کا اقرار نہیں کیا۔ اور نہ کبھی معافی
چاہی جیسے کہ تمام نبیوں نے اپنی خطاؤں کا اقرار کیا اور معافی مانگی یا پھر
اُن کے احوال پر غور کرنے سے اُن کی کوئی نہ کوئی خطا نظر آتی ہے۔ مگر
چاروں اناجیل کے پڑھنے اور یسوع کے سب احوال پہ بغور نظر کرنے
سے اس کی کوئی خطا معلوم نہیں ہوتی۔

س ۱۵ ۱۶ آیت میں جن مُردہ کاموں کی طرف اشارہ ہے وہ بتاؤ۔

ج فریسیوں کے کاموں کی طرف بنی اسرائیل کا یہ فرقہ اپنے کاموں اور ظاہری
عبادت کے رسم و رسم پر فخر کر کے یہ باطل گمان رکھتے تھے کہ ہم ایسی
ظاہری اور اوپری عبادت سے خدا کو پسند آئینگے اور یوں گناہ کی سزا
سے بچ کے نجات پائینگے۔

س ۱۶ مسیح نے مُردہ کاموں کی عبادت کے بے فائدہ اور بے پھل ہونے کی
بابت کیا کہا؟

ج یہ کہ "جب تو خیرات کرے تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجا جیسے ریاکار
عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی بڑائی کریں میں
تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے اور دعا مانگتے وقت غیر قوموں
کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت
بولنے کے سبب ہماری سُنی جائیگی۔ اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں

کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ انہیں روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گزرانتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تو وہاں قربان گاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جاکر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر۔ تب آکر اپنی نذر گزران (مقابلہ کرو متی ۵ باب ۲۳ و ۲۴ آیت + ۶ باب ۲،۷ و ۱۶ آیت + لوقا ۱۸ باب ۱۰ سے ۱۴ آیت)

س۱۲ کون سی عبادت زندہ خدا کی عبادت کہلائی جانے کے لائق ٹھہرتی ہے؟

ج (۱) پہلے جو عبادت دل سے ہو۔

(۲) دوسرے جو عبادت خدا کے کلام کے بموجب ہو۔

(۳) تیسرے جو عبادت روح القدس کی سکھائی ہوئی ہو۔

(۴) چوتھے جو عبادت دلی توبہ سے ہو۔

(۵) پانچویں جو عبادت اس یقین سے ہو کہ خدا زندہ موجود اور دل کا جانچنے والا ہے۔

س۱۳ اس طرح کی عبادت دل میں کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟

ج پاک روح کی ہدایت و حمایت سے اور مسیح کی محبت سے۔ اور وہ دعا کہ جس کی ہوا میں خدا کی حضوری کا احساس پیدا ہو اور جو عبادت پاک کلام کے پڑھنے سے ہو (مقابلہ کرو ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱۴ و ۱۵ آیت + ۱۔ یوحنا ۴ باب ۹ و ۱۰ آیت + گلتیوں ۳ باب ۱۳ آیت + ۴ باب ۴ آیت + ۶ باب ۱۴ آیت + اعمال ۱۱ باب ۱۱ آیت + ۱۸ باب ۵ آیت + یسعیاہ ۲۰

باب ۷ سے ۱۳ آیت)

س ۱۹ مسیح کی موت اور پیغمبروں یا نبیوں کی موت میں کیا فرق ہے؟

ج (۱) پہلا فرق یہ ہے کہ اُن میں سے کسی کی موت کل جہان کے گناہوں کے کفارہ کے لئے نہیں ہوئی۔

(۲) دوسرا۔ اُن میں سے کسی کے حق میں یہ کہنا واجب نہیں ہے کہ "دیکھو خدا کا برہ جو جہان کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے" (یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت)

(۳) تیسرا۔ اُن میں سے کسی کی موت کی یادگاری شکرگزاری کی ضیافت نہیں ٹھہری جیسے کہ مسیح کی موت کو اس کے پیرو یاد کرتے ہیں (دیکھو متی ۲۶ باب ۲۶ سے ۳۰ آیت +۱- کرنتھیوں ۱۱ باب ۲۳ سے ۲۷ آیت)

(۴) اور اُن میں سے کسی کی موت کا جھنڈا ایک رومی صلیب نہیں جس پر کہ خونی کا خون بہایا جاتا تھا۔ اسی قسم کی رومی صلیب پر مسیح کا خون بہایا گیا تھا مگر اِن دنوں میں لال صلیب کا جھنڈا مسیح کی اُمت کے شریکوں کا جھنڈا ٹھہرا ہے۔ وہ لال صلیب کا جھنڈا اپنی اپنی عبادت گاہوں کے اوپر اکثر نصب کرتے اور اُس کے تلے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

(۵) ان نبیوں میں سے مسیح کے سوا کوئی اور مر کے جی نہیں اُٹھا اور آسمان پر نہیں چڑھا۔ اور کسی دوسرے نے روح القدس نہیں بھیجا۔ مسیح آپ ہی بڑے جلال اور قدرت کے ساتھ آنے والا ہے۔

س ۲۰ مسیح کس سبب سے نئے عہد کا درمیانی ٹھہرا؟

ج اپنی موت تک جیسے موسوی شریعت کے بموجب سردار کاہن لاعیب جانور کا خون لئے ہوئے خدا کے مقدس میں داخل ہو کر بنی اسرائیل کے بدلے میں خدا کے حضور درمیانی ٹھہرتا ویسے ہی مسیح اپنا خون صلیب کی کفارہ گاہ پر بہا کر خدا کے سامنے حقیقی اور علانی مقدس میں داخل ہو کر نئے عہد کی برکتیں بخشنے کے لئے کل بنی آدم کا درمیانی ٹھہرا۔ (دیکھو یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + ۱۔ یوحنا ۲ باب ۱ و ۲ آیت + ۴ باب ۹ و ۱۰ آیت + عبرانیوں ۸ باب ۲ آیت + ۹ باب ۱۵ آیت + ۱۲ باب ۲۴ آیت)

س ۲۱ خدا نے اپنے اور گنہگاروں کے درمیان کتنے درمیانی ٹھہرائے ؟

ج جب خدا ایک ہے تو اُس کے اور انسانوں کے درمیان درمیانی بھی ایک ہی کافی ہے۔ جیسے نئے عہد نامے میں لکھا ہے کہ "خدا چاہتا ہے کہ سارے آدمی نجات پائیں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں کیونکہ خدا ایک ہے اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے جس نے اپنے آپ کو سب کے فدیئے میں دیا کہ مناسب وقتوں پر اُس کی گواہی دی جائے" (۱۔ تمطاؤس ۲ باب ۴ سے ۶ آیت مقابلہ کرو۔ ۱۔ تمطاؤس ۴ باب ۱۰ آیت + طیطس ۱ باب ۲ و ۳ آیت + ۲ باب ۱۱ آیت + کلتیوں ۳ باب ۲۰ آیت + رومیوں ۳ باب ۲۹ و ۳۰ آیت + ۵ باب ۸ سے ۱۰ آیت + ۱۰ باب ۱۱ سے ۱۳ آیت + یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت + ۱۴ باب ۲۴ آیت + متی ۲۰ باب ۲۸ آیت + ۱۔ یوحنا ۲ باب ۱ و ۲ آیت + رومیوں ۵ باب ۱۷ آیت + عبرانیوں ۸ باب ۶ آیت + ۱۲ باب ۲۴ آیت) جس حال میں موسوی شریعت کے موافق ایک ہی شخص سردار کاہن خدا اور گنہگار آدمی کے درمیان درمیانی ٹھہرا ویسے ہی اِس نئے عہد میں بھی خدا نے اپنے اور بنی آدم کے درمیان ایک ہی

درمیانی ٹھہرایا ہے۔

س ۲۲ چودھویں آیت میں لکھا ہے کہ بلائے ہوئے لوگ وعدے کے بموجب ابدی میراث کو حاصل کریں۔ بلائے ہوؤں میں کون کون شریک ہیں؟

ج جتنے اگلے زمانوں میں یعنی آدم سے لے کر موسیٰ تک اور پھر جتنے موسیٰ سے لے کر مسیح تک اور جتنے آئندہ کو مسیح سے لے کر اس زمانہ کے آخر تک اور جتنے کسی نہ کسی طرح سے خدا کی آواز پہچان کر دل سے اُس کی مرضی کو بجا لانے کی کوشش کرتے ہیں وہ سب خدا کے بلائے ہوؤں میں شریک ہیں۔ مثلاً ان بلائے ہوؤں میں مختون اور نامختون دونو ہونگے۔ اُن میں ہر قوم۔ ہر قبیلے اور ہر اُمّت کے لوگ ہونگے۔ بلائے ہوئے نہ صرف ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کے بارہ فرقوں میں سے نکلے بلکہ اور قوموں میں سے بھی جیسے راحاب (یشوع ۲ باب ۱۴ آیت + ۶ باب ۱۷ آیت) روت جو مواب سے نکلی (دیکھو روت) اور جیسے یترو موسیٰ کا سسر اور موسیٰ کی بیوی جو مدیانی تھی نہ کہ اسرائیلی (خروج ۲ باب ۱۶ سے ۲۲ آیت) حیرام جو ہیکل کے بنانے میں سلیمان کا مددگار رہا (۲ سموئیل ۵ باب ۱۱ آیت + ۱ سلاطین ۵ باب ۱۰ آیت) آسناتھ یوسف کی بیوی (پیدائش ۴۱ باب ۴۵ آیت) خورس (یشعیاہ ۴۴ باب ۲۸ آیت + ۴۵ باب ۱ و ۱۳ آیت) اور تین مجوسی جو پورب سے یسوع کو سجدہ کرنے کے لئے آئے تھے وہ بھی شامل ہونگے۔

اور وہ رومی صوبیدار بھی جس نے مسیح سے کہا "اے خداوند میں اس لائق نہیں ہوں کہ تو میری چھت کے نیچے آئے۔ بلکہ صرف زبان سے کہہ دے تو میرا خادم شفا پائیگا" (متی ۸ باب ۸ آیت) یسوع نے یہ سن کر تعجب کیا اور پیچھے آنے والوں سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں

نے اسرائیل میں بھی ایسا ایمان نہیں پایا۔ اور میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آکر ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ مگر بادشاہت کے بیٹے باہر اندھیرے میں ڈالے جائینگے وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا اور یسوع نے صوبیدار سے کہا۔ جا۔ جیسا تو نے اعتقاد کیا تیرے لئے ویسا ہی ہو۔ اور اسی گھڑی خادم نے شفا پائی" (متی ۸ باب ۱۰ سے ۱۳ آیت مقابلہ کرو متی ۲۵ باب ۴۶ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۹ آیت + ۷ باب ۹ آیت + رومیوں ۱۱ باب ۲۵ و ۳۳ سے ۳۶ آیت)

س ۲۳ پرانے اور نئے عہد کی میراث میں کیا فرق ہے؟ (دیکھو ۱۵ آیت)

ج (۱) پہلے یہ کہ پرانے عہد کی میراث چند روزہ تھی مگر نئے عہد کی میراث ابدی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ پرانے عہد کے وعدوں کی برکتیں انسان کے کاموں کی کاملیت پر موقوف تھیں مگر نئے عہد کی برکتیں خدا کی محبت۔ مسیح کے فضل اور روح القدس کی رفاقت و موجودگی پر موقوف ہیں۔

(۳) تیسرے پرانے عہد کی جن برکتوں کا درمیانی موسےٰ نبی یا ہارون سردار کاہن تھا وہ اکثر جسمانی۔ خاندانی۔ قومی اور ملکی تھیں۔ مگر جن برکتوں کا درمیانی مسیح ہے وہ خاصکر آسمانی۔ روحانی۔ الہٰی اور ابدی برکتیں ہیں۔

س ۲۴ نئے عہد کے وعدوں میں سے کونسا وعدہ سب روحانی برکتوں کی بنیاد ہے؟

ج روح القدس کا وعدہ۔ جیسے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے جُدا

ہوتے وقت فرمایا "جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے میں اُس کو تم پر نازل کرونگا۔ جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے" (دیکھو لوقا ۲۴ باب ۴۹ آیت + اعمال ۱ باب ۸ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ آیت + ۱۵ باب ۲۶ و ۲۷ آیت + ۱۶ باب ۷ سے ۱۵ آیت + ۷ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت)

س ۲۵ ۱۶ و ۱۷ آیت میں وصیت کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ جہاں وصیت ہے وہاں وصیت کرنے والے کی موت بھی ثابت کرنی ضروری ہے (دیکھو ۱۶ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ جب تک وصیت کرنے والا زندہ رہتا ہے اُس کے وارثوں کو کچھ نہیں ملتا۔ اِس لئے کہ جب تک وہ زندہ ہو وصیت کو بدل سکتا یا بالکل رد بھی کر سکتا ہے۔ اُس میں اُس کو پورا اختیار حاصل ہے مگر جب وہ مر جائے تو اُس کی وصیت قائم اور بے تبدیل ٹھہرتی ہے (دیکھو ۱۷ آیت)

س ۲۶ اِن دو باتوں سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج یہ کہ جس حال میں پہلا یعنی پرانا عہدنامہ بغیر خون کے نہیں باندھا گیا۔ یعنی بغیر بکروں اور بچھڑوں کے خون کے وسیلے سے پرانے عہدنامے کے مقدس کی عبادت پاک کی جاتی تھی اور خدا کے حضور میں اُس کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں داخلے کی اجازت تھی (۱۹ سے ۲۲ آیت) اور جس حال میں ان بچھڑوں اور بکروں کا خون آسمانی چیزوں کی نقلیں تھیں لہٰذا یہ ضرور تھا کہ آسمانی چیزیں اُن نقلی چیزوں سے بہتر قربانیوں کے وسیلے

سے پاک کی جائیں۔ (دیکھو ۲۳ آیت)

س ۲۴ مسیح کی قربانی اِن سب نقلی قربانیوں سے کن باتوں میں بہتر ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ مسیح ہاتھ کے بنائے پاک مقدس کی پاک ترین جگہ میں داخل نہیں ہوا بلکہ آسمان ہی میں داخل ہوا تاکہ اب خدا کے رو برو ہماری خاطر حاضر ہو (دیکھو ۲۴ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ یسوع خدا کے بیٹے کا خون تھا۔ کیا اُس کا خون بھیڑوں اور بکروں کے خون سے بہتر اور بیش قیمت نہیں ہے؟ (مقابلہ کرو ۱۲ و ۲۵ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ یسوع آسمانی مقدس میں اکیلا داخل نہیں ہوا۔ اُس نے اُس مقدس کا دروازہ اس قدر وسیع کر دیا ہے کہ جو کوئی دل سے سچی توبہ کر کے اُس کے پاس آئیگا وہ اُس کو نہ نکالیگا۔ بلکہ خوشی کے ساتھ اُسے خدا کے حقیقی مقدس میں جگہ دیگا۔ جس وقت یسوع نے صلیب پر چڑھ کے جہان کے گناہوں کو خدا کے حضور سے اُٹھا لے جانے کے لئے اپنی جان گذرانی تو ہاتھ کے بنائے ہوئے مقدس کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اپنے ساتھ ایک تائب خونی شخص کو فردوس میں لے گیا تاکہ یہ بات ظاہر ہو کہ جس شخص کا کاہن یسوع ہو وہ کسی قوم یا کسی حالت کا کیوں نہ ہو وہ اس کے ساتھ خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں دخل پائیگا۔

(۴) مسیح کی قربانی کی اُن سب نقلی قربانیوں سے چوتھی بہتر بات یہ ہے۔ کہ اُس ہاتھ کے بنائے ہوئے مقدس کی پاک ترین جگہ میں سردار کاہن سالی بہ سال جایا کرتا ہے اُمّت کے گناہوں کی معافی اور ان کے مٹانے کے لئے جاتا تھا۔ مگر مسیح ایک بار ظاہر ہوا تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مٹا دے۔ (دیکھو ۲۶ آیت مقابلہ کرو ۱۔ یوحنا ۳ باب ۵ آیت +

یشعیاہ ۵۳ باب ۱۱ و ۱۲ آیت)

(۵) پانچویں بہتر بات یہ ہے کہ اُس ہاتھ کے بنائے ہوئے مُقدس کے سردار کاہن کو صرف اتنا اختیار تھا کہ اپنی اُمت کے گزرے سال کے گناہوں کے کفارے کے لئے قربانی گذرانے۔ پر یسوع نے اپنے آپ کو قربان کرنے سے اپنی اُمت کے گناہوں کے لئے ابدی معافی اور مخلصی حاصل کی۔ (دیکھو ۱۲ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۶ باب ۲۰ آیت)

(۶) مسیح کی قربانی کی ان سب نقلی قربانیوں سے چھٹی بہتر بات یہ ہے کہ موسوی شریعت کے موافق کتنے ہی خاص گناہوں کے لئے کوئی قربانی یا کفارہ نہ تھا۔ سردار کاہن کو بھی ان خاص گناہوں کے لئے قربانیاں گزرانے کا اختیار نہ تھا (مقابلہ کرو گنتی ۱۵ باب ۳۰ و ۳۱ آیت + زبور ۱۹ کی ۱۲ و ۱۳ آیت) مگر یسوع کی قربانی کی اس قدر فضیلت ٹھہری کہ سوائے ایک گناہ کے ہر قسم کے دیگر گناہوں کی مخلصی حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مسیح نے خود فرمایا کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بنی آدم کے سب گناہ اور جتنا کفر وہ بکتے ہیں معاف کیا جائیگا۔ لیکن جو کوئی روح القدس کے حق میں کفر بکے وہ ابد تک معافی نہ پائیگا بلکہ ابدی گناہ کا قصوروار ہے۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ اُس میں یعنی یسوع میں ناپاک روح ہے" (مرقس ۳ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت + متی ۱۲ باب ۳۱ و ۳۲ آیت + لوقا ۱۲ باب ۱۰ آیت + ۱۔ یوحنا ۵ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + مقابلہ کرو عبرانیوں ۶ باب ۴ سے ۶ آیت + ۱۰ باب ۲۶ آیت)

س ۴۸ — ۱۸ آیت میں لکھا ہے کہ "پہلا یعنی پرانا عہد بھی بغیر خون کے نہیں باندھا گیا" لفظ "بھی" سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ جیسے وصیت کرنے والے کی موت سے اُس کی وصیت کارگر اور مؤثر ہوتی ہے ویسے ہی موسوی شریعت کے بموجب بے عیب جانوروں کی موت کے بغیر پرانے عہدنامے کی نعمتوں کی میراث ہاتھ نہیں آسکتی۔

س ۲۹ ان پانچ یعنی ۱۸ سے ۲۲ آیات میں پانچ چھ دفعہ لفظ خون آیا ہے - یہ سوال لازم آتا ہے کہ بجائے لفظ خون کے لفظ موت کیوں نہیں استعمال کیا گیا؟

ج اس کا سبب یہ ہے کہ اکثر اوقات موت یا بیماری سے یا عمر رسیدگی یا اتفاقی حادثہ سے ہوتی ہے مگر جس موت کا ذکر ان آیتوں میں آیا ہے وہ بیماری عمر رسیدگی یا اتفاق سے نہیں ہے بلکہ یہ اُس عہد کا خون ہے جس کا حکم خدا نے دیا ہے۔ موسےٰ نے خدا کے حکم سے ان بے عیب جانوروں کا خون لے کر عہد کی کتاب اور تمام اُمت پر اور خیمہ یا مقدِس اور اُس کی عبادت کی تمام چیزوں پر چھڑکا۔ (دیکھو ۱۸ سے ۲۲ آیت)

س ۳۰ اس لحاظ سے کہ تقریباً ساری چیزیں شریعت کے مطابق خون سے پاک کی گئیں کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج یہ کہ موسوی شریعت کے مطابق بغیر بے عیب جانوروں کے خون کی قربانی کے اور پاک مقدِس میں گناہ کی معافی کے کفارہ گاہ پر وہ خون سردار کاہن کے ہاتھ سے چھڑکے جانے سے گناہوں کی معافی نہیں ہوتی (دیکھو ۲۲ آیت)

س ۳۱ موسےٰ نبی خود بغیر لہو لئے اور اُس سے بغیر پاک ہوئے خدا کے حضور میں داخل نہ ہوسکا - اس سے کیا بات ظاہر ہوتی ہے؟

ج یہ کہ کوئی آدمی مسیح کے کفارے کو چھوڑ کر یا اُس کو ناچیز جان کر خدا کے

حضور یسنا امتی داخل نہیں ہو سکتا۔ جن شخصوں کو یہ خبر نہیں پہنچی کہ خدا نے اپنے ازلی بیٹے کو کل بنی آدم کے گناہوں کے کفارے کے لئے بھیجا تو خدا کی جو مرضی اور شریعت کی باتیں اُن کے دل پر لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو نادرست یا معذور رکھتی ہیں۔ (مقابلہ کرو رومیوں ۲ باب ۱۱ سے ۱۵ آیت)

س ۳۱ ۲۲ آیت میں درج ہے کہ بغیر لہو بہائے معافی نہیں ہوتی۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ موسوی شریعت کے بموجب بے عیب جانوروں کے خون کا بہایا جانا اور پاک ترین جگہ کے اندر چھڑکا جانا گناہوں کی معافی کی راہ تھی۔ جس کے خون کی طرف ان بے عیب جانوروں کے خون کا بہایا جانا اشارہ کرتا ہے وہ مسیح کا وہ خون ہے جو صلیب پر بہایا گیا تھا۔ "اُس نے خود جس رات وہ پکڑوایا گیا پیالہ لے کر اُسے انگور کے رس سے بھر دیا اور شکر کر کے اپنے شاگردوں کو دیکر کہا کہ تم سب اس میں سے پی لو کیونکہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتوں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔" (دیکھو متی ۲۶ باب ۲۷ سے ۳۱ آیت مقابلہ کرو ۱۔کرنتھیوں ۱۱ باب ۲۳ سے ۲۶ آیت + خروج کی کتاب ۲۴ باب ۸ آیت)

س ۳۲ ۲۲ آیت میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ تقریباً بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔ کیا موسوی شریعت کے بموجب اس مسئلہ کا کوئی مستثنےٰ تھا؟

ج ہاں لفظ تقریباً سے مستثنےٰ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مستثنےٰ تھا کہ اگر کسی شخص کو قمریاں یا کبوتر گزراننے کا مقدور نہ ہو تو اُسے اپنی خطاؤں کے

واسطے ایفا بھر مہین آٹے کا دسواں حصہ جس میں نہ تیل ہو اور نہ لُبان۔ گزراننے کی اجازت تھی۔ اس لئے ۲۲ آیت میں لکھا ہے کہ تقریباً ساری چیزیں موسوی شریعت کے مطابق خون سے پاک کی جاتی ہیں۔ اور بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی (مقابلہ کرو احبار ۵ باب ۱۱ آیت + گنتی ۵ باب ۱۵ آیت)

س ۳۴ اس ایفا بھر مہین آٹے کے دسویں حصے کی قربانی سے کیا بات ظاہر ہوتی ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ ہر ایک شخص خواہ وہ کیسا ہی غریب کیوں نہ ہو اپنی خطا کے لئے کچھ گزران سکے۔

(۲) یہ کہ خدا ایسا رحم دل ہے کہ وہ خطا کی قربانی کے لئے اس قدر زیادہ نہیں مانگتا کہ کوئی دے نہ سکے۔ سو ایسا کون ہے جو ایفا کا دسواں حصہ آٹا نہیں دے سکتا؟

(۳) یہ سب سے لاچار اور بے کس گنہگار کے لئے خدا نے معافی پانے کی تدبیر نکالی۔ سو جو خطا کی معافی کی راہ خدا نے کھولی اس کی کاملیت اس قربانی سے ظاہر ہوتی ہے۔

س ۳۵ ایفا بھر مہین آٹے کے دسویں حصے سے کم یا زیادہ کا حکم کیوں نہ تھا؟

ج اس لئے کہ اتنا ایک دن کی خوراک تھی اور جب کسی غریب نے اتنا دیا تو اس نے اس طرح مان لیا کہ میری جان میری نہیں بلکہ گناہ کے سبب سے لئے جانے کے لائق ہے۔

س ۳۶ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ گناہ کے کفارہ کے لئے جان کی قربانی کی کچھ ضرورت نہیں اس لئے کہ غریب بغیر جان کی قربانی کے معافی پا سکتے تھے

تو اس اعتراض کا کیا جواب ہو سکتا ہے ؟

ج (۱) پہلے اس مستثنےٰ سے ہم نتیجہ نہ نکالیں کیونکہ یہ عقل اور علم منطق دونو کے خلاف ہے۔ اگر خطا کی قربانی میں کوئی ایسا مستثنےٰ نہ ہوتا کہ جس سے غریب سے غریب معافی پا سکتا تو یہ نتیجہ نکلتا کہ بنی اسرائیل میں بعض گنہگار ایسے بھی تھے جن کے لئے خدا نے معافی کی کوئی راہ نہیں کھولی بلکہ وہ اپنی غریبی کے سبب سے معافی پانے سے محروم رہتے تھے۔ اس لحاظ سے خطا کی قربانی میں یہ ایک ضروری مستثنےٰ رکھا گیا ہے۔

(۲) دوسرے۔ یہ کہ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جن لوگوں نے خطا کی قربانی کے لئے ایفا بھر کے آٹے کا دسواں حصہ گزراننے کی اجازت پائی تو یہ بات ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جنہوں نے مسیح کی خبر نہیں پائی۔ اور خاص کر اس کی موت کی حقیقت اور ضرورت کا بیان سنا یا پڑھا نہ ہو۔ وہ لوگ اپنی خدا ترسی اور دعاؤں کی نذروں سے اور نیک اعمال سے خدا کے حضور میں مقبول ہوئے (مقابلہ کرو متی ۸ باب ۱۰ و ۱۱ آیت + ۵ و ۲ باب ۳۱ سے ۴۶ آیت + رسولوں کے اعمال کی کتاب ۱۰ باب ۱ سے ۴ و ۳۴ و ۳۵ آیت + رومیوں ۲ باب ۱۱ سے ۱۶ آیت + ۱۰ باب ۱۴ آیت + ۱۱ باب ۳۵ آیت + مکاشفہ کی کتاب ۵ باب ۹ آیت + ۷ باب ۹ سے ۱۲ آیت)

س ۳۷ اس مسئلہ سے کہ بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی خون کی کیا بڑی تاثیر ظاہر ہوتی ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خون میں جان پوشیدہ ہے اس کے نکلتے ہی جان بھی نکل جاتی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ کفارہ کی تاثیر خون میں ہے اس لئے کہ خون میں زندگی ہے (دیکھو احبار ۱۷ باب ۱۱ آیت + افسیوں ۱ باب ۷ آیت + کلسیوں ۱ باب ۱۴ آیت + مکاشفہ ۹ باب ۱۰ آیت)

(۳) یہ کہ خون مسیح کے کفارہ کے لہو کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (دیکھو ۱ یوحنا ۱ باب ۷ آیت + ۱۔ پطرس ۱ باب ۱۹ و ۲۰ آیت + افسیوں ۱ باب ۷ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۹ آیت + ۷ باب ۱۴ آیت + ۱۲ باب ۱۱ آیت)

(۴) یہ کہ سوائے یسوع کے خون کے گناہ کا کوئی دوسرا کفارہ نہیں ہے۔ اس خون میں اس قدر تاثیر چھپی ہوئی تھی کہ اس کے وسیلے سے کافی اور کامل کفارہ ہوا (دیکھو متی ۲۰ باب ۲۸ آیت + رومیوں ۳ باب ۲۵ آیت + ۱۔ پطرس ۱ باب ۱۸ و ۱۹ آیت + ۱۔ تمطاؤس ۲ باب ۶ آیت + یشعیاہ ۵۳ باب ۱۰ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۵ آیت + ۵ باب ۹ آیت)

س ۲۸ ۲۳ آیت میں لکھا ہے کہ ضرور تھا کہ آسمانی چیزیں شریعت کی قربانیوں سے بہتر قربانی کے وسیلے سے پاک کی جائیں۔ یہ کیوں ضرور تھا؟

ج سبب یہ ہے کہ جس حال میں بغیر لہو بہائے آسمانی چیزوں کی نقلیں بھی پاک نہ کی جاسکیں تو کتنا زیادہ ضرور تھا کہ حقیقی آسمانی چیزیں بہتر قربانی سے پاک کی جائیں۔ نہ نقلی قربانیوں سے بلکہ ایک حقیقی قربانی سے۔

س ۲۹ ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ مسیح خدا کے روبرو حاضر ہے۔ وہ کیوں وہاں حاضر ہے؟

ج خاص اس لئے نہیں کہ وہ خدا کو دیکھے بلکہ اس لئے کہ خدا اس کو اور گناہ کے لئے جو قربانی اس نے گزرانی اُسے دیکھے (مقابلہ کرو ۷ باب ۲۵ آیت + ۹ باب ۲۴ آیت + متی ۳ باب ۱۷ آیت + ۱۰ باب ۲۵ سے ۲۷

آیت + ۱۷ باب ۵ آیت + یوحنّا ۱۲ باب ۲۸ آیت + ۱۷ باب ۵ و ۲۴ و ۲۲
و ۲۶ آیت + رومیوں ۸ باب ۳۴ آیت)

س۳ خدا یسوع میں کیا دیکھتا ہے؟

ج (۱) یہ کہ وہ میرا پیارا بیٹا ہے جو دنیا کی پیدائش سے میرے جلال میں میرے ساتھ تھا۔ اُس نے اِس جلال کی صورت کو اُتار کر خادم کی صورت اختیار کر کے اور دنیا میں انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اِس لئے خدا نے اُسے سربلند کیا اور وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلےٰ ہے کہ جتنے یسوع کے سامنے جھکیں اور دل سے سجدہ کریں خدا ان میں سے ہر ایک کو اپنے بیٹے کی صورت میں پہچان کر خوش ہوتا اور انہیں اپنے روبرو جگہ دیتا ہے (مقابلہ کرو یوحنّا ۳ باب ۶ آیت + ۱۔یوحنّا ۳ باب ۱ سے ۳ آیت + رومیوں ۸ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت + فلپیوں ۲ باب ۶ سے ۱۱ آیت)

س۴ ۲۵ و ۲۶ آیات میں یہ لکھا ہے کہ یہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو بار بار قربان کرے جس طرح کہ سردار کاہن مقدس کی پاک ترین جگہ میں ہر سال دوسرے کا خون لے کر جاتا تھا۔ ثابت کرو کہ بنائے عالم سے لے کر زمانہ کے آخر تک یسوع کو صرف ایک ہی بار دکھ اُٹھانا ضرور تھا۔

ج (۱) پہلے اِس لئے کہ خدا کے حضور سے جہان کے گناہ کو اُٹھا لے جانے کے لئے اُسے ایک ہی بار دکھ اُٹھانا کافی تھا۔

(۲) دوسرے۔ اِس لئے کہ جن شخصوں کا سردار کاہن یسوع خدا کے روبرو حاضر ہوا اُس نے اپنے آپ کو ایک بار قربان کرنے سے اُن کو

ابلیس یعنی اِس دنیا کے سردار کی غلامی اور موت کے ڈر سے چھڑایا۔ لہٰذا اُس کو اُن کے لئے بار بار دُکھ اٹھانا ضروری نہ تھا۔" مسیح یسوع وہ ہے جو مرگیا بلکہ مُردوں میں سے جی بھی اُٹھا اور خدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے۔" (رومیوں ۸ باب ۳۳ و ۳۴ آیت)

س ۲۴ ۲۷ آیت میں آدمیوں کی موت کی بابت کیا لکھا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ آدمیوں کا ایک بار مرنا ضرور ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ آدمیوں کو بار بار مرنے اور بار بار جنم لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی شخص اس موجودہ جنم میں خدا کی مرضی بجا نہ لائے تو کیا امید ہے کہ وہ دوسرے جنم میں اُسے بجا لائیگا؟ جیسے مسیح نے بتایا کہ "جب وہ موسےٰ اور نبیوں ہی کی نہیں سنتے تو اگر مُردوں میں سے کوئی جی اُٹھے تو اُس کی بھی نہ مانینگے۔" (لوقا ۱۶ باب ۳۱ آیت و یوحنا ۵ باب ۴۶ سے ۴۷ آیت)

س ۲۵ ۲۸ آیت میں مسیح کی موت کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ اس کی موت موت نہیں کہلاتی بلکہ یہ کہ وہ ایک بار بہت لوگوں کے گناہ اٹھانے کے لئے قربان ہوا اور دوسری بار بغیر گناہ کی قربانی کے نجات کے لئے دکھائی دیگا۔

س ۲۶ لکھا ہے کہ بغیر گناہ کے وہ دکھائی دیگا اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ اُس کی پہلی آمد اور دکھائی دینے سے یہ مراد تھی کہ وہ خدا کی محبت ظاہر کرے۔ پھر خدا کی محبت کا اظہار اور ثبوت یہ ہے کہ اُس نے ہم سے اس قدر محبت کی کہ ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا جو پست حالی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مگر جب وہ دوسری بار دکھائی

دیگا تو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آئیگا (مقابلہ کرو متی ۲۴ باب ۲۷ و ۳۰ آیت + ۲۶ باب ۶۴ آیت + مرقس ۱۳ باب ۲۶ و ۲۷ آیت + ۱۴ باب ۶۲ آیت + یوحنا باب ۱۵ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۷ آیت + دانی ایل نبی کی کتاب ۷ باب ۱۳ و ۱۴ آیت)

س ۵۴ لکھا ہے کہ جو اُس کے آنے کی راہ دیکھتے ہیں وہ اُن کی نجات کے لئے دکھائی دیگا اس مقام میں نجات سے کیا مراد ہے ؟

ج اس جگہ نجات سے بدن کی نجات یا مخلصی کی طرف اشارہ ہے ۔ جب تک کہ یسوع نہ آئیگا تب تک اُس کے پیروؤں کو جلال والا بدن نہ ملیگا ۔ اور جب تک وہ بدن میں رہتے ہیں وہ کراہتے ہیں جیسے لکھا ہے "کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ساری مخلوقات مل کر اب تک کراہتی ہے اور درد زہ میں پڑی تڑپتی ہے ۔ اور نہ فقط وہی بلکہ ہم بھی جنہیں روح کے پہلے پھل ملے ہیں آپ اپنے باطن میں کراہتے ہیں ۔ اور لیپالک ہونے یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں " (رومیوں ۸ باب ۲۲ و ۲۳) " مگر ہمارا وطن آسمان پر ہے اور ہم ایک منجی یعنی خداوند یسوع مسیح کے وہاں سے آنے کے منتظر ہیں وہ اپنی اُس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا ہے ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر بنائیگا " (فلپیوں ۳ باب ۲۰ و ۲۱ آیت) " دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلائیں اور ہم ہیں بھی ۔ دُنیا ہمیں اس لئے نہیں جانتی کہ اُس نے اُسے بھی نہیں جانا ۔ عزیزو ہم اس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے ۔ اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا ہم بھی اُس کی مانند ہونگے کیونکہ

اُس کو ویسا ہی دیکھینگے جیسا وہ ہے۔" (دیکھو ا۔ یوحنا ۳ باب ۱ سے ۳ آیت)

س ۴۷ مسیح نجات کے لئے کس کو دکھائی دیگا؟

ج جو اُس کی راہ دیکھتے ہیں۔ (دیکھو ۲۸ آیت)

س ۴۸ "دکھائی دیگا" یہاں اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ جیسے پہلی آمد پر وہ فرشتے کی صورت یا رویا میں دکھائی نہ دیا بلکہ دیکھنے والے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور پہچانتے تھے ویسے ہی وہ دوسری آمد پر بھی دکھائی دیگا کہ اُس کی راہ دیکھنے والے اسے دیکھیں اور پہچانینگے جیسے لکھا ہے "یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح پھر آئیگا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے" (اعمال ا باب ۱۱ آیت) "پھر وہ اُنہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر اُنہیں برکت دی۔ جب وہ اُنہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ اُن سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا اور وہ اُس کو سجدہ کرکے بڑی خوشی سے یروشلیم کو لوٹ گئے" (لوقا ۲۴ باب ۵۰ سے ۵۲ آیت) اس سے ظاہر ہے کہ جس وقت یسوع آئیگا وہ اپنے آنے کی راہ دیکھنے والوں کو برکت دیتے ہوئے آئیگا۔ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۹ باب ۳۷ آیت + ا۔ تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت + مکاشفہ ا باب ۶ و ۷ آیت + زکریا نبی کی کتاب ۱۲ باب ۱۰ آیت)

س ۴۹ اگر یہ سوال کیا جائے کہ آیا مسیح بہت لوگوں کے گناہ اُٹھانے کے لئے قربان ہوا یا تھوڑوں کے لئے تو اٹھائیسویں آیت میں اس کا کیا جواب ملتا ہے؟

ج یہ لکھا ہے کہ وہ بہت لوگوں کے گناہ اٹھانے کے لئے قربان ہوا (مقابلہ کرو یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + ۲ کرنتھیوں ۵ باب ۱۴ سے ۲۱ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۱ سے ۳ آیت + ۱۲ باب ۲۶ آیت + ۱۷ باب ۴۲ آیت + ۲ تمطاؤس ۴ باب ۶ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۹ سے ۱۳ آیت + ۷ باب ۹ سے ۱۷ آیت + یوحنا ۳ باب ۱۴ آیت + ۱۱ باب ۵۱ آیت + ۱۲ باب ۳۲ آیت + متی ۲۰ باب ۲۸ آیت + ۲۶ باب ۲۸ آیت + مرقس ۱۰ باب ۴۵ آیت)

حاصلِ کلام

عبرانیوں ۹ باب ۱۱ سے ۲۸ آیت تک

۱۔ اِن آیتوں میں یسوع کے خون کی قدر اور یکتائی کا بیان ہے۔ اُس کے خون میں اور اس خون میں جو شریعت کے مطابق سردار کاہن سے خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں کفارہ گاہ پر چھڑک دیا اُن دونوں میں ذیل کے فرق ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ یسوع بچھڑوں اور بکروں کا خون لے کر خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں داخل نہیں ہوا بلکہ اپنا ہی خون لے کر داخل ہوا (دیکھو ۱۲ سے ۱۴ آیت)

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ جو خون سردار کاہن مقدس کی پاک ترین جگہ میں چھڑکتا تھا اس سے اس کی اُمت کو صرف ایک ہی برس کے گناہوں کے لئے معافی اور خلاصی ملتی تھی۔ پر مسیح نے اپنا لہو صلیب پر بہا کر اپنی اُمت یا کلیسیا کو ابدی خلاصی دلائی۔ یسوع نے اِس اُمت کو اپنی کلیسیا کہا۔ اور کلیسیا سے اُس پر ایمان لانے والے اور اُس کے احکام ماننے والے مراد ہیں۔

(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ جو خون سردار کاہن نے ناپاکوں پر چھڑکا وہ اُن کے دلوں کو پاک نہ کر سکا یسوع کا خون جسے اُس نے خدا کے مقدس

قربان کردیا اُس میں یہ تاثیر ہے کہ وہ دل کو پاک کرسکتا ہے۔ (دیکھو ۱۴ آیت + ۱۔یوحنا ۱ باب ۷ آیت)

(۴) چوتھا فرق یہ ہے کہ سردار کاہن نے گواہی دی کہ جو کبوتر۔ بھیڑ۔ بکری۔ وغیرہ قربانی کے لئے لایا جاتا ہے وہ قربان کئے جانے کے لئے پاک اور بے عیب ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ اُس کی نظر سے کوئی عیب یا داغ چھپ جائے لیکن ازلی روح یعنی روح القدس نے یسوع کی کل زندگی سے واقف ہوکر گواہی دی کہ وہ بے گناہ ہے اور خدا کی نظر میں پاک ہے (دیکھو ۱۴ آیت مقابلہ کرو متی ۳ باب ۱۷ آیت + یوحنا ۱۲ باب ۲۸ آیت + اعمال ۱۰ باب ۳۸ آیت)

(۵) پانچواں فرق یہ ہے کہ جو خون سردار کاہن نے خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں کفارہ گاہ پر چھڑکا اُس کے وسیلے سے پرانے عہد کی برکتوں کے وعدے حاصل ہوئے مگر یسوع کے خون یعنے اس کی موت سے نئے عہد کی برکتوں کے وعدے حاصل ہونے کا وعدہ ہے۔ لہٰذا جس قدر نئے عہد کے ابدی میراث کی برکتیں شریعت کی برکتوں سے بہت اونچی اور بہتر ہیں۔ اُسی قدر یسوع کا خون یعنی اُس کی موت اُن پہلے اور پرانے عہد کے جانوروں کے خون یعنے اُن کی موت سے بہتر اور زیادہ قابل قدر ہے (دیکھو ۱۵ آیت)

(۶) چھٹا فرق یہ ہے کہ جو جانور سردار کاہن کے وسیلے سے قربان کئے جاتے تھے وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اپنی جان دیتے تھے۔ مگر یسوع نے مجبوری سے نہیں بلکہ خوشی سے اپنے آپ کو خدا کے سامنے قربان کردیا۔ اُس کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنی جان دے یا نہ

دے۔ جو شخص خوشی سے ہمارے واسطے دُکھ اُٹھاکر اپنی جان دے
کیا اُس کی موت ہماری نظر میں نہایت بیش قیمت اور قابل قدر معلوم
نہ ہوگی؟

(۷) ساتواں فرق یہ ہے کہ شریعت کے مطابق چند خاص گناہوں کی معافی کے
لئے قربانی یا معافی پانے کی کوئی راہ نہ تھی۔ مسیح کے وصیت نامہ میں اُس
کی موت کی قدر کے وسیلے سے سوائے ایک گناہ کے ہر گناہ کی معافی کی
راہ کھلی ہوئی ہے۔ یسوع نے خود کہا "جو کوئی روح القدس کے حق میں
کفر بکے وہ ابد الآباد معافی نہ پائیگا۔ بلکہ ابدی گناہ کا قصوروار ہے کیونکہ
وہ کہتے تھے کہ یسوع میں ناپاک روح ہے" (مرقس ۳ باب ۲۸ سے ۳۰
آیت + متی ۱۲ باب ۳۷ آیت + ۱۔ یوحنا ۵ باب ۱۶ و ۱۷ آیت)

(۸) آٹھواں فرق یہ ہے کہ یسوع آدمی کے بنائے ہوئے مُقدس میں
داخل نہیں ہُوا کہ وہاں اپنے پیرووں کے لئے شفاعت کرے بلکہ
پاک ترین جگہ میں داخل ہُوا کہ خدا کے روبرو وہ ہماری خاطر حاضر ہو
(دیکھو ۹ آیت مقابلہ کرو ۲ باب ۱۹ و ۲۰ آیت + ۸ باب ۱ آیت)

۴۔ ان آیتوں پر غور کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کی موت میں
اور نبیوں یا شہیدوں کی موت میں بہت بڑا فرق ہے۔

(۱) پہلا یہ کہ پرانے عہدنامے میں مسیح کی موت کی بہت پیشین گوئیاں
لکھی ہوئی ہیں۔ وہ صرف اُس کی موت کی صورت اور طریقوں کی پیشین گوئیاں
نہیں ہیں بلکہ اس کی موت کی پیشین گوئیاں بھی ہیں۔ (دیکھو یشعیاہ نبی کی
کتاب ۵۳ باب ۵ سے ۱۲ آیت + پیدائش ۳ باب ۱۵ آیت مقابلہ کرو عبرانیوں
۲ باب ۱۴ آیت + پیدائش ۳ باب ۱۵ آیت + ۲۲ باب ۱۳ آیت)

یاد رکھنا چاہئے کہ یہ پیشین گوئیاں پرانے عہد نامے کی کتابوں یعنے توریت زبور اور انبیا کی کتابوں میں درج ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بنی اسرائیل، مسیحی اور مسلم علماء تینوں ان کتابوں کو الہامی مانتے ہیں۔

مسیح کی موت اور نبیوں کی موت میں ایک اور بڑا فرق یہ ہے کہ مسیح کی موت کے وقت تین عجیب معجزانہ باتیں واقع ہوئیں۔ یعنے اس کی صلیب کے اوپر دوپہر کے وقت تین گھنٹے تک اندھیرا چھا گیا اور مقدس کی پاک ترین جگہ کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد مقدسوں کی قبریں کھل گئیں۔ یہ تین عجیب معجزانہ واقعات خدا کی یہ گواہی ہے کہ مسیح کی موت کے سبب سے موت کی تلخی یا تاریکی اس کے پیرووں کے لئے مٹ جائیگی اور یہ بھی کہ وہ اس کی صلیب سے ہو کر خدا کے حضور میں جا سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ اس کی قبر سے زندہ نکلنا ان کے جی اٹھنے کا اس بات کا بیعانہ ہے کہ وہ بھی اس کے لوٹتے وقت زندہ کئے جائینگے۔ خواہ وہ اس وقت زمین پر زندہ ہوں یا ان کے بدن قبروں میں ہوں (مقابلہ کرو متی ۲۷ باب ۴۵ سے ۵۴ آیت + لوقا ۲۳ باب ۳۹ سے ۴۳ آیت + ۱-کرنتھیوں ۱۵ باب ۵۴ سے ۵۸ آیت + ۱-تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۴ سے ۱۸ آیت)

پھر مسیح کی موت اور نبیوں کی موت میں یہ فرق بھی ہے کہ اس کی موت کی یادگاری کے لئے ایک عجیب جھنڈا اٹھایا جاتا ہے۔ وہ ایک **لال صلیب** کا جھنڈا ہے۔ جو مسیح کی صلیبی موت کی طرف اشارہ کرتا ہے اس کی موت یوں ہوئی کہ ایک لکڑی زمین پر رکھی گئی اور اس کے ہاتھ پاؤں میں بڑی بڑی کیلیں ٹھونکی گئیں۔ اور یوں وہ اس لکڑی کے ساتھ

اُوپر اٹھایا گیا۔ ایسی موت صلیب کی موت کہلاتی ہے۔ پھر وہ اُسی صلیب پر زمین کے اُوپر بلند کیا گیا۔ اس طور سے کہ زمین اور آسمان کے بیچ میں چڑھا رہا اور جب تک اُس کی جان نکل نہ گئی وہ اُس صلیب پر لٹکا رہا۔ لکڑی کی وہ صلیب اُس کے خون سے لہو لہان ہوئی۔ یہ کیا ہی عجیب بات ہے کہ جس لکڑی کی رومی صلیب پر خونی آدمیوں کے چڑھائے جانے کا حکم تھا وہ اِن دنوں میں ہر قسم کے زخمیوں بیماروں اور لاچاروں کی جان بچانے کے لئے ایک نشان بن گئی ہے۔ یہاں تک کہ لڑائیوں کے میدانوں میں جس ہسپتال یا جس گھر کے اُوپر **لال صلیب** کا جھنڈا بلند ہو۔ اُس گھر کی سلامتی ٹھہرتی ہے اور طرفین کے لڑنے والے اُس ہسپتال یا گھر کو گویا اپنے بچاؤ کا گھر جان کر اس کی عزت و حفاظت کرتے ہیں۔ یسوع کا جو خون اُس لکڑی کی رومی صلیب پر گرا ایسا بیش قیمت ہو گیا ہے کہ اب وہ ہر قوم کے بیماروں اور لاچاروں کے لئے برکت اور بچاؤ کا نشان بن گیا ہے خواہ وہ کسی ملک یا مذہب کے کیوں نہ ہوں کیا کبھی کسی عالم کے ذہن میں یہ بات آسکتی تھی کہ جس رومی صلیب پر خونی آدمی کے مارے جانے کا حکم تھا وہ یسوع کے خون کے سبب سے ہر قوم کے زخمیوں اور بیماروں کی مدد اور رحمت کا نشان بن جائیگی؟ یسوع نے خود کہا کہ میں صلیب کی موت سے سب لوگوں کو اپنی طرف کھینچونگا جیسا لکھا ہے "اور میں اگر زمین سے اُونچے پر چڑھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا۔ اُس نے اِس بات سے اشارہ کیا کہ میں کس موت سے مرنے کو ہوں" (یوحنا ۱۲ باب ۳۲ و ۳۳ آیت)

مسیح کی موت اور نبیوں کی موت میں چوتھا فرق یہ ہے کہ جس نبی یا شہید یا جس شخص کی موت کی یاد کرنا مقصود ہو ہم شکر گزاری سے گیتوں یا ضیافت سے اُس کی موت کو یاد نہیں کرتے بلکہ غم کی نشانیوں سے۔ اور یہ مناسب بھی ہے کہ خاموشی یا غم یا روزے سے اُن کی موت کو یاد کریں مگر مسیح نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ وہ ضیافت اور شکر گزاری سے اس کی موت کو یاد کریں۔ جیسے لکھا ہے "پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور اپنے شاگردوں کو دے کر کہا کہ تم سب اِس میں سے پی لو کیونکہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔ پھر وہ گیت گا کر باہر زیتون کے پہاڑ پر گئے" (متی ۲۶ باب ۲۷ سے ۳۰ آیت) لہٰذا مسیح کے شاگرد اُس وقت سے اب تک روٹی کھا کر اور انگور کا رس پی کر اور شکر گزاری کے گیت گا کر اُس کی موت کو یاد کیا کرتے ہیں۔

یسوع کی موت میں اور سب نبیوں اور شہیدوں کی موت میں جو فرق ہیں اُن پر غور کرنے سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اُس کی صلیب کی موت کا لہو خدا کی نظر میں ایسا قابل قدر اور بیش قیمت ہے کہ وہ اُس کے وسیلے سے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ ہاں وہ کل جہان کے گناہوں کے کفارے کے لئے کافی ہے بشرطیکہ ہم اُس کو اپنا سردار کاہن قبول کر لیں اور اس کے وسیلے سے خدا کے حضور میں آئیں (دیکھو یوحنا ا باب ۲۹ آیت - پہلا خط یوحنا ا باب ۲ آیت + ۴ باب ۱۰ آیت)

۳۔ ۱۴ آیت میں یہ لکھا ہے کہ مسیح کا خون آدمی کے دل کو پاک کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کی عبادت زندہ خدا کو مقبول اور پسندیدہ ہوتی ہے۔ اگر یہ

سوال کیا جائے کہ یسوع کے خون میں ایسی قدرت کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ تو شائد ایک مثال سے اُس کی قدرت کی وجہ معلوم ہو سکے۔ فرض کرو کہ ایک شخص ناؤ پر سوار ہو کر گنگا میں جا رہا ہو اور اتفاق سے ناؤ گنگا میں گر جا الٹ پڑے اور فوراً ایک بڑا اور زبردست مگرمچھ اُس بیچارے کو بازو سے پکڑ کر پانی کے نیچے کھینچ لے جانا چاہے تو وہ کیسے بچے؟ ناؤ پر اُس کے گھر کے لوگ واویلا کرتے ہوں مگر کوئی تیرنا نہ جانتا ہو وہ سوائے چلانے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں جب خدا ایک اجنبی مسافر کے دل میں اُس بیچارے اور اُس کے گھر والوں کے لئے اس قدر رحم پیدا کرے کہ وہ گنگا میں کود کر اُس مگرمچھ سے لڑائی کرے اور مگرمچھ اُس شخص کا ہاتھ چھوڑ کر اُس مسافر کا مُنہ پکڑ لے اور اُس کو مار ڈالنا چاہے۔ مگر وہ مسافر پہلوان ہو اور خود تیرنا جانتا ہو۔ اس لئے گو لہولہان ہو گیا ہو تاہم وہ اُس مگرمچھ کو مار ڈالے اور اس بیچارے کو سلامتی کے ساتھ بچا لائے۔ اِس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ کہ اُس نے اپنا خون بہا کے اُس مسافر کو بچایا۔ مگر مسافر نے اس قدر زخم کھائے کہ اُس کا چہرہ بدشکل ہو گیا۔ کیا ایسی ہولناک موت سے بچائے ہوئے مسافر کی نظر میں وہ خون بیش قیمت نہ ٹھہریگا؟ کیا اُس کے دل میں اُس خون کی اس قدر محبت پیدا نہ ہوگی کہ عمر بھر اُس شخص کی تعریف کریگا۔ وکیا وہ دل وجان سے اُس کا فرمانبردار خادم یا بیٹا نہ بن جائیگا؟

جیسے وہ شخص گنگا کے مگرمچھ کے قبضے میں گر پڑا اسی طرح کل بنی آدم شیطان کے پاپ ساگر (یعنی گناہ کے دریا) میں گر گئے ہیں اور یسوع نے ہمیں اُس کے قبضے سے چھڑانے کے لئے اِس پاپ ساگر

ہیں خود اُتر کر ہمیں چھڑایا ہے۔ چونکہ شیطان نے بنی آدم پر موت کی قدرت حاصل کی ہے یسوع کو اِس پاپ ساگر میں اُترنا اور شیطان سے لڑنا پڑا کہ آدمی کو اُس کے قبضہ سے چھڑائے (مقابلہ کرو۔ عبرانیوں ۲ باب ۱۴ و ۱۵ آیت + رومیوں ۵ باب ۶ سے ۱۸ آیت + افسیوں ۲ باب ۱ سے ۱۸ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۵ باب ۳ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۲۱ آیت)

۴۔ مسیح نے اپنے تئیں بے عیب قربان کر دیا اِس مقصد سے کہ خدا اُس کی موت کے وسیلے سے اپنے تئیں اور اپنی محبت کو پورے طور سے بنی آدم پر ظاہر کرے۔ خدا کا عظیم نام محبت ہے اس نام کا اظہار مسیح کی موت سے صفائی سے ہو گیا ہے۔ (مقابلہ کرو یوحنا ۳ باب ۱۴ سے ۱۸ آیت + ۱۔ یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱۴ سے ۲۱ آیت)

۵۔ ان آیات میں مسیح کی موت کی قدر و قیمت اور قدرت پر روح القدس گواہی دیتا ہے۔ کہ وہ ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے لائق اور کافی اور کامل ہے۔ شریعت کے بموجب جو برّے ہر روز صبح و شام سوختنی قربانی کے لئے گزرانے جاتے تھے سردار کاہن ان میں سے ہر ایک کی بے عیبی پر گواہی دیتا تھا ویسے ہی مسیح کی بے عیبی۔ لیاقت اور کاملیت پر روح القدس گواہی دیتا ہے اور اس کی گواہی کافی ہے۔ علاوہ اس کے مسیح کے جی اُٹھنے سے خدا کی اور روح القدس کی یہ گواہی ہو گئی کہ جو قربانی یسوع نے کل جہان کے گناہوں کے لئے گزرانی وہ خدا کی نظر میں کافی اور کامل اور پسندیدہ ہے۔ لہٰذا روح القدس کتاب مقدس کے ہر ایک پڑھنے والے سے کہتا ہے کہ اب خدا کے حضور میں جانے کی راہ کھل گئی ہے وہ راہ یسوع کی صلیب سے ہو کے خدا کی پاک ترین جگہ میں پہنچی

ہے - اے میرے دل روز بروز اس راہ سے ہو کر داخل ہو - (مقابلہ کرو عبرانیوں ۴ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت + ۶ باب ۱۹ و ۲۰ آیت + ۷ باب ۲۴ و ۲۵ آیت + ۹ باب ۲۴ سے ۲۸ آیت)

۴ - جو بڑی برکتیں مسیح کی موت سے ملتی ہیں اُن کا بیان ان آیتوں میں یہ ہے

(۱) پہلے یہ کہ گناہوں کے باعث جو موت کا فتویٰ ہے - اُس سے مسیح نے اپنے ایماندار بندوں کو ابدی خلاصی دلائی ہے (دیکھو ۲ آیت)

(۲) دوسری برکت یہ ہے کہ جو عبادت خدا کی نظر میں مُردہ یعنی بے فائدہ بے پھل اور بے جان ہے اُس سے مسیح اپنی موت اور جی اُٹھنے روح القدس کی بخشش اور نعمتوں اور قدرت سے اپنے بندوں کو آزادی بخشتا ہے - (دیکھو ۱۳ و ۱۴ آیت)

(۳) مسیح کی موت کی تیسری برکت یہ ہے کہ جیسے جب تک وصیت کرنے والے کی موت نہ ہو اُس کی وصیت کے مطابق اس کی میراث سے کسی کو کچھ حصہ نہیں مل سکتا ویسے ہی جب تک مسیح کی موت نہ ہو پرانے عہد نامے یا اُس کے وصیت نامے کی برکتوں کے وعدے نہیں مل سکتے (دیکھو ۵ اسے ۱۸ آیت)

(۴) مسیح کی موت کی چوتھی برکت یہ ہے کہ چونکہ پرانے عہد نامے کے مطابق بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی اس لئے مسیح نے اپنا ہی خون خدا کے سامنے قربان کر دیا تاکہ وہ پرانے عہد نامے کی قربانیوں سے ایک بہتر قربانی کے وسیلے سے کل جہان کے گنہگاروں کے لئے معافی کی راہ کھول دے - اس مسئلہ سے کہ "بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی" مسیح کی موت کی ضرورت ظاہر ہوتی ہے (دیکھو ۲۲ آیت)

(۵) مسیح کی موت کی پانچویں برکت یہ ہے کہ وہ اب خدا کے حضور ہماری خاطر موجود ہے (دیکھو ۴ آیت مقابلہ کرو ۷ باب ۲۰ آیت + رومیوں ۸ باب ۳۴ آیت)

(۶) مسیح کی موت کی چھٹی برکت یہ ہے کہ پھر اُسے مرنا نہ ہوگا بلکہ برعکس اِس کے جو اُس کے پھر آنے کی راہ دیکھتے ہیں وہ ان کی پوری نجات یعنے بدن اور روح دونوں کی پوری نجات کے لئے بڑی شان وشوکت سے پاک فرشتوں اور کل زمانوں کے مرحوم مقدسوں کے ساتھ آئیگا۔ اور بدن اور روح دونوں کی پوری نجات بخشیگا (دیکھو ۱۔تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۳ سے ۱۸ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۱۵ باب ۵۰ سے ۵۷ آیت + ۱۔یوحنا ۳ باب ۱ سے ۳ آیت + مکاشفہ ۲۲ باب ۱ سے ۵ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۹ باب ۱۱ سے ۲۸ آیت تک

س ۱ کیا میں نے مسیح کی صلیبی موت کی راہ سے ہو کر خدا کے حضور میں داخل ہونا سیکھا ہے؟ اگر نہیں تو کون سی راہ سے میں اُس کے حضور میں آنے کی کوشش کرتا ہوں؟ اے میرے دل خدا کے حضور میں داخل ہونے کی کوئی دوسری راہ نہیں ہے۔ پس تو آج ہی بلکہ اسی وقت داخل ہو۔ کوئی پردہ یا روکنے والی چیز نہیں ہے۔

س ۲ میں کس دل سے مسیح کی صلیب کی طرف دیکھتا ہوں؟ جب اُس نے
میرا سردار کاہن ہو کر میرے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنا خون قربان
کر دیا تو کیا میں اپنے دل کا خون اُس کی خدمت میں روز بہ روز خرچ
نہ کروں؟

س ۳ جس حال کہ مسیح نے مجھ سے کچھ دریغ نہ کیا تو کیا میں اُس سے کچھ
باز رکھوں؟ اے میرے دل۔ سوچ کہ تو نے اُس کے لئے کیا نہ چھوڑا
ہے؟

س ۴ کیا میں زندہ خدا کی عبادت اور خدمت کرتا ہوں؟ کیا ایسے خدا کی جو مجھ
سے نہ بولنے والا اور نہ سننے والا بلکہ محض ایک خیالی۔ نقلی۔ عقلی اور
تصوری خدا ہے عبادت اور خدمت کرتا ہوں؟ (دیکھو ۱م ۱ آیت)

س ۵ جس گناہ کی معافی نہیں ہوتی کیا ابلیس مجھ سے وہ گناہ کروانے
کی کوشش کرتا ہے؟ جو کام روح القدس کرتا ہے یا جو اس کے ذریعہ سے
ہوتا ہے کیا میں اُس کو بعلز بول یا شیطان کا کام کہتا ہوں؟ یہی وہ گناہ
ہے جس کی معافی نہیں ہوتی۔ اور جو کام روح القدس نے کروایا اُس
کو شیطانی کہنا ہی روح القدس کے خلاف کہنا ہے۔ اے میرے دل
خبردار۔ ایسا نہ ہو کہ تو ایسا ہی سوچ کر اور بول کر روح القدس کا مخالف
ٹھہرے۔

س ۶ کیا میرا نام مسیح کے وصیت نامے میں درج ہے؟ کیا میں اُس کے وصیت
نامے کو پڑھ پڑھ کر اُس میراث میں جو حصہ میرا ہے شکرگزاری کے ساتھ
لے لیتا ہوں؟ اے میرے دل یہ سوچ کہ تیرا حصہ کیا ہے۔ روز بروز
اُس سے لیا کر اور اُس وصیت نامے کی ہدایت کے موافق اپنا حصہ خرچ

کیا کر۔ (دیکھو ۱۶ سے ۱۸ آیت)

س ۷ کیا میں یقین کرتا ہوں کہ مسیح آسمان میں داخل ہوا ہے تاکہ اب خدا کے روبرو میری خاطر حاضر ہو؟ اے میرے دل۔ تو بھی داخل ہوا۔ وہ تیرے لئے جو درخواستیں کرتا ہے سن لے۔ اور تو ؔ ہی درخواستیں اپنے لئے اور اوروں کے لئے کیا کر۔ اے میرے دل یقین جان کہ سب درخواستیں جو تو اُس کے ساتھ مل کر کرے وہ سنی جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ پوری کی جائینگی۔

س ۸ جو مسیح کی دوسری آمد کی راہ دیکھتے ہیں کیا میں اُن میں ہوں؟ یا اُن میں ہوں جو اس مبارک امید اور وعدے کو کم خیال کرنے والے ہیں؟ جو خوشی کی خبر سن کر کہ مسیح دوسری بار اپنے پیروؤں کو اپنا سا جلال والا بدن بخشنے کو دکھائی دیگا کیا میں بڑی خوشی اور امید کے ساتھ اُس کے دکھائی دینے کی راہ دیکھتا ہوں؟ (دیکھو ۲۸ آیت)

دعا

عبرانیوں ۹ باب ۱۱ سے ۱۴ آیت تک

اے ازلی روح میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے میرے دل پر یسوع کے لہو کی قدر و قیمت ظاہر کی ہے کہ اُس نے تیرے وسیلے سے اپنے آپ کو خدا کے سامنے میرے گناہوں کے کفارے کے لئے قربان کر دیا اور اب وہ خدا کے روبرو میری خاطر حاضر ہے۔ تُو مجھے اُس کے قریب لے چل کہ جو درخواستیں وہ میرے لئے کر رہا ہے سُن لوں۔ تو اُن کے معنے مجھے سکھا اور سمجھا کہ اُس کے ساتھ اپنے عزیزوں کے لئے یہ درخواستیں کروں۔ اے خداوند یسوع۔ کیا تُو نے اپنے شاگردوں سے یہ نہیں کہا کہ جو کچھ میرے نام سے مانگو گے میں وہی کروں گا تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے"۔ میں اِس وعدے پر دل لگا کر یہ چاہتا ہوں کہ ہر وقت ازلی روح کے بس میں رہوں کہ وہ میرا اُستاد۔ راہبر اور مددگار ہو اور میں باپ اور بیٹے کے جلال کے لئے پھل لاؤں۔ میں یہ دل سے چاہتا ہوں اور اپنے تئیں روح القدس کے حوالے کرتا ہوں کہ وہ میرے بدن کو اپنا مقدس۔ میرے دل کو اپنا تخت اور میری روح کو اپنا چراغدان بنائے۔ میں عاجزی امید اور ایمان سے اب اُسے لیتا ہوں۔ اے خداوند یسوع میں تیرے نام میں یہ مانگتا اور اسے دل کی محبت سے قبول کرتا ہوں۔ آمین۔

حصّہ سترھواں

عبرانیوں ۱۰ باب ۱ سے ۱۸ آیت تک

(۱) کیونکہ شریعت جس میں آیندہ کی اچھی چیزوں کا عکس ہے۔ اور اُن چیزوں کی اصلی صورت نہیں۔ اُن ایک ہی طرح کی قربانیوں سے جو ہر سال بلاناغہ گزرانی جاتی ہیں پاس آنے والوں کو ہرگز کامل نہیں کر سکتی (۲) ورنہ اُن کا گزراننا کیوں موقوف نہ ہو جاتا؟ اِس لئے کہ جب عبادت کرنے والے ایک بار پاک ہو جاتے۔ تو پھر اُن کا دل اُنہیں گنہگار نہ ٹھہراتا (۳) بلکہ وہ قربانیاں سال بسال گناہوں کو یاد دلاتی ہیں (۴) کیونکہ ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دور کرے (۵) اِسی لئے وہ دُنیا میں آتے وقت کہتا ہے کہ تُو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا۔ بلکہ میرے لئے ایک بدن تیار کیا۔ (۶) پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے تو خوش نہ ہُوا (۷) اُس وقت میں نے کہا کہ دیکھ۔ مَیں آیا ہوں۔ (کتاب کے ورقوں میں میری نسبت لکھا ہُوا ہے) تاکہ اے خدا۔ تیری مرضی پوری کروں۔

(۸) اُوپر تو وہ کہتا ہے کہ نہ تُو نے قربانیوں اور نذروں اور پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں کو پسند کیا۔ اور نہ اُن

سے خوش ہُوا۔ حالانکہ وہ قربانیاں شریعت کے موافق گزرانی جاتی ہیں (۹) اور پھر یہ کہتا ہے کہ دیکھ میں آیا ہوں تاکہ تیری مرضی پوری کروں۔ غرض وہ پہلے کو موقوف کرتا ہے تاکہ دوسرے کو قائم کرے (۱۰) اُسی مرضی کے سبب ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلے سے پاک کئے گئے ہیں (۱۱) اور ہر ایک کاہن تو کھڑے ہو کر روز عبادت کرتا ہے۔ اور ایک ہی طرح کی قربانیاں بار بار گزرانتا ہے جو ہرگز گناہوں کو دُور نہیں کر سکتیں۔ (۱۲) لیکن یہ شخص ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گزران کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا (۱۳) اور اُسی وقت سے منتظر ہے کہ اُس کے دشمن اُس کے پاؤں تلے کی چوکی بنیں (۱۴) کیونکہ اُس نے ایک ہی قربانی چڑھانے سے اُن کو ہمیشہ کے لئے کامل کر دیا ہے جو پاک کئے جاتے ہیں (۱۵) اور روح القدس بھی ہم کو یہی بتاتا ہے کیونکہ یہ کہنے کے بعد کہ

(۱۶) خداوند فرماتا ہے جو عہد میں اُن دنوں کے بعد اُن سے باندھونگا وہ یہ ہے کہ میں اپنے قانون اُن کے دلوں پر لکھونگا۔ اور اُن کے ذہن میں ڈالونگا۔

(۱۷) اور پھر وہ یہ کہتا ہے کہ اُن کے گناہوں اور بے دینیوں کو پھر کبھی یاد نہ کرونگا۔

(۱۸) اور جب اِن کی معافی ہو گئی ہے تو پھر گناہ کی قربانی نہیں رہی +

پرانے عہد نامے کی قربانیوں ۔ کاہنوں اور عہدوں کا نئے عہد نامے کی قربانی ۔ کاہن اور عہد سے مقابلہ

س۱ پہلی آیت میں موسےٰ کی شریعت کا کن چیزوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے؟

ج آئندہ کی اچھی چیزوں سے ۔

س۲ جو قربانیاں شریعت کے بموجب گذرانی جاتی تھیں وہ آئندہ کی کس اصلی اور حقیقی قربانی کی پیشین گوئیاں اور عکس ٹھہرتی ہیں ؟

ج جو قربانی مسیح نے خدا کے سامنے گذرانی وہ اصلی اور حقیقی قربانی ٹھہرتی ہے ۔

س۳ جو قربانی مسیح نے گذرانی وہ کن باتوں میں موسےٰ کی شریعت کی قربانیوں سے بہتر اور افضل ٹھہرتی ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ موسوی شریعت کے مطابق جو قربانیاں گذرانی جاتی تھیں وہ مسیح کی قربانی کی تصویریں اور آئندہ کی اچھی قربانی کی پیش نشانیاں تھیں ۔ الغرض جو قربانی مسیح نے گذرانی وہ اصلی تھی اور جو قربانیاں موسوی شریعت کے موافق گذرانی جاتی تھیں وہ اس اصلی قربانی کی نقلیں تھیں ۔ پرانے عہد کی قربانیاں آئندہ کی اچھی چیزوں کا بیعانہ یا تمسک یا دستاویز سمجھی جائیں ۔

کون سی چیز اچھی ہے اصلی یا نقلی ؟ اصلی یا تصویری ؟ سو سے روپے کی دستاویز یا خالص سونا روپا ؟ پیارے لڑکے کی تصویر زیادہ

قیمتی ہے یا بیانی کا لہو؟ ان سوالوں کا جواب ایسا صاف ہے کہ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ جو قربانی مسیح نے گذرانی بار بار اسے گذراننا ضرور نہ تھا اس لئے کہ اس کی قربانی کامل ٹھہری پر جو قربانیاں شریعت کے مطابق گذراننے کا حکم تھا نہیں ہر سال بلاناغہ گذراننا ضرور تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جو اُن کے گذراننے والے تھے انہوں نے ان قربانیوں سے پوری خلاصی یا مخلصی نہیں پائی ورنہ بار بار اور سال بہ سال اُن کو گذراننا ضرور نہ ہوتا (دیکھو ۱۰:۲ آیت)

(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ جو قربانیاں شریعت کے موافق گذرانی جاتی تھیں وہ سال بہ سال گذراننے والوں کے گناہوں کی یاد دلاتی تھیں لیکن جو قربانی مسیح نے گذرانی وہ خدا کی نظر میں ایسی بیش قیمت اور کافی ٹھہری کہ خدا فرماتا ہے کہ جو شخص مسیح کی قربانی کو لئے ہوئے میرے پاس آتے ہیں اُن کے گناہوں اور بے دینیوں کو یاد نہ کرونگا۔ (۱۰:۱۷ آیت)

(۴) چوتھا فرق یہ ہے کہ لہو یا خون جو شریعت کے بموجب گذرانا جاتا تھا وہ بے سمجھ بے زبان اور لاچار بیلوں اور بھیڑوں کا خون ہوتا تھا۔ سردار کاہن ان بے عیب جانوروں کا خون لئے ہوئے خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں سال میں صرف ایک بار دخل پاتا تھا مسیح نے ازلی روح کے وسیلے سے اپنا ہی خون خدا کے سامنے بے عیب قربان کیا۔ اُس نے دوسرے کا خون نہیں اور نہ جانور کا اور نہ مجبوری سے بلکہ اپنا خون شکرگزاری اور محبت کے ساتھ اپنی جان دُنیا کے گناہ کو خدا کے حضور سے اٹھا لے جانے کے لئے دے دی۔ اُس کو اختیار تھا کہ اپنی جان دے اس لئے

کہ اُس نے عمر بھر خدا کی مرضی کو پورا کیا تھا۔ اُس میں کوئی عیب نہ تھا کوئی اُس کی جان اُس سے نہیں لے سکتا تھا جیسے کہ اُس نے خود کہا "کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اُس کے پھر لینے کا بھی اختیار ہے" (دیکھو ۹ سے ۱۰ آیت + یوحنا ۱۰ باب ۱۷ اور ۱۸ آیت)

س۴ چوتھی آیت میں لکھا ہے کہ ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دور کرے۔ بتاؤ کہ کیوں ممکن نہیں۔

ج اس لئے کہ جو فرمانبرداری اور جو محبت خدا چاہتا ہے وہ بیلوں اور بکروں سے نہیں ہو سکتی۔ وہ مجبوراً اپنی جان دیتے تھے۔ اور جو فرمانبرداری لاچاری سے ہوتی ہے وہ خدا کو پسند نہیں آتی۔

س۵ ۴۰ زبور میں جانوروں کی قربانیوں کی بابت کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ حالانکہ جانوروں کی قربانیاں موسیٰ کی شریعت کے موافق گذرانی جاتی تھیں تو بھی خدا اُن سے اس لئے خوش نہ ہوا کہ کوئی ان میں سے یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ دیکھ اَے خدا میں تیری مرضی پوری کرنے کو میں آتا ہوں۔ میں تیری شریعت کو پورا کرنے کے لئے گنہگاروں کے بدلے میں اپنی جان دینے کو اپنی خوشی سے نہیں بلکہ لاچاری سے آتا ہوں۔
(دیکھو زبور ۴۰ کی ۶ سے ۸ آیت)

س۶ جب مسیح نے چالیسویں زبور کی یہ بات سُنی کہ خدا جانوروں کی قربانیوں سے خوش نہیں اِس لئے کہ وہ گنہگاروں کی خطاؤں کے بدلے میں خوشی سے اپنی جان نہیں دیتے اور نہ دے سکتے تو اُس نے کیا کہا؟

ج یہ کہ تب میں نے کہا کہ دیکھ میں آتا ہوں۔ کتاب کے دفتر میں میرے حق میں

لکھا ہے۔ اَے میرے خدا۔ مَیں تیری مرضی بجالانے پر خوش ہوں بیتری شریعت تو میرے دل کے بیچ ہے" (۵ سے ۸ آیت مقابلہ کرو زبور ۴۰ کی ۷ و ۸ آیت)

س ۷ جو ذبیحے اور قربانیاں خدا کو پسند آتی ہیں ان کی بابت داؤد نبی کیا کہتا ہے؟

ج "کیونکہ تُو ذبیحے سے خوش نہیں ہوتا۔ نہیں تو مَیں دیتا۔ سوختنی قربانی میں تیری خوشنودی نہیں۔ خدا کے ذبیحے شکستہ جان ہیں۔ دل شکستہ اور خاکسار کو اَے خدا تو حقیر نہ جانیگا" (زبور ۵۱ کی ۱۶ و ۱۷ آیت۔ مقابلہ کرو۔ زبور ۳۴ کی ۱۸ آیت + ۱۴۷ کی ۳ آیت + یشعیاہ ۵۷ باب ۱۵ آیت + ۶۱ باب ۱ آیت + لوقا ۱۸ باب ۹ سے ۱۴ آیت)

س ۸ پانچویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ جو باتیں چالیسویں زبور میں درج ہیں وہ مسیح نے خدا سے کہیں بتاؤ کس وقت اُس نے یہ باتیں کہیں؟

ج اُس نے دُنیا میں آنے سے پہلے یہ کہا اور پھر آتے وقت بھی کہا۔ (دیکھو ۵ آیت)

س ۹ اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلا یہ کہ مسیح اِس دنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے پاس تھا اور خلقت سے پہلے اُس سے باتیں کرتا تھا۔ وہ مخلوقوں میں سے نہ تھا وہ سب فرشتوں اور مخلوقات سے اعلےٰ درجہ کا ٹھہرا۔ وہ خدا کے ازلی غیر مخلوق جلال میں تھا اور وہیں سے نکل کر دنیا میں آیا جیسے کہ اُس نے خود گواہی دی کہ "اب اَے باپ۔ تُو اُس جلال سے جو مَیں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا۔ مجھے اپنے ساتھ

جلالی بنا دے" (یوحنا ۱۷ باب ۵ آیت)

(۲) دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ جو توریت۔ زبور اور انبیاء کی کتابوں میں اُس کے آنے کے بارے میں لکھا ہوا ہے وہ اُن سب باتوں سے خوب واقف تھا (مقابلہ کرو لوقا ۲۴ باب ۴۴ آیت + یوحنا ۵ باب ۴۶ و ۴۷ آیت)

(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں آنے سے پہلے مسیح یہ جان گیا تھا کہ موسیٰ کی شریعت کی ساری قربانیاں میری جان ہی کی قربانی کی پیش نشانیاں ہیں۔

(۴) چوتھا نتیجہ یہ ہے کہ خدا باپ اور خدا بیٹے دونوں میں مسیح کی قربانی کے بارے میں جو گفتگو ہوئی چالیسویں زبور میں اُس کی طرف اشارہ ہے۔

(۵) پانچواں نتیجہ یہ ہے کہ جو گفتگو باپ اور بیٹے کے درمیان ہوئی سوائے ازلی روح کے یعنے روح اللہ کے کوئی دوسرا اُس کے معنے داؤد نبی کو نہ سکھا تا تھا (مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھیوں ۲ باب ۷ سے ۱۶ آیت)

(۶) چھٹا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس گفتگو کی جو تفسیر اِس خط کی ان آیتوں میں لکھی ہوئی ہے سوائے روح القدس کے کوئی دوسرا اِس خط کے لکھنے والے کو نہ سکھلا سکتا تھا۔

س ۱۔ ۴۰ زبور میں یہ لکھا ہے کہ "تُو نے میرے کان کھولے" اور عبرانی زبان میں لکھا ہے کہ "تُو نے میرے کان کھود دیے یا چھید دیے" مگر اس دسویں باب کی پانچویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ "تُو نے میرے لئے ایک بدن تیار کیا" زبور کے لکھنے والے اور اِس خط کے لکھنے والے کے الفاظ میں جو فرق معلوم ہوتا ہے اُس کا سبب کیا ہے؟

ج سبب یہ ہے کہ زبور کا جو ترجمہ عبرانی زبان سے یونانی میں کیا گیا تھا اُس یونانی ترجمہ بنام سپٹواجنٹ (.Septuagent) سے اس خط کے مُصنّف نے اقتباس کیا۔ اصلی عبرانی زبان اور اُس کے یونانی ترجمہ میں صرف لفظوں کا فرق ہے۔ حقیقی معنوں میں کچھ فرق نہیں۔ عبرانی لفظ کے معنے یہ ہیں کہ خدا نے سننے والے کے کانوں کو اس قدر کھودا یا چھیدا یا کھولا کہ اُس نے خدا کی آواز سُن لی۔ اُس نے اپنی مرضی اور خوشی یہاں تک خدا کے حوالے کر دی تھی کہ اُس کے بدن کے کان خدا کی مرضی سننے کے لئے تیار پائے گئے۔

س ۱۱ جب کوئی عبرانی غلام اپنے آقا یا مالک کو اس قدر پیار کرتا کہ وہ اپنی آزادی نہ چاہتا بلکہ عمر بھر اُس کا غلام رہنا پسند کرتا تو موسوی شریعت کے موافق اُس کو اپنی آزادی چھوڑنے اور عمر بھر اپنے مالک کا غلام بننے اور ظاہر کرنے کا کیا حکم تھا؟

ج یہ کہ اُس کے کان خدا کے مقدس کے پاس کاہن کے ہاتھ سے چھیدے جائیں کہ سبھوں پر اس نشان سے یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے عمر بھر اپنے مالک کا غلام رہنا چاہتا ہے۔ اِسی طرح سے مسیح نے خدا سے کہا کہ تُو نے میرے کانوں کو چھیدا کہ میں موت تک بلکہ صلیبی موت تک فرمانبردار رہوں۔ مسیح کے بدن میں گویا عبرانی غلام کی مانند روح القدس سے چھیدے ہوئے کان تھے اس لئے اُس کے بدن کا جو خون صلیب پر بہایا گیا تھا خدا کی نظر میں انسانی سمجھ سے باہر اور بیش قیمت ہے۔

س ۱۲ موسوی شریعت کے مطابق کس طرح پر کس کے ہاتھ سے اور کسی جگہ

پر عبرانی غلام کے کان چھیدے جانے کا حکم تھا؟

ج یہ کہ اگر عبرانی غلام صفائی سے یہ کہتا کہ میں اپنے آقا کو یہاں تک پیار کرتا ہوں کہ میں آزاد ہو کے اُس کے گھر سے چلا نہ جاؤنگا۔ بلکہ میں عمر بھر اُس کا غلام رہنا چاہتا ہوں تو یہ حکم تھا کہ اُس کا آقا اُسے قاضیوں کے پاس لے جائے۔ پھر اُسے دروازے پر یا دروازے کی چوکھٹ پر لائے اور سُوتری سے اُس کا کان چھیدے اور وہ ہمیشہ اُس کی غلامی کرے (خروج ۲۱ باب ۶ آیت + استثنا ۱۵ باب ۱۶ و ۱۷ آیت)

س ۱۳ مسیح نے خدا باپ کو پیار کر کے کس وقت اپنی آزادی کو چھوڑ دیا اور اپنی مرضی کو نہیں بلکہ باپ کی مرضی کو بجا لانے کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کیا؟

ج جس وقت اُس نے دریائے یردن کے کنارے گنہگاروں میں اپنے آپ کو شمار کیا اِس مقصد سے کہ اُن کے گناہوں کو اپنے ذمہ لے اور اُن کے بدلے میں موت کا مزہ چکھے تو اُس وقت وہ خدا کی شریعت کا محکوم ہُوا۔ اُس وقت اُس کے کان چھیدے گئے کہ وہ اپنی جان تک خدا کی مرضی کو اپنی مرضی بنائیگا۔ اُس وقت اُس نے یہ کہا۔ اے خدا دیکھ۔ تُو نے میرے کان چھیدے۔ میں اپنے بدن۔ دل اور روح کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ (مقابلہ کرو زبور ۴۰ کی ۶ سے ۸ آیت + لوقا ۳ باب ۲۱ و ۲۲ آیت + استثنا ۱۵ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + ۱۔سموئیل ۹ باب ۱۵ آیت + یشعیاہ ۵۰ باب ۵ آیت + فلپیوں ۲ باب ۸ آیت)

س ۱۴ چھٹی اور آٹھویں آیات میں یہ لکھا ہے کہ پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے خدا خوش نہ ہُوا۔ یہ کہاں لکھا ہے اور کن سببوں

سے وہ اُن سے خوش نہ ہوا؟

ج ۱۔سموئیل ۱۵ باب ۲۲ آیت میں لکھا ہے کہ سموئیل بولا کیا خداوند سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے خوش ہوتا ہے؟ یا اس سے کہ اُس کا حکم مانا جائے؟ دیکھ کہ حکم ماننا قربانی چڑھانے سے اور شنوا ہونا مینڈھوں کی چربی سے بہتر ہے! (مقابلہ کرو یسعیاہ ۱ باب ۱۰ سے ۱۵ آیت + یرمیاہ ۶ باب ۱۷ سے ۲۰ آیت + ہوسیع ۶ باب ۶ آیت۔ عاموس ۵ باب ۲۱-۲۴ آیت)

س ۱۵ آٹھویں آیت میں یوں لکھا ہے کہ حالانکہ وہ قربانیاں شریعت کے موافق گزرانی جاتی ہیں تو بھی خدا ان سے راضی نہ تھا۔ کیوں راضی نہ تھا؟

ج اس لئے کہ وہ اصلی اچھی چیزوں کی صرف نقلیں تھیں۔ مثلاً کوئی شخص صرف آم کے درخت کے پھل کی خوبصورت تصویر دیکھنے سے راضی نہ ہوگا۔ تصویر کے دیکھنے سے وہ صرف اس قدر معلوم کرےگا کہ اس پھل کی صورت کیسی ہوتی ہے۔ مگر وہ اس سے پوری خوشی نہ پائیگا اس لئے کہ تصویر سے اس کی بھوک جاتی نہ رہیگی۔

س ۱۶ جس حال میں کہ پرانے عہدنامے کی کتابوں میں جو کچھ مسیح کو کرنا اور جو دکھ اٹھانا تھا اُن کتابوں میں صاف لکھا ہے۔ اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلا یہ کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ مسیح نے ان کتابوں کو پڑھ کر اور ان کے معنوں پر غور کرکے اُن سے اپنی نسبت خدا کی مرضی دریافت کی۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ ہم بھی ان کتابوں کو غور اور دعا سے پڑھ کر اور انہیں نئے عہدنامے کی کتابوں سے مقابلہ کرکے اپنی روح کے لئے خوراک اور راہ کے لئے روشنی پائینگے۔

(۴) چوتھا نتیجہ یہ ہے کہ اس پرانے عہد نامے کی کتابوں کی پیشین گوئیوں پر مسیح نے غور کر کے اپنے بارے میں آئندہ کی اچھی چیزوں کو دریافت کیا تو کیا نئے عہد نامے کی پیشین گوئیوں پر غور کرنے سے جن آئندہ کی اچھی چیزوں کی پیشین گوئیاں ان میں چھپی ہوئی ہیں ان پر غور کر کے ہم روحانی تسلی اور فائدہ نہ پائینگے؟ اور اس زمانے کے دکھ اٹھانے کے لئے تیار نہ کئے جائینگے یہ جان کر کہ اس زمانے میں مسیح کی خاطر دکھ اٹھانا جلال کی راہ ہے؟

س اس باب کی پہلی سے اٹھارھویں آیت میں سے ہر ایک میں قربانی کا ذکر ہے لفظ قربانی کے معنے بتاؤ۔

ج یہ عبرانی لفظ ہے جس کے موسوی شریعت میں یہ معنے ہیں کہ جس وسیلے سے یا جس چیز سے گنہگار شخص خدا کے قریب سلامتی سے پہنچ سکے وہ چیز یہ وسیلہ قربانی کہلاتی ہے۔

س اس باب کی پہلی سے اٹھارھویں آیت میں موسوی شریعت کی جن طرح طرح کی قربانیوں اور نذروں کی طرف اشارہ ہے ان کے نام بتاؤ۔

ج (۱) پہلی قربانی جو ہر سال گذراننے کا حکم تھا وہ گناہ کی قربانی کہلاتی تھی (دیکھو ۱ و ۲ و ۸ و ۱۱ و ۱۸ آیات)

(۲) دوسری قربانی جو سوختنی قربانی کہلاتی تھی (دیکھو ۵ سے ۸ آیت مقابلہ کرو احبار ۱ باب ۳ سے ۷ آیت + خروج ۲۹ باب ۳۸ سے ۴۰ آیت + گنتی ۲۸ باب ۳ سے ۸ آیت)

(۳) تیسری قربانی جو نذر کی کہلاتی تھی (دیکھو ۵ سے ۸ آیت مقابلہ کرو احبار ۲ باب ۱ سے ۶ آیت)

(۴) چوتھی قربانی جو سال بھر روزانہ گزرانی جاتی تھی (دیکھو ۱۱ آیت مقابلہ کرو گنتی ۲۸ باب ۳ آیت)

س ۱۹ کفارہ کے بڑے دن کے ماننے کی خاص غرض کیا تھی؟

ج یہ کہ سال میں ایک مرتبہ بنی اسرائیل کی کل جماعت کے سب گناہوں کے لئے سردار کاہن کے ذریعے سے کفارہ دیا جائے (دیکھو احبار ۱۶ باب ۳۴ آیت + ۲۳ باب ۲۶ سے ۳۲ آیت)

س ۲۰ ثابت کرو کہ جو قربانیاں روزمرہ گزرانی جاتی تھیں وہ گناہ مٹانے کے لئے کافی نہ تھیں۔

ج اگر وہ کافی ہوتیں تو کفارہ کے بڑے دن کی خاص قربانیوں کی ضرورت نہ ہوتی۔ اسرائیلی خطاکار ہر روز اپنی خطاؤں کا اقرار کرکے ان کے کفارہ کیلئے قربانیاں گزرانا کرتے تھے مگر کتنی ہی خطائیں ہونگی جن کو وہ پہچانتے اور نہ جانتے تھے اس لئے اُن کے لئے قربانی بھی نہیں گزرانتے تھے۔ لہٰذا ایسی نادیدنی اور نامعلوم خطاؤں کے لئے کفارہ کے بڑے دن کی خاص قربانیوں کی ضرورت پڑی۔

س ۲۱ ثابت کرو کہ موسےٰ نے الہام سے کفارہ کے بڑے دن کی رسوم جاری کیں۔

ج کفارہ کے بڑے دن کی رسوم مسیح کی کامل قربانی کی پیش نشانیاں ہیں۔ وہ سب مسیح کی قربانی کی خوبی اور غرض کو دکھلاتی ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ موسےٰ نے الہام سے یہ رسمیں جاری کیں۔ کیا وہ مسیح سے پندرہ سو برس پیشتر اپنی عقل کے زور سے ان عجیب نشانوں سے مسیح کی قربانی اور صلیبی موت کی تصویر کھینچ سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا ہمیں یقین

ہے کہ صرف خدا نے اُس پر یہ باتیں ظاہر کیں جو مسیح کی ٹھیک ٹھیک پیش
نشانیاں ہیں (مقابلہ کرو لوقا ۲۴ باب ۲۷ و ۴۴)

س ۲۲ جب مسیح ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گزران کر خدا
کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ وہ اُس وقت سے کس بات کا منتظر ہے ؟

ج یہ کہ اُس کے دشمن اُس کے پاؤں تلے کی چوکی بنیں (دیکھو ۱۴ آیت مقابلہ
کرو ۱ باب ۱۳ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب ۲۸ آیت)

س ۲۳ مسیح کے دشمن کب اُس کے پاؤں تلے کی چوکی بنینگے ؟

ج جب کہ وہ پھر فرشتوں کے ساتھ آئیگا جیسا کہ اُس نے خود بتایا ہے
(مقابلہ کرو متی ۲۲ باب ۲۹ و ۳۰ و ۳۷ سے ۳۹ آیت + لوقا ۱۹ باب ۱۱ سے
۲۷ آیت + فلپیوں ۳ باب ۲۰ و ۲۱ آیت + ۲۔ تھسلنیکیوں ۱ باب ۷ سے
۱۰ آیت + ۲ باب ۸ سے ۱۲ آیت)

س ۲۴ پندرھویں آیت میں لکھا ہے کہ روح القدس بھی ہم کو یہی بتاتا ہے۔
اس کے معنے کیا ہیں ؟

ج یہ کہ ان سب قربانیوں کے معنے کھولنے اور بتلانے والا روح القدس ہے

س ۲۵ روح القدس اُن کے کیا معنے بتاتا ہے ؟

ج (۱) پہلے یہ کہ شریعت کی جو قربانیاں گزرانی گئیں وہ سب مسیح کی
قربانی کی پیش نشانیاں تھیں۔
(۲) دوسرے۔ پھر روح القدس نے داؤد نبی کی معرفت یہ بھی بتایا
کہ وہ وقت آئیگا کہ شریعت کی قربانیاں خدا کو پسند نہ ہونگی (دیکھو زبور
۴۰ کی ۶ و ۷ آیت)
(۳) روح القدس اِس خط میں یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ قربانیاں گناہوں کی

یاد دلاتی ہیں کہ اب تک اُن سے پوری پوری نجات نہیں مل گئی ورنہ ان کے بار بار گذراننے کی ضرورت باقی نہ رہتی (دیکھو ۳سے ۵ آیت)
(۴) روح القدس اس خط میں یہ بھی بتاتا ہے کہ مسیح نے ایک برس کے گناہوں کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گذرانی۔ اور وہ قربانی خدا کو اس قدر پسند آئی کہ اُس نے اُسے اپنی دہنی طرف بٹھایا۔
(۵) پھر روح القدس بتاتا اور گواہی دیتا ہے کہ جس عہد کی پیشین گوئی خدا نے یرمیاہ نبی کی معرفت لکھوائی اب اُس کے پورا کرنے کا وقت آ گیا۔ جن دنوں کی طرف یرمیاہ نبی نے اشارہ کیا وہ دن اب پہنچ گئے اور ان دنوں میں مسیح ایک نئے عہد کا درمیانی اور ضامن ٹھہرا ہے۔

س ۲۶ روح القدس اُس نئے عہد کا کیا وعدہ بتاتا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خداوند فرماتا ہے "جو عہد میں اُن دنوں کے بعد اُن سے باندھونگا وہ یہ ہے کہ میں اپنے قانون اُن کے دلوں پر لکھونگا اور اُن کے ذہن میں ڈالونگا" (عبرانیوں ۱۰باب ۱۶ آیت)
(۲) دوسرے یہ کہ پھر وہ یہ کہتا ہے کہ اُن کے گناہوں اور بے دینیوں کو پھر کبھی یاد نہ کرونگا" (۱۷ آیت)

س ۲۷ روح القدس کی اس تعلیم اور اظہار سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج یہ کہ جس حال میں موسوی شریعت کی ساری قربانیوں کی نقلیں اور پیش نشانیاں پوری ہو گئیں اور مسیح نے گناہ کے کفارہ کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے اور خدا اس کی قربانی سے خوش ہوا۔ اور جس حال میں اب خدا نے مسیح کے پیروؤں سے نیا

عہد باندھا ہے کہ وہ اُن کے دلوں پر اپنی شریعت لکھیگا اور اُن کے
گناہوں کو یاد نہ کریگا تو اس کا صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب خدا نے
ان کے گناہوں کا کفارہ قبول کر لیا اور اُن کے گناہوں کو معاف کر دیا
تو پھر گناہ کی کسی دوسری قربانی کی ضرورت باقی نہ رہی -

حاصل کلام

عبرانیوں ۱۰باب ۱ سے ۱۸ آیت تک

۱- خدا باپ بیٹے اور روح القدس کا ہزار ہا شکر ہو کہ انہوں نے دنیا کی پیدائش سے پہلے ہم گنہگاروں کو پوری پوری نجات بخشنے کے لئے یہ تدبیر نکالی اور اس آخری زمانے میں روح القدس کے بتانے سے ہم پر یہ بھید کھول دیا اور ہم کو یہ خوشخبری سنائی۔ خدا کی دانائی کیا ہی عجیب ہے۔ وہ آدمی کی عقل کے دریافت کرنے سے باہر ہے (دیکھو رومیوں ۱۱باب ۳۳ سے ۳۶ آیت مقابلہ کرو ۱-کرنتھیوں ۲ باب ۷ سے ۱۶ آیت + کلسیوں ۱باب ۲۶ آیت + ۱فسیوں ۳ باب ۱۰ آیت + زبور ۱۳۹ کی ۱ سے ۶ آیت + یشعیاہ ۴۰ باب ۱۳ آیت + عبرانیوں ۲ باب ۱۰ آیت)

۲- پرانے عہد نامے کی جتنی قربانیاں خدا کے سامنے گزرانی گئیں وہ سب مسیح کی صلیبی موت کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہی حقیقی قربانی ہے۔ (زبور ۴۰ کی ۷ و ۸ آیت + یشعیاہ ۵۳ باب ۷ سے ۱۰ آیت + یوحنا ۱باب ۲۹ آیت + ۲ باب ۱۴ آیت + متی ۲۷ باب ۵۰ و ۵۱ آیت + رومیوں ۳ باب ۲۴ و ۲۵ آیت + ۵ باب ۱۹ آیت + عبرانیوں ۹ باب ۶ سے ۱۵ آیت)

۳- یاد رکھنا چاہئے کہ روح القدس کی تعلیم اور مدد کے بغیر ہم ان قربانیوں

کے اصلی اور حقیقی معنے نہیں سمجھ سکتے۔ وہ ان قربانیوں کے معنے کھولنے والا ہے۔ اور اُس نے اس خط میں اُن کے معنے صاف صاف بتائے ہیں۔ جو باتیں داؤد نبی کے چالیسویں زبور میں لکھی ہوئی ہیں کہ خدا نے قربانیوں یا نذروں یا پوری سوختنی قربانیوں کو پسند نہ کیا اور نہ ان سے خوش ہؤا۔ حالانکہ وہ قربانیاں شریعت کے موافق گذرانی جاتی ہیں" (۸ آیت) روح القدس نے اس خط میں اور خاص کر نویں اور دسویں باب کی آیتوں میں ان کے معنے بتائے ہیں۔ (دیکھو ۸ و ۱۵ آیت)

پھر جس عہد کے وعدوں کی پیشین گوئی یرمیاہ نبی کی معرفت لکھی گئی تھی اس کے معنے اس خط کے آٹھویں اور دسویں باب میں روح القدس نے کھول دئے ہیں کہ جن دنوں کی طرف یہ پیشینگوئی اشارہ کرتی ہے کہ خدا اپنے قانون اپنے بندوں کے دلوں پر لکھیگا وہ دن آگئے ہیں۔ جس وقت خدا اپنے بندوں کے گناہوں اور بے دینیوں کو پھر کبھی یاد نہ کریگا وہ وقت آگیا ہے۔ اس لئے کہ جو قربانی مسیح نے خدا کے روبرو گذرانی وہ کافی اور کامل ٹھہری۔ روح القدس مسیح کی قربانی کی کیفیت۔ کاملیت اور قبولیت پر گواہی دیتا ہے۔ جب میرے گناہوں کے کفارہ کے لئے مسیح نے جو قربانی گذرانی وہ خدا کے سامنے مقبول اور پسندیدہ ہوگئی یہاں تک کہ میرے سارے گناہوں کی پوری معافی ہوگئی ہے تو میرے لئے کچھ کرنا باقی نہیں رہا سوائے اس کے کہ میں بڑی شکر گذاری اور دل کے پیار۔ توبہ اور تعجب سے اُس کو اپنے گناہوں کے لئے صلیب پر قربان کیا ہؤا جان کر عمر بھر شوق محبت اور جان نثاری کے ساتھ اپنی زندگی اُس کی خدمت میں صرف کرتا رہوں۔

میں جیسا ہوں تیسوں آتا ہوں
میں ساتھ کچھ نہیں لاتا ہوں
مسیح پر آنکھ اُٹھاتا ہوں
مسیح میں آتا ہوں

+ +

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۱۰ باب ۱ سے ۱۸ آیت تک

س ۱ انجیلِ مقدس میں آئندہ کی اچھی چیزوں کی جو پیش خبریاں لکھی ہوئی ہیں کیا میں اُن پر غور کر کے اُن کی حقیقت اور سچائی سے تسلی اور تقویت حاصل کرتا ہوں؟ (پہلی آیت)

س ۲ عشائے ربانی آئندہ کی اچھی چیزوں کی پیش نشانی اور پیش خبری ہے۔ کیا میں اُس عشا کا پیالہ ہاتھ میں لے کر مسیح کو یہ کہتے سنتا ہوں کہ "میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیونگا اُس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیوں" (متی ۲۶ باب ۲۹ آیت)

س ۳ چالیسویں زبور میں لکھا ہے کہ خدا نے قربانی اور نذر کو پسند نہیں کیا تو کیا میں بھی خدا کو مسیح سے یہ کہتے ہوئے سن کر یہ جواب دیتا ہوں کہ اے خدا۔ تو میرے بدن کے اندر ایسا دل پیدا کر [illegible]

کی قربانیاں اور نذریں گزران کے تجھ کو پسند آؤں ؟

س۴ جو باتیں پرانے عہد نامے کی توریت - زبور اور انبیاء کی کتابوں کے صفحوں میں مسیح کی نسبت لکھی ہوئی ہیں اُس نے انہیں غور سے پڑھ کر عمل میں لانے سے اپنی پوری خوشی پائی - تو کیا جو باتیں انجیلِ مقدس کے صفحوں میں میری نسبت اور میرے لئے لکھی ہوئی ہیں مَیں اُن کو غور سے پڑھ کر عمل میں لاتا اور پوری خوشی حاصل کرتا ہوں ؟

س۵ کیا یہ میری روزمرہ کی دعا - مقصد اور خواہش ہے کہ مَیں خدا کی مرضی پوری کروں ؟

س۶ جس جس وقت مَیں پاک نوشتوں کو پڑھتا ہوں کیا مَیں اپنے دل سے یہ نہ کہوں کہ جب تک روح القدس اس کے معنے نہ کھولے اور میرا اُستاد نہ بنے مَیں اس میں اپنی روح کے لئے نہ خوراک پاؤنگا اور نہ میری عقل یا دماغ کے اندر روشنی چمکیگی ؟

دُعا

عبرانیوں ۱۰ باب ۱ سے ۱۵ آیت تک

اے روح القدس۔ تُو نے اِس خط کے لکھنے والے کے دل کو کھول کر پرانے عہد کی قربانیوں اور نذروں کے معنے دکھائے اور تُو نے اُس کے دل پر نئے عہد کے وعدوں کے معنے لکھے۔ اور اُس کو ہماری سمجھ کھولنے کے لئے اِس خط کے لکھنے کی توفیق بخشی۔ میری منّت دل سے یہ ہے کہ تُو اے روح القدس میرے ذہن اور میرے دل پر نئے عہد کے وعدے لکھ کہ میں تیری تعلیم اور مدد سے اِس عہد کی برکتوں کو حاصل کر کے مسیح کے نام کے جلال کے لئے جاں نثاری کے ساتھ اپنی زندگی بسر کروں۔ آمین اور آمین۔

حصہ اٹھارھواں

عبرانیوں ۱۰ باب ۱۹ سے ۳۹ آیت تک

(۱۹) پس اے بھائیو ۔ چونکہ ہمیں یسوع کے خون کے سبب
اُس نئی اور زندہ راہ سے پاک مکان میں داخل ہونے کی دلیری ہے
(۲۰) جو اُس نے پردے یعنی اپنے جسم میں سے ہو کر ہمارے
واسطے مخصوص کی ہے (۲۱) اور چونکہ ہمارا ایسا بڑا کاہن ہے ۔ جو
خدا کے گھر کا مختار ہے ۔ (۲۲) تو آؤ ۔ ہم سچے دل اور پورے ایمان
کے ساتھ اور دل کے الزام کو دُور کرنے کے لئے دلوں پر چھینٹے لے
کر اور بدن کو صاف پانی سے دُھلوا کر خدا کے پاس چلیں (۲۳) اور اپنی
اُمید کے اقرار کو مضبوطی سے تھامے رہیں ۔ کیونکہ جس نے وعدہ کیا ہے
وہ سچا ہے (۲۴) اور محبت اور نیک کاموں کی ترغیب دینے کے
لئے ایک دوسرے کا لحاظ رکھیں (۲۵) اور ایک دوسرے کے ساتھ جمع
ہونے سے باز نہ آئیں ۔ جیسا بعض لوگوں کا دستور ہے ۔ بلکہ ایک دوسرے
کو نصیحت کریں ۔ اور جس قدر اُس دن کو نزدیک ہوتے ہوئے دیکھتے
ہو اسی قدر زیادہ کیا کرو ۔

(۲۶) کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر
گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی (۲۷) ہاں عدالت

کا ایک ہولناک انتظار اور غضبناک آتش باقی ہے جو مخالفوں کو کھالیگی (۲۸) جب موسیٰ کی شریعت کا نہ ماننے والا دو یا تین شخصوں کی گواہی سے بغیر رحم کئے مارا جاتا ہے (۲۹) تو خیال کرو کہ وہ شخص کس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہریگا جس نے خدا کے بیٹے کو پامال کیا۔ اور عہد کے خون کو جس سے وہ پاک ہوا تھا ناپاک جانا۔ اور فضل کے رُوح کو بےعزّت کیا۔ (۳۰) کیونکہ اُسے ہم جانتے ہیں جس نے کہا کہ انتقام لینا میرا کام ہے بدلا میں ہی دونگا۔ اور پھر یہ کہ خداوند اپنی اُمّت کی عدالت کریگا (۳۱) زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے۔

(۳۲) لیکن اُن پہلے دنوں کو یاد کرو کہ تم نے منوّر ہونے کے بعد دُکھوں کی بڑی کھکھیڑ اُٹھائی (۳۳) کچھ تو یوں کہ لعن طعن اور مصیبتوں کے باعث تمہارا تماشہ بنا۔ اور کچھ یوں کہ تم اُن کے شریک ہوئے جن کے ساتھ یہ بدسلوکی ہوتی تھی۔ (۳۴) چنانچہ تم نے قیدیوں کی ہمدردی بھی کی۔ اور اپنے مال کا لُٹ جانا بھی خوشی سے منظور کیا۔ یہ جان کر کہ تمہارے پاس ایک بہتر اور دائمی ملکیت ہے۔ (۳۵) پس اپنی دلیری کو ہاتھ سے نہ دو اِس لئے کہ اُس کا بڑا اجر ہے (۳۶) کیونکہ تمہیں صبر کرنا ضرور ہے۔ تاکہ خدا کی مرضی پوری کرکے وعدہ کی ہوئی چیز حاصل کرو۔

(۳۷) اور اب بہت ہی تھوڑی مدّت باقی ہے کہ آنے والا آئیگا اور دیر نہ کریگا۔

(۳۸) اور میرا راستباز بندہ ایمان سے جیتا رہیگا۔ اور اگر وہ

ہٹیگا تو میرا دل اُس سے خوش نہ ہوگا۔

(۳۹) لیکن ہم ہٹنے والے نہیں کہ ہلاک ہوں بلکہ ایمان رکھنے والے ہیں کہ جان بچائیں۔

سچّی عبادت کرنے اور مسیحی اقرار پر قائم رہنے کی نصیحتیں

س۱ اِن آیتوں میں کون سی بڑی بڑی باتیں ہیں؟

ج یہ کہ جو ایمان - اُمید اور محبّت عبرانی مسیحی مسیح سے رکھتے تھے وہ ستائے جانے کے سبب سے نہ اُن کو اور نہ یسوعؔ کو چھوڑیں بلکہ مضبوطی سے تھامے رہیں - اِس خط کا لکھنے والا سمجھاتا ہے کہ اگر وہ مسیح کو چھوڑیں اور جان بُوجھ کر گناہ کریں تو اُن کے گناہوں کی معافی کے لئے کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی بلکہ عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضبناک آتش باقی ہے - جو مسیح کے اپنے مخالفوں کو کھا لیگی (دیکھو ۲۳ سے ۳۱ و ۳۵ و ۳۸ آیت)

س۲ لکھنے والا اُنہیں کس طرح سمجھاتا ہے؟

ج جیسے بڑا بھائی چھوٹے بھائیوں کو سمجھاتا ہے - ویسے ہی اُس نے اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں کو سمجھایا (۱۹ سے ۲۵ آیات - دیکھو عبرانیوں ۳ باب ۱ و ۱۲ آیت مقابلہ کرو ۱۳ باب ۲۲ آیت)

س۳ خدا کے مَقدِس کی پاک ترین جگہ میں داخل ہونے کی کتنی راہیں ہیں؟

ج صرف ایک ہی راہ ہے جو یسوعؔ کے خون سے ہے - اس کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں - (دیکھو ۱۹ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۶ آیت + اعمال ۴ باب ۱۲ آیت)

س۴ کیوں کوئی دوسری راہ نہیں؟

ج (۱) اس لئے کہ جو راہ یسوعؔ نے اپنے خون سے کھولی وہ کافی - کامل اور خدا باپ کو پسندیدہ ہے -

(۲) دوسرے اِس لئے کہ یہ راہ نئے عہد کی سب برکتیں پانے اور گناہ کی عادت کی قوت اور غلامی سے چھٹکارا پانے کی راہ ہے۔

س اُنیسویں آیت میں یہ راہ کیا کہلاتی ہے؟

ج نئی اور زندہ راہ۔

س وہ نئی راہ کیوں کہلاتی ہے؟

ج (۱) اس کا پہلا سبب یہ ہے کہ جب تک پہلے یعنے پرانے عہد نامے کا خیمہ کھڑا رہا خدا کے مَقدِس کے اندر جانے کی راہ صاف ظاہر نہ تھی۔ وہ اُس راہ کا صرف نقشہ تھا۔ راہ کا نقشہ اَور ہے اور راہ اَور۔

(۲) دوسرا سبب یہ ہے کہ اُس مَقدِس کی پاک ترین جگہ میں داخل ہونے کی راہ کے سامنے ایک پردہ تھا جو راہ کو بند کرتا تھا یہاں تک کہ سال میں صرف ایک بار قوم کا صرف ایک شخص اُس کے اندر جا سکتا تھا۔ لیکن نئی راہ کے سامنے نہ کوئی پردہ ہے اور نہ کسی شخص کو داخل ہونے کی ممانعت یا رکاوٹ ہے خواہ وہ کسی قوم کا کیوں نہ ہو یا کیسا ہی کمزور، کم فہم یا نالائق کیوں نہ ہو بشرطیکہ خدا کی نظر میں یسوع کے خون کی جو قدر ہے وہ اُس کی قدر جان کر آئے۔

(۳) اِس کے نئی راہ کہلانے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ جانوروں کی قربانی کے خون کے بغیر خدا کے پاک مَقدِس میں داخل ہونے کی کوئی راہ نہ کھلی تھی۔ نئی راہ بے سمجھ۔ مجبور اور لاچار جانوروں کی قربانیوں کے خون سے نہیں بلکہ یسوع کے خون سے کھولی گئی ہے جس نے اپنے آپ کو ازلی روح کے وسیلے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا تاکہ ہم زندہ خدا کی پاک ترین جگہ میں داخل پاکر عبادت کریں۔ (مقابلہ کرو ۹ باب ۱۴ آیت)

(۴) چوتھا سبب اِس کے نئی راہ کہلانے کا یہ ہے کہ پرانے عہد کی راہ چند روزہ تھی مگر نئے عہد کی راہ زمانوں تک ہمیشہ کے لئے ہے۔

(۵) پانچواں سبب یہ ہے کہ پرانی راہ صرف ایک قوم کے لوگوں کے لئے کھلی تھی مگر نئی راہ کل بنی آدم کے لئے کھلی ہے۔

س پاک ترین جگہ میں داخل ہونے کی نئی راہ زندہ راہ بھی کہلاتی ہے (دیکھو ۱۹ آیت) اس کی وجہیں بتاؤ۔

ج (۱) پہلی یہ کہ یسوع خود یہ راہ ہے۔ وہ مُردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔ وہ اس راہ کا دروازہ ہے۔ اگر کوئی اُس سے خدا کی پاک ترین جگہ میں داخل ہو تو وہ نئی۔ پاک اور ابدی زندگی پائیگا۔ وہ اُس پاک ترین جگہ میں اندر باہر آ جا سکیگا۔ جیسے مسیح نے خود فرمایا ہے (دیکھو یوحنا ۱۰ باب ۹ سے ۱۱ آیت)

(۲) دوسرے یہ نئی راہ اس لئے زندہ راہ کہلاتی ہے کہ وہ بے گناہ۔ پاک اور زندہ آدمی کے خون سے کھولی گئی۔ پرانے عہد کا سردار کاہن مرکر پھر زندہ نہ ہوا مگر یسوع مرکر پھر جی اُٹھا اور آسمان پر چڑھ کے خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے یسوع کے خون میں ہمیشہ کی پاک زندگی بھی ہوئی تھی۔ لہٰذا جو شخص یسوع کی یہ نئی اور زندہ راہ پکڑلے اسے وہ زندگی ملیگی جو اس راہ سے حاصل ہوتی ہے

س ۱۹ آیت میں لکھا ہے کہ ہمیں پاک ترین جگہ میں داخل ہونے کا ڈر نہ ہو۔ بلکہ دلیری ہو۔ بتاؤ کیوں دلیری ہونی چاہئے۔

ج (۱) پہلے اِس لئے کہ راہ کھُل گئی ہے۔

(۲) دوسرے اِس لئے کہ یہ راہ بڑی قیمت سے یسوع پر ایمان لانے والوں کے لئے مخصوص کی گئی ہے (دیکھو ۲۰ آیت)

(۳) تیسرے اس لئے کہ جو خدا کے گھر کا مختار ہے وہ ہمارا کاہن ہے

(دیکھو ۱۲ آیت)

(۴) چوتھے اس لئے کہ ہم اس راہ کو پکڑ کر اور اُس پر چل کر سلامتی سے خدا کے پاس پہنچینگے۔

(۵) پانچویں اس لئے کہ اِس راہ پر چلنے میں جو رکاوٹیں ہیں ہمارے کاہن نے ان سب کو جیت لیا ہے وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اُس نے ہم کو ایسا مددگار دیا ہے جو اس دنیا کے سردار کو مجرم ٹھہرا سکتا ہے (دیکھو یوحنا ۱۶ باب ۷ سے ۱۵ آیت) اور وہ ہمیں ایسے ہتھیار دیتا ہے کہ ہم بھی ہر ایک روکنے والے پر فتح پا سکتے ہیں (دیکھو افسیوں ۶ باب ۱۰ سے ۱۸ آیت + ۲-کرنتھیوں ۱۰ باب ۴ آیت)

س ۹ خدا کے پاک ترین مکان میں داخل ہونے کی کس قدر دلیری ہو؟

ج خدا کے بیٹے یسوع کے خون کی جو قدر خدا کی نظر میں ہے۔ اُسی قدر ہم قوی امید کی دلیری سے داخل ہوں (دیکھو یوحنا ۱ باب ۱ سے ۳ و ۴ سے ۱۸ آیت)

س ۱۰ ۲۱ آیت میں لکھا ہے کہ ہمارا ایسا بڑا کاہن ہے جو خدا کے گھر کا مختار ہے یہاں خدا کے گھر کے معنے کیا ہیں؟ اور اُس میں کون کون شامل ہیں؟

ج جتنے یسوع کو سچے دل اور ایمان سے اپنا کاہن اور خدا کے گھر کا مختار قبول کرتے ہیں وہ سب اُس کے گھر کے ہیں۔ خواہ اِس وقت وہ اِس دنیا کے کسی گھر میں ہوں یا آسمان پر خدا کے گھر میں پہنچ چکے ہوں مگر وہ اُس کے خاندان کے ممبر ہیں۔ (مقابلہ کرو یوحنا ۱۴ باب ۱ سے ۳ آیت + افسیوں ۱ باب ۱ سے ۳ آیت + ۲ باب ۶ آیت + ۳ باب ۱۵ آیت + ۱-تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۳ سے ۱۸ آیت)

س ۱۱ خدا کے گھر کے اور کیا نام ہیں؟
ج یسوع نے خدا کے گھر کو گڈریے کی بھیڑوں کے بھیڑ سالہ سے تشبیہ دی ہے۔ جیسے لکھا ہے "میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانے کی نہیں مجھے اُن کا بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنینگے۔ پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا" (یوحنا ۱۰ باب ۱۶ آیت)

س ۱۲ خدا کے گھر کے کتنے مختار ہیں؟
ج ایک ہی ہے یعنی یسوع۔ اُس نے خود کہا کہ "آسمان اور زمین کا کُل اختیار مجھے دیا گیا ہے" یعنے وہ آسمان اور زمین کا اکیلا مختار ہے۔ (دیکھو متی ۲۸ باب ۱۸ آیت۔ مقابلہ کرو متی ۱۱ باب ۲۷ آیت + یوحنا ۳ باب ۳۵ آیت + ۵ باب ۲۷ آیت + ۱۳ باب ۳ آیت + ۱۷ باب ۲ آیت + اعمال ۲ باب ۳۶ آیت + رومیوں ۱۴ باب ۹ آیت + ۱-کرنتھیوں ۱۵ باب ۲۷ آیت + افسیوں ۱ باب ۲۰ آیت + فلپیوں ۲ باب ۹ آیت + کلسیوں ۲ باب ۱۰ آیت + ۱-پطرس ۳ باب ۲۲ آیت + دانی ایل ۷ باب ۱۳ و ۱۴ آیت)

س ۱۳ جس حال میں ایسا بڑا سردار کاہن ہمارے لئے اس زمانے کے آخر تک ٹھہرا ہے تو کیا نتیجے نکلتے ہیں؟
ج (۱) پہلے یہ کہ بنی آدم کے لئے اب کسی دوسرے کاہن کی ضرورت نہیں رہی (یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + ۳ باب ۱۴ سے ۱۸ آیت + متی ۱۱ باب ۲۶ سے ۲۸ آیت + ۲۰ باب ۲۸ آیت)
(۲) دوسرے یہ کہ جب اُس نے کل بنی آدم کے لئے اپنے پاس آنے کی راہ کھولی ہے تو ہر شخص دوسرے آدمی کی اعانت یا شفاعت کے بغیر آسکتا ہے۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ جو خادم روح القدس کے وسیلے سے مسیح کی خدمت کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں اُن میں سے کوئی خاص شخص یا فرقہ کاہن نہیں کہلاتا۔ جیسے لکھا ہے "نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں مگر روح ایک ہے۔ اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خداوند ایک ہی ہے۔ اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے۔ لیکن ہر شخص میں روح کا ظہور فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ ایک کو روح کے وسیلے سے حکمت کا کلام عنایت ہوتا ہے اور دوسرے کو اُسی روح کی مرضی کے موافق علمیت کا کلام۔ کسی کو اُسی روح سے ایمان اور کسی کو اُسی ایک روح سے شفا دینے کی نعمتیں۔ کسی کو معجزوں کی قدرتیں۔ کسی کو نبوت۔ کسی کو روحوں کی امتیاز۔ کسی کو طرح طرح کی زبانیں۔ کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا۔ لیکن یہ سب تاثیریں وہی ایک روح کرتا ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے بانٹتا ہے"

(دیکھو ۱۔کرنتھیوں ۱۲ باب ۴ سے ۱۱ و ۲۸ آیت)

جب یسوع آسمان پر چڑھا تو اُس نے اپنے پیروؤں کو طرح طرح کے انعام دئے جیسے لکھا ہے کہ "اُسی نے بعض کو رسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مبشر اور بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا تاکہ مقدس لوگ کامل بنیں اور خدمت گزاری کا کام کیا جائے اور مسیح کا بدن (یعنے کلیسیا) ترقی پائے .... تاکہ ہم آگے کو بچے نہ رہیں اور آدمیوں کی بازیگری اور مکاری کے سبب اُن کے گمراہ کرنے والے منصوبوں کی طرف ہر ایک تعلیم کے جھوکے سے موجوں کی طرح اُچھلتے بہتے نہ پھریں بلکہ محبت کے ساتھ سچائی پر قائم رہ کر اور اُس کے ساتھ جو سر ہے یعنے مسیح کے ساتھ پیوستہ ہو کر ہر طرح سے بڑھتے جائیں" (دیکھو افسیوں ۴ باب

۱۱ سے ۱۵ آیت)

یہ غور طلب اور پُرمطلب نتیجہ ہے کہ مسیح کے ان سب خادموں کے ناموں میں کاہن کا نام پایا نہیں جاتا۔ کتاب مقدس کی یہ خاموشی مطلب سے خالی نہیں بلکہ پُرمطلب اور الہامی ہے (دیکھو عبرانیوں ۲ باب ۱۳ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۱ باب ۲۸ و ۲۵ آیت + ۱۔ تمطاؤس ۴ باب ۶ آیت + ۲۔ کرنتھیوں ۲ باب ۶ آیت + ۴ باب ۱ آیت)

س ۱۴ جس حال میں یہ لکھا ہے کہ "روح القدس جس کو جو چاہتا ہے بانٹتا ہے" اور جس حال میں روح القدس نے کسی کو کاہن کا عہدہ یا خطاب نہیں بخشا تو اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے

ج یہ کہ یسوع کے سوا کسی دوسرے کو اپنا کاہن کہنا واجب نہیں۔

س ۱۵ ثابت کرو کہ پرانے عہدنامے کے کاہن کا عہدہ منسوخ کیا گیا ہے۔

ج جس وقت یسوع نے صلیب پر ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے آپ کو بے عیب قربان کیا تو اُس وقت سے اُس پرانے عہدنامے کے کاہن کی خدمت منسوخ اور موقوف ہو گئی۔ اُن کاہنوں کے قائم مقام یا جانشین نہیں ہیں لہٰذا روح القدس نے نہ کسی رسول کو کاہن کا نام یا خطاب دیا اور نہ کسی دوسرے شخص یا خادم کو۔ پطرس رسول مسیح کی کل اُمت یا کلیسیا کو "شاہی کہانت کا فرقہ" کہتا ہے۔ یعنے مسیحی کلیسیا کا ہر شریک شاہی کہانت کا شریک ہے۔ جیسے لکھا ہے "تم بھی زندہ پتھروں کی طرح روحانی گھر بنتے جاتے ہو تاکہ کاہنوں کا مقدس فرقہ بن کر ایسی روحانی قربانیاں چڑھاؤ جو یسوع مسیح کے وسیلے سے خدا کے نزدیک مقبول ہوتی ہیں" (دیکھو ۱۔ پطرس ۲ باب

۵ آیت) لیکن تم ایک برگزیدہ نسل شاہی کاہنوں کا فرقہ مقدس قوم اور ایسی امّت ہو جو خدا کی خاص ملکیت ہے تاکہ اُس کی خوبیاں ظاہر کرو (دیکھو ۱۔پطرس ۲ باب ۹ و ۱۰ آیت) ان آیتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پطرس رسول نے نہ تو اپنے تئیں اور نہ کسی دوسرے رسول یا مسیح کے کسی خادم کو کاہن کہا بلکہ برعکس اس کے کل کلیسیا کے شریکوں کو کاہنوں کا مقدس فرقہ کہا۔

س ۱۲ ۲۲ آیت میں لکھا ہے کہ ہم سچے دل اور پورے ایمان کے ساتھ اور دل کے الزام کو دور کرنے کے لئے دلوں پر چھینٹے لے کر اور بدن کو صاف پانی سے دھلوا کر خدا کے پاس چلیں۔ دلوں پر چھینٹے لے کر اور بدن کو صاف پانی سے دھلوانے سے کیا مراد ہے؟

ج یہ پرانے عہدنامے کے مقدس کے اندر جانے کے حکم کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسے لکھا ہے "پھر خداوند نے موسےٰ سے یہ کہتے ہوئے کلام کیا۔ ایک حوض پیتل سے اور کرسی اس کی پیتل سے دھونے کے لئے بنا۔ اور اُس کو جماعت کے خیمے اور قربانگاہ کے درمیان میں رکھ اور اُس میں پانی ڈال اور ہارون اور اُس کے بیٹے اپنے ہاتھ اور پاؤں اُس سے دھوئیں۔ اپنے جانے کے وقت جماعت کے خیمے میں پانی سے دھوئیں تاکہ ہلاک نہ ہوں اور اپنے جانے کے وقت قربان گاہ کے پاس تاکہ خدمت کریں اور خداوند کے لئے سوختنی قربانی جلائیں۔ وہ ہاتھ پاؤں دھوئیں تاکہ وہ نہ مریں۔ اور یہ اُن کے یعنی اُس کے اور اُس کی نسل کے لئے اُن کے قرنوں میں ہمیشہ کے واسطے رسم ہوگی" (دیکھو خروج ۳۰ باب ۱۷ سے ۲۱ آیت)

س ۱۷ اس رسم سے کیا بات ظاہر ہوتی ہے؟

ج یہ کہ خدا کی عبادت اور بندگی کے لئے پاک چال چلن ہونا چاہئے۔ اگر خدا کا کوئی عابد دیدہ و دانستہ کسی طرح کے گناہ میں گرفتار ہو اور اُس سے پاک ہونے کی کوشش نہ کرے تو اُس کی عبادت خدا کو نامنظور ہے۔ لہٰذا ہم کو اپنے تئیں آزمانا چاہئے۔ اور اکثر یہ دعا کرنی چاہئے کہ "اے خدا مجھے جانچ اور میرے دل کو جان۔ مجھے آزما اور میرے اندیشوں کو پہچان۔ دیکھ کیا مجھ میں کوئی دردانگیز عادت ہے کہ نہیں اور مجھ کو ابدی راہ میں چلا" (زبور ۱۳۹ کی ۲۳ و ۲۴)

س ۱۸ خدا کے مَقدِس میں آتے جاتے وقت ہاتھ پاؤں دھونے سے کون سی بات ظاہر ہوئی؟

ج یہ کہ خدا کی عبادت اور خدمت کے لئے صاف دل اور پاک چال چلن چاہئے۔

س ۱۹ خدا کی عبادت اور خدمت کے لئے سب سے اول اور ضروری تیاری کیا ہے؟

ج یہ کہ آدمی پاک روح سے مخصوص اور مسح اور پاک کیا جائے۔ اور جب تک یہ نہ ہو وہ خدا کی خدمت کے لئے تیار نہیں ہے۔

س ۲۰ ہارون جو اپنی اُمّت کا سردار کاہن ٹھہرا اور اُس کے بیٹے۔ وہ کن کی پیش نشانیاں ہیں؟

ج مسیح کی اور اُس کی اُمّت کی۔ جتنے اُس پر سچے ایمان لانے والے ہیں وہ اُس کی کلیسیا یا اُمّت میں شریک ہیں۔

س ۲۱ ۳۲ آیت میں یہ لکھا ہے کہ مسح کی (یعنی) امید کے اقرار کو مضبوطی سے تھامے رہیں۔ کیوں تھامے رہیں؟

ج اِس لئے کہ جس پر ہماری اُمید ہے وہ اعتبار کے لائق ہے۔ عجیب اور بیان سے باہر جتنے بھی وعدے ہیں وہ سب کو ایک ایک کر کے پورا کر سکتا ہے (دیکھو ۲ باب ۱۳ آیت + ۱۱ باب ۱۱ آیت + ۱۲ باب ۲۶ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۱ باب ۹ آیت + ۲۔کرنتھیوں ۱ باب ۱۸ و ۲۰ آیت + ۱۔تھسلنیکیوں ۵ باب ۲۴ آیت + ۲۔تھسلنیکیوں ۳ باب ۳ آیت)

س ۲۲ ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھیں۔ یہ بتاؤ کہ دوسرے کو کس لحاظ سے دیکھیں۔

ج اِس لئے کہ اُن کے ایمان۔ اُمید یا محبت میں جو کمی یا کسر کی باتیں ہوں اُن کی نکتہ چینی کریں بلکہ محبت اور نیک کاموں کی ترغیب دینے کے لئے دوسروں کا لحاظ رکھیں اور اُن سے سلوک کریں۔

س ۲۳ ۲۵ آیت میں عبرانی مسیحیوں میں کون سی کمی کا ذکر ہے؟

ج یہ کہ اُن میں سے بعض ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونے سے باز آئے تھے۔

س ۲۴ ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونے سے باز آنے کی کیا کیا وجہ ہوئی؟

ج اِس کی مختلف وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کے خوف سے یا اِس لئے کہ مسیح کی طرف سے اُن کی محبت ٹھنڈی ہو گئی یا ٹھنڈی ہوتی جاتی تھی یا شائد اِس لئے کہ اُن میں کچھ پھوٹ پڑ گئی ہو جیسے کرنتھی مسیحیوں میں پڑ گئی تھی۔ کوئی کہتا تھا مَیں پولس کا ہوں کوئی کہتا تھا مَیں اپلوس کا۔ اور کوئی پطرس کا۔ کوئی یہ کہتا ہو کہ مَیں نہ پولس کا نہ اپلوس کا ہوں اور نہ پطرس کا اور نہ کسی اور کا بلکہ صرف مسیح کا شاگرد ہوں۔ پھر شائد یہ وجہ بھی ہو کہ عبرانی مسیحی اب تک سبت کے

دن یہودیوں کے عبادت خانوں میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے اور اُن کا یہ خیال ہو کہ اپنے عبرانی رشتہ داروں اور برادری کے لوگوں سے ظاہراور علانیہ جدا نہ ہوں۔ پھر شائد بعض جماعتوں میں یہ جھگڑا پڑ گیا ہو جیسے یروشلیم کی کلیسیا کے ممبروں میں ہوا تھا (مقابلہ کرو اعمال ۶ باب ۱ آیت + ۹ باب ۲۹ آیت + ۱۱ باب ۲۰ آیت) صحیح طور پر معلوم نہیں کہ وہ کیوں اکٹھے ہونے کے دستور سے باز آئے تھے۔ مگر جو باز آئے تھے وہ نصیحت کے لائق تھے۔ اگر وہ عالم شخص تھے اور اس وجہ سے باز آئے تھے تو اُن پر فرض تھا کہ اپنے کم علم بھائیوں کی جماعت میں حاضر ہو کر اُن کے علم ایمان امید یا تجربہ میں جو کمی یا کسر ہو ان کو پورا کریں (مقابلہ کرو ا۔تھسلنیکیوں ۳ باب ۱۰ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۱۱ باب ۱۸ سے ۳۰ آیت)

س ۲۵ ۲۵ آیت میں یہ لکھا ہے کہ جس قدر اُس دن کو نزدیک ہوتے ہوئے دیکھتے ہو اُسی قدر ایک دوسرے کو نصیحت کیا کرو۔ کس دن کی نزدیکی کی طرف یہ اشارہ ہے؟

ج مسیح کی دوسری آمد کے دن کی طرف۔ مسیح کے سچے پیروؤں کے لئے وہ دن مبارک دن کہلاتا ہے اور اُس کے نہ ماننے والوں کے لئے غضب کا دن (دیکھو طیطس ۲ باب ۱۳ آیت + ۱۔تھسلنیکیوں ۱ باب ۱۰ آیت + ۲۔تھسلنیکیوں ۱ باب ۹ و ۱۰ آیت + ۲ باب ۸ سے ۱۲ آیت)

س ۲۶ وہ دن کب آئیگا؟

ج کسی کو ٹھیک معلوم نہیں۔ مسیح نے خود اُس دن کی نسبت فرمایا کہ "اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا" (دیکھو متی ۲۴ باب ۳ سے ۴۲ اور ۴۴ و ۴۷ سے ۵۱ آیت + ۱۳ باب ۴۴ سے ۵۰ آیت + لوقا ۱۲ باب ۲۷ آیت)

س۲۷ ۲۶ آیت میں لکھا ہے کہ سوائے یسوع کی قربانی کے گناہوں کی معافی کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی بتاؤ کن کے لئے باقی نہیں رہی۔

ج جو مسیحی حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد جان بوجھ کر گناہ کرتے رہیں اُن کے لئے گناہوں کی معافی کی کوئی اور راہ باقی نہیں رہی۔ اُن کے گناہ کمزوری کم فہمی یا کم علمی کے گناہ نہیں بلکہ وہ قصداً گناہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور وہ باطل خیالات میں پڑ گئے ہیں (دیکھو عبرانیوں ۶ باب ۴ سے ۸ آیت + ۱۲ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + رومیوں ۱ باب ۱۸ آیت + گنتی ۱۵ باب ۳۰ آیت + زبور ۱۹ کی ۱۳ آیت)

س۲۸ جو مسیحی حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد جان بوجھ کر گناہ کرتے رہیں اُن کی کس سزا کا بیان ہے۔

ج اس کے جواب میں پڑھو عبرانیوں ۱۰ باب ۲۶ و ۲۷ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۲ باب ۵ آیت + یشعیاہ ۲۶ باب ۱۱ آیت)

س۲۹ اس جگہ مخالفوں میں کون شامل ہیں؟

ج وہ شخص جو مسیح کی تعلیم اور احکام سے خوب واقف ہو کر اُس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور جو مسیحی تائب نہیں ہوتے اور جان بوجھ کر گناہ کرتے جاتے ہیں۔ (دیکھو ۲۶ و ۲۷ آیت)

س۳۰ ۲۸ آیت کے مطابق موسوی شریعت کا نہ ماننے والا کن کی گواہی سے مارا جاتا ہے؟

ج دو یا تین شخصوں کی گواہی سے وہ بغیر رحم کے مارا جائے (دیکھو گنتی ۳۵ باب ۳۰ آیت + استثنا ۱۷ باب ۲ سے ۶ آیت)

س۳۱ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج یہ کہ جس شخص نے خدا کے بیٹے کو پامال کیا اور نئے عہد کے پاک خون کو ناپاک جانا اور فضل کے روح کو بے عزت کیا تو خیال کرو کہ وہ شخص موسوی شریعت کی رُو سے کس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہریگا۔

س ۴۲ کس لیئے یہ شخص زیادہ سزا کے لائق ٹھہریگا؟

ج اس لیئے کہ جس کو خدا نے اپنا بیٹا کہا اور مُردوں میں سے زندہ کرکے اپنے تخت کی دہنی طرف بٹھایا اُس شخص نے اُس کے خلاف تین سخت گناہ کیئے۔

(۱) پہلے یہ کہ اُس نے یسوع کو حقیر جانا اور بے قدر کیا۔

(۲) دوسرے یہ کہ اُس نے یسوع کے لہو کو معمولی یا عام آدمی کا خون سمجھ کر ناپاک جانا۔

(۳) تیسرے۔ باوجودیکہ روح القدس نے یسوع کی پاکیزگی پر طرح طرح کی گواہی دی اُس شخص نے اُس کو بے عزت کیا۔ ان وجہ سے وہ سخت دل مخالف زیادہ سزا کے لائق ٹھہریگا (دیکھو عبرانیوں ۶ باب ۴ آیت)

س ۴۳ جو شخص روح القدس کے فضل کے کاموں کو بے عزت کرکے کہتا ہے کہ یہ کام بد روح کی قدرت سے کیئے گئے یا کیئے جاتے ہیں مسیح نے اُس کے اس گناہ کی نسبت کیا کہا؟

ج یہ کہ جو کفر روح کے حق میں ہو وہ معاف نہ کیا جائیگا (دیکھو متی ۱۲ باب ۳۱ آیت)

س ۴۴ مسیح نے کن سے یہ کہا؟

ج جن فریسیوں نے مسیح پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ رحم کے کام تو کرتا ہے مگر بدروحوں کے سردار بعلزبول کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہے مسیح نے ان الزام لگانے والوں سے یہ کہا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ

اور کفر تو معاف کیا جائیگا مگر جو کفر روح کے حق میں ہو وہ معاف نہ کیا جائیگا
(دیکھو متی ۱۲ باب ۳۱ آیت مقابلہ کرو مرقس ۳ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت + لوقا
۱۲ باب ۱۰ آیت + یوحنا ۷ باب ۱۲ آیت + ۹ باب ۲۴ آیت + متی ۱۱ باب ۱۹
سے ۲۴ آیت + اعمال ۷ باب ۵۱ آیت + افسیوں ۱ باب ۱۲ آیت +
۱ یوحنا ۵ باب ۱۶ آیت + عبرانیوں ۶ باب ۴ سے ۶ آیت)

س ۳۵ جو شخص خدا کے بیٹے کو پامال کرتا۔ عہد کے خون کو ناپاک جانتا اور روح
القدس کے رحم کے کاموں کو شیطان کے کام کہتا ہے وہ کیوں ضرور
بالضرور سخت سزا پائیگا؟

ج (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کو جھٹلاتا ہے (دیکھو ۱ یوحنا ۵ باب ۱۰
سے ۱۲ آیت + رومیوں ۲ باب ۹ آیت)

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ جو خدا کے بندوں کو ستاتے ہیں خدا ضرور ان
کا انصاف کریگا (دیکھو استثنا ۳۲ باب ۳۵ و ۳۶ آیت + زبور ۵۰ کی ۲۶
آیت + ۱۳۵ کی ۱۴ آیت)

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ "زندہ خدا کے ہاتھ میں پڑنا ہولناک بات ہے"
(دیکھو ۳۱ آیت۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۶ باب ۷ و ۸ آیت + لوقا ۱۲ باب ۴ و ۵ آیت)

س ۳۶ لکھا ہے کہ خدا کہتا ہے کہ انتقام لینا میرا کام ہے۔ اس سے کیا نتیجے
نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلا یہ کہ خدا ضرور انتقام لیگا اور بدلہ دیگا۔

(۲) دوسرا یہ کہ جب بدلہ لینا خدا کا کام ہے تو ہم اپنے مخالفوں سے بدلہ
لینے کا خیال نہ کریں۔ لکھا ہے کہ "اے عزیزو اپنا انتقام نہ لو بلکہ غضب
کو موقع دو کیونکہ لکھا ہے کہ خداوند کہتا ہے انتقام لینا میرا کام ہے

بدلہ میں ہی دونگا۔ (دیکھو رومیوں ۱۲ باب ۱۹ آیت)

س ۲۷ جان بوجھ کر گناہ کرنے سے بچنے کی راہ کیا ہے؟

ج یہ کہ ہم گناہوں کی فہرست دیکھ کر یہ خیال نہ کریں کہ فلاں کبیرہ اور فلاں صغیرہ گناہ ہیں یعنے بعض معاف کیئے جانے کے لائق ہیں اور بعض معاف کیئے جانے کے لائق نہیں۔ گناہ کرنے سے باز رہنے کی سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ ہم ہرایک گناہ سے نفرت کرکے اُس سے باز آئیں۔ کالا سانپ خواہ چھوٹا اور خوبصورت ہو تو بھی ہم اُس کو اپنے گھر میں نہ پالیں اور نہ رہنے دیں۔ کیا جانیں کہ وہ بڑھتے بڑھتے ہمارے گھر کے کتنے لوگوں کو جان سے ماردیگا۔

س ۲۸ عبرانی مسیحی اپنے مخالفوں سے کون کون سے دُکھ اُٹھا رہے تھے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ مسیحی ہوجانے کے سبب سے لعن طعن اُٹھا رہے تھے۔ (دیکھو ۳۳ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ جو مصیبت وہ اُٹھا رہے تھے اُن کے دُکھ دینے والوں کے لیئے وہ مصیبت تماشہ تھی۔

(۳) تیسرے یہ کہ جن کے ساتھ یہ بدسلوکی ہوتی تھی وہ اُن کے شریک ہوئے۔

(۴) چوتھے یہ کہ اُن کا مال ضبط کیا گیا۔ (دیکھو ۳۲ و ۳۳ آیت مقابلہ کرو اعمال ۲۰ باب ۲۴ آیت + ۱-کرنتھیوں ۴ باب ۹ آیت + ۱۵ باب ۳۰ و ۳۱ آیت + ۲-کرنتھیوں ۴ باب ۱۰ و ۱۱ آیت)

س ۲۹ جب عبرانی مسیحیوں کے ساتھ اُن کے مخالفوں نے یوں بدسلوکی کی تو اُنہوں نے کیا مزاج دکھایا؟

ج انہوں نے مخالفوں کے لئے تماشہ بننا اور اپنے مال کا لوٹا جانا خوشی سے منظور کیا۔ اُن کے جو بھائی مسیحی ہونے کے سبب قید خانے میں ڈالے گئے تھے وہ ان سے ہمدردی کرتے تھے (دیکھو ۳۳ و ۳۴ آیت)

س ۳۹ اُن کے ایسے عجیب مزاج۔ خوشی اور دلیری کی وجہ کیا تھی؟

ج (۱) پہلے یہ کہ اُن کے دل ایک بار روشن ہو گئے تھے اور خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے تھے۔ (مقابلہ کرو۔ عبرانیوں ۶ باب ۴ و ۵ آیت)

(۲) دوسری وجہ یہ تھی کہ انہوں نے یہ یقین کیا تھا کہ ہمارے پاس ایک بہتر اور دائمی ملکیت ہے (دیکھو ۳۴ و ۳۵ آیت مقابلہ کرو ۱۱ باب ۲۶ آیت + لوقا ۱۲ باب ۳۳ آیت + متی ۵ باب ۱۲ آیت + ۱۔ پطرس ۱ باب ۴ آیت)

س ۴۰ عبرانی مسیحیوں کے ہاتھ میں کیا تھا؟

ج ان کو ایک بہتر اور دائمی ملکیت کا پہلا پھل یا بیعانہ مل گیا تھا۔ اُس ملکیت کی دستاویز اُن کے ہاتھ میں تھی۔ اب اُسے چھوڑ دینا ایسی نادانی کی بات ہے جیسے کہ بیش قیمت ملکیت کا وارث چند روز کے آرام کے لئے اُس ملکیت کو اپنے ہاتھ سے جانے دیوے۔

س ۴۱ وعدہ کی ہوئی چیز حاصل کرنے کی شرط کیا ہے؟ (دیکھو ۳۶ آیت)

ج جب تک کہ خدا کی مرضی پوری نہ ہو جائے۔ صبر کرنا۔ اور اپنے دل کو یہ یاد دلاتے رہنا کہ خدا اپنے لوگوں کو مصیبت اور غم کے وسیلے سے پاک و صاف کر کے موجودہ اور آنے والی خدمت کے لئے تیار کرتا ہے (مقابلہ کرو ۱۲ باب ۳ آیت + متی ۵ باب ۱۲ آیت + اعمال ۱۴ باب ۲۲ آیت + تھسلنیکیوں ۱ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت + افسیوں ۷ باب ۱۰ سے ۲۰ آیت + کرنتھیوں ۹ باب

۴۴ و ۲۵ آیت)

س۴۳ وعدہ کی ہوئی چیز سے اس جگہ کس وعدے کی طرف اشارہ ہے؟

ج یسوع کے پھر آنے کے وعدے کی طرف۔ جیسے لکھا ہے "اب بہت ہی تھوڑی مدت باقی ہے کہ آنے والا آئیگا اور دیر نہ کریگا" (دیکھو ۳۷ آیت)

س۴۴ اگر یہ کہا جائے کہ یہ وعدہ خاص روح القدس کے آنے کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اس غلط خیال کا کیا جواب ہے؟

ج یہ کہ بیشک روح القدس کے آنے کا وعدہ اور یسوع کے پیروؤں کو تسلی دینا یہ اس وعدے کے ایک معنے تو ہیں مگر اُن کے پورے معنے نہیں اس لئے کہ عبرانی مسیحیوں کو یہ خط روح القدس کے آنے کے پینتیس۳۵ برس بعد لکھا گیا تھا۔ تو بھی لکھنے والا کہتا ہے کہ جس کے آنے کا وعدہ ہے وہ آنے والا ہے۔ نہ کہ وہ آگیا ہے (دیکھو ۳۷ آیت مقابلہ کرو متی ۲۴ باب ۳۰ آیت + مرقس ۱۴ باب ۶۲ آیت + لوقا ۱۷ باب ۲۶ سے ۳۰ آیت + ۱۸ باب ۱ سے ۸ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۳ آیت)

س۴۵ خدا کا راستباز بندہ کس وسیلے سے جیتا رہیگا؟

ج ایمان سے (دیکھو ۳۸ آیت) اس لئے کہ یسوع پر ایمان لانا ہی پائدار اور پھل دار زندگی کی جڑ ہے اور اسی جڑ سے روزمرہ روحانی زندگی پرورش پاتی اور قائم اور پھل دار ہوتی اور بڑھتی رہتی ہے۔ (دیکھو رومیوں ۱ باب ۱۷ آیت + گلتیوں ۳ باب ۱۱ آیت + یوحنا ۱۵ باب ۱ سے ۸ آیت)

س۴۶ اگر کوئی اس ایمان سے ہٹ جائے تو کیا نتیجہ ہوگا؟

ج یہ کہ خدا کا دل اُس سے خوش نہ ہوگا (دیکھو ۳۸ آیت)

س ۴۷ یسوع پہ ایمان لاکر پھر جانے والوں کا آخری حال کیا ہوگا؟

ج وہ ہلاک ہونگے (دیکھو ۳۹ آیت)

س ۴۸ کتاب مقدس میں ایمان سے جو ایسے ہٹنے والے ہیں اُن کی چند نظیریں دو۔

ج پہلی نظیر یہوداہ اسکریوطی جو ہلاکت کا فرزند کہلاتا ہے۔ اِس لئے کہ گو اُس کا دل یسوع کی تعلیم سے روشن ہوگیا تھا۔ وہ خدا کے عمدہ کلام کا ذائقہ چکھ چکا تھا۔ اور علاوہ اِس کے تین برس تک برابر یسوع کے رسولوں میں شمار کیا گیا اور رسولی خدمت میں حصہ پاتا تھا۔ اس پر بھی اس نے روپیہ کے لالچ سے یسوع کو اس کے دشمنوں کے حوالہ کیا۔ (دیکھو اعمال ۱ باب ۱۷ سے ۲۰ و ۲۵ آیت + یوحنا ۶ باب ۱۷ آیت + ۱۳ باب ۲۱ آیت) ایسے ہٹنے والوں کی اور نظیروں کا ذکر ذیل کی آیات میں پایا جاتا ہے (دیکھو عبرانیوں ۱۲ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + ۱-کرنتھیوں ۱ باب ۱۸ آیت + ۲-کرنتھیوں ۲ باب ۱۵ آیت + ۴ باب ۳ آیت + ۱۱ باب ۱۳ و ۱۵ آیت + فلپیوں ۳ باب ۱۸ و ۱۹ آیت + ۲-تھسلنیکیوں ۱ باب ۶ سے ۹ آیت + ۲ باب ۱۰ آیت + متی ۱۱ باب ۲۰ سے ۲۴ آیت + ۱- یوحنا ۵ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + مکاشفہ ۲۲ باب ۱۰ سے ۱۵ آیت)

س ۴۹ یسوع پر جو ایمان رکھنے والے ہیں اُن کا آخری حال کیا ہوگا؟

ج یہ کہ وہ اپنی جان بچائینگے۔ جیسا کہ لکھا ہے "جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے" (یوحنا ۳ باب ۳۶ آیت + ۵ باب ۲۴ آیت + رومیوں ۱ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + ۱ باب ۳ سے ۱۳ آیت + گلتیوں ۳ باب ۱۱ آیت + مکاشفہ ۲ باب ۱ سے ۷ و ۱۰ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۱۰باب ۱۹سے ۳۹آیت تک

۱۔ خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں داخل ہونے کی ایک ہی راہ ہے جو یسوع کی صلیبی موت کے خون سے کھولی گئی ہے۔ اُس راہ کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں۔ بنی آدم اپنے عملوں سے جو راہیں بنایا چاہتے ہیں وہ سب کچی اور نکمی ٹھہرتی ہیں۔ مگر جو راہ یسوع نے گناہوں کے کفارہ کے لیئے اپنے خون بہنے اپنی جان دینے سے کھولی وہ کل جہان کے گناہوں کے کفارہ کے لیئے کھولی گئی ہے اور کافی ہے۔ یہ کیا ہی بڑی خوشی کی خبر ہے۔ پس اے مسیح کے پاک بھائیو۔ جو راہ یسوع نے پردے یعنی اپنے جسم کے چھیدے جانے سے ہمارے لیئے کھول کر پاک اور مخصوص کی ہے ہم اُسے سچے دل اور پورے ایمان کے ساتھ پکڑ کے خدا کے حضور میں داخل ہوں اور اُس کی حمد و ستائش کریں۔

۲۔ موسوی شریعت کے مطابق یہ حکم تھا کہ ہارون کے بیٹوں کے پاک کیئے جانے کے لیئے اُن کے کان۔ ہاتھ اور پاؤں پر خطا اور سوختنی اور سلامتی کی قربانیوں کا لہو چھڑکا جائے اور اس طرح اُن کے گناہ ڈھلنپے جائیں اور وہ خدا کی عبادت اور خدمت کے لیئے تیار کیئے جائیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم جو مسیح کے خادم ہیں اپنے کانوں۔ ہاتھوں اور پاؤں کو اُس کی

خدمت کے لئے مخصوص اور پاک کریں۔ ہمیں اپنے دل سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ آیا ہمارے کان ایسے پاک کئے گئے ہیں کہ خدا کی آواز فوراً سن سکیں کیا ہمارے کان سننے کو ہمیشہ تیار ہیں؟ اور کیا ہمارے ہاتھ اور پاؤں اُس کی خدمت کرنے کو ہر وقت مستعد ہیں؟

۳۔ نئے عہد کی بڑی سے بڑی برکتیں یہ ہیں۔

(۱) پہلے یہ کہ خدا کے پاس آنے کی راہ ہر ایک شخص کے لئے یسوع کی موت سے کھولی گئی ہے۔

(۲) دوسری برکت یہ ہے کہ یہ راہ میرے نیک عملوں اور حیلے کرموں یا پُن پرتاپ سے نہیں بلکہ خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی صلیبی موت اور آسمان پر خدا کے حضور چڑھ جانے سے کھل گئی ہے۔

(۳) تیسری برکت یہ ہے کہ یسوع خدا کے گھر کا مختار ہے۔ اُس کا نام یسوع اس لئے ہے کہ وہ اپنے ایمان لانے والوں کو اُن کے گناہوں کے جُرم اور غلامی سے چھڑانے والا ہے۔ اے میرے دل۔ تو اپنی کمزوری اور نالائقی اور بے شمار گناہوں کے سبب سے نہ رُک جا اور نہ اُن کی طرف دیکھ۔ بلکہ خدا باپ کی طرف نگاہ کر کہ وہ مہربان باپ ہے۔ یسوع کی طرف دیکھ کہ وہ گناہ سے بچانے کے لئے تیار اور قادر ہے۔ روح القدس کی دبی ہوئی آواز سن لے۔ تینوں دل کے تجھ سے یہ کہتے ہیں۔ خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں شکستہ دل اور شکرگزاری کے ساتھ داخل ہو۔

۴۔ ان آیتوں میں نصیحت اور عبرت کی جو چند سنجیدہ باتیں ہیں اُن پر غور کرنا چاہیئے۔

(۱) پہلی نصیحت کی بات یہ ہے کہ ہم اپنی امید کے اقرار کو مضبوطی سے

عقائد رہوں (دیکھو ۲۳ آیت + عبرانیوں ۴ باب ۱۴ آیت)
(۲) دوسری نصیحت یہ ہے کہ میں دوسروں کا لحاظ رکھوں اِس تمنا اور امید سے کہ میں ان سے محبت کروں اور انہیں نیک کام کرنے کی ترغیب دوں (دیکھو ۲۴ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۱۲ باب ۸ سے ۱۰ آیت)
(۳) تیسری نصیحت یہ ہے کہ میں اپنے مسیحی بھائیوں کے ساتھ خواہ وہ کیسے ہی غریب اور کم علم کیوں نہ ہوں عبادت کرنے سے باز نہ آؤں (دیکھو ۲۵ آیت)
(۴) چوتھی عبرت کی بات یہ ہے کہ میں جان بوجھ کر کوئی گناہ نہ کروں یہ جان کر کہ اگر میں جان بوجھ کر گناہ کروں تو گناہوں کی کوئی اَور قربانی باقی نہیں رہی (دیکھو ۲۶ آیت)
(۵) پانچویں سنجیدہ نصیحت یہ ہے کہ میں اس بات کو نہ بھولوں کہ خدا اپنی اُمّت کی عدالت کریگا (دیکھو ۲۹ و ۳۰ آیت)
(۶) چھٹی نصیحت یہ ہے کہ میں یاد کروں کہ اس دنیا کے مال سے میری ایک بہتر ملکیت ہے۔ پس مَیں اپنی امید کے اقرار کی دلیری کو ہاتھ سے نہ دوں کیونکہ اُس کا بڑا اجر ہے (دیکھو ۳۴ و ۳۵ آیات)
(۷) ساتویں۔ مَیں اپنے آپ کو یہ بنیادی حقیقت یاد دلایا کروں کہ بیوفائی کرنے سے میرا نام بچتا ہے گا۔ اس ایمان سے خدا خوش ہوگا اور بدلہ دیگا (دیکھو ۳۸ و ۳۹ آیت)

۵- ان آیتوں میں نہ صرف بڑی سے بڑی برکتوں کے وعدوں ہی کی طرف اشارہ ہے مگر جو شخص ان برکتوں کے وعدوں کو ناچیز جانے اور یسوع کے خون کو عام آدمی کا خون خیال کرے اور جو کام روح القدس کی حرکت اور قدرت سے کئے جائیں ان کو دغابازی کے کام گنے۔ اُس شخص کے گناہوں کی معافی کی

کوئی راہ نہیں ۔ وہ اتنی بڑی نجات سے بے پروا ہوکر وقت بے وقت اپنے گناہوں کی واجب سزا پائیگا اور خدا کے حضور میں داخل نہ ہوگا (دیکھو ۲ سے ۱۳ آیت) اس سے ہمارے لئے یہ سنجیدہ نصیحت اور عبرت نکلتی ہے کہ ہر ایک گناہ سے باز آنا چاہیئے خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا گناہ کیوں نہ سمجھا جائے (اس صورت میں ہم جان بوجھ کر گناہ کے جال میں پھنس نہ جائینگے جیسے مسافر نے خواب میں دیکھا کہ بہشت کے دروازہ ہی سے ایک راہ جہنم کی طرف سے جاتی تھی ۔ ہمارہ زرہ بدن آخر تک خداوند کے سارے ہتھیار باندھ لو تاکہ تم ابلیس کے منصوبوں کے مقابلے میں قائم رہ سکو ۔ کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں لڑنی ہے بلکہ حکومت والوں اور اختیار والوں اور اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں ۔ اس واسطے تم خدا کے سارے ہتھیار باندھ لو تاکہ بُرے دن میں مقابلہ کر سکو ۔ اور سب کاموں کو انجام دے کر قائم رہ سکو (افسیوں ۶ باب ۱۱ و ۱۳ آیت مقابلہ کرو ۔ ۱ ۔ کرنتھیوں ۹ باب ۲۴ سے ۲۷ آیت + ۲ تھسلنیکیوں ۱ باب ۷ آیت + عبرانیوں ۱۲ باب ۱ سے ۴ آیت)

اے میرے دل جس حال میں تیرے گھر ، تیرے گاؤں اور تیرے جان پہچانوں اور تیری اُمت کے کتنے لوگ ان باتوں سے بے فکر اور بے خبر ہیں ۔ تجھے کیونکر چین حاصل ہو سکتا ہے ؟ تو اُن کے لئے فکرمند ہو اور اُن کے لئے پورے زور سے دعا کر ، اور رات دن دعا مانگتا رہ کہ کسی نہ کسی طرح سے تو اُن کو ہلاکت سے بچا سکے ۔ اگر وہ آگ سے جلتے ہوئے گھر کے اندر سوئے ہوتے تو کیا تو یہ فکر نہ کرتا کہ میں انہیں کیونکر جگاؤں اور بچاؤں ۔ شاید اُن میں سے تیرے کسی بھائی بہن یا بیٹے بیٹی

کی تھوڑی ہی مدت باقی ہو کہ وہ ہلاکت سے بچ جائے۔ جاگ جاگ اور اُن کے بچانے کے لئے دل اور دعاؤں سے اور محبت سے۔ ملامت اور کلام کی تلوار سے مسیح کی صلیب کی قوت اور قدرت سے۔ روح القدس کی ہدایت اور حمایت سے اُن کو جگانے اور بچانے کی کوشش کر یہاں تک کہ جو تیرے گھر یا جھنڈ کے ہوں تیری روح سے اُن کے لئے ایسی دعائیں اُٹھیں جیسے پولوس رسول کے دل سے اُس کے گھر والوں اور قوم والوں کے لئے پیدا ہوئیں۔"کہ میں مسیح میں سچ کہتا ہوں۔ جھوٹ نہیں بولتا اور میرا دل بھی روح القدس میں گواہی دیتا ہے کہ مجھے بڑا غم ہے اور میرا دل برابر دکھتا رہتا ہے۔ کیونکہ مجھے یہاں تک منظور ہوتا کہ اپنے بھائیوں کی خاطر جو جسم کے رُو سے میرے قرابتی ہیں میں خود مسیح سے محروم ہو جاتا۔" (رومیوں ۹ باب ۱ سے ۳ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۱۰ باب ۱۹ سے ۲۹ آیت تک

س ۱ خدا کے مقدس میں دخل پانے کی جو نئی اور زندہ راہ یسوع نے اپنے خون سے میرے لئے کھول دی کیا میں اُس سے داخل ہوتا ہوں یا کسی دوسری راہ سے داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں؟

س ۲ کیا خدا کے حضور میں داخل ہونے کی مجھے یہ دلیری ہے کہ یسوع

میرے سب گناہوں کے کفارہ کے لئے وہاں حاضر ہے؟

س۳ کیا میں محبت اور نیک کاموں کی ترغیب دینے کے لئے دوسروں کا لحاظ رکھتا ہوں؟ یا یہ کہ اُن میں جو کمی ہے صرف اُن کی نکتہ چینی کرتا ہوں؟

س۴ کیا میں جان بوجھ کر کوئی گناہ کرتا ہوں؟ وہ گناہ کیا ہے؟ کیا میں اپنے دل کو خوف نہ دلاؤں کہ اگر میں فوراً ایسے گناہوں کو ترک نہ کرونگا تو خدا کی روح رنجیدہ ہو کر مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیگی؟

س۵ جن مسیحیوں کے ساتھ اُن کے مسیحی ہو جانے کے سبب سے مخالفوں کی بدسلوکی ہوتی ہے کیا میں اُن سے ہمدردی کرتا ہوں؟ جب میرا مال اِس لئے لوٹا جائے کہ میں مسیحی ہوں تو کیا میں اپنے مال کا لوٹا جانا خوشی سے منظور کرتا ہوں اِس خیال اور لحاظ سے کہ میرے پاس ایک بہتر اور دائمی ملکیت ہے؟

س۶ کیا میں یقین کرتا ہوں کہ یسوع پھر آئیگا اور جب وہ ظاہر ہوگا تو میرے پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلالی بدن کی صورت پر بنائیگا؟ اَے میرے دل تو اِس یقین اور مبارک اُمید سے کبھی ہٹ نہ جا۔

دعا

عبرانیوں ۱۰ باب ۱۹ سے ۳۹ آیت تک

اے خداوند یسوع۔ تُو خدا کے گھر کا مختار ہے۔ آسمان و زمین کا سارا اختیار تجھے دیا گیا ہے۔ تو مجھے اپنے اختیار میں لے اور مجھے ہر طرح کے گناہ سے بچا۔ مجھے اپنی پاک روح کے سپرد کر کہ میں اُس کا خادم ہوں۔ یہاں تک کہ میرے کان اُس کی دبی ہوئی آواز سنتے رہیں اور میرے ہاتھ پاؤں اور زبان بالکل اُس کے تابع ہوں۔ یہ میرے دل کی خواہش اور میرے دل کی اُمید ہے۔ یہ تیرے لئے پھل لانے کی اُمید میری روزانہ دعا ہے۔ اے خداوند۔ تُو میرے لئے یہ دعائیں کر۔ اور اپنے نام کے جلال کے اور اپنے چھوٹے جھنڈ کی ترقی اور برکت کے لئے یہ دعا سُن لے۔ آمین۔

حصہ اُنیسواں

عبرانیوں ۱۱باب ۱ سے ۱۹ آیت تک

(۱) اب ایمان اُمید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے (۲) کیونکہ اُسی کی بابت بزرگوں کے حق میں اچھی گواہی دی گئی (۳) ایمان ہی سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ عالم خدا کے کہنے سے بنے ہیں۔ یہ نہیں کہ جو کچھ نظر آتا ہے ظاہری چیزوں سے بنا ہو (۴) ایمان ہی سے ہابل نے قائن سے افضل قربانی خدا کے لئے گزرانی۔ اور اُسی کے سبب اُس کے راستباز ہونے کی گواہی دی گئی۔ کیونکہ خدا نے اُس کی نذروں کی بابت گواہی دی۔ اور اگرچہ وہ مرگیا ہے تاہم اُسی کے وسیلے سے اب تک کلام کرتا ہے (۵) ایمان ہی سے حنوک اُٹھا لیا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے اور چونکہ خدا نے اُسے اُٹھا لیا تھا اِس لئے اُس کا پتہ نہ ملا۔ کیونکہ اُٹھائے جانے سے پیشتر اُس کے حق میں یہ گواہی دی گئی تھی کہ یہ خدا کو پسند ہے (۶) اور بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔ اِس لئے کہ خدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہیئے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلا دیتا ہے (۷) ایمان ہی کے سبب سے نوح نے اُن چیزوں کی بابت

جو اُس وقت تک نظر نہ آتی تھیں ہدایت پاکر۔ خدا کے خوف سے اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لئے کشتی بنائی۔ جس سے اُس نے دُنیا کو مجرم ٹھہرایا اور اُس راستبازی کا وارث ہُوا جو ایمان سے ہے (۸) ایمان ہی کے سبب سے ابراہیم جب بلایا گیا تو حکم مان کر اُس جگہ چلا گیا جسے میراث میں لینے والا تھا۔ اور اگرچہ جانتا نہ تھا کہ میں کہاں جاتا ہوں تاہم روانہ ہوگیا (۹) ایمان ہی سے اُس نے وعدہ کئے ہوئے ملک میں اس طرح مسافرانہ طور پر بود و باش کی کہ گویا غیر ملک ہے اور اضحاق اور یعقوب سمیت جو اُس کے ساتھ اُسی وعدہ کے وارث تھے خیموں میں سکونت کی (۱۰) کیونکہ وہ اُس پائدار شہر کا اُمیدوار تھا جس کا معمار اور بنانے والا خدا ہے (۱۱) ایمان ہی سے سارہ نے بھی سِنّ یاس کے بعد حاملہ ہونے کی طاقت پائی۔ اِس لئے کہ اُس نے وعدہ کرنے والے کو سچّا جانا (۱۲) پس ایک شخص سے جو مُردہ سا تھا آسمان کے ستاروں کے برابر کثیر اور سمندر کے کنارے کی ریت کے برابر بے شمار اولاد پیدا ہوئی۔

(۱۳) یہ سب ایمان کی حالت میں مرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں مگر دور ہی سے اُنہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور اقرار کیا کہ ہم زمین پر پردیسی اور مسافر ہیں۔ (۱۴) جو ایسی باتیں کہتے ہیں۔ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اپنے وطن کی تلاش میں ہیں (۱۵) اور جس ملک سے وہ نکل آئے تھے۔ اگر اُس کا خیال کرتے تو اُنہیں واپس جانے کا موقع تھا (۱۶) مگر حقیقت میں وہ ایک بہتر یعنی آسمانی ملک کے مشتاق تھے اِسی لئے خدا اُن سے یعنی اُن کا خدا کہلانے

سے شرمایا نہیں چنانچہ اُس نے اُن کے لئے ایک شہر تیار کیا۔
(۱۷) ایمان ہی سے ابراہیم نے آزمائش کے وقت اضحاق کو نذر گذرانا۔
اور جس نے وعدوں کو سچ مان لیا تھا وہ اُس اکلوتے کو نذر کرنے
لگا (۱۸) جس کی بابت یہ کہا گیا تھا کہ اضحاق ہی سے تیری نسل کہلائیگی
(۱۹) کیونکہ وہ سمجھا کہ خدا مُردوں میں سے جلانے پر بھی قادر ہے۔
چنانچہ اُن ہی میں سے تمثیل کے طور پر وہ اُسے پھر ملا۔

ایمان کے معنے اور چار بزرگوں کے ایمان کا بیان

س ۱ جس ایمان سے ایمان رکھنے والا ہلاکت سے بچ جائے اور خدا کے حضور میں شکرگزاری اور سلامتی سے دخل پائے اُس ایمان کی خاصیتیں کیا ہیں؟

ج پہلی خاصیت یہ ہے کہ ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے (دیکھو پہلی آیت)

س ۲ اس جگہ میں اعتماد کے معنے کیا ہیں؟

ج اعتماد کے کئی ایک معنے ہو سکتے ہیں:-

(۱) پہلے یہ کہ جیسے گھر کے نیچے بنیاد ہوتی ہے ویسے ہی امید کی ہوئی چیزوں کی بنا ایمان ہے۔ وہ اُن کو سنبھالتا ہے۔ جب شک و شبہ مثل آندھی یا طوفان کے ان امید کی ہوئی چیزوں کو ہلاتا اور گراتا چاہے تو ایمان انہیں گرنے سے سنبھالتا اور قائم رکھتا ہے۔

(۲) اعتماد کے دوسرے معنے یقین۔ اعتبار یا تکیہ ہیں۔ ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا یقین دلا کر انہیں اعتبار کے لائق بناتا ہے۔ وہ امید کی ہوئی چیزوں کے نیچے گویا پشتہ یا تکیہ لگاتا ہے یہاں تک کہ ایمان رکھنے والے کو پورا پورا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ جس چیز کی اُمید اُس کے دل میں ہو وہ چیز اور اس کی امید دونوں ایمان کی قوت سے ایک ہی بات سمجھی جاتی ہیں۔ جیسے اگر کسی کے پاس بادشاہ کے وعدے کے ساتھ اس کی کچھ دستاویز اور بیعانہ بھی ہو تو وعدہ کی ہوئی چیز اور اُس کی دستاویز اور بیعانہ

سب ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔ پہلی آیت میں اعتقاد کے یہی معنے ہیں۔

س ایمان کی دوسری خاصیت کیا ہے؟

ج یہ کہ وہ اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔

س اِس آیت میں ثبوت کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ ایمان سے اَن دیکھی چیزوں کی حقیقت یہاں تک جانچی جاتی ہے کہ اُن چیزوں کی حقیقت اور سچائی کی نسبت سارا شک مٹ جاتا ہے مثلاً جب سونا آگ میں ڈالا جائے تو وہ یوں جانچا جاتا ہے کہ آیا وہ خالص سونا ہے یا نہیں۔ اُس آگ کی گواہی سے اِس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ خالص سونا ہے۔ اِسی طرح ایمان مثل آگ کے امید اور وعدہ کی ہوئی اور اَن دیکھی چیزوں کو آزما لیتا ہے اور گویا گواہی دیتا ہے کہ وہ سچ ہے۔ اِسی طرح ایمان کی گواہی سے ہر وعدہ یا اَن دیکھی چیز کا ثبوت ہوتا ہے۔ ایمان گویا کہتا ہے سانچ کو آنچ نہیں۔

س ایمان کو بدن کے کس عضو سے مثال دی جائے؟

ج دیکھی ہوئی چیزیں بدن کی آنکھوں سے ظاہر ہیں اور اَن دیکھی چیزیں ایمان کی آنکھوں سے۔

س پہلی آیت میں کون سی امید کی ہوئی اور اَن دیکھی چیزوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج اِس سارے خط کی جن امید کی ہوئی اور اَن دیکھی چیزوں کا ذکر ہے اُن سب کی طرف پہلی آیت میں اشارہ ہے۔

س بتاؤ کہ اِس خط کے پہلے باب میں کون سی اَن دیکھی چیزوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ عالم کے پیدا کئے جانے سے پہلے یسوع خدا کے سب پیدا ہوئے جلال میں رہا اور وہ خدا کے جلال کا پرتو تھا۔

(۲) دوسرے یہ کہ جتنے عالم یا زمانے ہوں خدا نے یسوع کے وسیلے سے انہیں پیدا کیا۔

(۳) تیسرے یہ کہ جس وقت خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اُس نے یہ ٹھہرایا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ سب نیست و نابود ہو جائینگے۔ وہ سب پوشاک کی مانند پرانے ہو جائینگے۔ مگر یسوع باقی رہیگا۔ اُس کے برس ختم نہ ہونگے۔ (دیکھو باب ۱ آیت ۱۱)

(۴) چوتھے یہ کہ ان دیکھی چیز جب تک کہ خدا یسوع کے سارے دشمنوں کو اُس کے پاؤں تلے کی چوکی نہ کر دے وہ خدا کی دہنی طرف بیٹھا رہیگا (دیکھو باب ۱ آیت ۱۳)

(۵) پہلے باب کی پانچویں ان دیکھی چیز یہ ہے کہ خدا کے سب فرشتے نہ صرف یسوع کو سجدہ کرتے بلکہ وہ نجات پانے والوں کی خدمت گزار روحیں ٹھہرتے ہیں۔ اور نجات پانے والوں کی خدمت کی خاطر بھیجے جاتے ہیں۔ ایمان لانے والے ان دیکھے یسوع کو دیکھ کر اپنے ایمان کی آنکھوں سے ان پانچ امید کی ہوئی اور ان دیکھی چیزوں کا اعتقاد اور اعتبار رکھتے ہیں اور یوں یہ سب ان دیکھی چیزیں ثبوت تک پہنچتی ہیں۔

س بتاؤ کہ اس خط کے دوسرے باب میں کون سی امید کی ہوئی اور ان دیکھی چیزوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ خدا نے آنے والے جہان کو فرشتوں کے تابع نہیں کیا بلکہ بنی آدم میں سے اُس آدمی کے جسے اُس نے فرشتوں سے تھوڑی دیر کے لئے کچھ ہی کم کیا۔ اُس پر جلال اور عزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اُسے اختیار بخشا۔ مگر اب تک ہم ان کی آنکھوں سے

سب چیزوں کو کسی آدمی کے تابع نہیں دیکھتے البتہ ایمان کی آنکھوں سے ہم یسوع کو دیکھتے کہ اُس پہ جلال اور عزّت کا تاج رکھا گیا ہے۔ اور خدا کے ہاتھوں کے کاموں پہ اُسے اختیار بخشا گیا ہے۔

(۲) پھر جسے موت پہ قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو اُس کے تباہ کر دئے جانے کی اُمید تو ہے مگر اب تک ہم صرف ایمان کے تجربہ سے اُس کی تباہی معلوم کرتے ہیں۔ جب یسوع پھر آئیگا تب ہی اُس کی پوری تباہی دکھائی دیگی اُس وقت تک اُس کی پوری پوری تباہی اُمید کی ہوئی بات ہے۔ اُس وقت تک یسوع پر ایمان رکھنے والوں کی نسبت ابلیس نخالف مغلوب ٹھہرتا ہے۔ جس کا ڈر مٹ گیا ہے۔

س ۹ اِس خط کے تیسرے اور چوتھے بابوں میں کون سی اُمید کی ہوئی اور اَن دیکھی چیزوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج یہ کہ جس نے سب چیزیں بنائیں وہ اِس جہان میں ایک اَن دیکھا یا نادیدنی گھر بنا رہا ہے۔ وہ گھر مسیح کی کلیسیا کہلاتا ہے۔ وہ اینٹوں یا پتھروں سے نہیں بنتا بلکہ یسوع پہ ایمان لانے والوں کی روحوں سے اُن کے لئے سبت کا آرام ہو سکتا ہے۔ یعنے جیسے کہ خدا باغ عدن میں پہلے آدمی سے خوش ہو کر اُس سے باتیں کرتا تھا ویسے ہی یسوع کی معرفت اُس کے پیرو خدا کے حضور میں سبت کے دن کے آرام میں دخل پا سکتے ہیں۔ خدا سے اکیلے باتیں کرنا ہی سبت کے دن کا آرام ہے۔

س ۱۰ اِس خط کے پانچویں چھٹے اور ساتویں بابوں میں جس اُمید کی ہوئی اور اَن دیکھی چیز کی طرف اشارہ ہے وہ بتاؤ۔

ج (۱) یہ بتلایا کہ جو اور جتنے کاہن موسوی شریعت کے موافق ہوں وہ سب موقوف کیئے جائینگے اور اُن کے بدلے میں ملک صدق کے طریقے کی شاہی کہانت کے موافق ایک کاہن نکلیگا۔ پھر جو وعدہ ابراہیم کو دیا تھا کہ اُس کی نسل سے تمام دنیا کے خاندان برکت پائینگے وہ زمانہ بزمانہ وقتاً فوقتاً پورا کیا جائیگا۔ جس ملک صدق کا بیان ان تین بابوں میں پایا جاتا ہے وہ یسوع کی پیش نشانی ہے (دیکھو ۵ باب ۱۰ آیت + ۶ باب ۲۰ آیت + ۷ باب ۱ سے ۱۵ آیت)

س ۱۱ اِس خط کے آٹھویں باب میں خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں آسمانی اور اَن دیکھی چیزوں کی جو نقلیں تھیں وہ کون سی چیزیں تھیں؟

ج عہد کا صندوق جس میں مَن سے بھرا ہوا ایک سونے کا مرتبان اور پھلا پھولا ہارون کا عصا اور عہد کی تختیاں تھیں۔ اور عہد کے صندوق کے اُوپر جلال کے کروبی تھے۔ یہ سب آسمانی اور اَن دیکھی چیزوں کی نقلیں تھیں۔

س ۱۲ اِس خط کے نویں باب کی چودھویں آیت پر ایمان سے غور کرنے سے کیا آسمانی اور اَن دیکھی بات نظر آتی ہے؟

ج چونکہ یسوع نے اپنے آپ کو ازلی روح کے وسیلے خدا کے سامنے بےعیب قربان کردیا۔ اب ایمان خدا باپ اور بیٹے اور ازلی روح۔ ان تینوں کو یسوع کی صلیب کے سایہ کی تاریکی میں آپس میں کلام کرتے ہوئے سنتا ہے۔ ایمان بدن کی آنکھیں بند کرکے خاموشی۔ شکستہ دلی اور بےبیان محبت کے ساتھ اُس صلیب کی تاریکی کے باہر کھڑا ہو کر سجدہ کرتا ہے۔

س ۱۳ اِس خط کے دسویں باب میں ایمان کون سی وعدہ کی ہوئی اور امید کی

ہوئی چیز دیکھ کر خوش ہوتا ہے ؟

ج یہ کہ یسوع آنے والا ہے ۔ ایمان اپنی دیدگاہ پہ کھڑا ہو کر اُس کے آنے کی انتظاری کیا کرتا ہے ۔ اُس کا آنا ایمان کی مبارک امید کہلاتا ہے (دیکھو اعمال ا باب ۱۱ آیت + ۱ ۔ یوحنا ۳ باب ۱ سے ۳ آیت + طیطس ۲ باب ۱۳ آیت + ۲ ۔ تھسلنیکیوں ۲ باب ۸ آیت)

س ۴ دوسری آیت میں بزرگوں کا کیا ذکر ہے ؟

ج یہ کہ وہ اپنے پختہ ۔ ثابت قدم اور بے بدل ایمان کے سبب سے نیک نام اور مشہور ٹھہرے تھے ۔ اُن کے ایمان کی بابت زبور اور انبیاء کی کتابیں صاف گواہی دیتی ہیں کہ انہوں نے ایمان ہی کے سبب سے وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا تھا (مقابلہ کرو پیدائش ۱۲ باب سے ۴ آیت + اعمال ۷ باب ۲ سے ۷ آیت)

س ۵ دوسری آیت میں کن بزرگوں کی طرف اشارہ ہے ؟

ج بنی اسرائیل کے باپ دادوں کی طرف ۔

س ۶ اس گیارھویں باب میں اُن بزرگوں میں سے سات کے جو سب سے زیادہ نامور اور مشہور ہیں نام بتاؤ ۔

ج ہابل ۔ حنوک ۔ نوح ۔ ابراہیم ۔ یعقوب ۔ یوسف اور موسیٰ ۔

س ۷ ایمان ہی سے عالم کے بنائے جانے کی بابت ہم کیا معلوم کرتے ہیں ؟

ج یہ کہ عالم خدا کے کہنے سے بنے ہیں ۔ یہ نہیں کہ جو کچھ نظر آتا ہے ظاہری چیزوں سے بنا ہے ۔ (دیکھو تیسری آیت)

س ۸ اس ایمان اور یقین سے کہ عالم اور ظاہری چیزیں خدا کے کہنے سے بنی ہیں کیا نتیجے نکلتے ہیں ؟

(۱) پہلا یہ کہ عالم اور ساری چیزوں کو خدا نے پیدا کیا۔ نہ کہ خود بخود ہو گئیں۔ عالم اور ظاہری چیزوں کا خالق ایک ہی زندہ خدا ہے۔ (دیکھو پیدائش ۱ باب ۱ آیت)

(۲) دوسرا یہ کہ خدا نے کسی خاص وقت میں ان ساری ظاہری چیزوں کو پیدا کیا۔ وہ ازل سے نہ تھیں۔ اس سے یہ خیال کہ دو ازلی اصول ہیں یعنے ایک نیک اور دوسرا بد۔ باطل اور بے بنیاد ٹھہرتا ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ عالم اور ساری ظاہری چیزیں جب وہ پیدا ہوئیں پاک اور اچھی تھیں۔ اس لئے کہ ان کا خالق پاک ہے (پیدائش ۱ باب ۲۱ و ۲۵ و ۳۱ آیت)

(۴) چوتھا یہ کہ خدا اکیلا پرستش کے لائق ہے لہذا عالم اور ظاہری چیزوں کی پرستش کرنا بیجا اور گناہ ہے۔

(۵) پانچواں یہ کہ خدا اور ہے اور مخلوق اور۔ دونو بالکل جدا جدا ہیں جیسے کہ کاریگر اور اُس کی کاریگری۔ عالم اور ظاہری چیزیں خدا کے جز نہیں ہیں وہ اُس کی کاریگریاں ہیں۔

(۶) چھٹے یہ کہ خدا کی ان دیکھی صفتیں یعنے اُس کی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعے سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔

س ۱۹ عالم اور ظاہری چیزوں کی پیدائش سے کون سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

ج (۱) پہلے۔ جس حال میں خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ نر اور ناری ان کو پیدا کیا اور ان کو برکت دے کر زمین کی ساری چیزوں پر سرداری بخشی تو اس سے انسان کی بڑی قدر ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کسی فرشتے نہ کسی

اور اعلیٰ درجے کی مخلوق کے حق میں یہ لکھا ہے۔ لہٰذا انسان کی فوقیت سب پر ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ انسان کے اندر ایک روح ہے جو پیدائش کے وقت پاک تھی اور خدا سے صحبت رکھنے کی قابلیت رکھتی تھی۔

س ۲۰ نجات پانے والوں میں سے کس شخص کا نام پہلے آتا ہے؟

ج ہابل کا۔

س ۲۱ ہابل کے ماں باپ کون تھے؟ اور اُس کا بڑا بھائی کون تھا؟

ج پہلے آدمی اور اُس کی جورو یعنی آدم اور حوّا کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام قائن اور چھوٹے کا ہابل تھا۔ قائن کسان تھا اور ہابل بھیڑ بکری کا چرواہا (دیکھو پیدائش ۴ باب اور ۲ آیت)

س ۲۲ قائن اور ہابل خدا کے واسطے کیا کیا ہدیئے لائے؟

ج قائن اپنے کھیت کے حاصل میں سے خداوند کے واسطے ہدیہ لایا۔ اور ہابل بھی اپنی پہلوٹھی اور موٹی بھیڑ بکریوں میں سے لایا۔ اور خداوند نے ہابل کو اور اس کے ہدیئے کو قبول کیا۔ پر قائن کو اور اُس کے ہدیئے کو قبول نہ کیا۔ اِس لئے قائن نہایت غصّے اور ترشرو ہؤا (دیکھو پیدائش ۴ باب ۳ سے ۵ آیت)

س ۲۳ قائن اور ہابل کے ہدیہ میں کیا فرق تھا کہ خدا نے ایک کو قبول کیا اور دوسرے کو نہیں؟

ج خدا نے ہابل کے ہدیئے کو اس لئے قبول کیا کہ جو بھیڑیں وغیرہ اُس نے چڑھائیں وہ خداوند یسوع مسیح کی قربانی کی طرف اشارہ کرتی تھیں۔ اِس لئے خدا کی نظر میں وہ ہدیہ نہایت ہی پسندیدہ نظر آیا۔ اور خدا نے قائن

کا ہدیہ جو کھیت کے حاصل میں سے تھا قبول نہ کیا۔ اس لئے کہ وہ صرف
آدمی کی محنت یعنی اعمال کی طرف اشارہ کرتا تھا۔

س ۲۴ چوتھی آیت میں ابل کی قربانی کی فضیلت کا کیا ثبوت لکھا ہے؟

ج اس فضیلت کا کہ ایمان ہی سے ابل نے قائن سے افضل قربانی خدا کے
لئے گزرانی۔

س ۲۵ لکھا ہے کہ "اگرچہ ابل مرگیا ہے تاہم اُسی قربانی اور ایمان کے وسیلے سے
وہ اب تک کلام کرتا ہے"۔ وہ کیا کلام کرتا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ بغیر خون کی قربانی کے ہم خدا کے سامنے راستباز نہیں ٹھہر
سکتے۔

(۲) دوسرے یہ کہ سچی قربانی پر ایمان لائے بغیر ہم خدا کی روح سے
گواہی نہ پائیںگے کہ ہم خدا کے سامنے راستباز ٹھہرتے ہیں۔

(۳) تیسرا کلام یہ ہے کہ جو ایمان کا پھل ہوتا ہے وہ نہ سڑتا اور نہ مُرجھاتا
ہے۔ جس جڑ سے ابل کا ایمان پیدا ہُوا وہ اپنے وقت پر اور اُس وقت
سے زمانہ بزمانہ بروقتاً فوقتاً میوے لاتا رہا ہے۔ اُس کے پتے مُرجھاتے
نہیں۔ ابل کی موت کے پھل کی طرف یسوع نے اشارہ کرکے کہا کہ "جب
تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کے مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے۔ لیکن جب
مرجاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے۔ جو اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے اُسے کھو
دیتا ہے اور جو دنیا میں اپنی جان سے عداوت رکھیگا وہ اُسے ہمیشہ کی زندگی
کے لئے محفوظ رکھیگا"۔ (دیکھو یوحنا ۱۲ باب ۲۴ و ۲۵ آیت اور یوحنا ۱۱ باب
۲۳ سے ۲۷ آیت)

س ۲۶ پانچویں آیت میں کس دوسرے شخص کے ایمان کا بیان ہے؟

ج حنوک کے ایمان کا۔

س ۲۷ حنوک کے ایمان کا کیا ذکر ہے؟

ج (۱) پہلا یہ کہ ایمان ہی سے حنوک اُٹھا لیا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے۔

(۲) دوسرا یہ کہ خدا نے اُس کو اُٹھا لیا۔

(۳) تیسرا یہ کہ اُس کے اُٹھائے جانے سے پیشتر اُسے یہ گواہی دی گئی تھی کہ وہ خدا کو پسند آیا تھا۔

س ۲۸ پیدائش کی کتاب میں حنوک کے اِس دنیا سے زندہ اُٹھائے جانے کا جو حال لکھا ہے وہ بیان کرو۔

ج حنوک پینسٹھ برس کا ہُوا کہ اُس سے متوسلح پیدا ہُوا اور متوسلح کی پیدائش کے بعد حنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور اُس سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں اور حنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور غائب ہو گیا۔ اِس لئے کہ خدا نے اُسے لے لیا۔ (دیکھو پیدائش ۵ باب ۲۱ سے ۲۴ آیت)

س ۲۹ حنوک کے اِس بیان سے ہمیں کون سی باتیں معلوم ہوتی ہیں؟

ج (۱) یہ کہ حنوک جو پہلے آدمی یعنی آدم کی ساتویں پشت میں تھا کلیسیا کی پیش نشانی ہے۔ کلیسیا کسی نہ کسی دن حنوک کی مانند اُٹھائی جائیگی جیسے لکھا ہے "کیونکہ خداوند آپ دھوم سے مقرب فرشتہ کی آواز کے ساتھ خدا کا نرسنگا پھونکتے ہوئے آسمان پر سے اُتر آئیگا اور وہ جو مسیح میں ہو کے موئے ہیں پہلے جی اُٹھینگے۔ بعد اُس کے ہم جو جیتے چھوٹینگے اُن سمیت بدلیوں پر ناگہاں اُٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند سے ملاقات کریں۔ سو ہم خداوند کے ساتھ ہمیشہ رہینگے" (دیکھو ۱۔ تھسلنیکیوں ۴ باب

۱۶ و ۱۷ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ حنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی۔ یعنے جتنے دن ایک سال میں ہوتے ہیں اُتنے ہی سال وہ زمین پر رہا۔ سو یہ امر بھی مطلب سے خالی نہیں۔ بعض مسیحی عالم یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے ساتویں ہزار برس میں کلیسیا زمین سے اٹھائی جائیگی۔ ہم اس بات کے بارے میں ٹھیک ٹھیک کچھ نہیں بتا سکتے۔ نہ کوئی شخص اس دن کی بابت دریافت کر سکتا ہے۔ ہاں اتنا ضرور جانتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کی قیامت یکایک ہوگی ایک دم میں ایک پل میں۔ لہذا ہر وقت اُمید اور خوشی کے ساتھ اُس دن کا انتظار کرنا چاہئے۔

(۳) تیسرے یہ کہ حنوک کے احوال سے مسیحی دینداری کی صورت اور شرط ظاہر ہوتی ہے۔ خدا کے ساتھ ساتھ چلنا ہی دینداری کی بنیاد ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ حنوک عیال دار تھا۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ گرہستی یا خانہ دار خدا کا خادم نہیں ہو سکتا۔ حنوک کے احوال سے یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے۔ ابراہیم۔ موسےٰ۔ داؤد۔ پطرس وغیرہ سب شادی شدہ تھے۔ پولوس رسول اس بات کے بارے میں کیا فرماتا ہے "کیا ہم کو یہ اختیار نہیں کہ کسی دینی بہن کو بیاہ کر لئے پھریں۔ جیسے اَور رسول اور خداوند کے بھائی اور کیفاؔس کرتے ہیں" (دیکھو ۱۔کرنتھیوں ۹ باب ۵ آیت)

س ۳۰ کیا پاک نوشتوں میں کسی اَور شخص کے بھی آسمان پر اُٹھائے جانے کا بیان ہے؟

ج ہاں پرانے عہد کے دنوں میں ایلیاہ نبی کا (دیکھو ۲۔سلاطین ۲ باب ۹ سے ۱۱ آیت) اور نئے عہد کے دنوں میں یسوع کا (دیکھو لوقا ۲۴ باب

۵۰ و ۵۱ آیت + مرقس ۶ باب ۱۹ آیت + اعمال ۱ باب ۲ و ۹ سے ۱۱ آیت +
استھسلنیکیوں ۴ باب ۱۷ آیت)

س ۲۱ چھٹی آیت میں لکھا ہے کہ جو خدا کے پاس آنے والے ہیں اُن کو دو باتوں پر ایمان لانا چاہیئے۔ وہ کون سی دو باتیں ہیں؟

(۱) پہلی یہ کہ وہ یقین کریں کہ خدا موجود ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ وہ یقین کریں کہ خدا اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے (دیکھو پیدائش ۱۲ باب ۱ سے ۴ آیت + ۱۵ باب ۱ آیت + خروج ۲ باب ۱۴ آیت + متی ۶ باب ۶ آیت + ۷ باب ۷ سے ۱۴ آیت)

س ۲۲ خدا کا جو سب سے بڑا اجر ہے وہ کیا ہے؟

ج یہ کہ خدا ہمیں اپنے مقدس کی پاک ترین جگہ میں آنے جانے کا اختیار بخشیگا جو برکتیں اُس پاک ترین جگہ میں ملتی ہیں وہ عمدہ سے عمدہ ہیں۔

س ۲۳ ہابل اور حنوک کے ایمان کے ذکر کے بعد تیسرے کس کے ایمان کا ذکر ہے؟

ج نوح کے ایمان کا ذکر ہے۔

س ۲۴ نوح کے ایمان کا کیا ذکر ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ طوفان کی جن چیزوں کی بابت جو اُس وقت تک نظر نہ آتی تھیں اس نے ہدایت پاکر ایمان ہی کے سبب سے خدا کا خوف کھاکر اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لیئے کشتی بنائی (دیکھو ۷ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ اُس نے اپنے ایمان سے اور کشتی بنانے سے دنیا کو مجرم ٹھہرایا۔

(۳) تیسرے یہ کہ جو راستبازی ایمان سے ملتی ہے نوح اُس کا وارث ہوا۔

س ۲۵ پیدائش کی کتاب میں نوح کا کیا ذکر ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ حنوک کا پڑپوتا تھا۔ (دیکھو پیدائش ۵ باب ۲۲ سے ۲۹ آیت)
(۲) دوسرے اُس کے تین بیٹے تھے ۔ ۱۰ آیت ۔ مقابلہ کرو پیدائش ۵ باب ۳۲ آیت)
(۳) تیسرے وہ اپنے کرموں میں صادق اور کامل تھا اور خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ (دیکھو پیدائش ۶ باب ۹ آیت)
(۴) اور چوتھے خداوند نے اُس پر مہربانی سے نظر کی (دیکھو ۶ باب ۸ آیت)

س ۲۶ نوح کے دنوں میں آدمیوں کی برائی کہاں تک بڑھ گئی تھی؟

ج یہاں تک کہ "خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی۔ اور اُس کے دل کے تصور اور خیال روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں" (دیکھو پیدائش ۶ باب ۵ آیت + متی ۵ باب ۱۹ آیت + رومیوں ۳ باب ۲۳ آیت)

س ۲۷ خدا نے نوح کو زمین کے برباد ہونے کی کیا خبر دی؟

ج "اور دیکھ میں۔ ہاں میں ہی۔ زمین پر طوفان کا پانی لاتا ہوں کہ ہر ایک جسم کو جس میں زندگی کا دم ہے آسمان کے نیچے سے مٹاؤں اور سب جو زمین پر ہیں مر جائیں گے" (دیکھو پیدائش ۶ باب ۱۷ آیت)

س ۲۸ اور خدا نے نوح اور اس کے گھرانے کو اُس طوفان سے بچانے کے لئے کیا تدبیر نکالی؟

ج یہ کہ وہ اپنے تئیں اور اپنے کل گھرانے کو بچانے کے لئے کشتی بنائے۔

س ۲۹ نوح کی فرمانبرداری کا کیا ذکر ہے؟

ج یہ کہ نوح نے خدا کے حکم کے بموجب کشتی بنائی اور وہ سب کچھ جو خدا نے فرمایا تھا بجا لایا (دیکھو پیدائش ۷ باب ۵ آیت)

س۳۰ کیا کتابِ مقدس کے علاوہ کسی اور قوم کی کتابوں یا روایتوں میں بھی ایسے بڑے طوفان کا ذکر پایا جاتا ہے؟

ج ہاں پایا جاتا ہے۔ طوفان کی نسبت بابل کی روایتوں کی چند باتیں پاک نوشتوں کے بیان سے بہت موافقت رکھتی ہیں۔

س۳۱ اگر کوئی کہے کہ اس طوفان کا بیان صرف ایک کہانی ہے تو اس کا کیا جواب ہونا چاہئے؟

ج یہ کہ مسیح نے اس کو کہانی یا قصہ نہیں سمجھا لیکن صاف صاف اس کو ایک حقیقی واقعہ بتایا۔ اس نے کہا کہ "جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابنِ آدم کا آنا بھی ہوگا۔ کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے آگے کھاتے پیتے۔ بیاہ کرتے۔ بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا۔ اور نہ جانتے تھے جب تک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا۔ اسی طرح ابنِ آدم کا آنا بھی ہوگا" (دیکھو متی ۲۴ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت + لوقا ۱۷ باب ۲۶ و ۲۷ آیت)

س۳۲ جب نوح اور اس کا گھرانا بسلامتی کشتی سے نکلا تو اس نے پہلے کیا کام کیا؟

ج تب نوح نے خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا اور سارے پاک چرندوں اور پاک پرندوں میں سے لے کر اس مذبح پر سوختنی قربانی چڑھائی (پیدائش ۸ باب ۲۰ آیت)

س۳۳ کن باتوں میں ہابل۔ حنوک اور نوح کی سرگزشت یسوع کی پیش خبری اور پیشین گوئی ہے؟

ج (۱) ہابل کی موت مسیح کی موت کی پیش نشانی ہے۔ وہ اگرچہ راستباز تھا تو بھی اس کے بھائی نے ناخوش ہوکر اسے مار ڈالا۔

(۲) حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور آخر کار آسمان پر زندہ اُٹھا لیا گیا۔ اسی طرح مسیح بھی آسمان پر زندہ اُٹھایا گیا۔

(۳) نوح نے اپنے کل گھرانے کو طوفان کی بربادی سے بچایا۔ جتنے اُس کے تھے وہ سب بچ گئے۔ اسی طرح جتنے مسیح کے ہیں وہ اُنہیں ہلاکت سے بچائیگا۔

یہ تینوں شخص ہابل۔ حنوک اور نوح مسیح کی موت اور اُس کے آسمان پر چڑھ جانے اور اِس زمانے کے آخری وقت تک اُس کی دوسری آمد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

س ۴ آٹھویں آیت میں ابرہام کے ایمان کا کیا ذکر ہے؟

ج یہ کہ خدا نے اُسے جس ملک کو جانے کا حکم دیا تھا وہ حکم کو مان کر اُس ملک کو چلا گیا۔

س ۵ خدا نے ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ اپنے ملک اور گھر والوں کو چھوڑ جائے اِس کا بیان کرو۔

ج اُس کا بیان پیدائش کی کتاب میں یوں لکھا ہے "اور خدا نے ابراہیم کو کہا تھا کہ تو اپنے ملک اور اپنے قرابتیوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے اُس ملک میں جو میں تجھے دکھاؤنگا نکل چل۔ اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤنگا اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کرونگا۔ اور تو ایک برکت ہوگا۔ اور اُن کو جو تجھے برکت دیتے ہیں برکت دونگا اور اُس کو جو تجھ پر لعنت کرتا ہے لعنتی کرونگا۔ اور دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائینگے سو ابراہیم خداوند کے کہنے کے موافق روانہ ہوا" (دیکھو پیدائش ۱۲ باب ۱ سے ۴ آیت)

س جب ابراہیم ننانوے برس کا ہوا تو اُس کا نام بدلا گیا۔ اُس کے بدل جانے کا حال بیان کرو۔

ج "تب ابراہیم منہ کے بل گرا اور خدا اُس سے ہم کلام ہو کے بولا کہ دیکھ میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تُو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام پھر ابرام نہ کہلایا جائیگا بلکہ تیرا نام ابراہیم ہوگا۔ کیونکہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ ٹھہرایا" (پیدائش ۱۷ باب ۴ و ۵ آیت)

س کیا یہ وعدہ کہ ابراہیم بہت قوموں کا باپ ہوگا پورا ہو گیا؟

ج ہاں بہت سی بڑی بڑی قومیں آج تک ابراہیم کو اپنا باپ کہتی ہیں۔

س جس ملک کو خدا نے ابراہیم کو جانے کا حکم دیا وہ کیا کہلاتا ہے؟

ج ملکِ موعود جسے ابراہیم میراث میں لینے والا تھا۔ (دیکھو ۸ آیت)

س ابراہیم نے اس وعدہ کئے ہوئے ملک میں کس طور پر بود و باش کی؟

ج مسافرانہ طور پر کہ گویا غیر ملک کے ہے (دیکھو ۹ آیت)

س اس نے وعدہ کئے ہوئے ملک میں خیموں میں سکونت کرنے سے اپنی کیا امید ظاہر کی؟

ج یہ کہ وہ اُس بنیاد والے اور پائدار شہر کا امیدوار تھا جس کا معمار اور بنانے والا خدا ہے (دیکھو ۱۰ آیت اور مقابلہ کرو ۱۲ باب ۲۲ آیت + ۱۳ باب ۱۴ آیت + مکاشفہ ۲۱ باب ۱۰ سے ۲۷ آیت)

س لکھا ہے کہ جس شہر کا معمار اور بنانے والا خدا ہے ابراہیم اُس شہر کا اُمیدوار تھا۔ اس کا کیا ثبوت ہے؟

ج یہ یسوع کی گواہی سے ثابت ہے چنانچہ لکھا ہے "تمہارا باپ ابراہیم میرے دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش تھا چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہوا" (دیکھو

یوحنا ۸ باب ۵۶ آیت)

س ۵۲ ابراہیم کی بیوی سرہ کے ایمان کا کیا بیان ہے؟

ج یہ کہ اُس نے وعدہ کرنے والے کو سچا جانا (دیکھو ۱۱ آیت)

س ۵۳ سری کے نام کے بدل جانے کا بیان کرو۔

ج پیدائش کی کتاب میں لکھا ہے کہ "خدا نے ابراہیم سے کہا کہ تیری جورو سری جو ہے سو اُس کو سری مت کہا کر بلکہ اُس کا نام سرہ (جس کے معنے شہزادی ہے) اور میں اُسے برکت دونگا اور اُس سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشونگا یقیناً میں اُسے برکت دونگا کہ وہ قوموں کی ماں ہوگی اور ملکوں کے بادشاہ اس سے پیدا ہونگے"
(دیکھو پیدائش ۱۷ باب ۱۵ و ۱۶ آیت)

س ۵۴ جو وعدے خدا نے ابراہیم سے اسماعیل اور اضحاق کے حق میں کئے تھے۔ کیا وہ پورے ہو گئے؟

ج ہاں پورے ہو گئے (مقابلہ کرو پیدائش ۱۷ باب ۱ سے ۲۰ آیت + ۲۱ باب ۱۲ سے ۲۴ آیت + ۲۵ باب ۱۲ سے ۱۶ آیت + ۲۶ باب ۱ سے ۵ آیت)

س ۵۵ جو وعدہ بارھویں آیت میں درج ہے کہ "ایک شخص سے جو مُردہ سا تھا آسمان کے ستاروں کے برابر کثیر اور سمندر کے کنارے کی ریت کے مانند بے شمار اولاد پیدا ہوئی۔ کیا وہ وعدہ پورا ہو گیا ہے؟

ج ہاں یہ وعدہ عجیب طور سے پورا ہوا گو جس وقت ابراہیم سے یہ وعدہ ہوا اس وقت اُس کا کوئی بیٹا نہ تھا تو بھی آج کل ابراہیم کی اولاد کو کون گن سکتا ہے؟ یعنی یہودی مسیحی اور محمدی سب ہم آواز ہو کر ابراہیم کے نام کی بڑائی کرتے ہیں۔ یسوع بھی جسم کے اعتبار سے ابراہیم کی نسل سے پیدا ہوا (دیکھو رومیوں ۹ باب ۵ سے ۲۵ آیت + گلتیوں ۳ باب ۲۲

سے ۱۶ آیت + فلپیوں ۲ باب ۹ سے ۱۱ آیت)

س ۵۶ تیرھویں آیت میں لکھا ہے کہ یہ سب ایمان کی حالت میں مرے - یہ کن کی طرف اشارہ ہے؟

ج ابراہیم ۔ سرہ ۔ اضحاق اور یعقوب کے ایمان کی طرف اشارہ ہے۔

س ۵۷ اُنہوں نے کون سی وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں مگر دُور ہی سے اُنہیں دیکھ کر خوش ہوئے؟

ج یہ کہ جس وقت ابراہیم اپنے ملک اور اپنے گھروالوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے نکل پڑا تو جو جو وعدے اُس وقت اُس کو دئے گئے نہ اُس نے اور نہ اُس کے بیٹے اضحاق نے اور نہ اُس کے پوتے یعقوب نے یہ وعدہ کی ہوئی چیزیں پائیں مگر دور ہی سے ایمان کی آنکھوں سے اُنہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور یہ خوشی اُن وعدہ کی ہوئی چیزوں کا بیعانہ یا پہلا پھل ٹھہرا (مقابلہ کرو یوحنا ۸ باب ۵۶ آیت)

س ۵۸ اُنہوں نے کیا اقرار کیا؟

ج یہ کہ ہم زمین پر پردیسی اور مسافر ہیں - ابراہیم نے یہ اقرار کیا (دیکھو پیدائش ۲۳ باب ۴ آیت) اضحاق نے بھی یہ اقرار کیا (دیکھو پیدائش ۲۸ باب ۴ آیت) یہی اقرار یعقوب نے بھی کیا - (دیکھو پیدائش ۴۷ باب ۸ سے ۱۰ آیت مقابلہ کرو زبور ۳۹ کی ۱۲ آیت + ۱۱۹ کی ۱۹ و ۵۴ آیت + ۱ - پطرس ۲ باب ۱۱ آیت)

س ۵۹ وہ اس اقرار سے کیا ظاہر کرتے تھے؟

ج یہ کہ جس ملک میں ہم رہتے ہیں وہ ہمارا وطن نہیں ہے - ہم اپنے وطن کی تلاش میں ہیں (دیکھو ۱۴ آیت)

س ابراہیم اضحاق اور یعقوب حقیقت میں کس ملک کو اپنا وطن جان کر اُس کے

دیکھنے کے مشتاق تھے ؟

ج (۱) وہ ایک آسمانی بہتر ملک کے دیکھنے کے مشتاق تھے۔

(۲) وہ ایمان کی آنکھوں سے اُس ملک کے دیکھنے والے اور رہنے والے تھے (۱۶ آیت)

س ۶۱ کس لئے خدا ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کا خدا کہلانے سے نہ شرمایا؟

ج اس لئے کہ انہوں نے خدا کی وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائی تھیں تاہم ایمان کی آنکھوں سے دور ہی سے دیکھ کر خوشی منا کر یہ اقرار کیا کہ ہم ایک بہتر آسمانی پائدار ملک کے مشتاق ہیں۔ لہٰذا خدا اس سے نہ شرمایا کہ ان کا خدا کہلائے۔

س ۶۲ خدا نے ایسے پردیسیوں کے لئے کیا تیار کیا ہے ؟

ج اُس نے اُن کے لئے ایک شہر تیار کیا ہے۔ اور اُس شہر کا معمار اور بنانے والا خدا ہے (مقابلہ کرو ۱۰ و ۱۶ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۱ سے ۳ آیت + ۱ کرنتھیوں ۱ باب ۷ آیت + فلپیوں ۳ باب ۲۰ آیت + افسیوں ۲ باب ۱۹ آیت + مکاشفہ ۲۱ باب ۲ و ۱۰ اور ۱۴ آیت)

س ۶۳ ابراہیم کے ایمان کی سب سے بڑی جانچ یا آزمائش کیا تھی ؟

ج یہ کہ وہ اپنے بیٹے اضحاق کو نذر گذرانے۔

س ۶۴ پیدائش کی کتاب کے بائیسویں باب میں ابراہیم کو اپنے بیٹے اضحاق کو سوختنی قربانی کے طور پر چڑھانے کے لئے کیا حکم لکھا ہے ؟

ج یہ کہ "تب خدا نے کہا کہ تو اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے اضحاق کو لے اور زمین موریہ میں جا اور اُسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤنگا سوختنی قربانی کے لئے چڑھا۔

(دیکھو پیدائش ۲۲ باب ۲ آیت)

س ۶۵ ابراہیم نے یہ حکم پاکر کیا کیا؟

ج تب ابراہیم نور کے تڑکے اُٹھا اور اپنے گدھے پر چار جامہ کسا اور اپنے ساتھ دو جوان اور اپنے بیٹے اضحاق کو لیا اور سوختنی قربانی کی لکڑیاں چیلیں اور اُٹھ کر اُس جگہ کو جو خدا نے اُسے فرمائی تھی چلا (دیکھو ۳ آیت)

س ۶۶ ابراہیم نے اپنے نوکروں سے کیا کہا؟

ج "تیسرے دن جب ابراہیم نے اپنی آنکھ اٹھا کر اُس جگہ کو دور سے دیکھا تو اُس نے اپنے جوانوں سے کہا تم یہاں گدھے پاس رہو۔ میں اِس لڑکے کے ساتھ وہاں تک جاؤنگا اور سجدہ کرکے پھر تمہارے پاس آؤنگا" (دیکھو پیدائش ۲۲ باب ۴ و ۵ آیت)

س ۶۷ جب ابراہیم اور اضحاق راستے میں جا رہے تھے تو اُن میں کیا گفتگو ہوئی؟

ج "اور ابراہیم نے سوختنی قربانی کی لکڑیاں لے کے اپنے بیٹے اضحاق پر رکھیں اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ میں لی اور دونو ساتھ ساتھ چلے تب اضحاق نے اپنے باپ ابراہیم سے کہا کہ اے میرے باپ! اُس نے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے میں حاضر ہوں۔ اُس نے کہا کہ دیکھ آگ اور لکڑیاں تو ہیں پر سوختنی قربانی کے لئے برہ کہاں ہے؟ ابراہیم نے کہا کہ اے میرے بیٹے خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برہ کی تدبیر کریگا۔ سو وہ دونو ساتھ ساتھ چلے" (دیکھو پیدائش ۲۲ باب ۶ سے ۸ آیت)

س ۶۸ جب ابراہیم اور اضحاق پہاڑ پر پہنچے تو ابراہیم نے کیا کیا؟

ج اور وہ اُس مقام پر جس کی بابت خدا نے اُسے کہا تھا پہنچے۔ تب وہاں ابراہیم نے ایک قربان گاہ بنائی اور لکڑیاں چُنیں اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور اُسے قربان گاہ میں لکڑیوں کے اوپر دھر دیا اور ابراہیم نے اپنا ہاتھ بڑھا کے چھُری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ وہیں خداوند کے فرشتے نے اُسے آسمان سے پکارا کہ اے ابراہیم! اے ابراہیم!! وہ بولا میں حاضر ہوں۔ پھر اُس نے کہا کہ تُو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑھا اور اُسے کچھ مت کہہ۔ اِس لئے کہ تو نے اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے کا مجھ سے دریغ نہ کیا۔" (دیکھو پیدائش ۲۲ باب ۹ سے ۱۲ آیت)

س ۶۹ خدا نے اضحاق کے بدلے میں کون سی قربانی موجود کی؟

ج تب ابراہیم نے اپنی آنکھیں اُٹھائیں اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ ایک جھاڑی میں اٹکے ہیں۔ تب ابراہیم نے جا کر اُس مینڈھے کو لیا اور اُس کو اپنے بیٹے کے بدلے میں سوختنی قربانی کے لئے چڑھایا۔ (دیکھو پیدائش ۲۲ باب ۱۳ آیت)

س ۷۰ خدا نے اُس وقت ابراہیم سے کیا عہد باندھا؟

ج "تب خداوند کے فرشتے نے دوبارہ آسمان پر سے ابراہیم کو پکارا اور کہا کہ خداوند فرماتا ہے اِس لئے کہ تُو نے ایسا کام کیا اور اپنا بیٹا اپنا اکلوتا ہی بیٹا دریغ نہ رکھا میں نے اپنی قسم کھائی کہ میں تجھے برکت دیتے ہی برکت دوں گا اور بڑھاتے ہی تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور دریا کے کنارے کی ریت کی مانند بڑھاؤں گا اور تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازے پر قابض ہوگی اور تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پائیں گی کیونکہ تو نے میری بات مانی۔" (دیکھو پیدائش ۲۲ باب ۱۵ سے ۱۸ آیت)

س ۱۲ ابراہیم کے اپنے پیارے بیٹے اضحاق کو سوختنی قربانی چڑھانے سے انکار نہ کرنے میں ہمارے لئے کیا کیا باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

ج (۱) پہلی یہ کہ اُس کا ایمان زندہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے لکھا ہے کہ ایمان ہی سے ابراہیم نے آزمائش کے وقت اضحاق کو نذر گزرانا۔ (دیکھو ۱۷ آیت)
(۲) دوسری یہ کہ خدا طرح طرح سے اپنے بندوں کے ایمان کو جانچتا ہے پہلے اُس نے ابراہیم کے ایمان کو یوں جانچا کہ اُس نے اُس کو حکم دیا کہ تو اپنے ملک اور اپنے قرابتیوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے اُس ملک میں جو میں تجھے دکھاؤنگا نکل چل۔ (پیدائش ۱۲ باب ۱ آیت) اور اُس نے اس حکم کو مانا۔

پھر خدا نے اسے حکم دیا کہ ملک کنعان میں مسافرانہ طور پر رہنا۔ خدا نے اُس کو وہاں زمین کا ایک قطعہ بھی نہیں دیا اُس نے اس حکم کو بھی مانا (دیکھو عبرانیوں ۱۱ باب ۹ سے ۵ آیت)

پھر خدا نے اُس کو سارہ سے ایک بیٹا دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس وعدہ کے پورا کرنے میں بہت برسوں تک دیری کی اور یوں بھی اُس کا ایمان جانچا اور آخر کو اِن سب آزمائشوں کے بعد جن میں وہ ثابت قدم نکلا۔ اس سخت آزمائش سے اُس کے ایمان کو جانچا۔ آج کل بھی خدا طرح طرح سے اپنے بندوں کے ایمان کو جانچ جانچ کر بڑھاتا اور مضبوط کرتا ہے۔

س ۱۳ اضحاق کی قربانی مسیح کی قربانی کی کن باتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے؟

ج (۱) پہلے ابراہیم نے اپنے پیارے بیٹے کو سوختنی قربانی کے لئے چڑھایا جیسے کہ خدا نے مسیح کو دیا (دیکھو یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت اور رومیوں

۵ باب ۱۲ آیت + ۱- یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت)

(۲) دوسرے اضحاق نے خوشی سے اپنے تئیں سوختنی قربانی کے لیئے دیا۔ اُس کی عمر قریباً پچیس برس کی تھی۔ اگر وہ راضی نہ ہوتا تو اُس کا باپ زبردستی اُسے نہ باندھ سکتا۔ مسیح نے بھی خوشی سے اپنے آپ کو قربانی کے لیئے دے دیا۔

س ۳ جس جگہ اضحاق قربانی کے لیئے باندھا گیا ابرہیم نے اُس جگہ کا کیا نام رکھا اور اُس کے معنے کیا ہیں؟

ج ۱۴ اور ابرہیم نے اُس مقام کا نام یہوواہ یری رکھا چنانچہ یہ آج تک کہا جاتا ہے کہ خداوند کے پہاڑ پر دیکھا جائیگا۔" (دیکھو پیدائش ۲۲ باب ۱۴ آیت) یعنی خداوند دیکھ لیگا یا مہیا کریگا۔

س ۴ خدا کے اس خطاب یعنی یہوواہ یری سے ہمیں کیا تسلی ملتی ہے؟

ج یہ کہ وہ آج اور کل اور ابد تک یکساں ہے۔ ہم کو ایسا دیکھتا ہے جیسا اُس وقت ابرہیم کو دیکھا اور ٹھیک وقت پر ہم کو یاد کرکے ہماری رہائی کی راہ کھولیگا۔ وہ ہم کو نہیں بھولتا۔

س ۵ اس باب کی اُنیسویں آیت میں یوں لکھا ہے کہ مُردوں میں سے تمثیل کے طور پر ابرہیم اضحاق کو پھر ملا۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ جس دن ابرہیم گویا مُردوں میں سے اضحاق کو پھر ملا اُس نے اُس وقت مثال کے طور پر مسیح کی موت اور پھر زندہ ہونے کا دن دیکھا اور خوش ہوا (دیکھو یوحنا ۸ باب ۵۶ آیت)

س ۶ جب خدا نے اضحاق کے ذبح کرنے کا حکم دیا تو ابرہیم کیا سمجھا؟

ج وہ یہ سمجھا کہ خدا مُردوں میں سے جلانے پر بھی قادر ہے۔ اس یقین سے

اُس کے دل میں یہ امید پیدا ہوئی کہ گو اضحاق مر بھی جائے خدا اُسے پھر زندہ کریگا۔ (دیکھو ۱۹ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۴ باب ۱۷ سے ۲۱ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۱۱ باب ۱ سے ۱۹ آیت تک

۱- ان آیتوں میں ایمان کی قدر اور قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ ہابل۔ حنوک۔
نوح اور ابراہیم نے ایمان کے وسیلے سے کتنی بڑی سے بڑی
برکتیں حاصل کیں۔ ہابل خدا کے لئے ایسی قربانی لایا کہ وہ مقبول ہؤا
ہاں وہ اس قربانی کے سبب سے خدا کے سامنے راستباز ٹھہرا اس
لئے کہ جو قربانی اُس نے گزرانی وہ مسیح کی قربانی کی طرف اشارہ کرتی
تھی۔ جس بھیڑ کا خون اُس نے گزرانا وہ خدا کی نظر میں اس لئے بیش
قیمت ٹھہرا کہ وہ مسیح کے خون کی پیش نشانی تھا (مقابلہ کرو پیدائش
۴ باب ۴ سے ۸ آیت)
حنوک مسیح کے چال چلن کی پیش نشانی تھا۔ اور پیدائش کی کتاب
میں دو دفعہ یہ ذکر آیا ہے کہ حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا (دیکھو
پیدائش ۵ باب ۲۲ سے ۲۴ آیت ۔ میکاہ نبی کی کتاب ۶ باب ۸ آیت ۔
ملاکی ۲ باب ۶ آیت)
حنوک کا زندہ آسمان پر اُٹھالیا جانا مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کی پیش
نشانی تھی نوح نے بھی ایمان ہی کے سبب سے اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لئے کشتی
بنائی اور اپنے اس ایمان سے نہ صرف اپنے گھرانے کو بچایا بلکہ دنیا کو مجرم بھی ٹھہرایا

ہابل۔ حنوک اور نوح یہ تین شخص مسیح کی موت اور موت کے بعد اُس کے جی اُٹھنے اور اُس کے بعد آسمان پر چڑھ جانے اور آخر کار اپنے سب ایمان لانے والوں کو ہلاکت سے بچانے کی مثالیں ہیں۔ یہ تین ہا جیسے مسیح کی صلیبی موت کے دن سے اُس کی دوسری آمد کے دن تک کی پیش نشانیاں ہیں۔ یہ کیا ہی عجیب بات ہے کہ مسیح کی موت سے سینکڑوں برس پہلے اُس کی موت۔ اُس کے آسمان پر چڑھ جانے اور اُس کے پھر آنے کی خبر ان تین شخصوں کے وسیلے سے تصویرانہ طور سے ظاہر کی جائے۔

۴۔ پاک نوشتوں کے پرانے اور نئے عہد ناموں میں ایسی عجیب موافقت اور یگانگت پائی جاتی ہے کہ دونو کا الہامی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جو باتیں ہابل۔ حنوک اور نوح کی بابت موسےٰ کی توریت کی پیدائش کی کتاب میں لکھی ہوئی ہیں اور جو باتیں انجیل مقدس میں اُن کے حق میں لکھی ہوئی ہیں اُن میں پوری موافقت ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ موسےٰ نے توریت میں مسیح کے دنیا میں آنے سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے ان تین شخصوں کی تواریخ لکھی اور اُن کے حق میں جو کچھ اُس نے لکھا وہ مسیح کی موت اور آسمان پر چڑھ جانے سے پورا ہو گیا۔ کیا موسےٰ نے اپنی عقل سے یہ عجیب باتیں نکالیں ؟ یا کیا اتفاقیہ یہ موافقت ہو گئی ؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے یہ صاف ظاہر ہے کہ خدا کی روح کی ہدایت سے یہ سب باتیں لکھی گئی تھیں۔

جس حال میں کہ ہابل اور حنوک دونو مسیح کی موت اور آسمان پر چڑھ جانے کی جو پیش نشانیاں ہیں وہ پوری ہو گئی ہیں تو کیا صفائی سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ مسیح کے دنیا میں پھر آنے کی جو پیش نشانی نوح ہے

وہ بھی مسیح کے پھر آنے کے وقت پوری ہو جائیگی ؟

۳۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان بے اعمال - بے اثر اور بے پھل نہیں رہتا جس قربانی سے خدا خوش تھا ہابل وہی قربانی لایا اور راستی سے گزرانا حنوک خدا کو حاضر و ناظر جان کر گویا اُس کو اپنا ساتھ چلنے والا جان کر اُس کو پسند آنے کی کوشش کرتا رہا۔ نوح نے طوفان سے اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لئے کشتی بنائی۔ ان تینوں نے اپنے اعمال سے اپنے ایمان کی سچائی اور پختگی ظاہر کی۔

ابراہیم کے ایمان سے کتنے پھل پیدا ہوئے ؟ (مقابلہ کرو۔ پیدائش ۱۵ باب ۶ آیت + ۲۔ تواریخ ۲۰ باب ۷ آیت + ۱۶ باب ۹ آیت + یشعیاہ ۴۱ باب ۸ آیت + رومیوں ۴ باب ۳ آیت + گلتیوں ۶ باب ۳ سے ۶ آیت + ۱۔ تھسلنیکیوں ۱ باب ۱ سے ۳ آیت + یعقوب ۲ باب ۲۱ سے ۲۳ آیت)

۴۔ کبھی کبھی ہمارا ایمان بھی جانچا جاتا ہے جیسے کہ طرح طرح سے ہابل۔ حنوک۔ نوح اور ابراہیم کا ایمان جانچا گیا۔ ایمان کا جانچا جانا خدا کی ناراضگی کا نشان نہیں بلکہ اس سے ایمان کی قدر اور سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ ایوب کا ایمان بھی جانچا گیا گو اُس کے حق میں لکھا ہے کہ "وہ کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا" (دیکھو ایوب کی کتاب ۱ باب ۱ و ۸ آیت)

۵۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان نجات پانے کا وسیلہ ہے۔ جیسے کہ بدن کی آنکھ روشنی پانے کا وسیلہ ہے ویسے ہی خدا پر ایمان لانا آسمانی روشنی پانے کا وسیلہ ہے۔ آنکھ اور روشنی میں موافقت ہے جیسے کہ

ایمان اور روحانی روشنی میں ہوتی ہے ۔ بدن کی آنکھ اور ہے اور سورج کی روشنی اور ۔ لیکن اگر آنکھیں نہ ہوں تو سورج کی روشنی سے اندھے کو اس کو جو اپنی آنکھوں کو بند کرے یا اُن پر پردہ ڈالے تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا یا بہت کم ہوتا ہے ۔ اسی طرح جس قدر کوئی چیز یا شخص ایمان لانے یا اعتبار کرنے کے لائق ہو اُسی قدر اُس شخص پر ایمان لانا فائدہ مند اور کارگر ہوگا ۔ مثلاً اگر کسی کا ایمان دغاباز آدمی پر ہو گو اُس پر اُس کا ایمان کامل ہو تو بھی اُس ایمان سے اُسے کچھ فائدہ نہ ہوگا ۔ بلکہ نقصان ہوگا ۔ جس معبود پر کسی کا اعتبار یا ایمان ہو تو جس قدر وہ معبود اعتبار کے لائق ہو اسی قدر اُس پر ایمان لانا فائدہ مند اور پھلدار ہوگا ۔ جب کسی کا ایمان اپنی راستی یا اپنے نیک کاموں پر ہو تو چاہیئے کہ وہ اپنی راستی اور دوسرے کی راستی کو جانچے کہ آیا خدا کی پاک نظر میں اُس میں کچھ داغ ۔ کمی یا کسر ہے یا نہیں ۔

اے میرے دل اپنی لیاقت اور صداقت پر نہیں اور نہ کسی دوسرے فانی آدمی کی لیاقت پر اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے اعتقاد رکھ ۔ خدا کا ہزار ہا شکر ہو کہ اُس نے آپ ہی تمام جہان کے گناہوں کے کفارہ کے لئے مسیح کو بخش دیا ۔ کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے ۔" (دیکھو یوحنا ۳ باب ۱۴ سے ۱۸ آیت)

۶۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ فانی دنیا ہمارا وطن نہیں ہے ۔ بلکہ ہم اُس پائدار شہر کے امیدوار ہیں جس کا معمار اور بنانے والا خدا ہے (دیکھو ۱۰ آیت) گو ہم دور ہی سے اُس آسمانی شہر کو دیکھتے ہیں تو بھی خوش ہو کر اُس کی طرف رُخ کر کے قدم بڑھاتے جائیں ۔ یہ کیا ہی بڑی خوشی کی

کی خبر اور تسلی کی بات ہے کہ جب ہم اس دُنیا سے کوچ کرینگے تو ہم اُس آسمانی وطن میں بخوشی دخل پائینگے۔ وہاں ہمارے آسمانی باپ کا گھر ہے۔ وہاں ہابل۔ حنوک۔ نوح اور ابرہام موجود ہیں۔ وہاں ہمارا منجی خداوند یسوع مسیح ہمارے لئے جگہ تیار کر رہا ہے۔ وہ اُس وقت ہم سے نہ شرمائیگا۔ بلکہ خوشی سے جس جگہ وہ خود ہے ہمیں بھی جگہ دیگا کاش کہ ہم ایمان کی آنکھوں سے جس شہر کو ابرہام نے دیکھا اور اس کی طرف بڑھتا گیا اور جس شہر میں وہ اب تک خدا کی بندگی اور خدمت کر رہا ہے اور جس مکان کو مسیح نے ہمارے لئے تیار کر رکھا ہے قوی اُمید کے ساتھ اُس میں دخل پانے کا انتظار کرتے رہیں (دیکھو ۱۰ سے ۱۶ آیات مقابلہ کرو یوحنا ۱۴ باب ۱ سے ۳ آیت + ۱ یوحنا ۳ باب ۱ سے ۲ آیت + فلپیوں ۳ باب ۲۰ و ۲۱ آیت + مکاشفہ کی کتاب ۲۱ باب ۱ سے ۷ آیت + ۲۲ باب ۱ سے ۵ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۱۱ باب ۱ سے ۱۹ آیت تک

س ۱ جو ایمان کہ اُمید کی ہوئی چیزوں کا اعتبار اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے کیا وہ میرے دل پر اثر کرتا اور میرے روزمرہ کے چال چلن میں سے ظاہر ہوتا ہے یا نہیں؟

س۲ جو قربانی گناہ کے کفّارہ کے لئے مسیح نے صلیب پر چڑھ کر گزرانی کیا میں اُسے اپنے گناہوں کے کفّارہ کے لئے کافی اور کامل سمجھ کر توبہ۔ ایمان اور اعتبار کے ساتھ قبول کرتا ہوں؟

س۳ کیا میں حنوک کی مانند خدا کو اپنے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے محسوس کرتا ہوں؟ کیا میں بھی خدا کے ساتھ ساتھ چلتا ہوں؟

س۴ جو میرے گھر۔ گاؤں یا شہر کے لوگ ہیں کیا میں ان کو ہلاکت سے بچانے کے لئے فکرمند ہوں؟ کیا میں اُنہیں مسیح کی خوشخبری سُناتا۔ ان میں یہ خوشخبری پھیلاتا۔ اور اُنہیں آگاہ کرتا ہوں کہ آج ہی نجات کا دن ہے؟ یا کیا میں اپنے اور اُن کے بچاؤ کا فکر نہیں کرتا؟

س۵ جو کچھ میرے دل میں سب سے زیادہ عزیز۔ بیش قیمت اور پیارا ہو۔ (خواہ وہ دولت یا عزت ہو خواہ بیٹا یا بیٹی) کیا میں مسیح کی خاطر یا اُس کی خدمت کے لئے یا اُس کی انجیل کے پھیلانے کی غرض سے اُسے چھوڑنے بخش دینے یا خدا کو نذر گزراننے کے لئے تیار ہوں؟

دعا

عبرانیوں ۱۱ باب ۱ سے ۱۹ آیت تک

اے روح القدس میرے دل کی آنکھیں کھول دے کہ جس پائدار شہر کا معمار اور بنانے والا خدا ہے میں اس میں دخل پانے کا مشتاق ہوؤں یہاں تک کہ اگر خدا مجھے ایسا حکم دے جیسا اُس نے ابراہیم کو دیا تھا کہ تُو اپنے قرابتیوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے میری خدمت کی خاطر نکل چل تو میں بھی اسے مانوں۔

اے خداوند یسوع میرے دل کی آنکھوں کو اپنے کلام اور روح سے کھول دے اور روشن کر کہ میں ایمان کی روشنی میں تیرے کلام کو پڑھوں اور جو کچھ مجھے کرنا ہے اور جس راہ پر مجھے چلنا ہے پہچانوں اور خوشی کے ساتھ اس پر چلوں۔ تیرا پاک نام لے کر میں یہ دعا مانگتا ہوں۔ آمین۔

حصہ بیسواں

عبرانیوں ۱۱باب ۲۰ سے ۳۰ آیت تک

(۲۰) ایمان ہی سے اضحاق نے ہونے والی باتوں کی بابت بھی یعقوب اور عیساؤ دونو کو دعا دی (۲۱) ایمان ہی سے یعقوب نے مرتے وقت یوسف کے دونو بیٹوں میں سے ہرایک کو دعا دی اور اپنے عصا کے سرے پر سہارا لے کر سجدہ کیا (۲۲) ایمان ہی سے یوسف نے جب وہ مرنے کے قریب تھا بنی اسرائیل کے خروج کا ذکر کیا اور اپنی ہڈیوں کی بابت حکم دیا (۲۳) ایمان ہی سے موسیٰ کے ماں باپ نے اُس کے پیدا ہونے کے بعد تین مہینے تک اُس کو چھپائے رکھا۔ کیونکہ اُنہوں نے دیکھا کہ بچہ خوبصورت ہے۔ اور وہ بادشاہ کے حکم سے نہ ڈرے۔ (۲۴) ایمان ہی سے موسیٰ نے بڑے ہوکر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا (۲۵) اِس لئے کہ اُس نے گناہ کا چندروزہ لطف اٹھانے کی نسبت خدا کی اُمت کے ساتھ میں بدسلوکی کا برداشت کرنا زیادہ پسند کیا (۲۶) اور مسیح کے لئے لعن طعن اُٹھانے کو مصر کے خزانوں سے بڑی دولت جانا۔ کیونکہ اُس کی نگاہ اجر پانے پر تھی (۲۷) ایمان ہی سے اُس نے بادشاہ کے غصے کا خوف نہ کرکے مصر کو چھوڑ دیا۔ اِس لئے کہ وہ اَن دیکھے کو گویا دیکھ کر ثابت قدم رہا۔

(۲۸) ایمان ہی سے اُس نے فسح کرنے اور خون چھڑکنے پر عمل کیا۔ تاکہ پہلوٹھوں کا ہلاک کرنے والا بنی اسرائیل کو ہاتھ نہ لگائے (۲۹) ایمان ہی سے وہ بحرِ قلزم سے اِس طرح گزر گئے جیسے خشک زمین پر سے۔ اور جب مصریوں نے یہ قصد کیا تو ڈوب گئے۔ (۳۰) ایمان ہی سے یریحو کی شہر پناہ جب سات دن تک اُس کے گرد پھر چکے تو گر پڑی (۳۱) ایمان ہی سے راحاب فاحشہ نافرمانوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوئی۔ کیونکہ اُس نے جاسوسوں کو امن سے رکھا تھا (۳۲) اب اور کیا کہوں؟ اتنی فرصت کہاں کہ جدعون اور باراق اور شمشون اور یفتاہ اور داؤد اور سموئیل اور اور نبیوں کا احوال بیان کروں؟ (۳۳) انہوں نے ایمان ہی کے سبب سے بادشاہتوں کو مغلوب کیا۔ راستبازی کے کام کئے وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے مُنہ بند کئے۔ (۳۴) آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلوار کی دھار سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زورآور ہوئے۔ لڑائی میں بہادر بنے۔ غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا (۳۵) عورتوں نے اپنے مردوں کو پھر زندہ پایا۔ بعض مار کھاتے کھاتے مر گئے۔ مگر رہائی منظور نہ کی۔ تاکہ اُن کو بہتر قیامت نصیب ہو (۳۶) بعض ٹھٹھوں میں اڑائے جانے اور کوڑے کھانے بلکہ زنجیروں میں باندھے جانے اور قید میں پڑنے سے آزمائے گئے (۳۷) سنگسار کئے گئے۔ آرے سے چیرے گئے۔ آزمائش میں پڑے۔ تلوار سے مارے گئے۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں۔ مصیبت میں۔ بدسلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے (۳۸) دنیا اُن کے لائق نہ تھی۔ وہ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھرا کئے (۳۹)

اور اگرچہ اِن سب کے حق میں ایمان کے سبب سے اچھی گواہی دی گئی۔ تاہم اُنہیں وعدہ کی ہوئی چیز نہ ملی (یعنی) اس لئے کہ خدا نے پیش بینی کرکے ہمارے لئے کوئی بہتر چیز تجویز کی تھی تاکہ وہ ہمارے بغیر کامل نہ کئے جائیں۔

ایمان کی قدر اور قدرت کی بارہ نظیریں

س ۱ ایمان سے اضحاق سے ہونے والی باتوں کی بابت یعقوب کو کیا دعا دی؟

ج اُس نے اُسے برکت دی اور کہا کہ دیکھ میرے بیٹے کی بو اُس کھیت کی بو کی مانند ہے جس میں خداوند نے برکت بخشی ہے (دیکھو پیدائش ۲۷ باب ۲۶ سے ۲۹ آیت + مقابلہ کرو استثنا ۷ باب ۱۳ آیت + ۳۳ باب ۱۳ و ۲۸ آیت + زکریاہ ۸ باب ۱۲ آیت پیدائش ۴۹ باب ۲۵ آیت + ۲ سموئیل ۱ باب ۲۱ آیت + یوئیل ۲ باب ۱۹ آیت + پیدائش ۱۲ باب ۳ آیت + گنتی ۲۴ باب ۹ آیت + ہوسیاہ ۱۴ باب ۵ و ۶ و ۷ و ۸ آیت)

س ۲ کھیت کی بو کی مانند جو برکت ہے وہ کیا ہے؟

ج کھیت کی بو سے وہ کھیت مُراد ہے جو پھل دار اور خوشنما اور خوشبودار ہے۔

س ۳ اضحاق کی اس دعا میں یعقوب اور اُس کی نسل کے لئے کون سی برکتیں شامل ہیں؟

ج یہ کہ جو ملک خدا انہیں دیگا وہ پھل دار خوشنما اور خوشبودار رہیگا۔

س ۴ کیا اس ملک کا یہ وعدہ یعقوب اور اُس کی نسل یعنی بنی اسرائیل سے پورا ہوگیا تھا؟

ج ہاں۔ جو ملک یعقوب اور اُس کی نسل بنی اسرائیل کو دیا گیا وہ ملکِ موعود کہلاتا ہے جس ملک میں ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب مسافرانہ طور پر بہت

برسوں تک رہے وہ ملک آخرکار خدا نے یشوع کے وسیلے سے بنی اسرائیل کے حوالے کیا۔

س جب خدا نے یشوع کو ملک موعود دینے کا وعدہ کیا تو اُس کو کیا حکم دیا؟

ج یہ کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر اس لئے کہ تو یہ سرزمین جس کی بابت میں نے اُن کے باپ دادوں سے قسم کھائی تھی کہ میں اُنہیں دونگا اس قوم کی میراث کر دیگا۔ فقط تو مضبوط ہو اور خوب دلاوری کر تاکہ تو اُس سب شریعت کے موافق جس کا میرے بندے موسیٰ نے تجھ کو حکم کیا دھیان کر کے عمل کرے۔ اُس سے دہنے یا بائیں ہاتھ کو مت پھر تاکہ تو ہر جگہ جہاں جہاں تو جاتا ہے کامیاب ہو۔ اس شریعت کی کتاب کا ذکر تیرے منہ سے جھوٹ نہ جائے۔ بلکہ تو رات دن اُس میں غور کیا کرے تاکہ تو اُس سب پر جو اُس میں لکھا ہے دھیان رکھ کے عمل کرے۔ تب تو اپنی راہ میں اقبال مند ہوگا۔ تب ہی تو کامیاب ہو جائیگا۔ (یشوع ۱ باب ۶ سے ۸ آیت)

س کب تک خدا بنی اسرائیل کے ساتھ رہا اور اُن کے ہاتھوں میں ملک موعود رہنے دیا؟

ج جو حکم خدا نے موسیٰ اور یشوع کی معرفت بنی اسرائیل کو دیا تھا۔ جب تک انہوں نے ان حکموں کو مانا تب تک جن برکتوں کے وعدے اضحاق نے یعقوب سے کئے تھے وہ پورے کئے گئے۔ مگر جب وہ ان حکموں کے ماننے سے غافل ہوئے وہ ملک موعود سے خارج کئے گئے۔ اور تمام روئے زمین پر تتر بتر کئے گئے۔ یہاں تک کہ اُن کے حق میں جو پیشین گوئیاں یرمیاہ نبی کی معرفت کی گئیں کہ وہ سب قوموں میں انگشت نما ہونگے۔ پوری ہوئیں اور ان دنوں بھی پوری ہو رہی ہیں جیسے کہ یرمیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے

اُس لئے رب الافواج یوں کہتا ہے چونکہ تم نے میری باتیں نہ سُنیں۔ دیکھ میں اُتر کے سارے گھرانوں کو اور اپنے خدمت گزار شاہ بابل نبوکد نضر کو بلا بھیجونگا خداوند کہتا ہے۔ اور میں اُنہیں اِس سرزمین اور اُس کے باشندوں پر اور اُن ساری قوموں پہ جو چوگرد ہیں چڑھا لاؤنگا اور اُنہیں بالکل نیست و نابود کرونگا اور انہیں جائے حیرت اور سیٹی بجانے کا باعث کرونگا اور وہ سدا ویرانہ رہینگے۔ بلکہ میں ایسا کرونگا کہ اُن کے درمیان خوشی کی آواز اور خرمی کی آواز دُولہے کی آواز اور دُلہن کی آواز چکی کی آواز اور چراغ کی روشنی باقی نہ رہے۔ اور یہ ساری سرزمین ویرانہ اور حیرانی کا باعث ہو جائیگی اور یہ قومیں ستر برس تک بابل کے بادشاہ کی غلامی کرینگی۔ اور ایسا ہوگا خداوند کہتا ہے کہ جب ستر برس پورے ہونگے میں بابل کے بادشاہ کو اور اُس قوم کو اور کسدیوں کی سرزمین کو اُن کی بدکاری کے سبب سزا دونگا۔ اور میں اُسے ایسا اُجاڑونگا کہ ہمیشہ تک ویرانہ رہے۔ ہاں میں اُس سرزمین پہ اپنی ساری باتیں جو میں نے اُس کی بابت کہیں لیتونگا وہ سب جو اس کتاب میں لکھی ہیں جو یرمیاہ نے نبوت کرکے ساری قوموں کو کہہ سنائیں پوری کرونگا۔ کہ اِن سے ہاں ان ہی سے بہت قومیں اور بڑے بادشاہ غلام کی سی خدمت لینگے۔ تب میں اُن سے اُن کے اعمال کے موافق اور اُن کے ہاتھوں کئے کاموں کے مطابق بدلہ لونگا۔ (یرمیاہ ۲۵ باب ۸ سے ۱۴ آیت مقابلہ کرو یرمیاہ ۲۹ باب ۹ و ۱۰ آیت + استثنا ۲۸ باب ۳۷ آیت + زبور ۴۴ کی ۱۱ سے ۱۴ آیت)

س کیا بنی اسرائیل کی بحالی کی کوئی اُمید ہے؟

ج ہاں قوی امید ہے۔ اس لئے کہ کتاب مقدس میں اُن کی بحالی کی صاف

پیشین گوئیاں ہیں۔ جیسے لکھا ہے "اے بھائیو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم
اپنے آپ کو عقلمند سمجھ لو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے
ناواقف رہو کہ اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہو گیا ہے اور جب تک غیر قومیں
پوری پوری داخل نہ ہوں وہ ایسا ہی رہیگا اور اس صورت سے تمام
اسرائیل نجات پائیگا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چھڑانے والا صیون سے نکلیگا
اور بے دینی کو یعقوب سے دفع کریگا۔ اور ان کے ساتھ میرا یہ عہد ہوگا
جب کہ میں ان کے گناہوں کو دور کر دونگا" (رومیوں ۱۱ باب ۲۵ سے ۲۷
آیت مقابلہ کرو ۲۔ سموئیل ۷ باب ۸ سے ۱۷ آیت + اعمال ۲ باب ۲۹ سے ۳۲
آیت + ۱۵ باب ۳ سے ۱۱ آیت + افسیوں ۱ باب ۲۲ و ۲۳ آیت + متی ۱ باب ۱
آیت + رومیوں ۱ باب ۳ آیت)

س بنی اسرائیل کی بحالی کب ہوگی؟

ج جب وہ خداوند یسوع پر جسے انہوں نے چھیدا نظر کر کے توبہ کرینگے
اور وہ اس کے لئے ماتم کرینگے۔ جیسا کہ زکریاہ نبی کی کتاب میں پیشین
گوئی ہے "اور میں داؤد کے گھرانے پر اور یروشلیم کے باشندوں پر
فضل اور مناجات کی روح برساؤنگا اور وہ مجھ پر جسے انہوں نے چھیدا
ہے نظر کرینگے اور وہ اس کے لئے ماتم کرینگے جیسا کوئی اپنے اکلوتے
کے لئے ماتم کرتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے تلخ کام ہونگے جس طرح سے
کوئی اپنے پہلوٹھے کے لئے تلخ کامی میں پڑتا ہے" (زکریاہ ۱۲ باب ۱۰ آیت
نیز مقابلہ کرو یوحنا کی انجیل ۱۹ باب ۳۷ آیت + لوقا ۱ باب ۳۲ و ۳۳ آیت +
یشعیاہ نبی کی کتاب ۷ باب ۱۴ آیت + ۹ باب ۶ و ۷ آیت + دانی ایل ۷ باب
۱۳ و ۱۴ آیت + زبور ۱۱۰ کی ۱ سے ۴ آیت + عبرانیوں ۱ باب ۸ آیت + اعمال

۵ باب ۱۹سے ۱۸ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۶ آیت)

س ۹ لکھا ہے کہ اضحاق نے عیساؤ کو بھی دعا دی (۲۰ آیت) وہ دعا کیا تھی؟

ج تب عیساؤ نے اپنے باپ سے کہا۔ کیا آپ پاس ایک ہی برکت ہے۔ اسے میرے باپ مجھے ہاں مجھے بھی برکت دیجئے اسے میرے باپ - اور عیساؤ چلا چلا کے رویا۔ تب اس کے باپ اضحاق نے جواب دیا اور اُسسے کہا کہ دیکھو زمین کی چکنائی سے اور اُوپر کے آسمان کی اوس سے تیرا قیام ہوگا اور تُو اپنی تلوار سے زندگی بسر کریگا اور اپنے بھائی کی خدمت کریگا اور یوں ہوگا کہ جب تُو تردد میں پڑیگا تو اُس کا جوا اپنی گردن پر سے توڑ کر پھینک دیگا" (پیدائش ۲۷ باب ۳۸ سے ۴۰ آیت)

س ۱۰ ۲۲ آیت میں لکھا ہے کہ ایمان ہی سے یعقوب نے مرتے وقت یوسف کے دونو بیٹوں میں سے ہر ایک کو دعا دی ۔ اُس کی دعا کا جو بیان پیدائش کی کتاب میں ہے بتاؤ -

ج یعقوب نے یوسف سے کہا کہ اب تیرے دو بیٹے افرائیم اور منسی جو تجھ سے مصر کی زمین میں پیشتر اس سے کہ میں مصر میں تجھ پاس آیا پیدا ہوئے میرے ہیں - وہ روبن اور شمعون کی طرح میرے ہونگے (دیکھو پیدائش ۴۸ باب ۵ آیت)

س ۱۱ یعقوب نے یوسف کے دو بیٹوں افرائیم اور منسی کو کون سا درجہ دیا؟

ج یہ کہ اگرچہ وہ مصر میں پیدا ہوئے تھے اور اُن کی ماں بھی مصری تھی تو بھی ان سے یعقوب کے بیٹوں کی طرح سلوک کیا گیا - جو درجہ انہوں نے اپنے باپ یوسف کی خاطر فرعون بادشاہ سے پایا اُس کا کچھ ذکر نہیں شاید اس کا سبب یہ ہے کہ ابرہیم ، اضحاق اور یعقوب کی نسل

اور بیٹوں میں شمار کیا جانا فرعون بادشاہ کے بیٹوں یا امیروں میں شمار کئے
جانے سے بہتر سمجھا گیا۔

س ۱۲ یوسف نے اپنے دو بیٹوں کے لئے کیا چاہا؟

ج یہ کہ میرے دو نو بیٹے اسرائیل میں شمار کئے جائیں۔ اس لئے وہ اُن کو اپنے باپ کے پاس الٰہی برکت پانے کی مراد سے لایا۔ اُس نے فرعون بادشاہ سے اپنے بیٹوں کے لئے کوئی بڑا رتبہ یا عہدہ نہ مانگا۔

س ۱۳ یوسف کے اس نمونے سے ہم مسیحی والدین کے لئے کیا ہدایت ہے؟

ج یہ کہ ہم اپنے بیٹوں کے لئے ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کے خدا کی طرف سے خاص روحانی برکتیں مانگیں۔

س ۱۴ یعقوب نے مرتے وقت یوسف سے کیا کہا؟

ج یہ کہ دیکھ میں مرتا ہوں۔ لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور تم کو تمہارے باپ دادوں کی زمین میں پھر لے جائیگا (دیکھو پیدائش ۴۸ باب ۲۱ آیت۔ مقابلہ کرو پیدائش ۴۹ باب ۲۹ آیت + ۵۰ باب ۲۴ آیت)

س ۱۵ یعقوب نے یوسف سے یہ کہا کہ خدا تم کو تمہارے باپ دادوں کی زمین میں پھر لے جائیگا۔ یہاں باپ دادوں کی زمین سے کس ملک کی طرف اشارہ ہے؟

ج ملک کنعان یعنے ملک موعود جس میں ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب مسافرانہ طور پر رہے تھے۔

س ۱۶ یعقوب کی اس پیشین گوئی سے کہ دیکھ میں مرتا ہوں لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور تم کو تمہارے باپ دادوں کی زمین میں پھر لے جائیگا کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) یہ کہ اگرچہ یوسف اور اُس کے بھائی مصر میں بہت آرام اور عزت

سے رہتے تھے اور فرعون بادشاہ ہر طرح سے اُن کی خاطر کرتا تھا تو بھی یعقوب کا دل ملکِ موعود کی طرف لگا تھا۔ اور وہ اُس کو مصر سے بہتر جانتا تھا۔

(۲) دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اگرچہ یعقوب مرنے پر تھا اور اپنے بیٹوں سے جُدا ہونے کو تھا تاہم اُس کو یہ تسلّی تھی کہ خدا اُن کے ساتھ ہوگا۔ اِس یقین سے ہمیں بھی تسلّی ہے کہ اگرچہ ہمارے والدین۔ رشتہ دار اور عزیز اور کلیسیا کے بڑے بڑے ہادی و حامی مرتے ہیں تو بھی خدا باقی ہے زندہ اور قادر ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔

س ۱۷ لکھا ہے کہ یعقوب نے مرتے وقت اپنے عصا کے سرے پر سہارا لے کر سجدہ کیا۔ اِس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ عمر رسیدگی کی کمزوری کے سبب سے اُس کو اپنے عصا سے سہارا لینا چاہئے تھا۔ یا یہ کہ عصا اُس کی عمر بھر کی مسافرت کا عام اور پُر مطلب نشان تھا۔ خط کے لکھنے والے نے مثال کے طور پر اُس کا ذکر کیا جس عصا پر یعقوب نے مرتے وقت سہارا لیا وہ اُس کی کل زندگی کی مسافرت کی یاد دلاتا تھا۔

س ۱۸ جب یعقوب مرنے کو تھا کیا اُس نے مصر کی زمین میں گاڑے جانے کی خواہش کی یا اپنے باپ دادوں ابرہام اور اضحاق کے گورستان میں دفنائے جانے کی؟

ج اُس نے اپنے بیٹے یوسف سے کہا کہ مجھ کو مصر میں مت گاڑیو میں اپنے باپ دادوں کے پاس سوؤنگا۔ اور اُن کے گورستان میں گاڑیو۔

س ۱۹ یعقوب نے کس لئے ملکِ کنعان یعنی ملکِ موعود میں گاڑے جانے کی

خواہش کی؟

ج اس لیئے کہ خدا نے ابرہام - اضحاق - یعقوب اور اُن کی اولاد کو ملک کنعان دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس سبب سے یعقوب کو یقین آیا کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ ملک کنعان میری اولاد کو دیا جائیگا۔ اُس نے اپنی اولاد کے پھر وہاں جانے کی نسبت امید رکھنے سے اپنا یقین ظاہر کیا۔

س ۲۰ کیا یعقوب کے بیٹوں نے اُس کی خواہش کے موافق اُس کو ملک موعود میں گاڑا؟

ج ہاں صاف لکھا ہے کہ یعقوب کے بیٹے اُسے کنعان کی زمین میں لے گئے اور اُسے مکفیلہ کے کھیت کے مغارے میں جسے ابراہیم نے گورستان کی ملکیت کے لئے عفرون حِتّی سے ممرے کے مقابل مول لیا تھا گاڑا۔ (دیکھو پیدائش ۵۰ باب ۱۳ آیت)

س ۲۱ کیا کنعان کی زمین میں یعنے بنی اسرائیل کے ملک موعود کے جس غارے میں ابراہیم - اضحاق اور یعقوب گاڑے گئے وہ مغارہ اب تک موجود ہے؟

ج ہاں یہودی مسیحی اور محمدی سب متفق الرائے ہیں کہ جو کھیت ابراہیم نے گورستان کے لئے مول لیا تھا اس میں ابراہیم - اضحاق اور یعقوب گاڑے گئے تھے۔ اور اُن کا مغارہ اب تک اسی قطعۂ زمین میں موجود ہے۔

س ۲۲ یعقوب کے ایمان کا سب سے بڑا اظہار کیا ہے؟

ج یہ کہ اُس نے جوانی ہی میں پہلوٹھے ہونے کے حقوق کی قدر ایمان ہی سے پہچانی اور اُس کا مشتاق ہوا۔ اُس کے بھائی عیسو نے پہلوٹھا

ہونے کے حقوق اور برکتیں نہ پہچانیں اور اِس لئے انہیں بیچ ڈالا۔ یعقوب
نے یقین کیا کہ جو وعدے ابراہیم اور اضحاق کو دئیے گئے وہ بیش قیمت
ہیں اور سب پورے ہونگے ۔

س ۲۳ کس وقت اور کس سبب سے یعقوب کا نام بدلا گیا اور اُس کو نیا نام اسرائیل
بخشا گیا؟ اور اُس کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی؟

ج جس وقت وہ اپنے بھائی عیساؤ کی دشمنی کے سبب سے جان کے خطرے
میں پڑ گیا اُس نے خدا سے دعا کرکے کہا کہ میں تجھے جانے نہ دونگا۔ مگر جب کہ
تو مجھے برکت دیوے۔ تب خدا نے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ وہ بولا
کہ یعقوب۔ تب خدا نے اُس سے کہا کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل
ہوگا کیونکہ تو نے خدا اور خلق پاس قوت پائی اور غالب ہوا۔ اور خدا نے اُسے
وہاں برکت دی اور یعقوب نے اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں
نے خدا کو روبرو دیکھا اور میری جان بچ رہی ہے اور جب وہ فنی ایل سے
گزرتا تھا تو آفتاب اُس پر طلوع ہوا۔ پہلوٹھا ہونے کا جو حق اور برکت یعقوب
نے دغا سے اپنے باپ کے ہاتھ سے لے لی تھی اب اپنے نام یعقوب
کے معنے محسوس کرکے توبہ اور دعا سے اُس نے حقیقی برکت پائی۔ اِس لئے
خدا نے اُس کا نام بدل دیا اور اُسے نیا نام اسرائیل بخش دیا (دیکھو پیدائش
۳۲ باب ۲۴ سے ۳۰ آیت مقابلہ کرو پیدائش ۳۲ باب ۲۸ آیت + ۳۵ باب ۱۰
آیت + زبور ۲۲ کی ۳ آیت + ۱۔ سلاطین ۱۸ باب ۳۱ آیت + ہوسیاہ ۱۲ باب
۴ سے ۶ آیت)

س ۲۴ جب یوسف مرنے کے قریب تھا اُس نے اپنا ایمان کس طرح سے ظاہر
کیا؟

ج دو طرح سے۔
(۱) پہلے اُس نے اپنے بھائیوں سے قسم لی کہ میں مرتا ہوں اور خدا یقیناً تم کو یاد کریگا اور تم کو اس زمین سے باہر اُس زمین میں جس کی بابت اُس نے ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب سے قسم کھائی ہے لے جائیگا۔
(۲) دوسرے اُس نے بنی اسرائیل سے قسم لے کر کہا۔ خدا یقیناً تم کو یاد کریگا اور تم میری ہڈیوں کو یہاں سے لے جائیو۔ (دیکھو پیدائش ۵۰ باب ۲۴ سے ۲۶ آیت)

س ۲۵ یوسف کی اِس آخری بات سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

ج یہ۔ اگرچہ وہ مصر کا حاکم اعلےٰ تھا تو بھی وہ ملکِ موعود کو زیادہ پیار کرتا تھا۔ اُس نے یہ نہ چاہا کہ میرا نام مصری ناموروں میں شمار کیا جائے بلکہ ابراہیم اضحاق اور یعقوب کے نام کے ساتھ جو وعدے خدا نے اُس کے باپ دادوں ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب سے کئے تھے اُس نے اُن میں حصہ دار ہونا چاہا۔ اُس نے ان وعدوں کو مصر کے خزانوں سے بڑی دولت جانا۔ اِس لئے اُس نے مرتے وقت اپنے بھائیوں سے یہ صاف کہا کہ "خدا یقیناً تم کو یاد کریگا اور تم میری ہڈیوں کو یہاں سے لے جائیو" (دیکھو پیدائش ۵۰ باب ۲۵ آیت)

س ۲۶ جب بنی اسرائیل موسےٰ کے دنوں میں مصر سے نکلے تو کیا وہ یوسف کے اِس حکم کے بموجب اُس کی ہڈیوں کو لے گئے؟

ج موسےٰ نے یوسف کی ہڈیاں ساتھ لیں۔ کیونکہ یوسف نے بنی اسرائیل کو تاکیداً قسم دے کے کہا تھا کہ "خدا یقیناً تمہاری خبرگیری کریگا۔ تم یہاں سے میری ہڈیاں لے جائیو" (دیکھو خروج ۱۳ باب ۱۹ آیت)

"اور یوسف کی ہڈیوں کو جنہیں بنی اسرائیل مصر سے اُٹھا لائے تھے اُنہوں نے سکم کے بیچ اُس زمین کے قطعہ میں جسے یعقوب نے سکم کے باپ حمور کے بیٹوں سے سو سکوں پر مول لیا تھا گاڑا سو وہ زمین بنی یوسف کی میراث ہوئی۔" (یشوع کی کتاب ۲۴ باب ۳۲ آیت)

س ۲۷ جب مصر میں نیا بادشاہ جو یوسف کو نہ جانتا تھا پیدا ہوا تو اُس نے بنی اسرائیل سے کیا سلوک کیا؟

ج "اُس نے اپنے لوگوں سے کہا دیکھو کہ بنی اسرائیل کے لوگ ہم سے زیادہ اور قوی تر ہیں۔ آؤ ہم اُن سے دانشمندانہ سلوک کریں۔ تا نہ ہو کہ جب وہ اور زیادہ ہوں اور جنگ پڑے تو وہ ہمارے دشمنوں سے مل جائیں اور ہم سے لڑیں۔ اور ملک سے نکل جائیں۔ اس لئے اُنہوں نے اُن پر خراج کے لئے محاصل بٹھائے تاکہ اُنہیں اپنے سخت کاموں کے بوجھوں سے ستائیں۔ اور اُنہوں نے فرعون کے لئے خزانہ کے شہر پتوم اور رعمسیس بنائے۔" (دیکھو خروج ۱ باب ۹ سے ۱۱ آیت)

س ۲۸ بنی اسرائیل کے واسطے اس دُکھ کا کیا نتیجہ ہوا؟

ج جتنا دُکھ بادشاہ نے اُن کو دیا اُتنا ہی وہ زیادہ تر بڑھے اور فراوان ہوئے۔ (خروج ۱ باب ۱۲ آیت)

س ۲۹ پھر فرعون بادشاہ نے بنی اسرائیلیوں کے ہلاک کرنے کے لئے اپنے سب لوگوں کو کیا حکم دیا؟

ج "یہ کہ اگر عبرانیوں میں سے کسی کے بیٹا پیدا ہو تو تم اُس کو دریا میں ڈال دو اور اگر بیٹی ہو تو زندہ رہنے دو۔" (خروج ۱ باب ۲۲ آیت)

س ۳۰ موسےٰ کے والدین بنی اسرائیل کے کس فرقے سے تھے؟

ج وہ دو قوابیوں کے گھرانے کے تھے۔ (خروج ۲ باب ۱ و ۲ آیت)

س ۳۱ جب موسٰے پیدا ہؤا تو اُس کے ماں باپ نے اُس کے پیدا ہونے کے بعد تین مہینوں تک اُسے کیوں چھپا رکھا؟

ج اس لئے کہ ملک مصر کے بادشاہ فرعون نے یہ سخت حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کے سب بیٹے مارے جائیں۔ سو موسٰے کے بچانے کے لئے اس کے ماں باپ نے تین مہینوں تک اُس کو اپنے گھر میں چھپا رکھا۔

س ۳۲ جب آگے کو موسٰے کے ماں باپ اُس کو چھپا نہ سکے تو اُنہوں نے کیا کیا؟

ج اُس کے ماں باپ نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اُس پر لاسا اور رال لگایا۔ اور لڑکے کو اس میں رکھا اور اُسے اُس میں ڈال کر دریا کے کنارے پر جھاؤ میں رکھ دیا (خروج ۲ باب ۳ آیت)

س ۳۳ کیا موسٰے کے ماں باپ نے اُس کے بچانے کی کوئی اَور تدبیر کی؟

ج ہاں اُس کی بڑی بہن کو دور سے دیکھنے کے لئے بھیجا۔ (خروج ۲ باب ۴ آیت)

س ۳۴ جب فرعون کی بیٹی غسل کرنے کو دریائے نیل پر اُتری تو اُس نے کیا دیکھا؟

ج اُس نے جھاؤ میں ٹوکرا دیکھ کر اپنی سہیلی کو بھیجا کہ اُسے اُٹھا لے۔ اور جب اُس نے اُسے کھولا تو لڑکے کو دیکھا۔ اُسے اُس پر رحم آیا اور بولی یہ کسی عبرانی کا لڑکا ہے (خروج ۲ باب ۵ و ۶ آیت)

س ۳۵ موسٰے کی بڑی بہن مریم نے فرعون کی بیٹی سے کیا عرض کی؟

ج یہ کہ میں جا کے عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تجھ پاس لے آؤں تاکہ وہ تیرے لئے اس لڑکے کو دودھ پلائے۔ فرعون کی بیٹی نے

اُس سے کہا کہ جا۔" (خروج ۲ باب ۸ آیت)

س ۴۶ موسےٰ کی بہن نے کس کو بلایا؟

ج موسےٰ کی ماں کو۔ "اور فرعون کی بیٹی نے اُس سے کہا کہ اس لڑکے کو لے اور میرے لئے دودھ پلا۔ میں تجھے اُجرت دیا کرونگی۔ اُس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا۔"

"جب لڑکا بڑھا تو وہ اُسے فرعون کی بیٹی کے پاس لائی۔ اور وہ اُس کا بیٹا ٹھہرا۔ اور اُس نے اُس کا نام موسےٰ رکھا۔ اور کہا اس سبب سے کہ میں نے اُس کو پانی سے نکالا" (دیکھو خروج ۲ باب ۹ و ۱۰ آیت) یعنے موسیٰ کے معنے پانی سے نکالا ہوا ہے۔

س ۴۷ موسےٰ کی پیدائش مسیح سے کتنے برس پہلے ہوئی؟

ج پندرہ سو برس پہلے۔

س ۴۸ موسےٰ نے فرعون کے گھر میں کون سی باتیں حاصل کیں؟

ج "اُس نے مصریوں کی تمام حکمت میں تربیت پائی۔ اور کلام اور کام میں صاحب اقتدار تھا" (دیکھو اعمال ۷ باب ۲۲ آیت)

س ۴۹ لکھا ہے کہ موسےٰ نے بڑے ہو کر فرعون کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا کیوں انکار کیا؟

ج (۱) اس لئے کہ وہ یہ سمجھا کہ جو درجہ فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے ہے وہ بڑا تو ہے۔ مگر جو اُس درجے کا لطف ہے وہ چندروزہ ہے اور وہ گناہ کا لطف ہے۔

(۲) وہ یہ سمجھا کہ ابراہیم۔ اضحاق۔ یعقوب اور یوسف کی اُمت کے ساتھ بد سلوکی کی برداشت کرنا اور لعن طعن سہنا مصر کے چندروزہ لطفوں اور مصر

کے خزانوں سے بڑی دولت ہے ۔

(۳) یہ کہ اُس کی نگاہ اجر پانے پر تھی ۔ جیسے ابراہیم اُس پائدار شہر کا امیدوار تھا جس کا معمار اور بنانے والا خدا ہے ۔ ویسے ہی موسےٰ بھی حقیقت میں ایک بہتر یعنے آسمانی ملک کا محتاج تھا (دیکھو ۱۱ باب ۱۰ اور ۱۶ آیت)

س۳ موسےٰ پر مصر کے بادشاہ کے غصہ کی وجہ کیا تھی ؟

ج یہ کہ جب موسےٰ بڑا ہوا تو وہ اپنے بھائیوں پاس باہر گیا اور ان کی مشقتوں کو دیکھا ۔ اور کیا دیکھا کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو اُس کے بھائیوں میں سے ایک تھا مار رہا ہے ۔ تب موسےٰ نے اُس مصری کو مار ڈالا (دیکھو خروج ۲ باب ۱۱ اور ۱۲ آیت) جب فرعون نے یہ سنا تو چاہا کہ موسےٰ کو قتل کرے ۔ تب موسےٰ فرعون کے حضور سے بھاگا اور مدیان کی زمین میں گیا ۔ (دیکھو خروج ۲ باب ۱۵ آیت)

س۴ موسےٰ کے مصر کو چھوڑنے اور مدیان کو جانے کی کیفیت سے کون کون سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں ؟

ج (۱) یہ کہ اب تک موسےٰ بنی اسرائیل کو ملکِ مصر سے ملک کنعان تک پہنچانے کے لئے تیار نہ تھا ۔ اُس نے مصر کے شاہی محل اور مکتبوں میں بہت کچھ سیکھا تھا تو بھی چند خوبیاں باقی تھیں جن کے حاصل کرنے کے لئے اُس کو بیابان میں اکیلا رہنا چاہئے تھا ۔ اُس نے مصر میں سرداری کا مزاج حاصل کیا تھا ۔ لیکن بیابان میں حلیمی کا مزاج سیکھنا باقی تھا ۔ بنی اسرائیل کا حاکم ہونے کے لئے شاہانہ اور حلیمانہ دونو طرح کے مزاج کی ضرورت تھی ۔ مگر اب تک موسےٰ میں صرف سرداری کا مزاج تھا ۔

(۲) جس تدبیر سے اُس نے بنی اسرائیل کی مصیبت کو دور کرنا چاہا یعنے ایک مصری حاکم کو مارنے سے وہ خدا کی نظر میں ناقص ٹھہری ۔ جیسے کہ

پطرس کی تلوار مسیح کی نظر میں ناقص ٹھہری جب کہ اُس نے تلوار سے مسیح کے دشمن کا کان اُڑا دیا اور یوں اُس کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچانا چاہا۔

س ۴۲ جب موسےٰ بڑا ہو کر فرعون بادشاہ کی بیٹی کا بیٹا کہلائے جانے پر غور کر رہا تھا کہ کیا میں ملک مصر کے بادشاہ کے گھرانے میں یہ بڑی سرفرازی قبول کروں یا خدا کی اُمّت کے ساتھ بدسلوکی اُٹھاؤں تو اِس دنیا کے نیک نورانی فرشتے یا عالم شخص نے اُس سے کیا کہا ہوگا؟

ج "کہا ہوگا کہ اے موسےٰ آپ بادشاہ کے محل میں بڑے اختیار پا کر خدا کی پست حال اور غریب اُمّت کی طرح طرح کی مدد کر سکینگے۔ آپ اِس اختیار کو اور بڑے درجے کو نہ چھوڑیں بلکہ ان غریب اسرائیلیوں کی مدد کے لئے اُسے استعمال میں لائیں۔

"اور کچھ عجب نہیں کیونکہ شیطان بھی اپنے آپ کو نورانی فرشتے کا ہم شکل بنا لیتا ہے" (۲ کرنتھیوں ۱۱ باب ۱۴ آیت)

س ۴۳ کیا ان دنوں میں بھی یہ نورانی فرشتہ یا دنیاوی شخص کلیسیا کے جوانوں سے یونہی نہیں کہتا؟

ج ہاں۔ جو بڑی ذات والے اپنے گھر سے اِس لئے نکالے جانے پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ یسوع کے شاگرد ہونے کو ہوتے ہیں تو اِس دنیا کا نورانی فرشتہ اُن سے یہ کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ۔ اپنی بڑی ذات اور درجہ مت چھوڑو۔ تم کلیسیا سے باہر رہ کر ان غریب ستائے ہوئے مسیحیوں کی زیادہ مدد کر سکوگے پس خفیہ شاگرد بنے رہو۔

س ۴۴ کتنے برس موسےٰ مدیان میں رہا۔ اور وہ وہاں کیا کام کرتا تھا؟

ج وہ چالیس برس تک مدیان میں اپنے سسر یترو کے جو مدیان کا کاہن

تھا جنگلے کی نگہبانی کرتا تھا (دیکھو خروج ۳ باب ۱ آیت)

س ۵۴ جن دنوں موسیٰ مدیان میں رہتا تھا اُن دنوں بنی اسرائیل ملک مصر میں کیسی
حالت میں رہتے تھے؟

ج مشقت سے آہیں بھرتے اور روتے تھے (دیکھو خروج ۲ باب ۲۳ آیت)

س ۵۵ کس نے اُن کا کراہنا سُنا؟

ج خدا نے اُن کا کراہنا سُنا اور اپنے عہد کو جو ابرہیم۔ اضحاق اور یعقوب کے
ساتھ تھا یاد کیا۔ اور خدا نے بنی اسرائیل پر نظر کی اور اُن کے حال کو معلوم کیا
(دیکھو خروج ۲ باب ۲۴ و ۲۵ آیت)

س ۵۶ خدا نے موسیٰ کو کیسا نظارہ دکھایا اُس کے عبرانی بھائیوں کو رہا کرنے کے
لئے تیار کیا؟

ج "خدا کا فرشتہ ایک بوٹے میں سے آگ کے شعلہ میں اُس پر ظاہر ہوا۔
اُس نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بوٹا آگ میں روشن ہے اور وہ
جل نہیں جاتا" (دیکھو خروج ۳ باب ۲ آیت)

س ۵۷ خدا نے اُس بوٹے کے اندر سے کیا کہا؟

ج "کہ میں تیرے باپ کا خدا اور ابرہیم کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب
کا خدا ہوں" (دیکھو خروج ۳ باب ۵ و ۶ آیت)

س ۵۸ جو جلتا ہوا بوٹا موسیٰ نے دیکھا اُس سے ہم پر کون سی باتیں ظاہر
ہوتی ہیں؟

ج (۱) جو نسبت خدا اپنی کلیسیا سے اور ہر زمانے میں اپنے بندوں سے
رکھتا ہے وہ اس جلتے ہوئے بوٹے سے ظاہر ہوتی ہے کہ خدا اپنے
بندوں کے بیچ میں رہتا ہے۔ اس لئے وہ آگ سے [illegible]

ہیں۔ (دیکھو یشعیاہ ۴۳ باب ۲ آیت)

(۲) یہ کہ موسےٰ نے خداوند کا یہ نظارہ فرعون بادشاہ کے محل میں نہیں بلکہ اُس محل کے چھوڑنے کے بعد بیابان میں پایا اگر موسےٰ فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار نہ کرتا تو وہ خدا کا یہ نظارہ نہ پاتا۔

(۳) وہ جلتا ہُوا بُوٹا مسیح کی کلیسیا کی پیش نشانی ہے۔ جیسے وہ بُوٹا آگ میں جلتا رہا مگر جل نہ گیا ویسے ہی مسیح کی کلیسیا اکثر دُکھ کی آگ میں رہتی ہے مگر جل نہیں جاتی (دیکھو دانی ایل ۳ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت)

س ۵۰ اِس جلتے ہوئے بُوٹے میں سے خدا نے موسےٰ کو مصر کے بادشاہ فرعون کے پاس جانے کا کیا حکم دیا؟

ج "اب دیکھ بنی اسرائیل کی فریاد مجھ تک آئی۔ اور میں نے وہ ظلم جو مصری اُن پر کرتے ہیں دیکھا ہے۔ پس اب تُو جا میں تجھے فرعون پاس بھیجتا ہوں۔ میرے لوگوں کو جو بنی اسرائیل ہیں نکال" (دیکھو خروج ۳ باب ۷ سے ۱۰ آیت)

س ۵۱ موسےٰ کے ایمان کی پختگی کن دو باتوں پر منحصر تھی؟

ج (۱) اُس کی نگاہ اجر پانے پر تھی۔ (دیکھو ۲۶ آیت)

(۲) اِس لئے کہ وہ گویا اَن دیکھے کو دیکھ کر ثابت قدم رہا (دیکھو ۲۷ آیت)

س ۵۲ ۲۸ آیت میں لکھا ہے کہ موسےٰ نے ایمان ہی سے فسح کرنے اور خون چھڑکنے پر عمل کیا۔ فسح کرنے اور خون چھڑکنے کے معنے کیا ہیں؟

ج (۱) یہ کہ جس رات بنی اسرائیل فرعون اور مصر کی غلامی سے چھوٹ گئے

ان کو خدا سے یہ حکم ملا کہ ہر ایک مرد اپنے اپنے باپ دادوں کے گھرانے کے مطابق ایک برہ گھر پیچھے اپنے لیئے لا تئے (مقابلہ کرو خروج کی کتاب ۱۲ باب ۳ آیت)

(۲) برہ بے عیب - نر اور ایک سال ہو - تم بھیڑوں سے یا بکریوں سے لیجیو (دیکھو خروج ۱۲ باب ۵ آیت)

(۳) اُس بے عیب برے کے لہو سے ان گھروں میں جہاں وہ اُسے کھائینگے اُن کے دروازے کے دائیں اور بائیں اور اُوپر کی چوکھٹ پر چھاپہ ماریں (دیکھو خروج ۱۲ باب ۷ آیت)

(۴) یہ کہ وہ اسی رات کو وہ بھُونا ہُوا گوشت بے خمیری روٹی کے ساتھ کڑوی ترکاری سمیت کھائیں -

س ۵۳ جن گھروں کی چوکھٹ کے اُوپر بے عیب برے کا لہو چھڑکا گیا تھا اُن کے رہنے والوں کو کیا فائدہ ہوا ؟

ج یہ کہ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ وہ خون تمہارے لیئے اُن گھروں پر جہاں جہاں تم ہو نشان ہوگا اور میں وہ لہو دیکھ کے تم سے درگذر کرونگا - (خروج ۱۲ باب ۱۳ آیت)

س ۵۴ خدا نے اس عید فسح کے پُشت در پُشت ماننے کے متعلق کیا حکم دیا ؟

ج یہ دن تمہارے لیئے ایک یادگاری ہوگا - اور تم خداوند کے لیئے اس دن میں یہ عید پُشت در پُشت کیجیو - اور اس عید کو ابد تک ہمیشہ کی رسم مقرر کیجیو - (دیکھو خروج ۱۲ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت)

س ۵۵ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو اس سوال کا کہ تمہاری اولاد تم سے پوچھیگی کہ تم اس عبادت سے کیا مقصد رکھتے ہو کیا جواب دینا سکھایا ؟ (دیکھو خروج

۱۲ باب ۲۶ و ۲۷ آیت)

ج یہ فسح کی قربانی خداوند کے لئے ہے جو مصر میں بنی اسرائیل کے گھروں پر سے گزرا جس وقت اُس نے مصریوں کو مارا اور ہمارے گھروں کو بچایا

(دیکھو خروج ۱۲ باب ۲۷ آیت)

س جس وقت بنی اسرائیل اپنے اپنے گھروں میں بے عیب برّے کا بھُونا ہُوا گوشت کھا رہے تھے اُس وقت فرعون اور مصریوں کے گھروں میں کیا ہو رہا تھا؟

ج خداوند نے آدھی رات کو مصر کی زمین میں سارے پہلوٹھے فرعون کے پہلوٹھے سے لے کر جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اُس قیدی کے پہلوٹھے تک جو قید خانے میں تھا چارپایوں کے پہلوٹھوں سمیت ہلاک کئے اور فرعون رات کو اُٹھا وہ اور اُس کے سب نوکر اور سارے مصری اُٹھے اور مصر میں بڑا نوحہ تھا کیونکہ کوئی گھر نہ رہا جس میں ایک نہ مرا ہو۔

(دیکھو خروج ۱۲ باب ۲۹ و ۳۰ آیت)

س کیا فرعون نے کچھ شکایت کی کہ خدا نے میرے ساتھ بے انصافی یا بے رحمی کی ہے؟

ج نہیں اس لئے کہ خدا نے بار بار موسےٰ کے ذریعے سے اُس کو اور اُس کے لوگوں کو وباؤں سے بچایا اور اُسے بار بار توبہ کرنے کا موقعہ دیا تھا مگر برعکس توبہ کے اُس نے اپنا دل سخت کیا تھا۔

س بنی اسرائیل جو اُس رات کو نکلے شمار میں کتنے تھے؟

ج اُن کے مرد سوا بڑے لڑکوں کے چھ لاکھ سے زیادہ تھے۔ (دیکھو خروج ۱۲ باب ۳۷ آیت + ۳۸ باب ۲۶ آیت + گنتی ۱ باب ۴۶ آیت)

س ۵۹ بنی اسرائیل کے شمار کے اس قدر بڑھنے سے کیا کیا باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟
ج یہ کہ خدا کی برکت اُن پر بکثرت نازل ہوئی تھی۔ جب یعقوب اس سے چھ سو تیس برس پہلے مصر میں آیا تھا تو اُس کے خاندان میں صرف ستّر جانیں تھیں اب اُس کے خاندان کا شمار سوائے لڑکوں اور عورتوں کے چھ لاکھ ہو گیا تھا۔ (دیکھو استثنا ۱۰ باب ۲۲ آیت)

س ۶۰ بنی اسرائیل کتنے برس تک مصر میں رہے تھے؟
ج چار سو تیس برس تک۔ (دیکھو خروج ۱۲ باب ۴۰ آیت)

س ۶۱ مصر کی غلامی کی پست حالی میں بنی اسرائیل کے عجیب طور پر اس قدر بڑھ جانے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟
ج یہ کہ جو وعدہ خدا نے ابراہیم سے کیا تھا کہ مَیں تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا وہ چار سو تیس برس بعد پورا ہونے لگا۔ اور وہ وعدہ مسیح میں جو ابراہیم کی نسل میں سے ہے بالکل پورا ہوگا۔

س ۶۲ عیدِ فسح اور عشائے ربانی میں کون سی باتوں میں موافقت اور مناسبت ہے؟
ج (۱) یہ کہ دونو ایک عجیب واقع کی یادگاری کے لئے مقرر ہوئیں۔ عید فسح اس بات کی یادگار ہے کہ بنی اسرائیل کس طور سے مصر اور فرعون کی غلامی سے چھوٹ گئے اور عشائے ربانی اس بات کی یادگار ہے کہ ہم جو مسیح پر ایمان لائے ہیں کس طور سے گناہ کی سزا۔ ہلاکت اور غلامی سے بچ گئے ہیں۔
(۲) یہ کہ جن واقعات کی وہ یادگار ہیں ان سے ذرا پہلے عید فسح اور عشائے ربانی مقرر ہوئیں۔ جس رات بنی اسرائیل نے مصر کی غلامی سے رہائی پائی عید فسح مقرر ہوئی اور جس رات مسیح پکڑوا دیا گیا اُس نے عشائے ربانی مقرر

کی۔

(۳) یہ کہ عید فسح میں مسیح کی موت ایک بے عیب برہ کی موت کے وسیلے سے ظاہر کی جاتی ہے اور عشائے ربانی میں روٹی اور انگور کے نچوڑے ہوئے رس سے۔

(۴) عید فسح مسیح کی پہلی آمد کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور عشائے ربانی اُس کی دوسری آمد کی طرف (دیکھو ا-کرنتھیوں ۱۱ باب ۲۶ سے ۲۸ آیت)

(۵) یہ کہ دونو مسیح کی موت کی قدر و قیمت۔ کیفیت اور تاثیر کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

(۶) یہ کہ دونو رسموں سے خداوند کے لوگوں کی یگانگت ظاہر کی جاتی ہے۔ خدا کے لوگ عید فسح اور عشائے ربانی کے وقت باہم مل کر کھاتے ہیں۔

س ۶۳ خدا نے بنی اسرائیل کے پہلوٹھوں کو اپنے لئے مقدس کرنے کا کیوں حکم دیا؟

ج اس لئے کہ جس رات مصری پہلوٹھے مارے گئے خدا نے اسرائیلی پہلوٹھوں کو بچایا۔ اُس نے اُن کو موت کے فتوے سے رہائی دی کیونکہ وہ خاص طور پر اُس کے تھے۔

س ۶۴ اسرائیلی پہلوٹھوں کا مقدس کرنا کس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے؟

ج یہ کہ جتنے مسیح کے وسیلے سے ابدی موت کے فتوے سے بچائے گئے وہ سب پہلوٹھوں کی کلیسیا کہلاتے ہیں (مقابلہ کرو عبرانیوں ۱۲ باب ۲۳ آیت +۱-کرنتھیوں ۶ باب ۲۰ آیت +افسیوں ۱ باب ۱۲ آیت + ۲ باب ۲۱ و ۲۲ آیت)

س ۶۵ جب مصر کے بادشاہ فرعون نے بنی اسرائیل کے بھاگ جانے کی خبر پائی تو اُس نے کیا کیا؟

ج اُس نے چھ سو گاڑیاں لے کر بنی اسرائیل کا پیچھا کیا (دیکھو خروج ۱۴ باب ۵ سے ۸ آیت)

س ۶۶ جب فرعون نزدیک پہنچا اور بنی اسرائیل نے آنکھیں اُوپر کیں اور مصریوں کو اپنے پیچھے آتے ہوئے دیکھا تو اُن کا کیا حال ہوا؟

ج اُن چھ سو گاڑیوں کو دیکھ کر وہ شدت سے ڈرے اور خداوند سے فریاد کی۔

س ۶۷ موسےٰ نے اُن کو کس طرح سے دلاسا دیا؟

ج اُس نے اُن سے کہا۔ خوف نہ کرو۔ کھڑے رہو۔ اور خداوند کی نجات دیکھو جو آج کے دن وہ تمہیں دیگا۔ کیونکہ اُن مصریوں کو جنہیں تم آج دیکھتے ہو تم اُنہیں پھر تا ابد نہ دیکھوگے۔ خداوند تمہارے لئے جنگ کریگا اور تم چُپ چاپ رہوگے (دیکھو خروج ۱۴ باب ۱۳ و ۱۴ آیت)

س ۶۸ جب موسےٰ نے خداوند کے آگے نالہ کیا تو خداوند نے کیا کہا؟

ج یہ کہ تو کیوں میرے آگے نالہ کرتا ہے۔ بنی اسرائیل سے کہہ کہ وہ آگے چلیں۔ تو اپنا عصا اُٹھا اور دریا پر اپنا ہاتھ بڑھا اور اُسے دو حصے کر۔ بنی اسرائیل دریا کے بیچوں بیچ میں سے سوکھی زمین پر سے ہو کر گزر جائینگے"

س ۶۹ خدا کے اس جواب سے کیا کیا باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

ج (۱) یہ کہ بعض وقت خدا کے آگے نالہ کرنا بیجا ہوتا ہے۔ جب ہم خدا کے حکم کے موجب چلتے ہیں تو خدا نہیں چاہتا کہ ہم اس وقت اُس کے آگے نالہ کریں۔ الٰہی حکم کی راہ میں آگے ہی آگے بڑھتے جانا خدا کو نہایت پسندیدہ

ہے۔

(۲) یہ کہ جب ہم خدا کے حکم کے مطابق بڑھینگے تو ہر ایک مشکل حل ہو جائیگی۔

س ۸ بنی اسرائیل کے بحیرۂ قلزم یعنے لہو کے سمندر سے پار ہو جانے کا حال بیان کرو۔

ج موسٰے نے دریا پہ ہاتھ بڑھایا اور خداوند نے سبب بڑی پوربی آندھی کے تمام رات میں دریا کو چلایا اور دریا کو سُکھا دیا۔ اور پانی کو دو حصے کیا۔ اور بنی اسرائیل دریا کے بیچ میں سے سوکھی زمین پہ ہوکر گزر گئے۔ اور پانی کی دیوار اُن کے دہنے اور بائیں تھی (دیکھو خروج ۱۴ باب ۲۱ و ۲۲ آیت)

س ۹ مصریوں کے لہو کے سمندر میں ڈوب جانے اور ہلاک ہونے کا حال بیان کرو۔

ج مصریوں نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا اور اُن کا پیچھا کرتے ہوئے وہ اور فرعون کے سب گھوڑے اور اُس کی گاڑیاں اور اس کے سوار دریا کے بیچوں بیچ تک آئے۔ اور خداوند نے موسٰے سے کہا اپنا ہاتھ دریا پر بڑھا تاکہ پانی مصریوں اور اُن کی گاڑیوں اور اُن کے سواروں پر پھر آئے اور موسٰے نے اپنا ہاتھ دریا پر بڑھایا اور دریا صبح ہوتے اپنی قوتِ اصلی پر لوٹا اور مصری اس کے آگے بھاگے اور پانی پھرا اور گاڑیوں اور سواروں اور فرعون کے سب لشکروں کو جو اُن کے پیچھے دریا کے بیچ آئے تھے چھپایا اور ایک بھی اُن میں سے باقی نہ چھوٹا۔ پر بنی اسرائیل خشک زمین پہ دریا کے بیچ میں چلے گئے اور پانی کی اُن کے دہنے اور بائیں دیوار تھی۔ سو خداوند نے اُس دن اسرائیلیوں کو مصریوں کے ہاتھ سے یوں بچایا (دیکھو خروج ۱۴ باب ۲۳ سے ۳۰ آیت)

س ۲۰۷ ثابت کرو کہ شاہِ مصر فرعون کے پہلوٹھوں اور مصریوں کے پہلوٹھوں کا ہلاک ہونا اور لال سمندر میں اُن کے لشکروں کا ڈوب جانا واجب تھا؟

ج (۱) اس لئے کہ شاہِ مصر فرعون نے اپنے لوگوں سے کہا کہ "دیکھو بنی اسرائیل کے لوگ ہم سے زیادہ اور قوی تر ہیں آؤ ہم اُن سے دانشمندانہ معاملہ کریں۔ اس لئے انہوں نے اُن پر خراج کے لئے محاصل بٹھلائے۔ تاکہ اُنہیں اپنے سخت کاموں کے بوجھوں سے ستائیں۔ اور فرعون نے اپنے سب لوگوں کو تاکید کر کے کہا کہ بنی اسرائیل میں جو بیٹا پیدا ہو تم اُسے دریا میں ڈال دو۔ اور جو بیٹی ہو جیتی رہنے دو" (مقابلہ کرو خروج ا باب ۸ سے ۱۱ آیت + اعمال ۷ باب ۱۹ آیت)

(۲) اس لئے کہ خدا نے موسےٰ اور ہارون کو فرعون کے پاس بھیجا کہ وہ اُس سے بنی اسرائیل کی آزادی مانگیں۔ لیکن فرعون نے اُن کی عرض نہ سُنی بلکہ برعکس اس کے زیادہ سختی اور بے رحمی کے ساتھ اُن سے بدسلوکی کی۔

(۳) اس لئے کہ خدا نے اس امر میں فرعون پر اپنی مرضی ایسے صاف طور پر ظاہر کی کہ اُسے شک کرنے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ بار بار بڑے بڑے معجزوں سے فرعون کی طرف اپنی ناراضگی ظاہر کی تھی۔ آخر کو جب اُس نے ایک بھی بات نہ مانی تو خدا نے اُس کے دل کو سزا کی راہ سے سخت کر دیا۔

(۴) اس لئے کہ فرعون کی توبہ جھوٹی تھی۔ خدا نے دس دفعہ اُس کو سزا دی اور اُس نے بار بار توبہ کی اور موسےٰ سے عرض کی کہ میرے لئے شفاعت کرو تو بھی اُس نے پھر ویسا ہی گناہ کیا۔ (دیکھو خروج ۸ باب ۱۵ و ۱۹ و ۳۲ آیت + خروج ۹ باب ۷ و ۳۴ و ۳۵ آیت + ۱۰ باب ۱۱ و ۱۶ و

۱۴ و ۲۸ و ۲۹ آیت)

س ۳۰ آیت میں لکھا ہے کہ ایمان سے یریحو کی شہرپناہ جب سات دن تک اُس
کے گرد پھر چکے تو گر پڑی اُس کے گر پڑنے کا حال بیان کرو۔

ج اور ایسا ہؤا کہ جب عموریوں کے سارے بادشاہوں نے جو یردن کے
کے پار پچھم طرف کو تھے اور کنعانیوں کے سارے بادشاہوں نے جو سمندر
کے نزدیک تھے سُنا کہ خداوند نے بنی اسرائیل کے آگے یردن کے پانیوں
کو سکھا دیا یہاں تک کہ وہ پار اُترے تو اُن کے دل پگھل گئے۔ اور اُن میں بنی
اسرائیل کے سبب سے دم باقی نہ رہا (دیکھو یشوع کی کتاب ۵ باب ۱ آیت)
"اور یریحو بنی اسرائیل کے سبب نہایت مضبوطی سے بند ہؤا تھا کہ نہ کوئی
باہر جاتا تھا اور نہ کوئی بھیتر آتا تھا" (دیکھو یشوع ۶ باب ۱ آیت) اور خداوند
نے یشوع کو کہا کہ دیکھ میں نے یریحو کو اور اُس کے بادشاہ اور وہاں کے صاحب
جنگ کو تیرے قابو میں کر دیا۔ سو تم سارے جنگی مرد شہر کو گھیر لو اور ایک
دفعہ اُس کے آس پاس پھرو۔ اور تم چھ دن تک یونہی کیجیو۔ اور سات
کاہن صندوق کے آگے یوبل کے سات نرسنگے لئے جائیں اور تم
ساتویں دن سات مرتبہ شہر کے آس پاس پھرو اور کاہن نرسنگے پھونکیں۔
اور یوں ہوگا کہ جب وہ دیر تک یوبل کی کرنائی پھونکینگے اور جب نرسنگے
کی آواز سنوگے تو ساری جماعت نہایت زور سے للکاریگی اور شہر کی
دیوار سراسر گر جائیگی اور ہر ایک سیدھا اپنے سامنے اوپر چڑھ
جائیگا۔ اور ساتویں دن یوں ہؤا کہ وہ صبح کو پَو پھٹتے ہوئے اُٹھے
اور اُسی معمول کے موافق شہر کے گرد سات بار پھرے۔ سات بار شہر
کے گرد فقط اُسی دن پھرے۔ سو ساتویں بار ایسا ہؤا کہ جس وقت

کاہنوں نے نرسنگے پھونکے اُس وقت یشوعؔ نے لوگوں کو حکم کیا کہ للکارو
کہ خداوند نے یہ شہر تم کو دیا۔ چنانچہ جب کاہنوں نے نرسنگے پھونکے
لوگ للکارے۔ اور ایسا ہُوا کہ جب لوگوں نے نرسنگے کی آواز سنی اور
جماعت زور سے للکاری تو دیوار سراسر گر پڑی یہاں تک کہ لوگوں میں
سے ہر ایک آدمی اپنے سامنے سیدھا چڑھ کے شہر میں گھس گیا اور
شہر کو لے لیا۔" (دیکھو یشوع کی کتاب ۶ باب ۱ سے ۵ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۰ آیت)

س۴ یریحو کی شہر پناہ گر پڑنے سے ہم پر کیا غور طلب باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

ج (۱) اول ایمان کی فرماں برداری ظاہر ہوتی ہے۔ خدا نے یشوعؔ کو
صاف فرمایا کہ جو تدبیریں مَیں بتلاتا ہوں تو انہیں عمل میں لا۔ اور یشوعؔ
فوراً انہیں عمل میں لایا۔

(۲) دوم یریحو کی شہر پناہ گرانے کے لئے جو تدبیریں خدا نے عمل
میں لانے کا حکم دیا وہ انسانی عقل کے رو سے ناقص معلوم ہوتی
ہیں تو بھی اُن کے وسیلے سے خدا نے اپنی قدرت دکھلائی۔ اِن
دنوں میں بھی آدمی کی عقل جن تدبیروں کو تاثیر بخش نہیں سمجھتی اُنہی
کے وسیلے سے خدا اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے (مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھیوں
۱ باب ۱۸ سے ۳۱ آیت)

(۳) سوم۔ جن ہتھیاروں سے یشوعؔ اور کاہن اور بنی اسرائیل کامیاب
ہوئے وہ یسوعؔ اور اُس کی کلیسیا کے ہتھیاروں کی پیش نشانیاں
ہیں۔ جو سات کاہن صندوق کے آگے یوبل کے سات نرسنگے لے جانے
والے تھے وہ خداوند یسوعؔ کے پیرووں کی طرف اشارہ کرتے ہیں
یعنے وہ جو کہ یسوعؔ سے دعا مانگنے والے اور اُس کا کلام سنانے والے

ہیں۔ (مقابلہ کرو ۲۔کرنتھیوں ۱۰باب ۳ سے ۵ آیت + افسیوں ۶ باب ۱۰ سے ۲۰ آیت + متی ۲۶ باب ۸ آیت + زکریاہ نبی کی کتاب ۴ باب ۱ سے ۷ آیت)

س ۷۵ ۱۳ آیت میں راحاب فاحشہ کے ایمان کا کیا ذکر ہے؟

ج یہ کہ ایمان ہی سے وہ یریحو کے نافرمانوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوئی۔ کیونکہ اُس نے جاسوسوں کو امن سے رکھا تھا (مقابلہ کرو یشوع ۲ باب ۱ و ۸ سے ۱۳ آیت + ۶ باب ۲۵ آیت)

س ۷۶ اُس نے اپنا ایمان کس طرح سے ظاہر کیا؟

ج اُس نے بنی اسرائیل کے دو جاسوسوں کی جان بچائی۔ تب نون کے بیٹے یشوع نے شطیم میں دو مرد بھیجے کہ چھپ کے جاسوسی کریں اور اُنہیں کہا کہ جاؤ اس سرزمین کو اور یریحو کو دیکھو۔ چنانچہ وہ گئے اور ایک فاحشہ کے گھر میں جس کا نام راحاب تھا آئے اور وہیں ٹکے۔ اور اُس نے اُن جاسوسوں سے کہا کہ مجھے یقین ہوا کہ خداوند نے یہ سرزمین تمہیں عطا کی اور کہ تمہارا رُعب ہم لوگوں پر غالب ہوا ہے اور کہ اس سرزمین کے سارے بسنے والے تمہارے آگے گل گئے ہیں اور اُس نے اُنہیں کہا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ نہ ہو کہ پیچھا کرنے والے تم کو لیں۔ سو تم تین دن تک آپ کو وہاں چھپائے رکھو جب تک کہ پیچھا کرنے والے پھر نہ آئیں۔ بعد اُس کے تم اپنی راہ چلے جائیو۔ تب اُن مردوں نے اُسے کہا اس قسم کا جو تُو نے ہم سے لی ہم پر الزام نہ ہو۔ دیکھ جب ہم اس سرزمین میں آئینگے تو یہ قرمزی سُوت کی ڈوری کہ جس سے تُو نے ہمیں نیچے لٹکا دیا اس دریچے سے باندھیو اور اپنے باپ اور اپنی ماں اور اپنے بھائیوں اور اور اپنے باپ کے سارے گھرانے کو اپنے پاس گھر میں جمع کیجیو اور ایسا ہوگا

کہ جو کوئی تیرے گھر کے دروازہ سے باہر کوچہ میں جائیگا اُس کا خون اُسی کے سر پہ ہوگا اور ہم بے گناہ ہونگے اور جو کوئی تیرے ساتھ گھر میں ہوگا اگر کسی کا ہاتھ اُس پر چلے تو اُس کا خون ہمارے سر پہ ہے اور اگر تو ہمارا یہ حال فاش کریگی تو ہم اُس قسم سے جو تونے ہم سے لی ہے باہر ہو جائینگے۔ وہ بولی جیسا تم نے کہا ویسا ہی ہو۔ سو اُس نے اُنہیں وداع کیا اور وہ روانہ ہوئے تب اُس نے قرمزی سوت کی ڈوری کھڑکی سے باندھی۔ (دیکھو یشوع ۲ باب ۱۷ سے ۲۱ آیت)

س جب شہر یریحو یشوع اور بنی اسرائیل کے قبضے میں آگیا تو یشوع نے اُن دو شخصوں کو جو جاسوسی کے لئے اُس زمین میں گئے تھے کیا حکم دیا؟

ج یہ کہ تم راحاب فاحشہ کے گھر جاؤ۔ اور وہاں سے اُس عورت کو اُس سمیت جو اُس کا ہو جیسا تم نے اُس سے قسم کی تھی نکال لاؤ۔ تب وہ دو نوجوان جاسوس اندر گئے اور راحاب کو اور اُس کے باپ اور اُس کی ماں اور اُس کے بھائیوں کو اور اُس کے اسباب بلکہ اُس کے سارے خاندان کو نکال لائے۔ اور اُنہیں بنی اسرائیل کی خیمہ گاہ کے باہر رکھا۔ اور یشوع نے راحاب فاحشہ کی اور اُس کے باپ کے گھرانے کی اُس سب سمیت جو اُس کا تھا جان بخشی کی۔ اُس کی بودوباش آج کے دن تک اسرائیل میں ہے کہ اُس نے اُن قاصدوں کو جنہیں یشوع نے یریحو میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا چھپا رکھا تھا (دیکھو یشوع ۶ باب ۲۲ و ۲۳ و ۲۵ آیت)

س کتاب مقدس میں راحاب کے ایمان کی کیا تعریف ہے؟

ج (۱) اُس نے اپنے اعمال سے اپنا ایمان ظاہر کیا (دیکھو یعقوب کا خط ۲ باب ۲۴ سے ۲۶ آیت)
(۲) یسوع کے نسب نامہ میں راحاب کا نام بھی درج ہے۔ داؤد اُس کا پڑپوتا تھا (دیکھو متی ۱ باب ۵ و ۶ آیت)

س ۹ ۳۲ آیت میں جن چھ ایماندار شخصوں کا ذکر ہے اُن کے نام کیا ہیں؟
ج جِدعون۔ باراق۔ شمشون۔ یفتاح۔ داؤد اور سموئیل۔

س ۱۰ جدعون کے ایمان کا کیا ذکر ہے؟
ج (دیکھو قاضیوں کی کتاب کے ۶ و ۷ و ۸ باب)

س ۱۱ باراق کے ایمان کا کیا ذکر ہے؟
ج (دیکھو قاضیوں کی کتاب کے ۴ و ۵ باب)

س ۱۲ شمشون کے ایمان کا بیان کرو۔
ج (دیکھو قاضیوں کی کتاب کا ۱۳ سے ۱۶ باب)

س ۱۳ یفتاح کے ایمان کا کیا ذکر ہے؟
ج (دیکھو قاضیوں کی کتاب کے ۱۱ و ۱۲ باب)

س ۱۴ داؤد کے ایمان کی چند مثالیں بتاؤ۔
ج (دیکھو سموئیل کی پہلی کتاب کے ۱۶ سے ۳۱ باب تک اور سموئیل کی دوسری کتاب کے پہلے سے دسویں باب تک)

س ۱۵ سموئیل کے ایمان کی چند مثالیں بتاؤ۔
ج (دیکھو ۱ سموئیل ۳ سے ۷ باب تک)

س ۱۶ ۳۳ آیت میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایمان ہی کے سبب سے بادشاہتوں کا مقابلہ کیا۔ یہاں کن بادشاہتوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج اُنہوں نے ملک کنعان کی سب بادشاہتوں اور ریاستوں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ آخر کو سلیمان بادشاہ کی بادشاہت سب پر مسلط ہوئی بلکہ باہر کے ملکوں تک بھی اُس کی سلطنت پھیل گئی تھی (دیکھو ۱۔ سلاطین ۴ باب ۲۱ آیت)

س ۸۷ ۳۳ آیت میں یہ بھی لکھا ہے کہ اُنہوں نے راستبازی کے کام کئے۔ یہاں کون سی راستبازی کی طرف اشارہ ہے؟

ج یہاں بنی اسرائیل کے کئی قاضیوں۔ نبیوں اور بادشاہوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے اُنہوں نے خدا کی راستبازی کی تعلیم دی۔ (دیکھو ۱۔ سموئیل ۱۲ باب ۳ و ۴ آیت + ۲۔ سموئیل ۸ باب ۱۵ آیت + ۱۔ تواریخ ۱۸ باب ۱۴ آیت + حزقیاہ ۵۴ باب ۹ آیت)

س ۸۸ ۳۳ آیت میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ کن چیزوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج اُنہوں نے ایمان کی بہادری سے ملکِ موعود کو حاصل کیا۔ (دیکھو یشوع ۲۱ باب ۴۳ سے ۴۵ آیت)

علاوہ اس کے اُنہوں نے ایمان سے بہت سی روحانی برکتیں بھی حاصل کیں۔ مثلاً خدا کی پہچان میں بنی اسرائیل کے نبیوں کی کیا ہی بڑی ترقی ہوئی جیسے کہ یشعیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے (غور سے پڑھو یشعیاہ نبی کی کتاب ۵۷ باب ۱۵ آیت میکاہ نبی کی کتاب ۶ باب ۷ و ۸ آیت)

س ۸۹ ۳۳ آیت میں یہ بھی لکھا ہے کہ اُنہوں نے شیروں کے مُنہ بند کئے۔ اس کی مثالیں دو۔

ج شمشون (قاضیوں کی کتاب ۱۴ باب ۵ و ۶ آیت + داؤد۔ ۱۔ سموئیل ۱۷ باب ۳۴ آیت + دانی ایل ۶ باب ۲۲ آیت)

س ۹۰ ۳۴ آیت میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایمان ہی کے سبب سے آگ کی تیزی کو بجھایا۔ اس کی مثالیں دو۔

ج (دیکھو دانی ایل ۳ باب ۲۷ آیت)

س ۹۱ وہ تلوار کی دھار سے نکلے۔ اس کی مثالیں دو۔

ج (۱) داؤد۔ (۱-سموئیل ۱۸ باب ۱۱ آیت + ۱۹ باب ۱۰ آیت)

(۲) ایلیاہ نبی (۱-سلاطین ۱۹ باب ۲ آیت)

(۳) الیشع نبی (۲-سلاطین ۶ باب ۱۲ سے ۱۷ آیت)

(۴) یرمیاہ نبی (یرمیاہ ۲۶ باب ۲۴ آیت)

(۵) آستر (آستر ۴ باب ۱۴ آیت)

س ۹۲ لکھا ہے کہ وہ کمزوری میں زورآور ہوئے۔ اس کی مثالیں دو۔

ج (۱) داؤد (۱-سموئیل ۱۴ باب ۶ آیت + ۱۷ باب ۲۴ و ۵۱ آیت)

(۲) شمشون (قاضیوں ۷ باب ۷ آیت + ۵ باب ۱۵ آیت + ۱۶ باب ۲۸ سے ۳۰ آیت)

(۳) نحمیاہ (نحمیاہ ۴ باب ۸ سے ۱۴ آیت)

س ۹۳ لکھا ہے کہ وہ لڑائی میں بہادر بنے۔ غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا۔ اس کی مثالیں دو۔

ج (دیکھو قاضیوں ۷ باب ۲۱ آیت + ۱-سموئیل ۱۷ باب ۵۱ آیت + ۲-سموئیل ۱۲ باب ۲۹ آیت)

س ۹۴ ۳۵ آیت میں عورتوں کے ایمان کا کیا ذکر ہے؟

ج یہ کہ انہوں نے اپنے مردے پھر کے زندہ پائے۔ اس کی یہ مثالیں ہیں ایلیاہ نبی نے صارپت کی بیوہ کے لڑکے کو زندہ کر کے اس کی ماں کے

سپرد کیا۔ (دیکھو ۱۔ سلاطین ۱۷ باب ۱۷ سے ۲۴ آیت) پھر الیشع نے سونمی عورت کے لڑکے کو زندہ کیا۔ (دیکھو ۲۔ سلاطین ۴ باب ۱۸ سے ۳۷ آیت + لوقا ۷ باب ۱۱ سے ۱۵ آیت + ۸ باب ۴۱ سے ۵۶ آیت + یوحنا ۱۱ باب ۲۳ و ۲۴ و ۴۲ سے ۴۴ آیت)

س ۹۵ ۳۵ آیت میں لکھا ہے کہ بعض مار کھاتے کھاتے مر گئے مگر رہائی منظور نہ کی۔ کیوں رہائی منظور نہ کی؟

ج اس لیئے کہ مار کھانے کی رہائی منظور نہ کرنے سے اُن کو بہتر قیامت کی امید ہوئی۔ اور اس امید کے سبب سے انہوں نے مار کھانے سے رہائی منظور نہ کی۔

س ۹۶ کیا قیامت کے دن ایمان داروں کے درجے میں فرق ہوگا یعنی کیا بعض ایمان داروں کی قیامت دوسرے ایمان داروں کی قیامت سے بہتر ہوگی؟

ج ہاں جیسے لکھا ہے "جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ایسا ہی مسیح میں سب زندہ کیئے جائینگے۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ یعنے اپنے اپنے درجہ سے۔ پہلا پھل مسیح پھر مسیح کے آنے پر اُس کے لوگ آفتاب کا جلال اور ہے۔ ماہتاب کا جلال اور۔ ستاروں کا جلال اور۔ کیونکہ ستارے سے ستارے کے جلال میں فرق ہے۔ مُردوں کی قیامت بھی ایسی ہی ہے" (دیکھو ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب ۲۲ و ۲۳ و ۴۱ و ۴۲ آیت مقابلہ کرو دانی ایل ۱۲ باب ۲ و ۳ آیت + متی کی انجیل ۲۵ باب ۳۴ آیت + لوقا ۲ باب ۵ ۲ آیت + یوحنا ۵ باب ۲۸ و ۲۹ آیت ۔ اعمال ۲۴ باب ۱۵ و ۱۴ آیت + فلپیوں ۳ باب ۱۰ آیت + مکاشفہ ۲۰ باب ۱۲ و ۱۳ آیت)

س ۹۷ جوایمان دار ٹھٹھوں میں اڑائے جانے۔ کوڑے کھانے۔ زنجیروں میں باندھے جانے سے اور قید میں پڑنے سے آزمائے گئے اُن کا کچھ حال بیان کرو۔

ج یوسف کو اُس کے اپنے بھائیوں نے ٹھٹھوں میں اڑایا۔ پھر وہ مصر کے قید خانے میں پڑنے اور جھوٹے الزاموں سے آزمایا گیا (دیکھو پیدائش کی کتاب ۳۷ باب ۹ و ۱۹ سے ۲۰ آیت + ۴۰ باب ۳ و ۵ و ۱۵ آیت + ۳۹ باب ۲۰ آیت)

پھر فشحور کاہن نے یرمیاہ نبی کو مارا اور اُسے کاٹھ میں ڈالا۔ (دیکھو یرمیاہ ۲۰ باب ۱ و ۲ آیت + ۳۷ باب ۱۵ آیت + ۳۸ باب ۶ آیت)

پھر یہوداہ کا آسا بادشاہ حنانی غائب بین سے ناراض تھا اور اُسے قید خانے میں ڈالا (دیکھو ۲۔ تواریخ ۱۶ باب ۱۰ آیت + ۱۔ سلاطین ۲۲ باب ۲۶ و ۲۷ آیت)

س ۹۸ ۳۷ آیت میں لکھا ہے کہ بعض سنگسار کئے گئے۔ اِس کی مثالیں دو۔

ج مثلاً زکریاہ نبی کے مخالفوں نے یہوداہ کے بادشاہ کے حکم سے اُسے پتھر مارے (دیکھو ۲۔ تواریخ ۲۴ باب ۲۰ و ۲۱ آیت + مقابلہ کرو متی کی انجیل ۲۳ باب ۳۵ آیت + لوقا ۱۱ باب ۵۱ آیت)

پھر نبات سنگسار کیا گیا۔ (دیکھو ۱۔ سلاطین ۲۱ باب ۱۳ آیت)

س ۹۹ بنی اسرائیل کی روایتوں کے موافق کون نبی آرے سے چیرا گیا؟

ج یشعیاہ نبی۔

س کس عورت کے حکم سے کئی نبی تلوار سے مارے گئے؟

ج بنی اسرائیل کی شاہزادی ایزابیل کے حکم سے (دیکھو ۱۔ سلاطین ۱۹ باب

۱۰ آیت مقابلہ کرو ۱- سلاطین ۱۸ باب ۴ و ۱۳ آیت + یرمیاہ نبی کی کتاب ۲۶ باب ۲۳ آیت)

س ۱۰۱ لکھا ہے کہ کئی نبی یا ایمان دار بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی اور بدسلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے اُن کی مثالیں دو

ج مثلاً ایلیاہ نبی یوں مارا مارا پھرا (دیکھو ۲- سلاطین ۱ باب ۸ آیت + زکریاہ ۱۳ باب ۴ آیت)

س ۱۰۲ ۳۸ آیت میں لکھا ہے کہ دنیا اُن مصیبت زدہ ایمان داروں کے لائق نہ تھی۔ اِس کے معنے کیا ہیں؟

ج (۱) یہ کہ اگرچہ وہ خدا کی طرف سے دنیا کے لئے عمدہ سے عمدہ انعام تھے تو بھی دنیا نے اُن کی قدر نہ جانی۔ بلکہ اُنہیں ستایا یہاں تک کہ اُنہیں جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں میں آوارہ پھرنا پڑا (دیکھو ۱- سلاطین ۱۸ باب ۴ آیت + ۱۹ باب ۹ آیت)

(۲) یہ کہ دنیا کی ساری دولت و حشمت اِس لائق نہیں کہ اُس کا اِن مصیبت زدہ ایمان داروں کی میراث کی قدر و قیمت سے مقابلہ کیا جائے جیسا کہ مسیح نے فرمایا کہ اگر کوئی کل جہان کی دولت و حشمت کمائے اور اپنی جان کھو دے تو کیا فائدہ ہے (دیکھو مرقس ۸ باب ۳۶ سے ۳۸ آیت)

س ۱۰۳ اِن سب بزرگوں نبیوں اور وفاداروں کی جان نثاری کا بھید کیا تھا؟

ج یہ کہ اُن کا ایمان زندہ اَن دیکھے خدا پر تھا۔ ایمان ہی کے سبب سے وہ دکھ میں ثابت قدم رہے (مقابلہ کرو ۲۶ و ۲۷ آیت)

س ۱۰۴ اگرچہ اِن بزرگوں کے ایمان کی بڑی تعریف ہے تو بھی اُنہیں ایک وعدہ کی ہوئی چیز نہ ملی۔ یہاں کس وعدہ کی ہوئی چیز کی طرف اشارہ ہے؟

(دیکھو ۳۹ آیت)

ج (۱) اوّل یہ کہ جو وعدہ پہلے آدمی سے کیا گیا تھا کہ عورت کی نسل سے سانپ یعنے ابلیس کا سر کچلوایا جائیگا وہ وعدہ اُن کے زمانے میں پورا نہ ہُوا۔ (دیکھو پیدائش ۳ باب ۱۵ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ جو وعدہ ابراہیم کو دیا گیا تھا کہ دُنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائینگے وہ اُن کے زمانے میں پورا نہ ہُوا (دیکھو پیدائش ۱۲ باب ۱ سے ۳ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ جو وعدہ خدا نے کیا تھا کہ وہ ایک انسان کو اپنے ہاتھ کے کاموں پر حکومت بخشیگا اور سب کچھ اُس کے قدموں کے نیچے کریگا وہ بزرگوں کے زمانے میں پورا نہ ہُوا (دیکھو زبور ۸ کی ۴ سے ۶ آیت مقابلہ کرو عبرانیوں ۲ باب ۵ سے ۸ آیت)

(۴) چوتھے یہ کہ جو وعدہ خدا نے داؤد نبی اور بادشاہ کی معرفت کیا کہ ملکِ صدق کے طور پر ایک کاہن آنے والا ہے جو ابد تک رہیگا۔ کوئی ایسا کاہن بزرگوں کے زمانے میں ظاہر نہ ہُوا (دیکھو زبور ۱۱۰ کی ۴ آیت مقابلہ کرو عبرانیوں ۷ باب ۲۰ آیت + ۷ باب ۱۵ سے ۲۸ آیت)

(۵) پانچویں یہ کہ خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ کے سامنے یسوع کی موت کے وقت تک جو پردہ پڑا تھا اُس کا پھاڑا جانا اُن بزرگوں میں سے کسی نے نہ دیکھا۔ یہ سب ایمان دار اس کے دیکھنے کے ایمان کی حالت میں مرے (مقابلہ کرو عبرانیوں ۱۱ باب ۱۳ سے ۱۶ آیت + ۲ باب ۱۵ آیت + ۹ باب ۱۵ آیت)

س ۵ جبکہ مذکورہ وعدہ کی ہوئی چیزوں کے لئے یہ راستبازوں اور راستبازوں

سننے کی اُن کی نسبت یسوع نے اپنے شاگردوں سے کیا کہا؟

ج یہ کہ مبارک ہیں تمہاری آنکھیں اس لئے کہ وہ دیکھتی ہیں اور تمہارے کان اس لئے کہ وہ سنتے ہیں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو باتیں تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھیں اور جو باتیں تم سنتے ہو سُنیں مگر نہ سُنیں" (متی ۱۳ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + لوقا ۱۰ باب ۲۳ آیت + یوحنا ۸ باب ۵۶ آیت + متی ۱۶ باب ۱۷ آیت)

س ۱۰۶ اگلے زمانے کے بزرگوں اور نبیوں کو یہ وعدہ کی ہوئی چیزیں کیوں نہ ملیں؟

ج اس لئے کہ وہ مسیح کے پیروؤں کی نجات اور یگانگت کے بغیر کامل نہ کئے جا سکے۔ (دیکھو ۳۹ آیت مقابلہ کرو مکاشفہ ۶ باب ۹ سے ۱۱ آیت)

س ۱۰۷ خدا نے پیش بینی کرکے مسیح کے پیروؤں کے لئے کون سی بہتر چیزیں تجویز کیں؟ (دیکھو ۴۰ آیت)

ج یہ کہ یسوع خدا کے حقیقی مقدس کی پاک ترین جگہ میں اپنے پیروؤں کی کہانت اور عنایت کے لئے سردار کاہن ٹھہرا ہے۔ اور یہ بھی کہ جو یسوع کا پیرو ہو وہ بغیر کسی دوسرے شخص کی کہانت کے خدا کے مقدس کی پاک ترین جگہ میں بسلامتی دخل پا سکتا ہے۔ اس لئے کہ یسوع ہمیشہ کے لئے ملک صدق کے طریقے کا سردار کاہن بن کر اپنے پیروؤں کی خاطر پیش رو کے طور پر داخل ہوا ہے۔ (دیکھو عبرانیوں ۳ باب ۱ آیت + ۴ باب ۱۴ آیت + ۵ باب ۶ و ۱۰ آیت + ۶ باب ۲۰ آیت + ۷ باب ۱۷ و ۲۱ آیت + ۸ باب ۱ و ۲ آیت + ۹ باب ۲۴ آیت + ۱۰ باب ۱۲ آیت)

س ۱۰۸ اگلے زمانے اور موجودہ زمانے کے جتنے خدا کے ایماندار بندے ہوں

وہ سب دل سے کب کامل کئے جائینگے؟ (دیکھو ۰۴ آیت)

ج جب یسوع پھر بڑے جلال اور قدرت کے ساتھ آئیگا۔ (دیکھو متی ۲۴ باب ۳۰ و ۳۱ آیت مقابلہ کرو متی ۱۳ باب ۴۱ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۵ باب ۲ ۵ آیت + ۱۔ تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۶ آیت + افسیوں ۱ باب ۱۰ آیت + ۴ باب ۱۱ سے ۱۳ آیت + مکاشفہ ۵ باب ۱۱ آیت + ۷ باب ۱ آیت + ۲۲ باب ۲۰ آیت + دانی ایل نبی کی کتاب ۷ باب ۱۳ و ۱۴ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۱۱ باب ۲۰ سے ۴۰ آیت تک

۱- اِن آیتوں میں گیارہ ایمان داروں کے نام درج ہیں۔ اُن کے علم و لیاقت - خاصیت - خدمت اور خوبیوں میں کیا ہی بڑا فرق ہے۔ مگر اِس خط کے لکھنے والے نے اُن سبھوں میں ایک ہی خوبی پائی۔ کہ وہ سب اَن دیکھے خدا کو دیکھ دیکھ کر اُس کو پسند آنے کی کوشش کرتے تھے۔ اُن میں صرف ایک عورت کا ذکر ہے اور وہ اسرائیلی نہ تھی۔ وہ کنعانی عورت راحاب تھی۔ شاید وہ اپنے ہم قوموں کی خو و خصلت میں مبتلا ہو گئی ہوگی۔ مگر اُس کے دل میں خدا کا خوف تھا۔ اُس نے یقین کیا کہ خدا ہی اسرائیل کے ساتھ ہے (دیکھو یشوع ۲ باب ۱۱ سے ۱۳ آیت) اِن مختلف ایمان دار شخصوں میں سے ہر ایک کا کیا ہی عجیب زندہ ایمان ظاہر ہوتا ہے۔ خدا کا شکر ہو کہ ایمانداروں کی فہرست میں راحاب اور شمشون کے نام درج ہیں یسوع نے بھی خود راحاب کی سی سامری عورت کو یہ خوشخبری سُنائی کہ خدا باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار جیسے کہ راحاب اور شمشون اور سامریہ کی عورت میں ڈھونڈتا ہے۔ خواہ کسی حال میں ہوں اور خواہ کسی قوم اور کسی جگہ میں رہتے ہوں۔

۲- اِن شخصوں کا ایمان دیکھنے سے اور اُس کی خبر سُننے سے اُن کے

بیٹے بیٹیوں اور گھرانے کے دلوں میں پشت در پشت خدا پر ویسا ہی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً یوسف اپنے مرنے کے دو سو پچاس برس بعد اپنی ہڈیوں کے ذریعہ سے بنی اسرائیل سے ہم کلام ہو کر یہ کہتا تھا کہ مصر ملک موعود نہیں ہے۔ یہ تمہارا ملک نہیں ہے۔ اٹھو اور میری ہڈیوں کو میرے ساتھ لے کر اپنے باپ دادوں کے وعدے کے مطابق ملک موعود کو لے چلو۔

پھر موسیٰ نے اپنے باپ دادوں کے ایمان پر غور کرنے سے اپنے دل سے یہ کہا کہ جن وعدوں پر میرے باپ دادے ابراہیم۔ اضحاق۔ یعقوب اور یوسف ایمان لائے خدا ضرور ان کو پورا کریگا۔ اس ایمان کے سبب سے اُس نے جوان ہو کر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا جو وعدے خدا نے اُس کے باپ دادوں سے کئے تھے اُس کی نگاہ ان کی برکتوں پر تھی۔ اسی لئے اُس نے مصر کے بادشاہ کے غصے سے خوف نہ کھایا۔

اسے ابراہیم جب تو نے خدا کے حکم سے اپنے ملک کو چھوڑ دیا کیا خدا کی روح میں برسوں بعد تیرے ایمان کا نمونہ لیکر اضحاق۔ یعقوب یوسف اور موسیٰ کے دلوں میں ایسا ایمان پیدا نہ ہوا؟

اسے یوسف۔ جب تو نے مرتے وقت اپنی ہڈیوں کی بابت حکم دیا کہ جس وقت بنی اسرائیل ملک مصر سے خارج کئے جائیں میری ہڈیاں وہاں چھوڑی نہ جائیں۔ بلکہ ملک موعود میں گاڑی جائیں۔ کیا تیرے اس ایمان پر غور کر کے موسیٰ کے دل پر اثر نہ ہوا ہوگا؟

اسے مسیح کے پیرو تو نے کیا جو کچھ پیا کے پیچھے چھوڑے اگلے دنوں

میں ابرہام۔ یوسف اور موسیٰ جیسا ایمان دکھا کر ستائے گئے۔ گھر سے
نکالے گئے اور ہر طرح سے بے عزت کئے گئے۔ کیا اُن کے ایمان کا ذکر
صحیفہ اور پڑھنے سے آج تک اور اِن دنوں میں بھی وہ کل کلیسیا کے
لئے نمونہ نہیں ٹھہرتے؟

۳۔ ان آیات میں خدا کی اُمت کی یکتائی اور یگانگت ظاہر ہوتی ہے۔ چاہے
وہ کسی ملک یا قوم کے کیوں نہ ہوں۔ ان آیات میں دو اجنبی عورتوں کا
ذکر ہے۔ فرعون کی بیٹی جس کے رحم سے بچپن میں موسیٰ کی جان بچ
گئی اور جس نے اُس کو اپنا ہی بیٹا کر کے پالا یہاں تک کہ وہ مصریوں کے
تمام علوم میں قوت والا نکلا۔ کیا اُس شہزادی کے دل میں یہ رحم خدا
کی روح نے پیدا نہ کیا؟ کیا اُس عظیم بے شمار گروہ میں جو آسمان پر موسیٰ
اور برّے کے گیت گاتی ہے یہ مصری شہزادی شامل نہ ہوگی؟ (مقابلہ
کرو مکاشفہ ۱۵ باب ۳ و ۴ آیت)

پھر موسیٰ کے دو بیٹوں کی ماں کون تھی؟ وہ صفورہ مدیانی
عورت تھی۔ وہ اسرائیلی نہ تھی۔ بلکہ مدیان کے کاہن کی بیٹی تھی۔ کیا وہ
بھی خدا کی اُمت میں اپنے شوہر موسیٰ اور اپنے بیٹوں کے ساتھ خدا
کی حمد و ستائش نہ کرتی ہوگی؟ خدا کی رحمت کی حد کون باندھ سکتا ہے
اُس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں (دیکھو رومیوں ۱۱ باب ۳۳ و ۳۴ آیت
۔ یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت)

۴۔ یوسف نے جب وہ مرنے کے قریب تھا اپنی ہڈیوں کی بابت حکم دے
کر اپنا یہ ایمان ظاہر کیا کہ جس ملک کا وعدہ خدا نے ابرہام اضحاق اور یعقوب
کو دیا تھا وہ ملک ضرور ان کی اولاد کو کسی نہ کسی وقت بخش دیا جائیگا۔ اور

اُس نے اپنے اِس ایمان اور یقین کے سبب سے حکم دیا کہ جس وقت بنی اسرائیل مصر کو چھوڑ کر ملک موعود کو چلینگے وہ میری ہڈیوں کو مصر ہی میں نہ چھوڑیں بلکہ اپنے ساتھ لے چل کر وہاں گاڑ رکھیں (دیکھو عبرانیوں ۱۱ باب ۲۲ آیت)

اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے؟ یہ کہ جیسا ابراہیم نے ایک قطعہ زمین اپنے اور اپنے گھرانے کے لئے مول لے کر انہیں اُس میں رکھا۔ اور جیسے ہی اسرائیل نے یوسف کے بدن کو بھی قطعہ زمین میں بو دیا اور جیسے یسوع کے شاگردوں نے اُس کے بدن کو باغ میں دفن کیا ویسے ہی ہم بھی ایک قطعہ زمین اپنے اور اپنے عزیزوں کے لئے رکھ چھوڑیں اور اُس کے پھاٹک پر یہ لکھیں "جب تک یسوع نہ آئے یوں ہم یوسف کی مانند اپنا ایمان ظاہر کرینگے اور یسوع کے آنے تک ہماری قبریں بھی ہماری اُمید ظاہر کریگی" (۱۔تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۴ آیت مقابلہ کرو عبرانیوں ۱۱ باب ۲۲ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۱۵ باب ۳۵ سے ۴۴ آیت)

۵۔ ماں باپ کے ایمان اور دعاؤں سے اُن کے بیٹے بیٹیوں کو بلکہ پوتے پوتیوں کو پشت در پشت تیسری اور چوتھی پشت تک برکت پر برکت پہنچتی جاتی ہے۔

اس باب کی ان آیات میں اس کے یہ پانچ نمونے مذکور ہوئے ہیں۔ ۱۔اضحاق۔ یعقوب۔ یوسف اور موسٰے کے ماں باپ اور دادا نانا۔

ان دنوں میں بھی ایمان داروں کے گھروں کے اندر پاک نوشتوں کے انہی شخصوں اور دیگر ایسے شخصوں کے حال سُن سُن کر

لڑکوں اور جوانوں کے دلوں میں پختہ ایمان پیدا ہوتا تھا - اور یونہی پشت در پشت جن ماں باپ کے ایمان کا ذکر اس خط کے گیارھویں باب میں کیا گیا ہے وہ زندہ بیج کی مانند سننے والوں کے دلوں میں جڑ پکڑ کے بہت پھل لاتا ہے -

اے مسیحی ماں باپ اپنے بیٹے بیٹیوں کے لئے اور اُن کے بیٹے بیٹیوں کے لئے یہ دعا مانگتے رہو کہ وہ روح القدس سے از سرِ نو پیدا ہوں اور بچپن ہی سے خداوند یسوع مسیح کی خدمت کے لئے مخصوص اور تیار کئے جائیں (مقابلہ کرو ۱-سموئیل ۱ باب سے ۳ باب تک - لوقا ۱ باب ۸ سے ۲۳ آیت + مرقس ۱۰ باب ۱۴ آیت + یوحنا ۲۱ باب ۱۵ سے ۱۷ آیت + متی ۱۸ باب ۵ آیت + استثنا ۶ باب ۷ آیت + خروج ۲۰ باب ۶ آیت + عبرانیوں ۱۱ باب ۳۹ و ۴۰ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۱۱ باب ۲۰ سے ۴۰ آیت تک

س ۱ جن برکتوں کے وعدے خدا نے کئے ہیں کیا میں ان کی برکتیں اپنے لئے اور اپنے بیٹے بیٹیوں کے لئے اُمید اور ایمان کے ساتھ مانگتا رہتا ہوں؟ یا کیا میں صرف حال کی چیزیں مانگتا اور آنے والی برکتوں کا کم خیال کرتا ہوں؟

س ۲ جس وقت میرے سامنے دو راہیں پیش ہوں ایک فرعون جیسے شخص

کی بیٹی کا بیٹا ہونے کے درجہ کی راہ اور دوسری خدا کی کلیسیا کے ہمراہ بد سلوکی کی راہ۔ تو کیا میں غور و خوض اور دعا کے ساتھ خدا کے کلام سے اور خدا کی روح سے دعا کر کے دریافت کرتا ہوں کہ کس راہ میں خداوند یسوع میرے ساتھ چلیگا؟

س۳ کیا میں اپنے ملک کے امیروں اور حاکموں کے غصے سے خوف کھا کر یسوع کو اپنا بادشاہ کہنے سے کبھی شرمایا یا اب شرماتا ہوں؟ یا میں اُن دیکھے یسوع کو حاضر و ناظر جان کر اور اُسے دیکھ کر دلیری اور بڑے خوشی کے ساتھ اُس کا اقرار کرتا ہوں؟

س۴ اگر یسوع کا شاگرد ہونے یا اُس کی بھیڑوں کا رکھوالا ہونے کے سبب سے میں اگلے دنوں کے عبرانی مسیحیوں کی مانند کشتیوں میں اُڑایا جاؤں یا زنجیروں میں باندھا جاؤں اور بد سلوکی کی حالت میں مارا مارا پھرتا ہو تو کیا میں یسوع کی یہ باتیں یاد کرکے خوشی مناؤنگا؟ کہ "جب میرے سبب لوگ تمہیں لعن طعن کرینگے اور ستائینگے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہینگے تو تم مبارک ہوگے" اے میرے دل اِن وعدوں پر غور کرکے بے دل مت ہو بلکہ خوش ہو کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے (متی ۵ باب ۱۰ سے ۱۲ آیت)

دعا

عبرانیوں ۱۱ باب ۲۰ سے ۴۰ آیت تک

اے یسوع میرے دل کی آنکھیں کھول دے۔ کہ میں تجھے دیکھتے ہوئے جب کسی دُکھ یا بدسلوکی میں پڑ جاؤں تو تجھے نہ چھوڑوں۔ بلکہ یہ جان کر خوشی کروں کہ میں تیرے نام کے واسطے بے عزت ہونے کے لائق ٹھہرا۔ کاش کہ میں جس حال میں ہوؤں میرا حال یوسف یا موسےٰ کا سا ہو یا ان ایمان داروں میں سے کسی ایک کی مانند تاکہ میں بے دل نہ ہو جاؤں بلکہ تیرے پاک نام کی بزرگی کا باعث بنوں۔ آمین۔

حصّہ اکیسواں

عبرانیوں ۱۲ باب ۱ سے ۱۷ آیت تک

(۱) پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے - تو آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اُس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے اُلجھا لیتا ہے دُور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے (۲) اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوؔع کو تکتے رہیں جس نے اُس خوشی کے لئے جو اُس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پروا نہ کر کے صلیب کا دُکھ سہا - اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا (۳) پس اُس کو غور کرو - جس نے اپنے حق میں بُرائی کرنے والے گنہگاروں کی اِس قدر مخالفت کی برداشت کی - تاکہ تم بے دل ہو کر ہمت نہ ہارو (۴) تم نے گناہ سے لڑنے میں اب تک ایسا مقابلہ نہیں کیا جس میں خون بہا ہو (۵) اور تم اُس نصیحت کو بھول گئے جو تمہیں فرزندوں کی طرح کی جاتی ہے کہ اے میرے بیٹے - خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جان - اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بے دل نہ ہو -

(۶) کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اُسے تنبیہ بھی کرتا ہے اور جس کو بیٹا بنا لیتا ہے اُس کے کوڑے بھی لگاتا ہے -

(۷) تم جو کچھ دُکھ سہتے ہو وہ تمہاری تربیت کے لئے ہے -

خدا فرزند جان کر تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ وہ کون سا بیٹا ہے
جسے باپ تنبیہ نہیں کرتا؟ (۸) اور اگر تمہیں وہ تنبیہ نہ کی گئی جس میں
سب شریک ہیں۔ تو تم حرام زادہ ٹھہرے نہ بیٹے۔ (۹) علاوہ
اس کے جب ہمارے جسمانی باپ ہمیں تنبیہ کرتے تھے۔ اور ہم اُن
کی تعظیم کرتے رہے۔ تو کیا روحوں کے باپ کی اس سے زیادہ
تابعداری نہ کریں جس سے ہم زندہ رہیں؟ (۱۰) وہ تو تھوڑے
دنوں کے واسطے اپنی سمجھ کے موافق تنبیہ کرتے تھے۔ مگر یہ
ہمارے فائدے کے لئے کرتا ہے تاکہ ہم بھی اُس کی پاکیزگی
میں شامل ہو جائیں (۱۱) اور بالفعل ہر قسم کی تنبیہ خوشی کا نہیں بلکہ
غم کا باعث معلوم ہوتی ہے مگر جو اُس کو سہتے سہتے پختہ ہو گئے
ہیں۔ اُن کو بعد میں چین کے ساتھ راستبازی کا پھل بخشتی ہے
(۱۲) پس ڈھیلے ہاتھوں اور سست گھٹنوں کو درست کرو (۱۳)
اور اپنے پانوؤں کے لئے سیدھے راستے بناؤ۔ تاکہ لنگڑا بے
راہ نہ ہو۔ بلکہ شفا پائے۔

(۱۴) سب کے ساتھ میل ملاپ رکھنے اور اُس پاکیزگی کے
طالب رہو جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھیگا (۱۵) غور سے
دیکھتے رہو کہ کوئی شخص خدا کے فضل سے محروم نہ رہ جائے۔
ایسا نہ ہو کہ کوئی کڑوی جڑ پھوٹ کر تمہیں دکھ دے اور اُس
کے سبب سے اکثر لوگ ناپاک ہو جائیں (۱۶) اور نہ کوئی حرامکار
یا عیساؤ کی طرح بے دین ہو جس نے ایک وقت کے کھانے
کے عوض اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا (۱۷) کیونکہ تم

جانتے ہو کہ اِس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہؤا چنانچہ اُس کو نیّت کی تبدیلی کا موقعہ نہ ملا گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اُس کی بڑی تلاش کی ۔

مسیحی دوڑ میں دوڑنے اور دکھ سہنے اور گناہ سے لڑنے سے بے دل نہ ہونا

س ۱ جس دوڑ میں عبرانی مسیحیوں کو دوڑنا تھا اُس کی بابت کیا لکھا ہے؟

ج یہ کہ جن ایمان داروں کا ذکر کیا گیا تھا جیسے ہابل۔ حنوک۔ نوح۔ ابراہیم
اضحاق۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ راحاب۔ جدعون۔ باراق۔ شمشون
یفتہ۔ سموئیل اور داؤد۔ وہ سب گو کہ اِس دنیا میں اپنی دوڑ ختم کر چکے
تھے تو بھی اب مثل بڑے بادل کے اندر سے عبرانی مسیحیوں کو گھیرے
ہوئے تھے۔ اور اُنہیں تکتے رہتے کہ وہ کیسے دوڑے جاتے ہیں۔

س ۲ اِس خیال اور یقین سے کہ ایمان داروں کا ایسا بڑا گروہ ہمیں گھیرے
ہوئے ہے۔ ہمارے دل اور دوڑ پر کیا اثر ہوتا ہے؟

ج یہ کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے یہ کہا کریں کہ ہاں جیسے وہ ہر ایک
بوجھ اور گناہ کو دور کرتے تھے ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اُس گناہ کو جو ہمیں
آسانی سے پھنسا لیتا ہے دُور کر کے جو دوڑ ہمیں درپیش ہو اُس میں
صبر سے دوڑیں۔

س ۳ ایمان داروں کی اِس دوڑ میں بوجھ سے کیا مراد ہے؟

ج یہاں بوجھ سے گناہ مراد نہیں ہیں مگر وہ چیز جس سے دوڑنے میں
رکاوٹ ہوتی ہے کسی کی دوڑ میں دولت ایک قسم کا بوجھ معلوم ہوتی
ہے اور کسی کی دوڑ میں خوبی۔ مثلاً ابراہیم کی دوڑ میں دولت بوجھ نہ ہوئی

بلکہ اُس نے اپنے تین سَو اٹھارہ خادموں کی مدد سے اپنے بھتیجے لُوط اور اُس کے گھرانے کو دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑایا۔ مگر موسیٰ کی دوڑ میں مصر کے خزانوں سے بڑی دولت لے لینا اُسے بوجھ سا معلوم ہوُا۔ اِس کی دوڑ میں جو دولت بوجھ سا ٹھہری وہ ابرؔاہیم کی دوڑ میں پرندوں کے پَروں کی مانند ٹھہری۔ جس دولت مند جوان کی دوڑ میں اُس کا مال و دولت بوجھ سا ٹھہرا دوسرے دولت مند یُوسؔف نام ارمتیہ کی دوڑ میں اُس کا مال و زر اور باغ بوجھ نہ ہوُا۔ بلکہ وہ ان سب کو یسوؔع اور اُس کے شاگردوں کی خدمت میں عین وقت پر کام میں لایا اور خرچ کیا (دیکھو متی ۲۷ باب ۵۷ سے ۶۰ آیت + مرقس ۱۶ باب ۴۲ سے ۴۶ آیت + مقابلہ کرو لوقا ۲۳ باب ۱۶ سے ۲۱ آیت)

س۴ جو دوڑ ہمیں درپیش ہے اُس میں ہم کیسے دوڑیں ؟

ج صبر کے ساتھ۔ اِس لئے کہ خدا نے ہمارے لئے ہماری دوڑ کی حدیں باندھی ہیں۔ دوڑ کی حدیں دہنا اور بائیں اتفاق سے نہیں۔ بلکہ خدا کے ہاتھ سے باندھی گئیں۔ ابرؔاہیم کی دوڑ اور اُس کے پڑپوتے یُوسؔف کی دوڑ میں کیا ہی بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ ابرؔاہیم کی دوڑ کی حدیں ملک موعود میں باندھی گئیں اور یُوسؔف کی ملکِ مصر میں۔ گو اُن کی دوڑ میں بڑا فرق تھا مگر دونو کی دوڑ خدا کی طرف سے اُن کے درپیش ہوئی۔

س۵ دوڑنے والا اپنی دوڑ میں کس کی طرف دیکھے ؟

ج وہ نہ دوسرے دوڑنے والے کی طرف اور نہ دوڑ کی مشکلات کی طرف دیکھے بلکہ جس نشانے کی طرف وہ دوڑتا جاتا ہے اُسی کی طرف اس کی آنکھیں لگی رہیں۔

س جو نشانہ مسیحی دوڑنے والے کے سامنے اُٹھایا گیا ہے وہ کیا ہے؟

ج اُس کے ایمان کا بانی اور کامل کرنے والا یسوع ہے۔ اس لئے وہ اُس کو نشانے کے طور پر دیکھتا رہے (دیکھو ۲ آیت)

س جو دوڑ یسوع کو درپیش آئی اس میں کون سی مشکل باتیں تھیں؟

ج (۱) پہلے وہ صلیب پر ننگا کیا گیا اور یوں اُس کو صلیب کی شرمندگی اُٹھانی پڑی۔ (دیکھو متی ۲۷ باب ۳۵ آیت + زبور ۲۲ کی ۱۷ و ۱۸ آیت)

(۲) دوسرے اُس کو صلیب کا دُکھ سہنا پڑا۔ یعنے اُس کے ہاتھوں اور پاؤں میں بڑی بڑی کیلیں ٹھونکی گئیں (دیکھو یوحنا ۲۰ باب ۲۰ و ۲۵ آیت)

(۳) اُسے اپنے حق میں بُرائی کرنے والے گنہگاروں کی مخالفت کی برداشت کرنی پڑی۔ جیسے لکھا ہے کہ "اس پر حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو قلعہ میں لے جا کر ساری پلٹن اُس کے گرد جمع کی اور اُس کے کپڑے اُتار کر اُسے قرمزی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا اور ایک سرکنڈہ اُس کے دہنے ہاتھ میں دیا۔ اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُسے ٹھٹھوں میں اُڑانے لگے۔ کہ اے یہودیوں کے بادشاہ آداب۔ اور اُس پر تھوکا اور وہی سرکنڈہ لے کر اُس کے سر پر مارنے لگے۔ اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اُس کو لعن طعن کرتے اور کہتے تھے کہ اے مقدس کے ڈھانے والے اور تین دن میں بنانے والے اپنے تئیں بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ مل کے ٹھٹھے سے کہتے تھے۔"

(دیکھو متی ۲۷ باب ۲۷ سے ۴۱ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۱۹ باب ۱ سے ۳ آیت)

مرقس ۱۵ باب ۳۴ آیت + لوقا ۲۲ باب ۴۱ سے ۴۵ آیت)

س۸ جو دُکھ یسوعؔ کی دوڑ میں در پیش آئے ان میں کون سا دُکھ سب سے بڑا اور حیرت انگیز تھا؟

ج جس وقت وہ صلیب پر چڑھایا گیا تھا اُس نے اپنے باپ سے پکار کے کہا "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" لیکن اگرچہ صلیب کے اندھیرے میں باپ کا مُنہ چھپ گیا تھا اور اس جان کنی کی دعا کا کچھ جواب نہ ملا تو بھی اُس کا ایمان ثابت قدم رہا اور آخر جان نکلتے وقت اُس کے لبوں سے ایمان کی یہ دعا نکلی "اے باپ۔ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر دم دے دیا" (دیکھو لوقا ۲۳ باب ۴۶ آیت مقابلہ کرو متی ۲۷ باب ۴۶ آیت + عبرانیوں ۵ باب ۷ آیت + اعمال ۷ باب ۵۹ آیت + زبور ۲۲ کی ۱ آیت + ۳۱ کی ۵ آیت)

س۹ دوسری آیت میں لکھا ہے کہ مسیح کے پیرو ایمان کے بانی یسوعؔ کو تکتے رہیں۔ اس آیت میں "ایمان کے بانی" کے معنے کیا ہیں؟

ج یسوعؔ ایمان کا بانی اس لئے کہلاتا ہے کہ وہ آپ ہی ایمان کی کامل راہ کا رہنما یا راہبر ہے ایمان کی جس راہ پر اُس کے پیروؤں کو چلنا ہے وہ خود تمام عمر موت تک اُس راہ پر چلتا رہا اگرچہ اُس پر چلنے سے اُس کو طرح طرح کا سخت دُکھ اُٹھانا پڑا۔ ایمان کی راہ پر دوڑنے والا چاہیے اُس میں اُسے کتنے اور کس قدر دُکھ اُٹھانے پڑیں۔ یسوعؔ کی صلیب اور یسوعؔ مصلوب کو نشانہ کی مانند سامنے دیکھ کر آگے دوڑتا جائے۔

س۱۰ یسوعؔ کی نظر کے سامنے کون سی خوشیاں درپیش تھیں؟

ج (۱) پہلی خوشی یہ تھی کہ اُس کو یقین ہُوا کہ اُس کا دُکھ بے فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اُس کے دُکھ سہنے سے بنی آدم میں سے لاکھوں لاکھ کو فائدہ پہنچیگا۔ ہاں صلیب کا دُکھ سہنے سے کل جہان کے گناہوں کا کفارہ ہوگا (دیکھو یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + ۱۲ باب ۳۱ سے ۳۳ آیت + ۱۔ یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت)

(۲) جو دوسری خوشی یسوع کو صلیب کا دُکھ سہنے سے حاصل ہوئی یہ تھی کہ یہ دُکھ اُس کی دوڑ میں باپ کی مرضی سے پیش آیا۔ اور اُس کی کل زندگی میں سب سے بڑی خوشی یہ تھی کہ وہ باپ کی مرضی کو پورا کرے۔

(۳) پھر صلیب کا دکھ سہنے سے اُس نے یہ ظاہر کیا کہ جس کا ایمان اور توقع خدا پر ہو وہ کس قدر خوشی کے ساتھ دُکھ پر دُکھ اُٹھا سکتا ہے۔ (دیکھو یوحنا ۲ باب ۲۹ آیت + ۱۵ باب ۱۱ آیت + ۱۶ باب ۴ و ۲ آیت + ۱۷ باب ۱۳ آیت)

(۴) یہ خوشی بھی یسوؔع کی نظر کے سامنے تھی کہ جس جلال سے وہ نکلا تھا صلیب کا دکھ سہنے کے بعد وہ پھر اُس جلال میں داخل ہوگا اور پھر خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھیگا۔ جیسے کہ اُس نے باپ سے دعا کرکے اپنا ایمان ظاہر کیا "یسوع نے یہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اب اے باپ تو اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنادے" (دیکھو یوحنا ۱۷ باب ۵ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۱۷ باب ۴ و ۲ آیت + ۸ باب ۵۰ آیت + ۱۳ باب ۳۱ و ۳۲ آیت + عبرانیوں ۱ باب ۲ و ۱۲ آیت)

(۵) یسوؔع کی نظر کے سامنے ایک اور بڑی خوشی یہ تھی کہ اُس کے

پیروؤں میں سے جتنے شرمندگی کی پروا نہ کرکے صلیب کا دکھ سہہ کے غالب آئینگے وہ انہیں اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھائیگا (دیکھو مکاشفہ ۳ باب ۲۱ و ۲۲ آیت + مقابلہ کرو لوقا ۹ باب ۲۶ آیت + متی ۲۴ باب ۴۷ آیت + ۲۵ باب ۲۱ و ۲۳ آیت + ۱- تمطاؤس ۳ باب ۱۳ آیت + ۲- تمطاؤس ۴ باب ۵ سے ۸ آیت + ۱- پطرس ۱ باب ۵ سے ۷ آیت)

س۱۱ تیسری آیت میں یسوع کے پیروؤں کو اُس پہ غور کرنے کی کیا حاجت ہے؟

ج وہ اپنے مخالفوں کی مخالفت کی برداشت کرینگے۔ وہ یسوع کی برداشت پہ غور کرکے اپنے مخالفوں کی مخالفت کی برداشت کا مزاج حاصل کرتے ہیں (مقابلہ کرو لوقا ۲۳ باب ۳۴ سے ۲۲ آیت)

س۱۲ یسوع کے پیرو کب ہمت ہارتے ہیں؟

ج جب وہ بے دل ہو جاتے ہیں (دیکھو ۳ آیت مقابلہ کرو گلتیوں ۶ باب ۹ آیت + ۲- تھسلنیکیوں ۳ باب ۱۳ آیت + ۱- کرنتھیوں ۱۵ باب ۵۸ آیت)

س۱۳ عبرانی مسیحیوں نے گناہ سے لڑنے میں کہاں تک مقابلہ نہ کیا تھا؟

ج انہوں نے گناہ سے ایسا مقابلہ نہیں کیا تھا کہ ان کا خون بہا ہو (دیکھو ۴ آیت)

س۱۴ خون بہنے کے معنے کیا ہیں؟

ج خون بہنے کے دو معنے ہو سکتے ہیں:-

(۱) پہلے یہ کہ عبرانی مسیحیوں نے اپنے مخالفوں سے یہاں تک مقابلہ نہ کیا تھا کہ اُن کے مخالفوں کے ہاتھوں سے اُن کو کوڑے یا مار کھانی

پڑے۔

(۲) اس کے دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ جیسے پہلوان ہر طرح کا پرہیز کرتا ہے یہاں تک کہ وہ گویا اپنے بدن کو مکوں سے پیٹتا اور اُسے گویا مارتا کوٹتا ہے تاکہ دوسرے پہلوان سے کشتی کر کے اس پر غالب آسکے۔ اسی طرح عبرانی مسیحیوں نے ان پہلوانوں یعنے دشمنوں سے جو اُن کے دلوں میں چھپے ہوئے تھے کشتی نہ کی تھی۔ وہ گناہ سے لڑنے میں بے دل ہو گئے اور اس بے دلی کے سبب سے گناہ سے لڑنا چھوڑ دیا تھا۔ یا ہمت ہار گئے تھے (مقابلہ کرو ۱۔کرنتھیوں ۹ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت + ۱۔تمطاؤس ۶ باب ۱۲ آیت + ۲۔تمطاؤس ۲ باب ۵ آیت + ۴ باب ۷ آیت)

س ۱۵ عبرانی مسیحی پاک نوشتوں کی کون سی نصیحت بھول گئے تھے؟

ج جو نصیحت انہیں فرزندوں کے طور پر کی گئی تھی کہ "اے میرے بیٹے خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جان اور جب تجھے ملامت کرے بے دل نہ ہو" (دیکھو عبرانیوں ۱۲ باب ۵ آیت + مقابلہ کرو امثال ۳ باب ۱۱ و ۱۲ آیت)

س ۱۶ ان آیات میں لفظ تنبیہ کا دوسرا ترجمہ کیا ہو سکتا ہے؟

ج تعلیم یا تربیت (مقابلہ کرو مکاشفہ ۳ باب ۱۹ آیت + ایوب ۵ باب ۱۷ و ۱۸ آیت + امثال ۳ باب ۱۱ و ۱۲ آیت + زبور ۱۱۹ کی ۶۷ و ۷۵ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۱۱ باب ۳۲ آیت)

س ۱۷ کن کن وجہوں سے یسوع کے پیرو خدا کی تنبیہ کو ناچیز نہ جانیں اور اُس سے بے دل نہ ہوں؟

ج (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ جو تنبیہ یا تربیت خدا کی طرف سے ہو وہ ایسی ہے

جیسے کہ پاک ۔ عادل اور مہربان باپ اپنے فرزندوں سے کرتا ہے (دیکھو
۵ آیت)

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ جس بیٹے یا بیٹی سے خدا باپ محبت رکھتا ہے
وہ ضرور اُسے تنبیہہ یا تربیت کریگا (دیکھو ۶ آیت)

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر خدا کی طرف سے کسی شخص کو تنبیہہ یا تربیت نہ کی
جائے تو وہ شخص خدا کا بیٹا نہیں ٹھہرتا۔ وہ کون سا بیٹا ہے جسے باپ
تربیت نہیں کرتا (دیکھو ۷ و ۸ آیت)

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب ہمارے جسمانی باپ ہمیں تنبیہہ کرتے تھے اور
ہم اُن کی تعظیم کرتے رہے تو کیا روحوں کے باپ کی اس سے زیادہ تابعداری
نہ کریں جس سے ہم زندہ رہیں؟ (دیکھو ۹ آیت)

(۵) پانچویں وجہ یہ ہے کہ ہمارے جسمانی باپ تو تھوڑے دنوں کے واسطے
اپنی سمجھ کے موافق تنبیہہ کرتے تھے مگر یہ ہمارے ہمیشہ کے فائدے
کے لئے کرتا ہے۔ تاکہ ہم بھی اُس کی پاکیزگی میں شامل ہو جائیں (دیکھو
۱۰ آیت)

س۱۸ جو شخص خدا کی تنبیہہ کا دُکھ درد اور غم سہتے سہتے پختہ ہو گئے ہیں آخر میں
اُن کو کیا ملیگا؟

ج اُنہیں چین کے ساتھ راستبازی کا پھل بخشا جائیگا۔ (دیکھو ۱۱ آیت)

س۱۹ پختہ ہو جانے سے کیا مراد ہے؟

ج یہ کہ جیسے وہ سب بیج جن سے پودے اور پختہ پھل پیدا ہوتے ہیں وہ مٹی
میں ہل جوتنے ۔ پانی سینچنے ۔ دھوپ کی تیزی اور رات کی تاریکی ۔ ٹھنڈی اور
گرم ہوا اور طرح طرح کے وسیلوں سے پھل لانے کے لئے تیار اور پختہ کئے

جاتے ہیں۔ ویسے ہی آدمی کا دل طرح طرح کی تربیت اور دُکھوں اور غموں کے وسیلوں سے مثل درخت کے اور کھیت کے پھل کر بڑھتا جاتا ہے اور پختہ ہوتا جاتا ہے (دیکھو ۱۱ آیت مقابلہ کرو یعقوب ۱ باب ۱۸ آیت + گلتیوں ۶ باب ۷ و ۸ آیت + متی ۵ باب ۹ آیت + امثال ۱۱ باب ۱۸ آیت + ہوسیاہ ۱۰ باب ۱۲ آیت + عموس ۶ باب ۱۲ آیت)

س۲ اس کے کیا سبب ہیں کہ یسوع کے کئی پیرو دُکھ اور غم کے وسیلوں سے چین نہیں پاتے؟

ج (۱) پہلا سبب یہ ہے کہ وہ یسوع کو دیکھتے نہیں رہتے کہ اُس نے دُکھ اور غم کے درمیان آنے والی خوشیوں کو اپنی نظروں کے سامنے رکھ کر ان کی طرف دیکھا اور انہیں دیکھ کر دُکھ اور غم سہنے کی طاقت حاصل کی (دیکھو ۲ آیت)

(۲) دُکھ اور غم کے وقت چین نہ پانے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ اس بات کو یاد نہیں کرتے کہ یسوع اب صلیب پر نہیں ہے بلکہ خدا کے تخت کی دہنی طرف بیٹھا ہے اور کہ وہ نہ صرف اُن کی دردمندی اور غمخواری ہی کر سکتا بلکہ اُن کی ضرورت کے وقت اُن کی مدد بھی کر سکتا ہے (دیکھو ۲ آیت)

(۳) دُکھ اور غم میں چین نہ پانے کا تیسرا سبب بے دلی ہے۔ بے دلی سے ہمت جاتی رہتی ہے۔ مصیبت زدہ دل غم کے سمندر میں گویا غرق ہو جاتا اور ناامیدی میں پڑ کے ہمت ہار دیتا ہے (دیکھو گلتیوں ۶ باب ۹ آیت + عبرانیوں ۱۰ باب ۳۵ آیت)

(۴) خدا کی تنبیہہ کو ناچیز جاننا دُکھ اور غم میں چین نہ پانے کا چوتھا سبب

ہے (دیکھو ۹ آیت) دُکھ اور غم میں پڑ کے اپنے دل سے یہ نہ کہو۔ خیر جو ہو سو ہو۔ یا جو ہونے والا تھا سو ہُوا۔ اُسے جانے دو۔ وہ میری تقدیر میں یا میرے ماتھے پر لکھا ہُوا ہوگا۔ اس دُکھ یا غم پر غور کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جتنی جلدی ہو سکے اسے میرے دل اُس کو بھول جا؟ ایسے ایسے خیال رکھنا خدا کی تنبیہ کو ناچیز جاننا ہے اور ایسے خیالات سے دل میں نہ تو چین ہوگا اور نہ خدا کی تربیت یا تنبیہ ہی سے کچھ فائدہ ہوگا۔

(۵) دُکھ اور غم میں پڑ کے بے چین ہو جانے کا پانچواں سبب یہ ہے کہ ہم اُسے خدا باپ کی طرف سے نہیں سمجھتے۔ ہم اپنے دل سے یہ نہیں کہتے جیسے یسوع نے صلیب کے دُکھ کا پیالہ باپ سے لے کر کہا" کہ جو پیالہ باپ نے مجھے دیا کیا مَیں اُسے نہ پیوں؟" (یوحنّا ۱۸ باب ۱۱ آیت۔ مقابلہ کرو ایوب کی کتاب ۲ باب ۱۰ آیت + یعقوب کا خط ۵ باب ۱۰ و ۱۱ آیت)

س ۱۲ بارھویں آیت میں ڈھیلے ہاتھوں اور سُست گھٹنوں سے کن لوگوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج جو شخص اپنی دوڑ میں بے دل ہو کر سُست اور نااُمید ہو گئے اور اس سبب سے اُن کے ہاتھ ڈھیلے اور پاؤں لنگڑے ہو گئے ایسے ہی لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ عبرانی مسیحی ستائے جانے کے سبب سے کمزور ہو کر دوڑ کی راہ کو چھوڑنا چاہتے تھے۔ اِس لئے جو سیدھے دوڑنے والے تھے اُن کو یہ نصیحت کی گئی کہ تم ڈھیلے ہاتھوں اور سُست گھٹنوں کی مدد کرو۔ اور تم اُن کمزور بے دل بھائیوں کے راستے میں جو رکاوٹیں ہوں دُور کرو۔ جنہوں نے دوڑ کی راہ کی مشکلات کے سبب سے راہ چھوڑ دی ہو یا لنگڑے ہو گئے ہوں تم یہ کوشش کرو کہ وہ بے راہ نہ ہوں

بلکہ صحیح راہ پر چلنے کی قوت پائیں (دیکھو ۱۲ و ۱۳ آیت مقابلہ کرو گلتیوں ۶ باب ۱ آیت + یشعیاہ ۳۵ باب ۳ و ۴ آیت + ۴۰ باب ۱۱ آیت + ۵۷ باب ۱۸ آیت + ایوب کی کتاب ۴ باب ۳ سے ۵ آیت)

س ۲۲ چودھویں آیت کے مطابق یسوع کے پیروؤں کو کن دو باتوں کا طالب رہنا چاہئے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ سب کے ساتھ میل ملاپ رکھیں۔ آپس میں جھگڑا نہ کریں بلکہ اُن باتوں کے طالب رہیں جن سے میل ملاپ اور باہمی ترقی ہو۔ (مقابلہ کرو۔ رومیوں ۱۴ باب ۱۳ سے ۱۹ آیت)

(۲) یہ کہ جس پاکیزگی کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھیگا وہ اُس کے طالب رہیں۔ (مقابلہ کرو ۱۲ باب ۴ آیت + ۱ کرنتھیوں ۳ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + ۶ باب ۱۵ سے ۲۰ آیت + ۱ تھسلنیکیوں ۴ باب ۲ سے ۸ آیت)

س ۲۳ پندرھویں آیت میں لکھا ہے کہ غور سے دیکھتے رہو کہ کوئی شخص خدا کے فضل سے محروم نہ رہ جائے۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ عبرانی مسیحی جماعت میں کوئی نہ کوئی شخص پاکیزگی کی راہ چھوڑ کر خدا کے فضل اور رحم سے محروم رہنے والوں میں شریک ہو جاتا تھا۔ اس لئے جماعت میں جو شخص پاکیزگی کے طالب اور مشتاق تھے اُن پر فرض تھا کہ غور سے اُن ناپاک شخصوں کو دیکھتے رہیں۔ اور انہیں فکرمندی اور سنجیدگی سے آگاہ کرتے رہیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ جماعت کے اکثر لوگ اُن ناپاکوں کے بد نمونہ اور بُری صحبت سے ناپاک ہو جائیں۔

س ۲۴ عبرانی مسیحی جماعت یا کسی اور مسیحی جماعت میں ناپاک شخصوں کے رہنے سے کیا خطرہ ہے؟

ج یہ کہ جیسے اگر کسی پھل دار درخت کی جڑ میں کیڑا لگ جائے تو وہ کیڑا رفتہ رفتہ اس کل درخت کو خراب کر دیگا۔ یا جیسے تھوڑا سا خمیر رفتہ رفتہ سارے گندھے ہوئے آٹے کو خمیر کر دیتا ہے۔ سلیمان نبی کی معرفت خدا نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے سینے میں آگ لیوے اور اُس کے کپڑے جل نہ جائیں ؟ (امثال ۶ باب ۲۷ آیت)

س ۲۵ پندرھویں آیت میں بنی اسرائیل میں کون سی کڑوی جڑ کی طرف اشارہ ہے ؟

ج جھوٹے معبودوں اور بت پرستی کی جڑ کی طرف۔ جیسے لکھا ہے کہ موسےٰ نبی نے سارے بنی اسرائیل سے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے درمیان کوئی مرد یا عورت یا گھرانہ یا فرقہ ایسا ہو کہ اُس کا دل آج کے دن خداوند ہمارے خدا سے برگشتہ ہو کہ جا کر اُن گروہوں کے معبودوں کی بندگی کرے۔ نہ ہو کہ تمہارے درمیان ایسی جڑ ہو جو زہر کی کڑواہٹ کا اور افسنتین کا سا پھل لائے اور ایسا نہ ہو کہ جب وہ اس لعنت کی باتیں سُنیں تو اپنے دل میں اپ کو مبارک جانیں اور کہیں کہ میں چین کرونگا۔ اُسی وقت اُس شخص پر خداوند کے قہر اور غیرت کا دھوآں اُٹھیگا اور ساری لعنتیں جو اس کتاب میں لکھی ہیں اُس پر پڑینگی۔ اور خداوند اُس کے نام کو آسمان کے نیچے سے مٹا دیگا " (دیکھو استثنا ۲۹ باب ۱۶ سے ۲۰ آیت)

س ۲۶ سولھویں آیت میں عیساؤ کے کون سے گناہ کا ذکر ہے ؟

ج یہ کہ اُس نے ایک وقت کے کھانے کے عوض میں اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا۔

س ۲۷ بنی اسرائیل میں پہلوٹھے ہونے کا حق کیا تھا ؟

ج یہ کہ جن برکتوں کے وعدے خدا نے ابراہیم سے کئے تھے اُس کا بیٹا اضحاق اور اضحاق کا پہلوٹھا بیٹا عیساؤ اُن برکتوں کا وارث تھا۔ جیسے لکھا ہے کہ "خداوند نے اضحاق پر ظاہر ہو کر کہا مصر کو مت اُتر جا۔ بلکہ جہاں میں تجھے کہوں اُس زمین میں رہا کر۔ تو اِسی زمین میں بود و باش کر کہ میں تیرے ساتھ ہونگا اور تجھے برکت بخشونگا۔ کیونکہ میں تجھے اور تیری نسل کو یہ سب ملک دونگا۔ اور میں اُس قسم کو جو میں نے تیرے باپ ابراہیم سے کی ہے وفا کرونگا۔ اور میں تیری اولاد کو آسمان کے ستاروں کی مانند وافر کرونگا۔ اور یہ سب ملک تیری نسل کو دونگا۔ اور زمین کی سب قومیں تیری نسل سے برکت پائینگی اس لئے کہ ابراہیم نے میری آواز کو سنا اور میری تاکید کو میرے حکموں اور میرے قانونوں اور شرعوں کو حفظ کیا ہے۔" (دیکھو پیدائش ۲۶ باب ۱ سے ۵ آیت مقابلہ کرو پیدائش ۲۸ باب ۴ آیت)

س ۲۰ عیساؤ ابراہیم کا پوتا اور اضحاق کا پہلوٹھا بیٹا ہو کر ان سب برکتوں کا وارث ٹھہرا۔ مگر اُس نے اُن کی قدر نہ جانی اور اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا اس کے بیچ ڈالنے کا بیان کرو۔

ج پیدائش کی کتاب میں لکھا ہے کہ عیساؤ شکار میں ماہر تھا اور جنگل کا رہنے والا تھا۔ اور یعقوب نیک مرد خیموں کا رہنے والا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ یعقوب نے لپسی پکائی اور عیساؤ جنگل سے آیا اور وہ ماندہ ہو گیا تھا۔ اور عیساؤ نے یعقوب سے کہا کہ اس لال لال میں سے کچھ مجھے کھانے کو دے کیونکہ میں ماندہ ہو گیا ہوں۔ اس لئے کہ اُس کا نام عدوم یعنے لال ہوا۔ تب یعقوب نے کہا کہ آج ہی اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق میرے ہاتھ بیچ۔ عیساؤ نے کہا کہ دیکھ میں تو مرنے جاتا ہوں۔ سو

پہلوٹھا ہونا میرے کس کام آئیگا؟ تب یعقوب نے کہا کہ آج ہی مجھ پاس قسم کھا۔ اُس نے اُس پاس قسم کھائی اور اُس نے اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق یعقوب کے ہاتھ بیچا۔ تب یعقوب نے عیساؤ کو روٹی اور مسور کی دال دی۔ اُس نے کھایا اور پیا اور اُٹھ کر چلا گیا۔ سو عیساؤ نے اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق ناچیز جانا۔ (مقابلہ کرو پیدائش ۲۵ باب ۲۹ سے ۳۴ آیت)

س ۲۹ اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالنے کے بعد عیساؤ نے کیا چاہا؟

ج اُس نے اکلوتا ہونے کی برکت کا وارث ہونا چاہا۔ اور اُس نے آنسو بہا بہا کر تلاش کی۔ (دیکھو ۱۷ آیت)

س ۳۰ ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ عیساؤ نے آنسو بہا بہا کر پہلوٹھے ہونے کی برکتوں کی تلاش کی۔ اس کا بیان کرو۔

ج اُس نے اپنے باپ اضحاق سے کہا کہ یعقوب نے میرے پہلوٹھے ہونے کا حق لے لیا۔ کیا اُس کا نام یعقوب ٹھیک نہیں؟ کہ اُس نے دوبارہ مجھے اڑنگا مارا۔ اُس نے میرے پہلوٹھے ہونے کا حق لے لیا۔ اور دیکھو اب اُس نے میری برکت لے لی۔ پھر اُس نے کہا کیا تُو نے میرے لئے کوئی برکت نہیں رکھ چھوڑی؟ اضحاق نے عیساؤ کو جواب دیا اور کہا کہ دیکھ میں نے اُسے تیرا خداوند کیا اور اُس کے سب بھائیوں کو اُس کی چاکری میں دیا اور اناج اور مے اُسے بخشی۔ اب اے میرے بیٹے تیرے لئے میں کیا کروں؟ تب عیساؤ نے اپنے باپ سے کہا کیا آپ پاس ایک ہی برکت ہے؟ اے میرے باپ مجھے۔ ہاں مجھے بھی برکت دیجئے۔ اے میرے باپ۔ اور عیساؤ

چلّا چلّا کر رویا۔ تب اُس کے باپ اضحاق نے جواب دیا کہ دیکھ زمین کی چکنائی سے اور اُوپر کے آسمان کی اوس سے تیرا قیام ہوگا اور تُو اپنی تلوار سے زندگانی بسر کریگا۔ اور اپنے بھائی کی خدمت کریگا۔ اور یوں ہوگا کہ جب تو تردّد میں پڑیگا تو اُس کا جُوا اپنی گردن پر سے توڑ کر پھینک دیگا۔ (دیکھو پیدائش ۲۷ باب ۳۶ سے ۴۰ آیت)

س ۳۱ کیوں عیساؤ کو وہ برکت نہ ملی؟

ج اس لیئے کہ جب اُس نے اُس کو جو اُس کا حق تھا ناچیز جان کر جسمانی آرام کے لیئے اُسے بیچ ڈالا جب کہ وہ بغیر آنسو بہائے وہ برکت پا سکتا تھا تو اُس کے بعد آنسو بہا بہا کر اُس کی تمنا کی مگر وہ نہ ملی اس لیئے کہ اُس کی توبہ بے وقت ٹھہری۔ اُس نے برکت پانے کا وقت غنیمت نہ جانا (مقابلہ کرو عبرانیوں ۲ باب ۲ و ۳ آیت + ۳ باب ۷ و ۱۰ آیت + ۴ باب ۲ و ۱۱ آیت + متی ۸ باب ۱۰ و ۱۱ آیت + لوقا ۱۳ باب ۲۶ سے ۲۹ آیت)

س ۳۲ عیساؤ کے احوال سے ہم کو کون سی آگاہی اور نصیحت کی باتیں ملتی ہیں؟

ج (۱) پہلی آگاہی کی بات یہ ہے کہ عیساؤ اپنے پہلوٹھا ہونے کی برکتوں کی قدر و قیمت پر غور سے نہ دیکھتا رہا۔ اس لیئے غفلت سے اُس نے اس برکت کی قدر نہ پہچانی اور بے سوچے سمجھے اُسے بیچ ڈالا۔ رسولی کلیسیا میں بھی بعض ایسے لوگوں کا ذکر پایا جاتا ہے جن کا خدا پیٹ تھا (دیکھو فلپیوں ۳ باب ۱۸ و ۱۹ آیت + رومیوں ۱۶ باب ۱۸ آیت + ۲ پطرس ۲ باب ۱۸ سے ۲۲ آیت + ۱۔ تمطاؤس ۳ باب ۴ آیت + طیطس ۱ باب ۱۲ و ۱۳ آیت)

(۲) دوسری نصیحت یہ ہے کہ اگرچہ عیساؤ نے ایک وقت کے کھانے

کے عوض اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا۔ مگر اِس ایک ہی وقت
کے فعل سے اُس نے یہ ظاہر کیا کہ پیٹ اُس کا مالک تھا۔ رفتہ رفتہ اِس
مالک نے لذیذ کھانے کی خوشبو اور خواہش سے اُس کو اپنے جال میں
پھنسا لیا اور وہ یہاں تک اپنے پیٹ کا غلام ہو گیا کہ اسے اپنے پیٹ
پر کچھ بھی قابو نہ رہا تھا۔ بلکہ اپنے پہلوٹھا ہونے کے حق کی جتنی برکتیں تھیں
اُن سب کو ایک ہی وقت کے لذیذ کھانے کے عوض میں بیچ ڈالا۔ اِس
سے ہر ایک کے لئے یہ سنجیدہ اور پُر مطلب نصیحت اور آگاہی ہے کہ جو
شخص رفتہ رفتہ اور بار بار پیٹ کا غلام بنتا جاتا ہے یا نفسانی جذب یا
عیش و عشرت کی کسی عادت کے بس میں پڑ جاتا ہے تو کسی نہ کسی دن
ایک ہی وقت کی ایسی عیش اور شہوت کے گڑھے میں ڈال دیا جائیگا کہ پھر اُس
کی سزا سے نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہیگی جیسے کہ آخرکار عیساؤ کا حال ہوا۔
(۳) جو شخص مسیحی خاندان میں پیدا ہوا۔ اُسے مسیح کا نام بپتسمہ کی رسم سے
دیا گیا اور وہ انجیل مقدس کی تعلیم پاکر روح القدس سے کتنی برکتیں پاتا
ہے۔ اگر وہ اِن سب برکتوں کو ناچیز جان کر برگشتہ ہو جائے تو اُس کا آخری
حال عیساؤ کا سا ہوگا۔ بے شک یہ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص آنسو بہا بہا کر
توبہ کرے اور معافی بھی پا سکے مگر اُس کو روح القدس کی طرح طرح کی
نعمتیں بخشی نہ جائینگی۔ اُس کے لئے اُن برکتوں کے ملنے کا وقت جاتا رہا
ہے (دیکھو عبرانیوں ۶ باب ۴ سے ۸ آیت + اعمال ۵ باب ۱ سے ۱۱ آیت
+ گلتیوں ۶ باب ۷ و ۸ آیت)

س ۳۴ ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ عیساؤ نے پہلوٹھا ہونے کے حق کی برکتوں کو
بیچنے کے بعد اُسے رد پایا اگرچہ اُس نے آنسو بہا بہا کے اُس کی بڑی تلاش

کی۔ اِس کے معنے کیا ہیں؟

ج۔ یہ کہ پہلوٹھا ہونے کے تمام حقوق اور اُن کی برکتیں آپس میں ایسی پیوستہ ہیں جیسے درخت کی جڑ اور اُس کی پھل دار ڈالیاں۔ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں رہ سکتیں۔ اگر جڑ جلانے کے لئے بیچی جائے تو اُس کی پھل دار ڈالیوں کے پھل کا وارث ہونا اور اُس کا پھل چاہنا بے فائدہ ہے۔ عیساؤ نے پہلوٹھا ہونے کی برکتوں کی جڑ کو ناچیز جان کر اُسے یعقوب کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا اُس کی توبہ کے سبب سے قسم قسم کی برکتیں تو اُس کو مل گئیں لیکن پہلوٹھا ہونے کی خاص برکتیں نعمتیں اور خدمتیں نہ ملیں اور نہ مل سکیں (دیکھو ۱۶ اور ۱۷ آیت مقابلہ کرو پیدائش ۲۷ باب ۳۰ سے ۴۰ آیت + متی ۲۲ باب ۱۴ آیت + ۲۷ باب ۳ سے ۱۰ آیت + اعمال ۱ باب ۱۷ سے ۱۹ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۲ باب ۱۵ سے ۱۷ آیت + ۲ باب ۱۳ سے ۲۰ آیت + ۹ باب ۲۴ سے ۲۷ آیت + عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۴ آیت + ۴ باب ۷ سے ۱۳ آیت + ۴ باب ۱ و ۲ آیت + ۶ باب ۴ سے ۸ آیت + ۱۰ باب ۲۶ سے ۳۱ آیت + ۱۲ باب ۱۵ سے ۱۷ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۱۲ باب ۱ سے ۱۷ آیت تک

۱۔ گیارھویں باب میں پندرہ شخصوں کے نام درج ہیں جو ایمان کے سبب خدا کو پسند آئے تھے اور خدا کی آسمانی بادشاہت میں اب تک خدمت کرتے ہیں۔ جیسے ہابل۔ حنوک۔ نوح۔ ابراہیم۔ اضحاق۔ یعقوب۔ یوسف موسیٰ وغیرہ۔ ان ایمان داروں کے ایمان پر غور کرنے سے ہمارا ایمان مضبوط ہوجاتا ہے۔ وہ اپنی دوڑ دوڑ چکے اور جیسے انہوں نے یہاں دیانتداری اور جان نثاری کے ساتھ خدا کی خدمت کی تھی ویسے ہی وہاں بھی وہ اعلےٰ درجہ کی خدمت پاتے ہیں۔ ابراہیم کی خدمت یہ ہے کہ جس وقت لعذر گزر گیا تو فوراً ایک فرشتے نے اُسے ابراہیم کے آسمانی گھر میں پہنچایا کہ وہاں جس گھرانے کا باپ ابراہیم ہو لعذر اُس میں دخل پاکر تعلیم اور تربیت اور تسلی حاصل کرے (دیکھو لوقا ۱۶ باب ۱۹ سے ۲۱ آیت) پھر لکھا ہے کہ جس وقت یسوع اپنے تین شاگردوں پطرس یوحنا اور یعقوب کو ہمراہ لے کر پہاڑ پہ دعا مانگنے گیا تو دیکھو دو شخص موسےٰ اور ایلیاہ اُس سے باتیں کر رہے تھے۔ یہ جلال میں دکھائی دیئے اور اُس کے انتقال کا ذکر کرتے تھے جو یروشلیم میں واقع ہونے کو تھا (دیکھو لوقا ۹ باب ۳۱ آیت) اُن کو کیا ہی اعلےٰ درجہ کی خدمت ملی کہ انہوں

ـنے خدا کے بیٹے یسوع سے اُس کی موت کا ایسا بیان کیا کہ اُس نے اُن کے کلام کے وسیلے سے اُس ہولناک صلیبی موت کے لئے تقویت اور تیاری پائی۔

پھر" جب یسوع اپنے شاگردوں کے دیکھتے دیکھتے آسمان پر اُٹھا لیا گیا اور بدلیوں نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا اور اُس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے گلیلی مردو۔ تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح پھر آئیگا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے" (دیکھو اعمال ۱ باب ۱۰ تا ۱۱ آیت) بادلوں میں سے جو یہ دو مرد اس خدمت کے لئے بھیجے گئے تھے وہ کیسے خوش ہوئے ہونگے کہ ہمیں یسوع کے غمگین شاگردوں کو یہ خوشی کی خبر سنانے کے لئے چنا گیا ہے۔

پھر جس نے یوحنا رسول کو مکاشفہ کی کتاب کی عجیب نظارے دکھائے اور حشل اُستاد اور رہبر کے اُس کے سب سوالوں کا معقول جواب دیا آخر جس وقت یوحنا اُس کو بزرگ جلالی اعلےٰ درجے کا فرشتہ سمجھ کر اُس کے پاؤں پر سجدہ کرنے کو گرا تو اُس نے یوحنا کو منع کرکے کہا کہ خبردار ایسا نہ کر میں بھی تیرا اور تیرے بھائی نبیوں اور اس کتاب کی باتوں پر عمل کرنے والوں کا ہم خدمت ہوں۔ خدا ہی کو سجدہ کر۔ (دیکھو مکاشفہ ۲۲ باب ۹ آیت مقابلہ کرو مکاشفہ ۲۲ باب ۶ و ۱۶ آیت + ۱۹ باب ۱۰ آیت + ۱ باب ۱ و ۲ آیت + ۶ باب ۹ سے ۱۱ آیت + ۱-کرنتھیوں ۲ باب ۹ سے ۱۶ آیت +

۲۔ کرنتھیوں ۱۲ باب ۱ سے ۷ آیت + افسیوں ۳ باب ۱۳ آیت + متی ۱۷ باب ۷ ا آیت + گلتیوں ۱ باب ۱۱ سے ۱۷ آیت)

۲۔ جس دوڑ میں یسوع کے پیرو دوڑنے کو ہوتے ہیں انہیں چاہئے کہ ان میں وہ ایسے دوڑیں کہ آخرکار خداوند کو مقبول ہوں۔

(۱) پہلے وہ ہر ایک گناہ کو چھوڑ دیں۔ ان گناہوں کو جو انہیں آسانی سے اُلجھا لیتے ہیں مثل بوجھ کے اُتار پھینکیں۔ علاوہ ایسے گناہوں کے جن عادتوں یا دستوروں سے پاک بننے اور روح القدس کے بہت پھل لانے میں رکاوٹیں واقع ہوں اُن سے باز آنا چاہئے (دیکھو ا آیت مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھیوں ۹ باب ۲۴ آیت + افسیوں ۴ باب ۲۲ آیت)

(۲) جو دوڑ خدا نے ہمارے سامنے پیش کی ہے دوڑنے والا اُسی دوڑ میں دوڑے۔ جس خدمت کے لئے خدا نے ہمیں بلایا ہے ہم اُسے دل لگا کر صبر سے کرتے رہیں (دیکھو ا آیت اعمال ۲۰ باب ۲۴ آیت)

(۳) دوڑنے والا یسوع کے نمونے پر نگاہ رکھے اور کبھی نہ بھولے کہ یسوع اب صلیب پر لٹکا ہوا نہیں ہے بلکہ خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے (دیکھو ۲ آیت مقابلہ کرو ۱ باب ۳ آیت + افسیوں ۱ باب ۲۱ آیت + فلپیوں ۲ باب ۹ آیت)

(۴) دوڑنے والا بے دل نہ ہو۔ وہ یاد رکھے کہ جو دوڑنے میں بے دل ہو جاتا ہے اُس کی ہمت جاتی رہتی ہے (دیکھو ۳ آیت مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب ۵۸ آیت + ۲۔ تھسلنیکیوں ۳ باب ۱۳ آیت + گلتیوں ۶ باب ۹ آیت)

۳۔ دُکھ درد اور غم مصیبت مخالفت یہ خدا کی ناراضگی کے نشان نہیں ہیں۔ ان کو خدا باپ کے ہاتھ سے لینا برکت کا باعث ہو سکتا ہے (دیکھو

۵ سے ۱۰ آیت مقابلہ کرو عبرانیوں ۲ باب ۱۸ آیت + ۵ باب ۶ آیت + ۱۲ باب ۱۱
آیت + ۲ - کرنتھیوں ۱۲ باب ۷ سے ۱۰ آیت + ایوب ۴۲ باب ۱ سے ۱۰
آیت)

۴ - خدا کے فضل سے محروم رہ جانا ممکن ہے۔ اور اس کی نظیر عیساؤ ہے (دیکھو ۱۶ و ۱۷ آیت) دیکھو کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل جوانی کے دنوں میں کیسا ہونہار اور خوش حال تھا مگر خدا کے حکموں کی نافرمانی کر کے اُس کی آخری حالت کیسی قابلِ رحم اور اندوہ ناک ہو گئی (۱- سموئیل ۹ و ۱۰ و ۱۱ باب + ۲۸ باب ۵ سے ۲۰ آیت + ۱۳ باب ۴ سے ۶ آیت)

پھر اسرائیل کے بادشاہ سلیمان کا حال دیکھو۔ جوانی میں وہ کیسا خدا ترس اور دعا میں سرگرم مرد تھا مگر آخر کو مصر کی عورتوں نے اُسے خراب کر دیا۔ (مقابلہ کرو ۱- سلاطین ۳ باب ۹ و ۱۲ و ۱۴ آیت + ۲- سلاطین ۱۱ باب ۱ سے ۱۲ آیت + نحمیاہ کی کتاب ۱۳ باب ۲۶ آیت)

پھر یہوداہ اسکریوطی اگرچہ وہ بارہ رسولوں میں چُنا گیا اور تین برس تک برابر یسوع کے ساتھ رہا اور ناپاک روحوں کے نکالنے کی قوت اُسے بخشی گئی تھی تو بھی اُس نے آخر کار روپیہ کے لالچ سے یسوع کو اُس کے دشمنوں کے حوالے کیا۔ گمان غالب ہے کہ یسوع نے اکثر طرح طرح سے اُس کو گناہ سے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہُوا تھا تو بھی اُس نے لالچ کی کڑوی جڑ اپنے دل میں بڑھنے دی یہاں تک کہ آخر کار وہ خودکشی کر کے ہلاک ہُوا۔ اور اُس کا نام ہلاکت کا فرزند ہُوا (دیکھو متی ۲۶ باب ۴۷ سے ۵۰ آیت + مرقس ۱۴ باب ۱۰ و ۱۱ آیت + یوحنا ۶ باب ۷۰ و ۷۱ آیت + اعمال ۱ باب ۱۶ سے ۲۰ آیت)

پھر دیمؔس نے جو پولوؔس رسول کا ہم خدمت ہوا تھا آخرکار پولوس کو چھوڑ دیا جیسے لکھا ہے کہ دیمؔس نے اِس موجودہ جہان کو پسند کرکے مجھے چھوڑ دیا۔" (۲۔ تمطاؤس ۴ باب ۱۰ آیت + کلسیوں ۴ باب ۱۴ آیت)

ساؤل بادشاہ اور داؤد کا بیٹا سلیماؔن اور عیسوؔ اور یہوداہ اسکریوطی اور دیمؔس۔ اِن سبھوں کی گمراہی اور آخری حالت کی خرابیاں ہماری آگاہی کے لئے لکھی گئی ہیں۔ تاکہ ہم بُری چیزوں کی خواہش نہ کریں جیسا انہوں نے کی۔ پس جو کوئی اپنے آپ کو قائم سمجھتا ہے وہ خبردار رہے کہ گر نہ پڑے (دیکھو ۱۔ کرنتھیوں ۱۰ باب ۱۲ آیت + رومیوں ۱۱ باب ۲۰ آیت + ۱۔ پطرس ۳ باب ۱۷ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۱۲ باب ۱ سے ۱۷ آیت تک

س ۱ وہ کون سا گناہ ہے جو مجھے آسانی سے اُلجھا لیتا ہے؟ کیا میں اِس گناہ سے چھوٹ جانے کی کوشش کرتا ہوں؟

س ۲ کیا میں کسی طرح کے گناہ تلے مثل بوجھ کے دب گیا یا دب جاتا ہوں؟ وہ گناہ کون سا ہے؟

س ۳ جو دوڑ خدا نے میرے سامنے پیش کی ہے کیا میں اُس میں صبر سے دوڑتا

جاتا ہوں۔ یا گڑگڑا کر اِس لئے اُسے چھوڑ جاتا ہوں کہ دوسری دل پسند دوڑ میں دوڑوں؟

س۱۴ جس جگہ خدا نے مجھے رکھا یا جو خدمت خدا نے مجھے سونپی ہے کیا میں اُس جگہ یا خدمت میں خوش ہوں یا گڑگڑاتا ہوں؟

س۱۵ کیا میں خدا کی تنبیہہ کو ناچیز جانتا ہوں یا اُس سے بے دل ہوتا ہوں؟

س۱۶ کیا میں عیساؤ کی طرح نفسانی چیزوں کے عوض روحانی ابدی آسمانی برکتوں کو بیچ ڈالتا ہوں؟

"اے خدا مجھے جانچ اور میرے دل کو جان۔ مجھے آزما اور میرے اندیشوں کو پہچان۔ دیکھ کیا مجھ میں کوئی دردانگیز عادت ہے کہ نہیں۔ اور مجھ کو ابدی راہ میں چلا" (زبور ۱۳۹ کی ۲۳ و ۲۴ آیت)

دعا

عبرانیوں ۱۲ باب ۱ سے ۲ آیت تک

اے خداوند۔ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ جو تیرے خادم ہماری نظروں سے گزر گئے ہیں وہ اب تک تیری خدمت کرتے ہیں۔ کاش کہ جو خدمت تُو نے مجھے سونپی ہے میں اُن کے نیک نمونوں پر چل کر اُسے دیانتداری اور صبر کے ساتھ پوری کروں۔ بخش کہ میں بھی ان کے ہمراہ ہو کر تیرے آسمانی گھر میں جگہ پا کر ہمیشہ تیری خدمت اور بندگی کرتا رہوں۔ اور نہ دُکھ کے بوجھ کے تلے دبا ہوں اس سے بے دل نہ ہو جاؤں۔ بلکہ تجھے رحم اور فضل کے تخت پر بیٹھے تکتا رہوں اور یوں دیکھتے دیکھتے زیادہ مضبوط ہو جاؤں۔ اے خداوند یسوع تُو میرے لئے یہ دعا کر کیونکہ میں تیرا نام لے کر مانگتا ہوں۔ آمین۔

حصہ بائیسواں

عبرانیوں ۱۲ باب ۱۸ سے ۲۹ آیت تک

(۱۸) تم اُس پہاڑ کے پاس نہیں آئے جس کا چھونا ممکن تھا۔
اور وہ آگ سے جلتا تھا۔ اور اُس پہ کالی گھٹا اور تاریکی اور طوفان۔
(۱۹) اور نرسنگے کا شور۔ اور کلام کرنے والے کی ایسی آواز تھی جس
کے سُننے والوں نے درخواست کی کہ ہم سے اور کلام نہ کیا جائے
(۲۰) کیونکہ وہ اِس حکم کی برداشت نہ کر سکے کہ اگر کوئی جانور بھی
اُس پہاڑ کو چھوئے تو سنگسار کیا جائے (۲۱) اور وہ نظارہ ایسا
ڈراؤنا تھا کہ موسےٰ نے کہا۔ میں نہایت ڈرتا اور کانپتا ہوں (۲۲)
بلکہ تم صیون کے پہاڑ اور زندہ خدا کے شہر۔ یعنی آسمانی یروشلیم
کے پاس۔ اور لاکھوں فرشتوں (۲۳) اور اُن پہلوٹھوں کی عام جماعت
یعنی کلیسیا۔ جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں اور سب کے منصف
خدا اور کامل کئے ہوئے راستبازوں کی رُوحوں (۲۴) اور نئے
عہد کے درمیانی یسوعؔ اور چھڑکاؤ کے اُس خون کے پاس آئے ہو
جو ہابلؔ کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے (۲۵) خبردار اُس کہنے
والے کا انکار نہ کرنا۔ کیونکہ جب وہ لوگ زمین پر ہدایت کرنے والے
کا انکار کر کے نہ بچ سکے۔ تو ہم آسمان پر کے ہدایت کرنے والے

سے منہ موڑ کر کیونکر بچ سکینگے؟ (۲۶) اُس کی آواز نے اُس وقت تو
زمین کو ہلا دیا۔ مگر اب اُس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ایک بار پھر مَیں فقط
زمین ہی کو نہیں۔ بلکہ آسمان کو بھی ہلا دونگا (۲۷) اور یہ عبارت کہ ایک
بار پھر اس بات کو ظاہر کرتی ہے۔ کہ جو چیزیں ہلا دی جاتی ہیں مخلوق
ہونے کے باعث ٹل جائیگی۔ تاکہ بے ہلی چیزیں قائم رہیں۔ (۲۸) پس ہم
وہ بادشاہت پاکر جو ہلنے کی نہیں۔ اُس فضل کو ہاتھ سے نہ دیں جس کے
سبب سے پسندیدہ طور پر خدا کی عبادت خدا ترسی اور خوف سے
ساتھ کریں۔ (۲۹) کیونکہ ہمارا خدا خاک کر دینے والی آگ ہے۔

موسوی شریعت کے عہد اور انجیل مقدس کی خوشخبری کے عہد کا مقابلہ

س ۱ ان آیتوں میں کن دو عہدوں کا مقابلہ ہے؟

ج (۱) پہلے وہ عہد جو موسےٰ کی معرفت کوہ سینا پر خدا کی طرف سے سنایا گیا۔

(۲) دوسرے وہ نیا عہد جو انجیل مقدس میں یسوع مسیح کی معرفت سنایا گیا۔ ان آیتوں میں ان دونوں عہدوں کے معنوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

س ۲ اٹھارھویں آیت میں لکھا ہے کہ تم اُس پہاڑ کے پاس نہیں آئے جسے چھونا ممکن تھا۔ کس پہاڑ کی طرف اشارہ ہے؟

ج پہاڑ سینا کی طرف جس پر خدا نے موسےٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو دس حکم سنائے تھے۔ (دیکھو خروج ۲۰ باب ۱ سے ۱۷ آیت)

س ۳ پہاڑ سینا کہاں ہے؟

ج وہ ملک عرب میں ایک پہاڑ ہے اُس کی ایک چوٹی جو اُتر کی طرف ہے وہ کوہ حورب اور اُس کی دوسری چوٹی جو دکھن کی طرف ہے کوہ موسیٰ کہلاتی ہے۔ سینا پہاڑ سمندر سے دو ہزار گز اونچا ہے اور وہ لال سمندر سے نظر آتا ہے قریباً ایک ہزار سات سو برس ہوئے کہ کوہ موسےٰ کے نیچے ایک مسیحی آشرم (راہب خانہ) بنا جو اب تک موجود ہے جس کا نام سینائی آشرم ہے۔ ملک مصر کی غلامی سے نکلنے کے تین مہینے

بعد بنی اسرائیل سیناؔ کے سامنے پہنچے اور وہاں خدا نے اُنہیں موسےٰ
کی معرفت دس حکم سنائے۔

س۴ عبرانی مسیحیوں کی آگاہی اور تربیت کے لئے جو باتیں اِس خط کے مصنّف
نے موسیٰ نبی کی خروج کی کتاب سے نکال کر اِن آیتوں میں مختصر طور سے
لکھی ہیں اُن کا خلاصہ مطلب سناؤ۔

ج یہ کہ بنی اسرائیل زمین مصر میں سے باہر ہوکر تیسرے مہینے کے اُسی دن
سیناؔ کے بیابان میں آئے اور کوہِ سیناؔ کے آگے خیمے کھڑے کئے۔ تب
خداوند نے موسےٰ کو پہاڑ سے بلایا اور کہا کہ بنی اسرائیل سے یوں بیان
کیجیو کہ اگر تم میری آواز کے فی الحقیقت سننے والے ہوگے اور میرے عہد
کو حفظ کروگے تو تم ساری قوموں سے زیادہ میرے لئے ایک خزانۂ خاص
ہوگے کیونکہ ساری زمین میری ہے اور تم میرے لئے کاہنوں کی ایک
مملکت اور ایک مقدّس قوم ہوگے۔ تب موسےٰ آیا اور گروہ کے بزرگوں کو
بلایا اور اُن کے روبرو ساری باتیں جو خداوند نے فرمائی تھیں بیان کیں۔
اور سب لوگوں نے مل کے جواب دیا کہ خداوند نے سب جو کچھ کہ فرمایا ہے ہم
کرینگے۔ اور موسےٰ نے لوگوں کی باتیں خداوند سے کہیں۔ اور خداوند نے
موسےٰ سے کہا کہ لوگوں پاس جا اور آج اور کل میں اُنہیں پاک کر کہ خداوند
تیسرے دن سارے لوگوں کی نظر میں کوہِ سیناؔ پر اُتر آئیگا۔ اور یوں ہوا
کہ تیسرے دن صبح کو بادل گرجے اور بجلیاں چمکیں اور پہاڑ پہ کالی گھٹا اُمڈی
اور کرنائی کی آواز بہت بلند ہوئی چنانچہ سارے لوگ ڈیروں میں کانپ
گئے۔ اور موسےٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملانے اور وہ
پہاڑ کے نیچے آکھڑے ہوئے اور کوہِ سیناؔ پر زیر و بالا دھؤاں تھا کیونکہ

خداوند شعلہ میں ہو کے اُس پر اُترا۔ اور تنور کا سا دھواں اُس پر سے اُٹھا اور پہاڑ سراسر ہل گیا اور خداوند نے پہاڑ کی چوٹی پر موسےٰ کو بلایا اور موسےٰ چڑھ گیا۔ خداوند نے اُسے کہا کہ چل نیچے جا اور تجھ کو پھر اُوپر آنا ہوگا۔ تُو اور ہارون تیرے ساتھ۔ پر کاہن اور لوگ حدّیں توڑ کے خداوند پاس اُوپر نہ آئیں۔ نہ ہو کہ اُن میں رخنہ ڈال دیوے چنانچہ موسےٰ نے لوگوں پاس تلے اُترا اور اُن سے کلام کیا۔ (مقابلہ خروج ۱۹ باب ۱ سے ۲۵ آیت)

س خدا نے موسےٰ کی معرفت کیا کلام کیا؟

ج یہ کہ "خداوند تیرا خدا جو تجھے زمین مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں" پھر جو دس حکم پہاڑ سینا پر سُنائے گئے تھے اور خروج کے بیسویں باب میں درج ہیں وہ پڑھ کے سناؤ۔

س بائیسویں آیت میں صیہون پہاڑ کا کیا ذکر ہے؟

ج یہ کہ وہ زندہ خدا کے شہر کا زمینی نام ہے۔ کوہِ صیہون پر یروشلیم شہر کے بادشاہ کا تخت ہوتا تھا اس لئے وہ پہاڑ مقدس سمجھا گیا۔

س زبور کی کتاب کے دوسرے زبور میں کوہِ مقدس صیہون کے بارے میں خدا نے کیا فرمایا؟

ج یہ کہ میں نے اپنے بادشاہ کو کوہِ مقدس صیہون پر بٹھلایا ہے (دیکھو زبور ۲ کی ۶ آیت)

س زبور کی کتاب میں کوہِ مقدس صیہون کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

ج "اے خداوند تیرے خیمہ میں کون رہیگا۔ تیرے کوہِ مقدس پر کون سکونت کریگا" (دیکھو زبور ۱۵ کی ۱ آیت)

پھر لکھا ہے "خداوند بزرگ ہے ۔ اور لائق ہے کہ ہمارے خدا کے شہر میں اُس کے مقدس پہاڑ پر اُس کی ستائش بہت طرح سے کی جائے ۔ بلندی سے خوبصورت تمام زمین کی خوشی کوہ صیون ہے ۔ اُس کے محلوں میں مشہور ہے کہ خدا جائے پناہ ہے" (دیکھو زبور ۴۸ کی ۱ سے ۳ آیت مقابلہ کرو زبور ۲ کی ۶ آیت + ۱۲۵ کی ۲ آیت + یوئیل ۲ باب ۳۲ آیت + مکاشفہ ۱۴ باب ۱ آیت + ۲۱ باب ۲ آیت)

س ۹ اِن حوالوں سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

ج یہ کہ جس حال میں یروشلیم شہر کوہ صیون پر بنا تھا اور جس حال کہ یروشلیم آسمانی شہر کہلاتا ہے تو کوہ صیون خدا کی زمینی بادشاہت کا تخت ٹھہرا تھا۔

س ۱۰ علمائے اسلام شہر یروشلیم کو کیا نام دیتے ہیں؟

ج ایل قدس۔ یعنے خدا کا کوہ مقدس۔

س ۱۱ ابراہیم کے دنوں میں یروشلیم شہر کا بادشاہ کون تھا؟

ج ملک صدق ۔ سالیم کا بادشاہ ۔ سالیم اور یروشلیم کے معنے یکساں ہیں یعنے صلح سلامتی کا شہر۔

س ۱۲ ابراہیم کے دنوں میں سالیم یعنے یروشلیم شہر کے بادشاہ کا دوسرا نام کیا تھا؟

ج وہ خدا تعالےٰ کا کاہن بھی کہلاتا تھا۔

س ۱۳ اِن آیتوں میں خط کا مصنف عبرانی مسیحیوں کو کیا تسلی بخش خبر دیتا ہے؟

ج یہ کہ جب سینا پہاڑ آگ سے جلتا تھا اور وہ ایسا ڈراونا تھا کہ موسیٰ نبی

بھی اُس کے نزدیک جانے سے ڈرتا تھا تو تم اُسے مسیحیو۔ اُس جلتے ہوئے پہاڑ کے پاس نہیں بلکہ حقیقی پہاڑ کے پاس آئے ہو جہاں خدا نے ملک صدق کے وسیلے سے ابرہام کو برکت بخشی۔ تم اُسی خدا تعالیٰ کے سردار کاہن یسوع کے پاس آئے ہو۔ اور جیسے ملک صدق نے ابرہام کو برکت بخشی دیسے ہی وہ تم کو بھی برکت بخشیگا اور تم کو مبارک کہیگا (دیکھو ۲۲ آیت مقابلہ کرو پیدائش ۱۴ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت + عبرانیوں ۵ باب ۵ سے ۱۱ آیت + ۶ باب ۲۰ آیت + ۷ باب ۱ سے ۱۰ آیت + ۷ باب ۱۷ سے ۲۵ آیت + ۱۰ باب ۱۹ سے ۲۲ آیت)

س ۱۴ ۲۲ آیت میں لکھا ہے کہ یسوع کے پیرو نہ صرف زندہ خدا کے شہر آسمانی یروشلیم کے پاس آئے ہیں بلکہ لاکھوں فرشتوں کے پاس بھی آئے ہیں۔ اِس کے معنے کیا ہیں ؟

ج یہ کہ خدا کے شہر کے اندر یعنے آسمانی یروشلیم کے اندر لاکھوں فرشتے رہتے ہیں جو رات دن خدا کے حضور میں کھڑے ہو کے اُس کی بندگی اور خدمت کرتے ہیں۔ جیسے لکھا ہے "خداوند کو مبارک کہو اے اُس کے فرشتو۔ تم جو زور میں سبقت لے جاتے ہو اور اُس کے حکموں پر عمل کرتے ہو اور اُس کے کلام کی آواز کو سنتے ہو۔ خداوند کو مبارک کہو اے سب اُس کے لشکرو۔ اے اُس کے خدمت کرنے والو۔ تم جو اُس کی مرضی پر چلتے ہو" (دیکھو زبور ۱۰۳ کی ۱۹ سے ۲۱ آیت مقابلہ کرو زبور ۶۸ کی ۱۷ آیت ۱۴۸ کی ۲ آیت + پیدائش ۳۲ ۲ آیت + یسعیاہ ۶ باب ۲ سے ۸ آیت + دانی ایل ۷ باب ۹، ۱۰ آیت + متی ۴ باب ۱۱ آیت + لوقا ۲ باب ۱۳ آیت)

س ۱۵ جو خوشی کی خبر فرشتہ بیت لحم شہر کے عبرانی چرواہوں کے پاس لایا
وہ سُناؤ۔

ج لوقا کی انجیل ۲ باب ۸ سے ۱۴ آیت پڑھ کر سُناؤ۔

س ۱۶ جب عبرانی چرواہوں نے فرشتوں کی خوشی کی بشارت سُنی تو انہوں
نے کیا کیا؟

ج جو بات اُس لڑکے کے حق میں فرشتوں نے کہی تھی وہ انہوں نے مشہور
کی۔ (دیکھو لوقا ۲ باب ۱۰ سے ۱۷ آیت)

س ۱۷ اس خوشی کی خبر سے کہ جو یسوع کے پیرو ہیں وہ لاکھوں فرشتوں کے
پاس آئے ہیں عبرانی مسیحیوں کو کیا بڑی تسلی ملی؟

ج یہ کہ وہ یسوع کی خدمت میں اکیلے نہیں بلکہ لاکھوں فرشتے ان کے
ہم خدمت ہیں۔ جب اسکے پاک۔ زور آور اور بے شمار فرشتے اُن کی مدد
کے لئے اُن کے پاس رہتے ہیں تو وہ کیوں ڈریں اور کیوں بے دل ہوں؟
برعکس اس کے جیسے عبرانی چرواہوں نے جس وقت خوشی کی خبر فرشتوں
سے سُن لی تھی تو چاروں طرف مشہور کی ویسے ہی یسوع کے پیروؤں کو
واجب ہے کہ سب پاک فرشتوں کو اپنا مددگار جان کر یہ خوشی کی خبر مشہور
کریں (مقابلہ کرو متی ۱۸ باب ۱۰ آیت + لوقا ۱۲ باب ۸ آیت + ۱۵ باب ۱۰ آیت
+ ۱۶ باب ۲۲ آیت + اعمال ۵ باب ۱۹ آیت + ۸ باب ۲۶ آیت + ۱۲ باب
۷ و ۸ و ۲۳ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۲۰ آیت + زبور ۳۴ کی ۷ آیت + ۹۱ کی ۱۱ آیت
+ ۱۰۳ کی ۲۰ و ۲۱ آیت + پیدائش ۳۲ باب ۱ و ۲ و ۲۴ آیت + یسعیاہ نبی کی
کتاب ۶ باب ۲ سے ۴ آیت + دانی ایل ۷ باب ۱۰ آیت + ۶ باب ۲۲ آیت +
۱۲ باب ۱ آیت + مکاشفہ ۱۲ باب ۷ آیت)

س ۱۸ ۲۳ آیت میں لکھا ہے کہ عبرانی مسیحی نہ صرف آسمانی یروشلیم کے پاس اور لاکھوں فرشتوں کے پاس آ گئے ہیں بلکہ وہ "اُن پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنے کلیسیا کے جن کے نام آسمان پر لکھے ہوئے ہیں پاس بھی آ گئے ہیں" پہلوٹھوں کی جماعت میں کون لوگ شریک ہیں؟

ج (۱) جو یسوع پر ایمان لاکر روح القدس سے ازسرِ نو پیدا ہوئے ہیں۔ وہ پہلوٹھوں میں گنے جاتے ہیں۔ جیسے لکھا ہے "یسوع اپنے گھر آیا اور اُس کے اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا۔ یعنے اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے۔" (دیکھو یوحنا ۱ باب ۱۱ سے ۱۳ آیت)

(۲) "پھر یسوع نے نیکودیمس نام یہودیوں کے ایک سردار سے کہا کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا۔" "جو جسم سے پیدا ہُوا ہے جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہُوا ہے روح ہے" دیکھو یوحنا ۳ باب ۳ سے ۶ آیت مقابلہ کرو ۲۔ کرنتھیوں ۵ باب ۱۷ آیت + گلتیوں ۶ باب ۱۰ آیت + ۱۔ پطرس ۱ باب ۳ و ۲۳ آیت + یعقوب ۱ باب ۱۷ آیت + ۳ باب ۵ سے ۱۷ آیت)

س ۱۹ کن شخصوں کے لئے پہلوٹھوں کے شمار میں شریک ہونے کی راہ کھلی ہے؟

ج جن کے دلوں میں خدا کے حضور میں پسند آنے اور پاک بننے کی پیاس ہو جیسے کہ پیاسے کو پانی کی پیاس ہوتی ہے۔ لکھا ہے "پھر عید کے آخری

دن جو خاص دن ہے یسوع کھڑا ہوا اور پکار کے کہا اگر کوئی پیاسا ہو
تو میرے پاس آکر پئے۔ جو مجھ پر ایمان لائیگا اُس کے اندر سے جیسے کہ
کتاب مقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی۔ اُس نے
یہ بات اس روح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے جو اُس پر ایمان لائے
کیونکہ روح اب تک نازل نہ ہوا تھا اس لئے کہ یسوع اب تک اپنے
جلال کو نہ پہنچا تھا" (یوحنا ۷ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۴
باب ۲ سے ۲۶ آیت + ۹ باب ۳۱ سے ۳۹ آیت + رومیوں ۸ باب ۲۹
آیت) اِن حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی شخص خواہ وہ کسی ملک
یا حالت کا ہو۔ خواہ امیر ہو خواہ غریب۔ خواہ عالم ہو خواہ بے علم۔ اگر وہ
یسوع پر دل سے ایمان لائے کہ وہ گناہ سے بچانے والا اور روح القدس
کا بخشنے والا ہے تو وہ نئی پیدائش پاکر نیا مخلوق بنیگا اور خدا کے گھر کے
پہلوٹھوں میں شریک کیا جائیگا (مقابلہ کرو عبرانیوں ۲ باب ۱۰ سے ۱۲ آیت +
۲ باب ۱۰ و ۲۳ آیت + یوحنا ۳ باب ۳ سے ۸ آیت + رومیوں ۷ باب ۹ آیت +
اعمال ۲ باب ۲۲ آیت + ۱۔ پطرس ۱ باب ۲ و ۳ ۲۳ آیت + کلسیوں ۱ باب ۱۵
و ۱۸ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۵ آیت)

س۳۰ ۲۳ آیت میں کلیسیا کا کیا ذکر ہے؟

ج یہ کہ کلیسیا سے پہلوٹھوں کی جماعت مراد ہے۔ جو روح القدس سے
نئی پیدائش پاچکے وہ حقیقی کلیسیا کے ممبر یعنے شریک ہیں۔ خواہ وہ
اگلے زمانے کے خدا کے بندوں میں شمار کئے گئے ہوں یا آخر کی
زمانے کے بندوں میں۔ چاہے وہ دیدنی یا نادیدنی کلیسیا میں ہوں۔
خواہ وہ یہاں یسوع کے پیرو ہوکے اُس کی خدمت کرتے ہوں یا آسمانی

یروشلیم کے اندر پہنچ گئے ہوں اور وہاں اُس مبارک جلالی گروہ کے ساتھ
اُس کی بندگی اور خدمت کرتے ہوں۔ (مقابلہ کرو عبرانیوں ۱ باب ۱۴ آیت + ۹
باب ۲۴ سے ۲۸ آیت + ۱۱ باب ۳۹ و ۴۰ آیت + ۱۲ باب ۱ آیت + لوقا ۱۶ باب ۲۲ آیت
+ ۲۰ باب ۳۵ سے ۳۸ آیت + ۱ پطرس ۱ باب ۱۰ سے ۱۲ آیت + رومیوں
۸ باب ۱۶ و ۲۹ آیت + یعقوب ۱ باب ۱۸ آیت + مکاشفہ ۳ باب ۵ آیت + ۱۳
باب ۸ آیت + ۱۷ باب ۲۷ آیت)

س ۲۱ انجیلِ مقدس کی کتاب میں کتنی کلیسیاؤں کا ذکر ہے؟

ج کلیسیا ایک ہی ہے خواہ دیدنی ہو یا نادیدنی۔ خواہ اُس کے شریک آخری زمانے کے ہوں یا اس زمانے کے خواہ اُن کے شریکوں کی روحیں خدا کے آسمانی گھر میں پہنچ گئیں اور اب مبارک مرحوموں کے گروہ میں خدا کی خدمت کرتی ہوں یا اب تک زمینی دوڑ میں صبر سے دوڑتی جاتی ہوں۔ وہ سب ایک ہی کلیسیا کے شریک سمجھے جائیں وہ سب پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنے کلیسیا میں شریک ہیں۔

س ۲۲ یہ حقیقی کلیسیا کب ظاہر ہوگی؟

ج جب یسوع لاکھوں فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اُتر آئیگا تو جتنے روح القدس سے پیدا ہوئے ہیں خواہ سو گئے ہوں یا اس وقت زندہ ہوں وہ اُن سبھوں کو اپنے ساتھ لے آئیگا۔ ہاں جتنوں کے نام آسمان پر لکھے ہوئے ہیں وہ سب ایک ہی مُقدس گروہ میں ہوکر بادلوں پر اُٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند یسوع کا استقبال کریں اور اِس طرح ہمیشہ اُس کے ساتھ رہینگے۔ (دیکھو ۱ تسلنیکیوں ۴ باب ۱۳ سے ۱۸ آیت + لوقا ۲۴ باب ۵۰ سے ۵۳ آیت + اعمال ۱ باب ۹ سے ۱۲ آیت

+ا-تھسلنیکیوں ا باب ۱۰ آیت)

س ۲۳ ۲۳ آیت میں لکھا ہے کہ عبرانی مسیحی نہ صرف خدا کے شہر یعنے آسمانی یروشلیم کے اور لاکھوں فرشتوں اور پہلوٹھوں کی عام جماعت کے پاس آئے ہیں بلکہ علاوہ ان سب کے منصف خدا کے پاس بھی آئے ہیں۔ عبرانی مسیحیوں کے لئے اس خیال سے کہ وہ سب کے منصف یعنی خدا کے پاس آ گئے ہیں کیا تسلی تھی ؟

ج یہ کہ اگرچہ اُن کے مخالف ان سے بے انصافی کرتے۔ اُن پر جھوٹے الزام لگاتے۔ اُن کا مال ضبط کر لیتے اور اُن کو طرح طرح سے ستاتے تھے۔ اس پر بھی وہ خدا کی دُہائی دے سکتے تھے۔ یہ جان کر کہ عین وقت پر خدا اُن بے انصافوں کا اُن کی بے انصافی اور بے رحمی کے مطابق ٹھیک فیصلہ کریگا۔ اس لحاظ سے ان کو بے انصافوں کی برداشت کرنے کی طاقت اور تسلّی تھی۔

س ۲۴ یسوع نے اپنے ستائے ہوئے شاگردوں کو ایک بے انصاف قاضی کی تمثیل سے جو تسلّی بخشی وہ سناؤ۔

ج لوقا کی انجیل کے اٹھارھویں باب کی پہلی ا سے آٹھویں آیت تک پڑھ کے سُناؤ (مقابلہ کرو رومیوں ۱۲ باب ۱۹ سے ۲۱ آیت + ۲- تھسلنیکیوں باب ۴ و ۵ آیت + ۲- تمطاؤس ۴ باب ۸ آیت)

س ۲۵ جس وقت خدا نے شہر سدوم کے باشندوں کو اُن کی برائیوں کے سبب سے ہلاک کرنا چاہا تو ابرہام نے خدا کی منصفی کا خیال کر کے کیا کہا ؟

ج یہ "کہ کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کریگا" (دیکھو پیدائش

۸ باب ۲۵ آیت)

س ۲۶ اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا آخر کو بہت یا تھوڑے سے ہلاک ہونگے؟ تو اس کا کیا جواب دینا چاہیئے؟

ج یہ کہ جو شخص سب کے منصف خدا کے پاس رہنے والے ہوں وہ ابراہیم کے ساتھ خدا کی منصفی کا یقین کرکے اپنے دل کو اور اوروں کے دلوں کو یہی تسلی بخش جواب دینگے کہ "کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کریگا" اور یہ جواب کافی اور تشفی کرنے والا ہے (دیکھو پیدائش ۱۸ باب ۲۳ سے ۳۲ آیت + ۲۰ باب ۴ آیت + استثنا ۳۲ باب ۴ آیت + ایوب کی کتاب ۲ باب ۹ و ۱۰ آیت + دانی ایل ۴ باب ۳۷ آیت + لوقا ۱۲ باب ۴۷ سے ۳۱ آیت + ۱۸ باب ۱ سے ۸ آیت)

س ۲۷ ۲۳ آیت میں لکھا ہے کہ عبرانی مسیحی "کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کے پاس آئے ہیں"۔ یہاں کن روحوں کی طرف اشارہ ہے؟

ج جو روحیں خاکی بدن سے نکل کر خدا کے شہر آسمانی یروشلیم میں پہنچ گئی اور لاکھوں فرشتوں کے پاس آئی ہیں وہ اب ہر طرح کی کمی۔ کمزوری۔ غم۔ بیماری۔ دکھ۔ درد۔ بھوک۔ پیاس اور گناہ و موت کی حالت اور عملداری سے چھوٹ کر بالکل پاک بن گئی ہیں وہ یسوع کی بندگی اور خدمت کرتے کرتے اس کے جلال کی صورت پر درجہ بدرجہ بدلتی جاتی اور کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں سے صحبت رکھ کر خدا کی پہچان میں ترقی کرتی جاتی۔ اور یوں درجہ بدرجہ اعلےٰ درجہ کی خدمت کے لئے تیار بھی کی جاتی ہیں۔ جیسے کہ مکاشفہ کی کتاب میں یوحنا رسول نے کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں میں سے ایک کی رہبری اور اس سے

سوال کرنے سے اپنے مشکل سوالوں کا معقول جواب پایا (دیکھو مکاشفہ ۶ باب ۱۳ سے ۱۷ آیت + ۲۲ باب ۸ و ۹ آیت + رومیوں ۸ باب ۲۹ و ۳۰ آیت + یوحنا کی انجیل ۱۷ باب ۲۴ آیت + ۱-کرنتھیوں ۱۳ باب ۱۲ آیت + ۱۵ باب ۴۹ آیت + ۲-کرنتھیوں ۳ باب ۱۸ آیت + ۱-یوحنا ۳ باب ۱ سے ۳ آیت)

س ۲۸ کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کے نام جو اس خط کے گیارھویں باب میں درج ہیں بتلاؤ۔

ج اس خط کے گیارھویں باب میں نظیر کے طور پہ کامل کئے ہوئے راستبازوں کی فہرست میں سے سولہ نام درج ہیں یعنے ہابل۔ حنوک۔ نوح۔ ابراہیم۔ سارہ۔ اضحاق۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ راحب۔ گدعون۔ باراق۔ شمشون۔ یفتہ۔ داؤد اور سموئیل۔

س ۲۹ ان سولہ کامل کئے ہوئے راستبازوں کے احوال پہ غور کرنے سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ یہ سولہ شخص اب زندہ ہیں اور خدا کی خدمت کرتے ہیں (مکاشفہ ۴ باب ۹ سے ۱۱ آیت + ۷ باب ۱۳ سے ۱۷ آیت + ۲۲ باب ۱ سے ۵ آیت + ۵ باب ۹ آیت + ۱۴ باب ۳ آیت + ۱۵ باب ۳ آیت + لوقا ۱۶ باب ۲۲ سے ۳۱ آیات)

(۲) دوسرے یہ کہ جب تک وہ خاکی بدن کی کمی اور کمزوری سے نہ چھوٹے اور کامل نہ ٹھہرے وہ اپنے ایمان کے سبب سے راستباز تو ٹھہرے مگر کامل نہ ہوگئے (مقابلہ کرو ۲-کرنتھیوں ۴ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت + ۵ باب ۱ سے ۸ آیت + فلپیوں ۳ باب ۲۰ و ۲۱ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ جب تک وہ عالم ارواح میں داخل نہ ہوئے وہ کامل کیئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کے پاس نہ پہنچے۔ (مقابلہ کرو لوقا ۱۶ باب ۲۲ و ۲۳ آیت + ۲۔کرنتھیوں ۵ باب ۱ سے ۱۰ آیت)

(۴) چوتھے یہ جب تک وہ کامل کیئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کے پاس نہ پہنچے وہ خود بخود کامل نہ ٹھہرے اور علاوہ اس کے بغیر یسوع کے زمان ناسخ قانون کی کاملیت کے وہ کامل نہ ہو سکے (دیکھو عبرانیوں ۱۰ باب ۱۴ آیت)

(۵) پانچویں یہ کہ اگلے زمانوں کے راستباز اور اس زمانے کے راستباز سب اس وقت عالم ارواح میں اکٹھے رہتے ہیں وہ سب مل کر خدا کے شہر آسمانی یروشلیم میں اُن پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنے کلیسیا میں خدا کی بندگی اور خدمت کرتے ہیں۔ اُس آسمانی شہر میں اُن کا درجہ۔ خدمت اور اختیار بھی اُن کی دیانت داری کے موافق ہوگا (دیکھو متی ۲۵ باب ۱۴ سے ۳۰ آیت + لوقا ۱۹ باب ۱۱ سے ۱۹ آیت + اعمال ۱۰ باب ۴۳ سے ۴۴ آیت + ۱۷ باب ۳۱ آیت + رومیوں ۲ باب ۷ سے ۱۶ آیت + ۱۴ باب ۸ و ۹ آیت + فلپیوں ۳ باب ۱۱ سے ۱۴ آیت + واعظ ۴ باب ۲ آیت + مکاشفہ ۲ باب ۱۱ آیت + ۱۴ باب ۱۳ آیت + ۲۰ باب ۴ سے ۱۵ آیت)

س ۲۰ ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ عبرانی مسیحی نئے عہد کے درمیانی یسوع کے پاس آئے ہیں۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ یہ یاد رکھیں کہ اُن کا درمیانی نہ موسےٰ ہے نہ کوئی اور نبی۔ نہ ہارون سردار کاہن۔ نہ کوئی بادشاہ اور نہ کوئی فرشتہ۔ بلکہ یسوع ہے جو گناہ سے بچانے والا ہے جو گناہوں کو دھوکر عالم بالا پر خدا کی

دہنی طرف جا بیٹھا ہے ۔ وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے ۔ کیا ہم خوف کے ساتھ ایسے درمیانی کے پاس آئیں یا شکرگزاری ۔ محبت اور امید کے ساتھ؟ (مقابلہ کرو عبرانیوں ۱ باب ۳ آیت + ۷ باب ۲۵ آیت + ۸ باب ۱ آیت + ۹ باب ۱۴ و ۱۵ آیت + ۱۔یوحنا ۲ باب ۱ و ۲ آیت + ۴ باب ۱۰ آیت)

س ۳۱ جس نئے عہد کا درمیانی یسوع ہے اس عہد میں کون سی برکتوں کے وعدے ہیں؟

ج (۱) اول گناہوں کی معافی (دیکھو متی ۲۶ باب ۲۶ سے ۳۰ آیت + یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت + ۱۔یوحنا ۱ باب ۷ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ روح القدس یسوع کے پیرووں کے بدن کو اپنا مقدس یا ہیکل بنائیگا (دیکھو ۱۔کرنتھیوں ۳ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + ۶ باب ۱۹ و ۲۰ آیت)

(۳) تیسرا وعدہ یہ ہے "خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنے قانون اُن کے دلوں پر لکھونگا ۔ اور اُن کے ذہن میں ڈالونگا ۔ پھر وہ یہ کہتا ہے کہ اُن کے گناہوں اور بے دینیوں کو پھر کبھی یاد نہ کرونگا اور جب ان کی معافی ہوگئی ہے تو پھر گناہ کی قربانی نہیں رہی" (دیکھو عبرانیوں ۱۰ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت + رومیوں ۸ باب ۱۵ و ۱۶ آیت)

س ۳۲ ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ عبرانی مسیحی چھڑکاؤ کے اُس خون کے پاس آئے ہیں جو ہابل کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے ۔ ہابل کا خون کون سی باتیں کہتا ہے؟

ج ہابل کے بھائی نے اُسے ناحق مار ڈالا اور اس گناہ کے سبب سے خدا کا غضب اُس پر نازل ہوا (دیکھو پیدائش ۴ باب ۹ سے ۱۲ آیت) ہابل کا

خون زمین پر ٹپک کر خدا کو انتقام اور بدلہ لینے کے لئے پکارتا تھا۔ یسوع کا خون صلیب پر اور زمین پر ٹپک کر گنہگاروں کی معافی کے لئے پکارتا ہے۔ ہابل کے خون سے اُس کا بھائی قائن لعنتی ہوا اور اُسے زمین پر پریشان اور آوارہ پھرنا پڑا۔ جو شخص اپنے گناہوں کے سبب سے لعنتی ٹھہرایا جائے اور اس سبب سے زمین پر پریشان اور آوارہ پھرتا ہو وہ یسوع کے خون سے نہ صرف معافی پا سکتا ہے بلکہ نئی اور پاک زندگی پاکر کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کی کلیسیا میں دخل پا سکتا ہے اور اس کا نام زندگی کی کتاب میں لکھا جا سکتا ہے (دیکھو یوحنا ۳ باب ۱۴ سے ۱۶ آیت + رومیوں ۵ باب ۶ سے ۱۰ آیت + ۱۔ یوحنا ۱ باب ۷ آیت + ۲ باب ۱۔ ۲ آیت)

س ۴۳ موسوی شریعت میں پرانے عہد کے مطابق کفارہ کی تاثیر کس شے میں ہے؟

ج کفارہ کی تاثیر خون یا لہو میں ہے اس لئے کہ لہو میں زندگی یا جان مخفی ہے خون کے نکلتے ہی جان بھی نکل جاتی ہے سو خون کی تاثیر مسیح کی قربانی کے خون کی تاثیر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

س ۴۴ انجیل مقدس کے نئے عہد کے مطابق گناہ کے کفارے کی تاثیر کس شے میں ہے؟

ج انجیل مقدس کے عہد کے مطابق سوائے یسوع کے خون کے جو صلیب پر موت سے بہایا گیا گناہوں کا کوئی دوسرا کفارہ نہیں ہے۔ بغیر یسوع کے لہو کے نہ تو گناہ کی معافی اور نہ خدا کی نزدیکی یا قربت حاصل ہو سکتی ہے

(دیکھو ۲ آیت مقابلہ کرو متی ۲۰ باب ۲۸ آیت + لوقا ۲۲ باب ۲۵ و ۲۹ سے ۳۲ آیت + اعمال ۲ باب ۱۲ آیت + ۱۳ باب ۲۲ سے ۳۶ آیت + ۱۷ باب ۱۱ سے ۱۵ و ۳۰ سے ۳۲ آیت + ۱۸ باب ۸ آیت + رومیوں ۱۰ باب ۸ سے ۲۱)

س ۲۵ ۲۵ آیت میں مصنف عبرانی مسیحیوں کو کس طرح آگاہ کرکے انہیں غفلت اور بے پروائی سے جگانا اور خبردار کرنا چاہتا ہے؟

ج وہ کہتا ہے کہ خبردار۔ موسےٰ کے دنوں میں جو لوگ اُس کی ہدایت سے غافل اور بے پروا ہوئے وہ بچ نہ سکے۔ پھر اگر تم زمین کے ہدایت کرنے والے سے نہیں بلکہ آسمان پر کے ہدایت کرنے والے کی باتوں سے غافل ہو کر مُنہ موڑو گے تو کیونکر بچ سکو گے؟ تم ہرگز نہ بچو گے۔

س ۲۶ آسمان پر کے ہدایت کرنے والے سے کون مراد ہے؟ (دیکھو ۲۵ آیت)

ج اِس کا جواب اِس خط کے پہلے باب کے شروع میں ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ "اگلے زمانے میں خدا نے باپ دادوں سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کرکے اِس زمانے کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا" (عبرانیوں ۱ باب ۱ و ۲ آیت + مقابلہ کرو عبرانیوں ۳ باب ۷ آیت + ۴ باب ۷ آیت + ۵ باب ۱۰ آیت) اِن آیتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگلے زمانے میں خدا موسےٰ اور اور نبیوں کی معرفت بولتا تھا اور اِس آخری زمانے میں خدا اپنے بیٹے اور اُس کے رسولوں کی معرفت کلام کرتا ہے۔ پرانے عہد اور نئے عہد دونوں کا باندھنے والا خدا ہے جس خدا نے موسےٰ کی معرفت کوہِ سینا پر کلام کیا وہی یسوع مسیح کی معرفت کوہِ صیون یا کوہِ کلوری پر بولا۔ خواہ وہ کوہِ سینا کی تاریکی اور

گرجتے ہوئے بادلوں میں سے بولے خواہ کوہ کلوری کی تاریکی اور خاموشی سے بولے وہ ایک ہی خدا ہے - دونو جگہوں کی تاریکی سے جو آواز نکلی اور جو بہ مطلب خاموشی واقع ہوئی دونو کے وسیلے سے خدا سننے والوں سے کلام کرتا تھا - لہذا جس کے کان ہوں وہ دونو کو سُن لے -

س ۲۷ ۲۶ آیت میں لکھا ہے کہ اُس کی آواز نے اُس وقت تو زمین کو ہلا دیا یہ کس وقت کی طرف اشارہ ہے ؟

ج جس وقت خدا نے کوہ سینا پر موسےٰ نبی کی معرفت دس حکم سُنائے (دیکھو خروج ۱۹ باب ۱۸ آیت)

س ۲۸ لکھا ہے کہ جس نے اپنی آواز سے زمین کو ہلا دیا - اب اُس نے وعدہ کیا ہے کہ ایک بار پھر میں زمین ہی کو نہیں بلکہ آسمان کو بھی ہلا دونگا - خدا نے یہ وعدہ کس نبی کی معرفت کیا ؟

ج حجی نبی کی معرفت - جیسے لکھا ہے "کیونکہ ربّ الافواج یوں فرماتا ہے کہ ہنوز ایک مرتبہ اور تھوڑی سی مدت بعد میں آسمان اور زمین اور تری اور خشکی کو ہلا دونگا بلکہ میں ساری قوموں کو ہلا دونگا - اور ساری قوموں کی مرغوب چیزیں میرے ہاتھ میں آئینگی - اور میں اِس گھر کو جلال سے بھر دونگا - ربّ الافواج فرماتا ہے - چاندی میری ہے اور سونا میرا ہے - ربّ الافواج فرماتا ہے - اِس پچھلے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے زیادہ ہوگا - ربّ الافواج فرماتا ہے - اور میں اس مکان میں سلامتی بخشونگا ربّ الافواج فرماتا ہے" (دیکھو حجی نبی کی کتاب ۲ باب ۶ سے ۹ آیت)

س ۲۹ کیا یہ وعدہ اب تک پورا ہو چکا ہے یا نہیں ؟

ج نہیں۔ کیونکہ اب تک خدا نے نہ تو آسمان و زمین اور تری و خشکی کو ہلایا اور نہ اب تک اُس نے ساری قوموں کو اور نہ اب تک ساری قوموں کی مرغوب چیزیں ہی خدا کے ہاتھ آئی ہیں۔ اب تک خدا نے یروشلیم شہر کی ہیکل کو جلال سے نہیں بھرا۔ لیکن جب یسوع پھر آئیگا تب وہ وعدے جو خدا نے حجی نبی کی معرفت کئے ہیں وہ سب عجیب طور سے پورے کئے جائینگے۔ جیسے کہ یسوع نے نبوت کی۔ (دیکھو لوقا ۲۱ باب ۲۲ سے ۲۸ و ۲۲ سے ۳۶ آیت)

س ۳ "ایک بار پھر" کس بات کو ظاہر کرتا ہے؟

ج یہ کہ جو چیزیں ہلا دی جاتی ہیں وہ مخلوق ہونے کے باعث ٹل جائینگی تاکہ بے ہلی چیزیں قائم رہیں (دیکھو ۲۷ آیت)

س ۴ کون سی چیزیں ایسی ہیں جو نہ ہلینگی اور نہ ٹل جائینگی؟

ج آسمان اور زمین ٹل جائیں تو ٹل جائیں لیکن مسیح کا کلام انجیل مقدس کی باتیں اور نئے عہد کے وعدے ہرگز نہ ٹلینگے اور جو وعدے اس خط میں درج ہیں وہ ضرور پورے ہونگے (دیکھو متی ۲۴ باب ۳۵ آیت)

س ۵ ان آیتوں میں یسوع کے پیرو جن سات بے تبدیل چیزوں کے پاس نجات کے لئے آئے ہیں ان کی تفصیل بیان کرو۔

ج (۱) پہلے وہ خدا کے شہر آسمانی یروشلیم کے پاس آئے ہیں جو کبھی نہ ٹلیگا۔ (دیکھو ۲۲ آیت)

(۲) دوسرے وہ نجات پانے والوں کے لاکھوں خدمت گزار فرشتوں کے پاس آئے ہیں۔ یہ لاکھوں فرشتے ہلنے کے نہیں (دیکھو ۲۲ آیت)

(۳) تیسرے وہ پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنے کلیسیا کے پاس آئے

میں یہ پہلوٹھوں کی عام جماعت ہلنے کی نہیں (دیکھو ۲۲ آیت)

(۴) چوتھے وہ سب کے منصف خدا کے پاس آئے ہیں وہ بھی ہلنے کا نہیں (دیکھو ۲۳ آیت)

(۵) پانچویں وہ کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کے پاس آئے ہیں جو وہ ہیں کہ راستباز اور کامل ٹھہرے ہیں وہ نہیں ٹل سکتیں (دیکھو ۲۳ آیت)

(۶) چھٹے وہ نئے عہد کے درمیانی یسوع کے پاس آئے ہیں۔ وہ درمیانی ہوکر خدا کے تخت کی دہنی طرف بیٹھا ہے۔ خدا کا تخت کبھی ٹل نہیں سکتا (دیکھو ۲۴ آیت)

(۷) ساتویں جن مقدس کی پاک ترین جگہ کی قربان گاہ پر یسوع کا خون چھڑکا گیا اس کے پیرو اس کے پاس آئے ہیں۔ اس خون کی قدر۔ قوت اور تاثیر کب جا سکتی ہے؟

یہ سات چیزیں ہلنے کی نہیں وہ کبھی جاتی نہ رہینگی۔ جب آسمان اور زمین ٹل جائینگے تب بھی یہ چیزیں باقی رہینگی۔

س ۴ جب وہ برکتیں اور بادشاہت جو ہلنے کی نہیں اُن کا وعدہ عبرانی مسیحیوں کو مل گیا ہے تو اس یقین سے اُن کو کیا نصیحت ملتی ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ اس بادشاہت کی برکتیں اور نعمتیں ہاتھ سے نہ دیں

(۲) دوسرے یہ کہ وہ واجب طور پر خداترسی اور خوف کے ساتھ خدا کی عبادت کریں (دیکھو ۲۸ آیت)

س ۴۴ وہ کس لئے خداترسی اور خوف کے ساتھ خدا کی عبادت کریں؟

ج اس لئے کہ جس خدا کی وہ عبادت ہم کرتے ہیں وہ خاک کر دینے والی

آگ سے جو میل سونے میں ہوتا ہے وہ آگ سے صاف کیا جاتا ہے۔ جیسے آگ ردّی چیزوں کو بھسم کر دیتی ہے۔ ویسے ہی خدا ہمارے دل کی ردّی چیزوں کو بھسم کر دیتا ہے۔ خدا پاک اور راست ہے۔ اس لئے وہ ہر طرح کی ناپاکی اور ناراستی سے نفرت کرکے اُس کو بھسم کر دیگا۔ (دیکھو ۱۔کرنتھیوں ۳ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۶ باب ۱۸ سے ۲۰ آیت مقابلہ کرو استثنا ۴ باب ۲۴ آیت + خروج ۲۴ باب ۱۷ آیت + یشعیاہ ۱۰ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت + ۲۹ باب ۶ آیت + ۳۰ باب ۲۷ سے ۳۰ آیت + یشعیاہ ۶ باب ۱ سے ۸ آیت + مکاشفہ ۴ باب ۸ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۱۲ باب ۱۸ سے ۲۹ آیت تک

۱۔ ان آیتوں میں دو عہدوں کا مقابلہ ہے۔ جو عہد خدا نے موسےٰ کی معرفت بنی اسرائیل کے ساتھ باندھا تھا وہ پرانا عہد کہلاتا ہے۔ اور جو عہد خدا نے مسیح کے ساتھ اُس کے ایمان لانے والوں کی خاطر باندھا وہ نیا عہد کہلاتا ہے۔ اس نئے عہد کی خاص برکت یہ ہے کہ اُس کا درمیانی کوئی فرشتہ نہیں خواہ وہ کیسے ہی اعلےٰ درجہ کا کیوں نہ ہو وہ کوئی نبی نہیں خواہ وہ بزرگ موسےٰ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ نہ وہ کوئی کاہن نہیں خواہ وہ بنی اسرائیل کا سردار کاہن کیوں نہ ہو۔ وہ کوئی بنی اسرائیل کا بادشاہ نہیں خواہ وہ داؤد سا بلند پایہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں جس بادشاہ یعنے ملک صدق نے جو شالیم کا بادشاہ اور خدا تعالےٰ کا کاہن کہلاتا ہے ابراہیم کو برکت بخشی اور جس کو ابراہیم نے دہ یکی دی۔ جو راستبازی کا بادشاہ اور صلح کا بادشاہ ہے جس کی نہ عمر کا شروع ہے نہ زندگی کا آخر وہی یسوع کی بادشاہت اور کہانت کی مثال ہے وہ اُس کے ایمان لانے والوں کے درمیانی کی مثال ٹھہرا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کے کسی نبی۔ کسی کاہن یا کسی بادشاہ کے ساتھ یہ نیا عہد نہیں باندھا خواہ وہ کیسے ہی دیانتدار۔ پاک اور

لائق کیوں نہ ٹھہر گئے ہوں۔ جس کو خدا نے اپنا بیٹا کہا اُس نے اُس کو اُس کے ایمان لانے والوں کا درمیانی ٹھہرایا ہے۔ اُس کے بیٹے کے حق میں یہ لکھا ہے کہ وہ خدا کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہے جس کے وسیلے سے خدا نے عالم بھی پیدا کئے اُسی کے ساتھ اُس نے یہ نیا عہد باندھا ہے۔ موسیٰ نبی خدا کے گھر میں خادم کی طرح دیانتدار رہا۔ لیکن یسوع بیٹے کی طرح خدا کے گھر کا مختار ٹھہرا (دیکھو عبرانیوں ۳ باب ۱ سے ۶ آیت) بنی اسرائیل کا سردار کاہن خدا کے مقدس کے پاک ترین مقام میں سال میں صرف ایک بار داخل ہو سکتا۔ اور پاک جانور کے خون کی قربانی کے بغیر وہ اُس کے اندر نہ جا سکتا تھا۔ لیکن جب یسوع نئے عہد کا درمیانی اور بنی آدم کا سردار کاہن ہو کر آیا تو اُس نے دوسرے کا خون نہیں گزرانا اور وہ اپنا ہی خون لے کر آدمی کے ہاتھ کے بنائے ہوئے پاک ترین مکان میں داخل نہ ہوا۔ بلکہ آسمان ہی میں داخل ہوا تاکہ اب خدا کے روبرو ہمارا درمیانی ہو کر ہماری خاطر حاضر رہے۔ نئے عہد کی خوش خبری یہ ہے کہ یسوع کو دیکھو اور اُس کو تکتے رہو۔ "دیکھو خدا کا برہ جو دنیا کے گناہ کو اُٹھائے جاتا ہے" (یوحنا ۱ باب ۲۹ آیت) یسوع کو دیکھو جو ہمیشہ کے لئے ملک صدق کے طریقے کا سردار کاہن بن کر ایک ہی قوم کے لئے نہیں بلکہ ہر قوم سے اس پر ایمان لانے والوں کی خاطر خدا کے آسمانی گھر میں پیش رو کے طور پر داخل ہوا ہے (عبرانیوں ۶ باب ۲۰ آیت) یسوع کو اس لئے دیکھو کہ وہ ایسا سردار کاہن اور درمیانی ہے جو پاک ہے ریا اور بے داغ ہے۔ اور آسمانوں سے بلند کیا گیا ہے۔ اُسے اس لئے دیکھو کہ جتنے خواہ وہ کسی قوم کے ہوں

اُس کے وسیلے سے خدا کے پاس بسلامتی آ سکتے ہیں۔ وہ اُنہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے۔ اِس لئے کہ وہ اُن کے گناہوں کے لئے مجرم ٹھہرا اور صلیب پر چڑھ کر ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے قربان ہوا پس وہ لوگ جو اپنے گناہوں کے بوجھ کے تلے دبے ہیں اگر وہ شکستہ دل ہو کر یسوع کے پاس آئیں اور دل سے اُس کو اپنا درمیانی قبول کرلیں تو کوئی اُن پر نالش نہیں کر سکتا جن کے لئے یسوع نے اپنی جان فدیہ میں دی کون اُن کو مجرم ٹھہرائیگا؟ خدا وہ ہے جو اُن کو راستباز ٹھہراتا ہے۔ یسوع وہ ہے جو مرگیا بلکہ مردوں میں سے جی بھی اُٹھا اور خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے کون ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کریگا؟ کون ہم کو خدا کی اُس محبت سے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہے جدا کریگا؟ (دیکھو رومیوں ۸ باب ۳۱ سے ۳۹ آیت)

یسوع پر غور کرو۔ اُس یسوع پر جو ہر قوم کے ہر ایک شخص سے یہ کہتا ہے "جو کوئی میرے پاس آئیگا میں اُسے ہرگز نہ نکالونگا" (یوحنا ۶ باب ۳۷ آیت) اے گناہ کے بوجھ کے تلے دبے ہوئے شکستہ دل انسان تو یسوع پاس آ۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرکے اُسے اپنا بخشنے والا اور گناہ کی غلامی سے بچانے والا قبول کر لے تب وہ تجھ سے کہیگا۔ اے بیٹے یا اے بیٹی۔ تیرے گناہ معاف ہوئے (دیکھو متی ۹ باب ۲ سے ۸ و ۱۸ سے ۲۳ آیت مقابلہ کرو لوقا ۷ باب ۴۸ آیت + یوحنا ۸ باب ۱۱ آیت + اعمال ۴ باب ۱۲ آیت + رومیوں ۳ باب ۲۴ سے ۳۰ آیت + ۲۔کرنتھیوں ۵ باب ۱۴ سے ۲۱ آیت + یوحنا ۷ باب ۳۷ سے ۳۹ آیت + متی ۱۱ باب ۲۸ آیت + ۲۰ باب ۲۸ آیت + مکاشفہ ۳ باب ۲۰ آیت + ۲۲ باب ۱۷ آیت)

۲۔ ان آیتوں سے یسوع کی کلیسیا کی قدر و قیمت ظاہر ہوتی ہے۔ جو اُس کی کلیسیا کے ہیں وہ اُس کے بیش قیمت خون سے مول لئے گئے ہیں اور وہ پہلوٹھوں کی عام جماعت کے شریک ہیں۔ وہ خدا کی روح سے ازسرِنو پیدا ہوئے ہیں اُن کے نام آسمان پر زندگی کی کتاب میں لکھے ہوئے ہیں اور لاکھوں پاک فرشتے اُن کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ یسوع کی صرف دو یا تین ہی کلیسیائیں نہیں بلکہ جتنے اُس کے بندے ہیں وہ خواہ آسمان پر ہوں خواہ زمین پر وہ سب زندہ ہیں اور اُس کی آسمانی اور زمینی کلیسیا میں اُس کی بندگی اور خدمت کرتے ہیں کوئی آسمان پر اور کوئی زمین پر۔ کوئی ایک طرح سے اور کوئی دوسری طرح سے۔ اُن کا اصلی وطن آسمان ہے اور یہاں وہ مسافر ہیں وہ آسمانی شہر کی راہ لئے ہوئے آگے بڑھتے جاتے اور اُس پائدار بنیاد والے شہر کے امیدوار ہیں جس کا معمار خدا ہے۔ (مقابلہ کرو ۱۱ باب ۸ سے ۱۶ آیت)

اور جو زمین پر ہیں وہ کہتے ہیں۔ اے خداوند یسوع جلد آ۔ اور جو آسمان پر ہیں وہ کہتے ہیں۔ اے خداوند کب تک؟ مقابلہ کرو مکاشفہ ۶ باب ۹۔۱۰ آیت + ۲۲ باب ۲۰ آیت) جن کے نام اس آسمانی کلیسیا میں شمار کئے گئے ہیں وہ کیا ہی مبارک ہیں۔

اے یسوع کے ستائے اور گھبرائے ہوئے پیرو۔ اُن دیکھے یسوع کو دیکھو اور بے دل مت ہو۔ اُس کو تکتے رہو۔ (دیکھو عبرانیوں ۱۱ باب ۸ سے ۱۶ آیت + ۱۲ باب ۲ سے ۴ آیت + یوحنا ۱۴ باب ۲ و ۳ آیت + ۱۔یوحنا ۳ باب ۱ سے ۳ آیت)

۳۔ ان آیتوں میں سنجیدہ آگاہی کی باتیں درج ہیں کہ عبرانی مسیحیوں۔

یسوع کا نام لے کر بپتسمہ پایا اور پاک نوشتوں اور دین دار اُستادوں کے وسیلے سے تعلیم پر تعلیم پائی تھی بلکہ روح القدس کی طرح طرح کی نعمتیں اور تاثیریں بھی حاصل کی تھیں توبھی اُن میں سے بہتوں نے یسوع کی پہچان اور پاک نوشتوں کے سمجھنے اور روح القدس کی آواز سُننے اور سمجھنے میں اس قدر ترقی نہ کی تھی جس قدر ان کو چاہئے تھا۔ اس لئے مصنّف کو اس خط میں بار بار اُنہیں سمجھانا اور خوف دلانا پڑا۔ اُس کو اندیشہ ہوا کہ اگر وہ ہوش میں نہ آئیں اور شکستہ دلی کی توبہ کے ساتھ خدا کی طرف نہ پھریں تو رفتہ رفتہ زیادہ غافل اور بےپروا ہو کر بالکل برگشتہ ہو جائینگے۔ وہ اُنہیں یہ خوف دلاتا ہے کہ جو کلام خدا نے نبیوں کی معرفت فرمایا جب اُس کے ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک اُن کو بدلا ملا تو جو کلام یسوع نے اپنے رسولوں کی معرفت فرمایا اگر وہ اُس سے غافل رہینگے تو اُن کو ٹھیک ٹھیک بدلہ کیوں نہ ملیگا (دیکھو عبرانیوں ۲ باب ۱ سے ۳ آیت مقابلہ کرو ۱۰ باب ۲۸ آیت + گلتیوں ۱ باب ۶ سے ۱۰ آیت + گنتی ۱۵ باب ۳۱ آیت + استثنا ۱۷ باب ۱۲ و ۱۳ آیت + ۲۷ باب ۲۶ آیت)

پھر وہ اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں کو یوں خوف دلاتا ہے کہ جس طرح روح القدس فرماتا ہے اگر آج تم اُس کی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کر دینا (مقابلہ کرو عبرانیوں ۳ باب ۷ سے ۹ آیت + اعمال ۷ باب ۲۳ آیت + زبور ۹۵ کی ۷ سے ۱۱ آیت)

پھر مصنف اپنے عبرانی بھائیوں کو یوں آگاہ کرتا ہے کہ جب خدا کے سبت کے دن کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے تو ہمیں ڈرتا رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی رہا ہوا معلوم ہو۔ کیونکہ ہمیں

بھی انہی کی طرح خوش خبری سنائی گئی۔ لیکن سُنے ہوئے کلام نے اُن کو اس لئے کچھ فائدہ نہ دیا کہ وہ سننے والوں کے دلوں میں ایمان کے ساتھ نہ بیٹھا۔ پس آؤ ہم اس آرام میں داخل ہونے کی کوشش کریں تاکہ اُن کی طرح نافرمانی کرکے کوئی شخص گر نہ پڑے۔ (دیکھو عبرانیوں ۴ باب ۲ و ۱۱ آیت)

پھر لکھنے والا اپنے بھائیوں سے یہ کہتا ہے کہ تم روحانی باتوں کے سمجھنے میں اونچا سُننے والے ہو گئے ہو۔ وقت کے خیال سے تمہیں اُستاد ہونا چاہئے تھا مگر اب اس بات کی حاجت ہے کہ کوئی شخص خدا کے کلام کے ابتدائی اصول تمہیں پھر سکھائے۔ اور سخت غذا کی جگہ دودھ پینے کی حاجت پڑ گئی تم انجیل کی الف۔ ب۔ کی باتوں سے راضی ہو گئے ہو (دیکھو عبرانیوں ۵ باب ۱۲ و ۱۳ آیت مقابلہ کرو متی ۱۲ باب ۳۱ سے ۳۷ آیت + مرقس ۳ باب ۲۹ آیت + اعمال ۷ باب ۵۱ سے ۵۸ آیت + ۱۔ کرنتھیوں ۳ باب ۱ سے ۳ آیت + ۱۔ یوحنا ۵ باب ۱۶ و ۱۷ آیت + یرمیاہ ۷ باب ۱۶ سے ۲۰ آیت + ۱۴ باب ۱۱ آیت)

پھر اس خط کا مصنف سخت آگاہی اور غم کی آواز سے جان بوجھ کر گناہ کرنے والے مسیحیوں کو خوف دلاتا اور تنبیہ کرتا ہے کہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی اور قربانی باقی نہیں رہی۔ ہاں عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضب ناک آتش باقی ہے جو مخالفوں کو کھا لیگی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ خداوند اپنی اُمت کی عدالت کریگا۔ زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے (دیکھو عبرانیوں ۱۰ باب ۲۶ سے ۳۱ آیت

مقابلہ کرو متی ۱۰ باب ۴۲ آیت + ۱۲ باب ۳۴ سے ۵۴ آیت + لوقا ۱۲ باب ۴۷ آیت + یوحنا ۱۵ باب ۱۶ و ۲۲ آیت + ۲-پطرس ۲ باب ۲۰ سے ۲۲ آیت)

پھر بارھویں باب کی ۲۵ آیت میں لکھنے والا اپنے بھائیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ خبردار اُس کہنے والے کا انکار نہ کرنا کیونکہ جب وہ لوگ زمین پر ہدایت کرنے والے کا انکار کر کے نہ بچ سکے تو ہم آسمان پر کے ہدایت کرنے والے سے مُنہ موڑ کر کیونکر بچ سکینگے ؟ (دیکھو عبرانیوں ۱۲ باب ۲۵ آیت) اس خط کی تمام آگاہیوں پر غور کرنے سے گمان غالب ہے کہ اِس خط کا لکھنے والا عبرانی مسیحیوں کے کسی جُھنڈ یا کلیسیا کا پاسبان تھا۔ روح القدس نے اُسے اِس جُھنڈ کا چرواہا اور نگہبان ٹھہرایا اور اُس کے دل میں اُس کے گلّے کے لئے ایسا پیار پیدا کیا تھا جیسے یسوع کے دل میں اپنے گلّے کے لئے تھا (دیکھو یوحنا ۱۰ باب ۱ سے ۱۶ اور ۲۶ سے ۲۹ آیت + لوقا ۱۲ باب ۳۲ آیت + ۱۵ باب ۴ آیت + ۱۹ باب ۴۱ سے ۴۴ آیت)

اے یسوع کے گلّے کے پاسبانو اور نگہبانو جس جس گلّے کی نگہبانی اور خبرداری کے لئے روح القدس نے تمہیں پاسبان اور نگہبان ٹھہرایا چاہئے کہ تم اِس خط کے مصنف کا سا دل پاک روح سے پا کر اپنے اپنے جُھنڈ کی ہر ایک بھیڑ اور اُس کے ہر ایک بچّے کی جان بچانے کے لئے فکرمند اور سرگرم پاسبان اور نگہبان ہو جیسے لکھا ہے کہ "خدا کے اُس گلّے کی گلّہ بانی کرو جو تم میں ہے۔ لاچاری سے نہیں بلکہ خدا کی مرضی کے موافق خوشی سے کرو اور ناجائز نفع کے

لئے نہیں بلکہ دلی شوق کے ساتھ۔ اور جو لوگ تمہارے سپرد ہیں اُن
پر حکومت نہ جتاؤ بلکہ گلّے کے لئے نمونہ بنو۔ اور جب سردار گلّہ بان
ظاہر ہوگا تو تم کو جلال کا ایسا تاج ملیگا جو کبھی مرجھانے کا نہیں (دیکھو
۱-پطرس ۵ باب ۲ سے ۴ آیت مقابلہ کرو ۱-پطرس ۲ باب ۲۵ آیت +
اعمال ۲۰ باب ۲۸ آیت + گلتیوں ۴ باب ۱۹ آیت + رومیوں ۹ باب
۱ سے ۳ آیت + ۱-کرنتھیوں ۱۳ باب ۱ سے ۳ آیت + ۲-کرنتھیوں ۲
باب ۴ آیت + ۱-تھسلنیکیوں ۲ باب ۱۱ آیت)

۴- اس باب کی آخری آیت میں خدا کا ایک نرالا - عجیب طلب - پُر مطلب -
تسلی بخش اور ہولناک نام لکھا ہے کہ "وہ بھسم کر دینے والی آگ ہے"
یہ نہیں کہ وہ باہر والوں ہی کے لئے ایسا ہے بلکہ اس خط کا مصنف عبرانی
مسیحیوں سے بھی کہتا ہے کہ ہمارا یعنی یسوع کے سب پیرووں کا
خدا خاک کر دینے والی آگ ہے۔ یہ خدا کا نرالا نام ہے۔ انجیل مقدس
میں خدا کے بہتیرے نام لکھے ہیں مثلاً وہ بار بار "ہمارا باپ جو آسمان
پر ہے" کہلاتا ہے (متی ۶ باب ۹ آیت + لوقا ۱۱ باب ۲ و ۱۳ آیت)
وہ قدوس باپ اور عادل باپ کہلاتا ہے (دیکھو یوحنا ۱۷ باب ۱۱ و
۲۴ سے ۲۶ آیت) وہ جلال کا باپ کہلاتا ہے (دیکھو اعمال ۷ باب
۲ آیت) پھر وہ ابّا یعنی باپ کہلاتا ہے (دیکھو رومیوں ۸ باب ۱۵ آیت +
گلتیوں ۴ باب ۶ آیت) بلکہ وہ بار بار "ہمارے خداوند یسوع کا باپ"
کہلاتا ہے (دیکھو ۲-کرنتھیوں ۱ باب ۲ و ۳ آیت + رومیوں ۱۵ باب ۶
آیت + افسیوں ۱ باب ۱۷ آیت + کلسیوں ۱ باب ۳ آیت + ۱-یوحنا
۴ باب ۸ و ۱۶ آیت)

کتاب مقدس میں خدا سو سے زیادہ دفعہ "باپ" کہلاتا ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ وہ ایک قوم یا صرف نیک آدمیوں سے محبت رکھتا ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ "خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (دیکھو یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت) خیر جس حال میں کہ خدا باپ کہلاتا ہے اور اس میں ایسی محبت ہے کہ اس نے ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا تو یہ سوال لازم آتا ہے کہ اس خط کا لکھنے والا اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں سے کیوں یہ کہتا ہے کہ ہمارا خدا بھسم کر دینے والی آگ ہے؟ اس نام سے یسوع کے پیروؤں کے لئے یہ تسلی کی بات نکلتی ہے کہ جیسا آگ سے ہر طرح کا میل بھسم کیا جا سکتا ہے سو جو گناہ ہمارے دلوں میں ہوں خدا اپنی پاک روح سے انہیں مثل آگ کے بھسم کر دیگا۔ مٹی کا میل تو پانی سے دھو ڈالا جا سکتا ہے لیکن گناہ کا جو میل ذات یا دل یا برُے فعلوں سے پیدا ہوتا ہے وہ پانی سے صاف نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے کہ میل، جو سونے یا چاندی کے اندر جم جائے وہ پانی سے نہیں نکالا جا سکتا آگ کے سوائے اور کسی چیز سے اس کا میل بھسم نہ کیا جائیگا۔ خط کا لکھنے والا اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں سے کہتا ہے کہ ہمارا خدا خود اپنی پاک روح کی آگ کے وسیلے سے ہمارے دلوں کی ناپاکی اور ناراستی کو بھسم کر دینے کو تیار اور قادر ہے یہ ہم سے ہونا ناممکن ہے کہ ہم خود اپنے دلوں کو گناہ کے میل سے پاک و صاف کریں لیکن ہمارا خدا یسوع کے بیش قیمت خون۔ روح القدس کی بخشش اور انجیل مقدس کی پاک

کرنے والی باتوں سے ہمارے دلوں کو پاک وصاف کرتا ہے اور گناہ سے ایسی سخت نفرت پیدا کرتا ہے جیسی پیدائش ہی سے اپنے جسموں کی میل سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ان باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا کا یہ نام کہ وہ بھسم کر دینے والی آگ ہے نرالا۔ غور طلب۔ پُر مطلب۔ تسلی بخش اور ہولناک ہے۔

یوحنا بپتسمہ دینے والے نے کہا کہ "میں تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنے والا ہے میں اُس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا" (لوقا ۳ باب ۱۶ آیت) جو شخص روح القدس کی آگ سے بپتسمہ پائے اُس کو خدا کے اس نام سے کہ ہمارا خدا بھسم کر دینے والی آگ ہے یہ اُمید پیدا ہوگی کہ خدا کے روح کی پاک آگ سے میری ذات اور دل کے گناہ بھسم کئے جائینگے۔ پنتیکوست کے دن خدا نے یسوع کے شاگردوں کے دلوں میں اپنی پاک روح کو مثل بھسم کرنے والی آگ کے بھیج دیا کہ اُس وقت جو ذات اور قوم کی مغروری اُن میں تھی بھسم کی جائے۔ اور اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کے اور سب قوموں کے لئے نئی اور عجیب طرح کی محبت پیدا ہوئی اور محبت کے علاوہ اُن کے دلوں میں ایسی دلیری پیدا ہوئی کہ قوم کے اعلیٰ حاکموں اور مخالفوں کے سامنے بے خوف ہو کر یسوع کے نام کی تعریف کی۔ پنتیکوست کے دن سے پہلے وہ جنگلی بوٹے کی مانند تھے۔ لیکن اُس دن سے اُن کے دلوں میں خدا نے ایسی آگ روشن کی کہ انہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں۔ اور وہ سب

روح القدس سے بھر گئے نتیجہ یہ ہؤا کہ دیکھنے اور سُننے والے گھبرا کر
ایک دوسرے سے کہنے لگے دیکھو یہ بولنے والے کیا سب گلیلی نہیں؟
اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں گلیلی تو تھے مگر اب اُن کے جلتے ہوئے بوٹے
کے سبب گلیلی بدن سے روح القدس بول رہا تھا۔ رسولوں کے
اعمال کی کتاب کو غور سے پڑھ کر اُس کو روح القدس کے اعمال کی کتاب
کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اس کتاب کے شروع سے آخر تک یہ بات ظاہر ہوتی
ہے کہ جیسے اُس جلتے ہوئے بوٹے میں ہو کر خدا بولتا تھا ۔ اور اس
طور سے موسےٰ نبی فرعون بادشاہ کا سامنا کرنے اور بنی اسرائیل
کو اُس کی غلامی سے رہائی دینے کے لئے تیار کیا گیا تھا ویسے ہی پنتیکوست
کے دن سے اب تک خدا اپنے رسولوں پیغمبروں ہوؤں کے دلوں کے
اندر اُس جلتے ہوئے بوٹے کی مانند اُن کی نالائقی۔ ناپاکی۔ ناقابلیت
اور ناتیاری کو دور کر دیتا بلکہ ان کو بھسم کر دیتا ہے۔ یہاں تک
کہ وہ اس خط کے مصنف کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا خدا بھسم
کر دینے والی آگ ہے۔ (دیکھو خروج ۳ باب ۲ سے ۴ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۱۲ باب ۱۸ سے ۲۹ آیت تک

س ۱ کیا اس خیال سے کہ میرا خدا بھسم کر دینے والی آگ ہے میں اُس

کی عبادت خدا ترسی اور خوف کے ساتھ کرتا ہوں؟

س۲ کیا میں اپنے دل کو یاد دلایا کرتا ہوں کہ خدا نہ صرف میرا آسمانی باپ ہے بلکہ وہ میرا عادل اور قدوس باپ بھی ہے؟

س۳ جو شخص میرے گھر میرے گاؤں یا میری برادری میں غافل اور بے پروا ہو گئے ہیں کیا میں پیار اور غم کے ساتھ انہیں آگاہ کرتا اور خوف بھی دلاتا ہوں کہ اے بھائی خبردار ہمارا خدا بھسم کر دینے والی آگ ہے؟

س۴ یسوع پر جو ایمان لانے والے ہیں جب وہ مرتے وقت کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں کی جماعت میں دخل پا کر یسوع کی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں تو کیا اس خیال اور امید سے میرے دل سے موت کا ڈر مٹ گیا اور بڑی تسلی ملتی ہے؟

دعا

عبرانیوں ۱۲ باب ۱۸ سے ۲۹ آیت تک

اے قدوس باپ جو باتیں میرے دل کے اندر یا میرے چال چلن میں تجھے ناپسند ہیں تو اپنی پاک روح کی آگ سے انہیں بھسم کر دے میرے دل کے اندر روح القدس کی آگ جلا - اور اُسے بجھنے نہ دے - تو ہی میرے گناہوں کے بھسم کرنے والی آگ ہو - اور میرے دل کو اپنی ہیکل بنا کر اُسے پاک و صاف رکھ تاکہ مجھ سے تیرا پاک نام جلال پاتا رہے - میں یسوع کا نام لے کر یہ دعا کرتا ہوں تو اِسے اپنے اور اُس کے جلال اور تعریف کے لیئے سُن لے - آمین -

حصّہ تیئیسواں

عبرانیوں ۱۳ باب ۱ سے ۲۵ آیت تک

(۱) برادرانہ محبّت قائم رہے (۲) مسافر پروری سے غافل
نہ ہو۔ کیونکہ اِسی کی وجہ سے بعض نے بے خبری میں فرشتوں
کی مہمانداری کی ہے (۳) قیدیوں کو اس طرح یاد رکھو کہ گویا تم
اُن کے ساتھ قید ہو۔ اور جن کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے
اُن کو بھی یہ سمجھ کر یاد رکھو کہ ہم بھی جسم رکھتے ہیں (۴) بیاہ کرنا
سب میں عزّت کی بات سمجھی جائے۔ اور بستر بے داغ رہے
اِس لئے کہ خدا حرامکاروں اور زانیوں کی عدالت کریگا (۵)
روپیے کی محبّت سے خالی رہو اور جو تمہارے پاس ہے
اُسی پر قناعت کرو۔ کیونکہ اُس نے خود کہا ہے کہ مَیں تجھ سے
ہرگز دستبردار نہ ہونگا اور کبھی تجھے نہ چھوڑونگا (۶) اِس
واسطے ہم دلیری کے ساتھ کہتے ہیں کہ خداوند میرا مددگار
ہے۔ مَیں خوف نہ کرونگا انسان میرا کیا کریگا؟
(۷) جو تمہارے پیشوا تھے اور جنہوں نے تمہیں خدا کا
کلام سُنایا اُنہیں یاد رکھو۔ اور اُن کی زندگی کے انجام پر غور
کرکے اُن جیسے ایمان دار ہو جاؤ (۸) یسوع مسیح کل اور آج

بلکہ ابد تک یکساں ہے (۹) مختلف اور بیگانی تعلیموں کے
سبب سے بھٹکتے نہ پھرو۔ کیونکہ فضل سے دل کا مضبوط رہنا
بہتر ہے نہ اُن خوراکوں سے جن کے استعمال کرنے والوں نے
کچھ فائدہ نہ اُٹھایا (۱۰) ہماری ایک ایسی قربانگاہ ہے جس میں
سے خیمہ کی خدمت کرنے والوں کو کھانے کا اختیار نہیں (۱۱)
کیونکہ جن جانوروں کا خون سردار کاہن پاک مکان میں گناہ کے
کفارہ کے واسطے لے جاتا ہے اُن کے جسم خیمہ گاہ کے
باہر جلائے جاتے ہیں (۱۲) اِسی لئے یسوع نے بھی اُمت کو
خود اپنے خون سے پاک کرنے کے لئے دروازہ کے باہر
دُکھ اُٹھایا (۱۳) پس آؤ اُس کی ذِلت کو اپنے اوپر لئے ہوئے
خیمہ گاہ سے باہر اُس کے پاس چلیں (۱۴) کیونکہ یہاں ہمارا
کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں۔ بلکہ ہم آنے والے شہر کی
تلاش میں ہیں (۱۵) پس ہم اُس کے وسیلہ سے حمد کی قربانی۔
یعنی اُن ہونٹوں کا پھل جو اُس کے نام کا اقرار کرتے ہیں۔ خدا کے
لئے ہر وقت چڑھایا کریں (۱۶) اور بھلائی اور سخاوت کرنی نہ بھولو
اِس لئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش ہوتا ہے (۱۷) اپنے
پیشواؤں کے فرمانبردار اور تابع رہو کیونکہ وہ تمہاری روحوں
کے فائدے کے لئے اُن کی طرح جاگتے رہتے ہیں جنہیں حساب
دینا پڑیگا۔ تاکہ وہ خوشی سے یہ کام کریں نہ رنج سے۔ کیونکہ اس
صورت میں تمہیں کچھ فائدہ نہیں۔
(۱۸) ہمارے واسطے دعا کرو۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ

ہمارا دل صاف ہے اور ہم ہر بات میں نیکی کے ساتھ زندگی گزارنی چاہتے ہیں (۱۹) مَیں تمہیں یہ کام کرنے کی اِس لئے اَور بھی نصیحت کرتا ہوں کہ میں جلد تمہارے پاس پھر آنے پاؤں۔

(۲۰) اب خدا اطمینان کا چشمہ جو بھیڑوں کے بڑے چرواہے یعنی ہمارے خداوند یسوع کو ابدی عہد کے خون کے باعث مُردوں میں سے زندہ کر کے اُٹھا لایا (۲۱) تم کو ہر نیک بات میں کامل کرے تاکہ تم اُس کی مرضی پُوری کرو۔ اور جو کچھ اُس کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم میں پیدا کرے۔ جس کی تمجید ابدالآباد ہوتی رہے۔ آمین۔

(۲۲) اے بھائیو۔ مَیں تم سے التماس کرتا ہوں کہ اِس نصیحت کے کلام کی برداشت کرو۔ کیونکہ مَیں نے تمہیں مختصر طور پر لکھا ہے (۲۳) تم کو واضح ہو کہ ہمارا بھائی تیمتھیُس رہا ہو گیا ہے۔ اگر وہ جلد آ گیا تو مَیں اُس کے ساتھ تم سے ملونگا۔

(۲۴) اپنے سب پیشواؤں اور سارے مقدسوں سے سلام کہو۔ اطالیہ والے تمہیں سلام کہتے ہیں۔

(۲۵) تم سب پر فضل ہوتا رہے۔ آمین۔

چند مسیحی نیکیوں کی ہدایت

س ۱ پہلی آیت میں محبت کی نسبت کیا لکھا ہے؟

ج (۱) پہلے کہ وہ برادرانہ محبت ہو۔ وہ ایسی محبت ہو جیسے گھر کے بھائی بہنوں میں ہوتی ہے۔

(۲) دوسرے وہ چند روزہ محبت نہ ہو۔ بلکہ عمر بھر کی ہو۔

(۳) تیسرے وہ مسیح کی سی محبت ہو چنانچہ اُس نے فرمایا "میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو جیسے میں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو" (یوحنا ۱۳ باب ۳۴ آیت)

(۴) چوتھے وہ ایسی محبت ہو کہ باہر والے یسوع کے پیروؤں کو دیکھ کر یہ کہیں کہ دیکھو وہ ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں (دیکھو یوحنا ۱۳ باب ۳۵ آیت)

(۵) پانچویں وہ خدا کی محبت ہو جو روح القدس کے وسیلے سے ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے۔ (دیکھو رومیوں ۵ باب ۵ آیت)

(۶) چھٹے وہ خدا کی روح کا پہلا پھل ہو (دیکھو گلتیوں ۵ باب ۲۲ و ۲۳ آیت)

س ۲ پولوس رسول نے اِس عجیب محبت کی کیا بڑی تعریف کی؟

ج ۱ کرنتھیوں ۱۳ باب ۱ سے ۱۳ آیت حفظ کر کے سناؤ۔

س ۳ اِس خط کا مصنف مسافر پروری کی بابت کیا کہتا ہے؟

ج یہ کہ مسیحی اس سے غافل نہ رہیں۔ (دیکھو ۲ آیت)

س ۴ پھر وہ مسافر پروری کی کیا وجہ بتاتا ہے؟

ج یہ کہ بعض نے فرشتوں یعنے خدا کے بھیجے ہوئے خادموں کی مہمانداری کی اور پیچھے اُن کو خبر ملی کہ دیکھو جن شخصوں کی مہمانداری تم نے کی وہ خدا کے بھیجے ہوئے خادم تھے۔

س اس بات کی نظیریں دو کہ بعض نے بے خبری میں خدا کے بھیجے ہوؤں کی مہمان داری کی؟

ج (۱) ایک دن کا ذکر ہے کہ ابرہیم اپنے ڈیرے کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا تو کیا دیکھتا ہے کہ تین مرد چل رہے ہیں۔ اُس نے اُن کی بڑی خاطرداری اور مہمان داری کی۔ آخر کو اُس کو خبر ملی کہ یہ تین مرد یہاں خدا کی خاص خدمت کے لئے بھیجے گئے تھے (دیکھو پیدائش ۱۸ باب ۱ سے ۸ آیت + ۱۹ باب ۲ آیت مقابلہ کرو ۱۔ پطرس ۴ باب ۹ آیت + تمطاؤس ۳ باب ۲ آیت + ططس ۱ باب ۸ آیت)

(۲) لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ جس دن یسوع قبر سے زندہ نکل آیا اُس کے دو غمگین اور گھبرائے ہوئے شاگرد اماؤس نام گاؤں کی طرف جا رہے تھے اور آپس میں باتیں کرتے جاتے تھے۔ تو یسوع مسافر کی صورت میں نزدیک آکر اُن کے ساتھ ہو لیا لیکن اُن کی آنکھیں بند کی گئیں کہ اُس کو نہ پہچانیں۔ اتنے میں وہ اُس گاؤں کے نزدیک پہنچ گئے جہاں جاتے تھے اور اُس کے ڈھنگ سے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ انہوں نے اُسے یہ کہکر مجبور کیا کہ ہمارے ساتھ رہ کہ شام ہوا چاہتی ہے اور دن اب بہت ڈھل گیا۔ پس وہ اندر گیا تاکہ اُن کے ساتھ رہے۔ جب وہ اُن کے

ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تو ایسا ہؤا کہ اُس نے روٹی لے کر برکت چاہی اور توڑ کر اُن کو دینے لگا۔ اِس پر اُن کی آنکھیں کُھل گئیں۔ اور انہوں نے اُس کو پہچان لیا اور وہ اُن کی نظروں سے غائب ہو گیا۔" (دیکھو لوقا ۲۴ باب ۲۸ سے ۳۱ آیت) اگر اُس کے دو شاگرد اُس کو مجبور نہ کرتے کہ "ہمارے ساتھ رہ۔ دن بہت ڈھل گیا" اور اپنے گھر کے اندر نہ لے جاتے اور کھانے سے اُس کی مسافر پروری نہ کرتے تو وہ اُس کے ہاتھوں سے برکت نہ پاتے۔ بعد میں اُن کو معلوم ہؤا کہ ہم کو اپنے گھر میں بے خبری میں اپنے خداوند کی مسافر پروری کرنے کا موقع ملا۔ (دیکھو لوقا ۲۴ باب ۳۰ سے ۳۲ آیت مقابلہ کرو متی ۲۵ باب ۳۵ سے ۴۰ آیت + رومیوں ۱۲ باب ۱۳ آیت + ۳ یوحنا ۱ باب ۵ سے ۸ آیت)

(۳) رسولوں کے اعمال کی کتاب میں مسافر پروری اور مہمان داری کی برکت کی بہت نظیریں درج ہیں۔ مثلاً قیصریہ شہر کے شمعون چمار نے پطرس رسول کی مہمان داری کی اور اُس کے گھر کی چھت پر پطرس نے ایک عجیب رویا دیکھ کر اُس سے خدا کی مرضی دریافت کی کہ خدا کی نظر میں کھانے کی چیزوں میں کوئی چیز پاک یا ناپاک نہیں ہے اور آدمیوں میں کوئی بڑی یا چھوٹی ذات کا نہیں ہے یہ فرق آدمیوں نے بنائے ہیں نہ کہ خدا نے۔ اے شمعون چمار تیرے گھر کی چھت پر یسوع کے رسول پطرس نے چماروں اور سب چھوٹی ذات والوں کے لئے یہ خوش خبری پائی کہ خدا کی نظر میں ذات کے لحاظ سے کوئی ناپاک نہیں ٹھہرتا۔ جس دن تو نے پطرس رسول کی مسافر پروری اور مہمانداری کی وہ سب چماروں اور بھنگیوں کے لئے خواہ وہ کسی دیس کے کیوں نہ ہوں انگلستان کے ہوں یا ہندوستان کے سب کے لئے مبارک دن ٹھہرتا

ہے (دیکھو اعمال ۱۰ باب ۵ و ۶ و ۹ سے ۱۷ آیت)

رومی سپاہیوں کے صوبیدار کرنیلیوس نے پطرس رسول کی مہانداری کی (دیکھو اعمال ۱۰ باب اور ۲ و ۲۳ و ۲۴ سے ۴۸ آیت) لدیا نام قرمز بیچنے والی نے پولوس اور سیلاس کی مسافر پروری کی جس وقت کہ اُس تمام فلپی شہر میں اُن کے لئے کسی گھر کا دروازہ کھلا نہ تھا (دیکھو اعمال ۱۶ باب ۱۱ سے ۱۵ آیت)

مارتھا۔ مریم۔ اور اُن کے بھائی لعذر نے بار بار یسوع اور اُس کے شاگردوں کو اپنے گھر میں آیا۔ (دیکھو لوقا ۱۰ باب ۳۸ سے ۴۲ آیت)

مسافر پروری کی اور نظیریں ذیل کے حوالوں میں پائی جاتی ہیں۔ (یوحنا ۱۲ باب ۱ سے ۸ آیت + متی ۲۶ باب ۶ آیت مقابلہ کرو اعمال ۱۰ باب ۱ و ۲ و ۷ آیت + ۱۷ باب ۷ آیت + ۲۸ باب ۷ و ۱۰ آیت + رومیوں ۱۶ باب ۲۳ آیت + یوحنا کا تیسرا خط ۱ باب ۵ سے ۸ آیت)

س ۶ یسوع کے پیرو قیدیوں کو کس طرح یاد رکھیں؟

ج (۱) اوّل اس طرح کہ گویا ہم ان کے ہمراہ قید میں ہیں (دیکھو ۲ آیت)
(۲) دوم یہ کہ جن کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے اُن کو یہ سمجھ کر یاد رکھنا چاہئے کہ ہم بھی جسم رکھتے ہیں (دیکھو ۲ آیت)

س ۷ پانچویں آیت میں بیاہ کرنے کی بابت کیا ہدایت ہے؟

ج (۱) پہلی یہ کہ ایک ذی عزت رشتہ ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجرد آدمی خدا کی نظر میں زیادہ عزت کے لائق ہے (مقابلہ کرو پیدائش ۱ باب ۲۶ سے ۲۸ آیت + ۲ باب ۱۸ سے ۲۵ آیت + افسیوں ۵ باب ۲۵ سے ۳۰ آیت)
(۲) دوسری ہدایت یہ ہے کہ حرام کاری اور زناکاری سخت گناہ ہیں۔

خدا حرام کاروں اور زناکاروں کی عدالت کریگا (دیکھو ۱-کرنتھیوں ۶ باب ۱۵ سے ۲۰ آیت)

(۳) تیسری ہدایت یہ ہے کہ حرام کاری اور زناکاری کی آزمائش سے بچے رہنے کے لئے بیاہ کرنا خدا کا ایک معقول انتظام ہے۔

س ثابت کرو کہ انجیل مقدس کی تعلیم کے موافق حرام کاری اور زناکاری مسیحی کے لئے نہایت سخت گناہ ٹھہرتا ہے بلکہ اگر وہ سچی توبہ سے چھوٹا نہ جائے تو کن سببوں سے وہ مہلک گناہ گنا جاتا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ جو مسیح کا پیرو حرام کاری یا زناکاری کرے وہ مسیح کو گویا کسبی سے ملایا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ مسیح اور اُس کے پیرو ایک ہی گنے جاتے ہیں۔ وہ اُس کے نام سے کہلائے گئے ہیں (دیکھو ۱-کرنتھیوں ۶ باب ۱۶ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ زناکاری سے مسیحی اپنی جورو کا بھی گنہگار ہوتا ہے۔ اور اُس زانیہ عورت کا بھی (دیکھو مرقس ۱۰ باب ۱۱ آیت + لوقا ۱۶ باب ۱۸ آیت)

(۳) تیسرے یہ کہ وہ اُس زانیہ عورت کے خصم اور اُس کے گھرانے کا گنہگار ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ جب اُس کا بدن روح القدس کی ہیکل ہے تو وہ روح القدس کا بھی گنہگار ہے۔

(۵) پانچویں یہ کہ وہ مسیح کی کلیسیا کا گنہگار بلکہ ہر مسیحی کا گنہگار ہے۔ اس لئے کہ اُس کی حرام کاری اور زناکاری کے سبب سے کل کلیسیا کی بدنامی ہوتی ہے

س ۹ کیا بیاہ بے بدل رشتہ ہے؟

ج ہاں - دو وجہوں کے سوا اِس رشتے کو توڑنا قطعی ناروا اور سخت گناہ ہے -

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اگر شوہر یا جورو زنا کرے تو اس سے اُن کے بیاہ کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے (مرقس ۱۰ باب ۲ سے ۱۱ آیت + متی ۱۹ باب ۳ سے ۹ آیت)

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر بے ایمان آپ کو جدا کرے تو جدا ہونے دو - ایسی حالت میں کوئی بھائی یا بہن پابند نہیں - اور خدا نے ہم کو میل ملاپ کے لئے بلایا ہے - (۱ کرنتھیوں ۷ باب ۱۵ آیت)

س ۱۰ اِس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ ہیں کہ اگر کسی مسیحی مرد کی بے ایمان جورو اپنے شوہر کو یا کوئی بے ایمان شوہر اپنی جورو کو بلا وجہ چھوڑ دے اور پھر اُسے ملنے کی امید بالکل نہ ہو یا بہت کم ہو تو وہ مسیحی مرد اور عورت پھر بیاہ کر سکتے ہیں - ایسی حالت میں دوسرے بیاہ کی اجازت مندرجہ ذیل کئی وجہوں سے درست معلوم ہوتی ہے -

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ خدا نے ہم کو میل ملاپ کے لئے بلایا ہے (دیکھو ۱ کرنتھیوں ۷ باب ۱۵ آیت مقابلہ کرو کلسیوں ۳ باب ۱۵ آیت + رومیوں ۱۴ باب ۱۹ آیت) پس جب کسی کی جورو نے اپنے خصم کو اُس کے مسیحی ہونے کے سبب سے چھوڑ دیا تو وہ کیونکر ایسی جورو سے ملاپ کر سکتا ہے؟ اُس کو اُسی جورو کا پابند رکھنا اور اُسے دوسرے بیاہ کی اجازت نہ دینا بے فائدہ ہے -

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اُس کو آزمائش سے بچانے اور گناہ سے محفوظ رکھنے کے لیئے پھر بیاہ کرنے کی اجازت دینا بہت بہتر اور مناسب ہے (مقابلہ کرو ا۔ کرنتھیوں ۷ باب ۹ آیت + ۱۔ تمطاؤس ۵ باب ۱۴ آیت)

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ اِس میں اُس کا کچھ قصور نہیں کیونکہ مسیح کے حکم کے بموجب وہ مسیحی ہؤا۔ پس مناسب نہیں کہ اُسے اُس بے ایمان جورو کا جو اُس کے مسیحی ہونے کے سبب سے اُس کو چھوڑ کر چلی گئی ناحق پابند کر رکھیں اور بے فائدہ اُس بے قصور شوہر کو اُس کی بے ایمان جورو کے سبب دکھ میں ڈالیں (دیکھو عبرانیوں ۱۲ باب ۱۴ آیت)

(۴) چوتھے یہ تو ظاہر ہے کہ جب کسی آدمی کی جورو مر جائے تو اُسے دوسری عورت سے بیاہ کرنے کی اجازت ہے (دیکھو رومیوں ۷ باب ۲ و ۳ آیت) پس جس کی جورو نے اپنے شوہر کو بالکل ناحق چھوڑ دیا ہے وہ گویا اُس کے لیئے مر گئی اور اپنے خصم کے بس سے ایسی چھوٹ گئی جیسی مری ہوئی جورو۔ اُس کو اُس سے کچھ مدد یا فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور جو رشتہ اُن میں تھا اُس کو اُس عورت نے خود ہی توڑ ڈالا۔ پس ایسی حالت میں وہ مسیحی مرد اُس عورت کا پابند نہیں ہے اگر وہ چاہے تو پھر بیاہ کر لے " مگر صرف خداوند میں " کسی مسیحی عورت سے (دیکھو ا۔ کرنتھیوں ۷ باب ۳۹ آیت مقابلہ کرو پہلے کرنتھیوں کی تفسیر

از خاکسار صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹)

س ۱۱ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ کیا مسیح نے ایسا بیاہ کرنے سے منع نہیں کیا۔ کیا اُس نے نہیں فرمایا کہ زنا کے سوا کسی اور وجہ سے

جورو کو چھوڑنے اور دوسرا بیاہ کرنے کی اجازت نہیں ہے (متی ۵ باب ۳۲ آیت) تو اس اعتراض کا کیا جواب ہے؟

ج یہ کہ خداوند یسوع مسیح نے اُن لوگوں کے بیاہ کی نسبت جن کی عورتیں اپنے شوہر کو مسیح پر ایمان لانے کے سبب یا مسیح کے کسی حکم کو ماننے کے باعث چھوڑ کر چلی گئیں کچھ نہیں فرمایا کہ آیا وہ بیاہ کریں یا نہ کریں۔ مگر پولوس رسول صاف کہتا ہے کہ ایسی حالت میں کوئی بھائی یا بہن کا پابند نہیں ہے۔ وہ اگر اپنے ملاپ کے لئے چاہے تو پھر بیاہ کرے (دیکھو ۱ کرنتھیوں ۷ باب ۱۵ آیت)

س۱۲ اس سے ظاہر ہے کہ طلاق دینے کے دو واجب سبب ہو سکتے ہیں۔ بتاؤ وہ کیا ہیں۔

ج (۱) پہلا یہ ہے کہ طرفین میں سے اگر کوئی زناکار ہو تو جو زناکار نہیں۔ اُس کو زناکار کے چھوڑ دینے کا اختیار اور دوسرا بیاہ کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ کسی دیندار کے ساتھ بیاہ کرے۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ جب خصم نے جورو کو یا جورو نے خصم کو بلا سبب چھوڑ دیا ہو۔ اُس جدائی کو کچھ عرصہ گذر گیا ہو اور پھر اُس کے لوٹ آنے کی کوئی امید باقی نہ ہو تو چھوڑا ہوا بذریعہ طلاق کے دوسرا بیاہ کرلے۔ لیکن اگر پھر ملنے کی امید ہو تو اُس کے لوٹ آنے تک صبر کرے (دیکھو ۱ کرنتھیوں ۷ باب ۱۵ سے ۱۷ آیت)

س۱۳ پانچویں آیت میں روپیہ کی محبت کی بابت کیا ہدایتیں ہیں؟

ج (۱) پہلی یہ کہ یسوع کے پیرو روپیہ کی محبت سے خالی رہیں۔
(۲) دوسری یہ کہ جو اُن کے پاس ہو وہ اُسی پر قناعت کریں۔

س ۱۴ یسوع کے پیرو روپیہ کی محبت سے کس لئے خالی رہیں اور جو اُن کے پاس ہو اُس پر قناعت کریں؟

ج اس لئے کہ خدا نے خود کہا ہے کہ میں تجھ سے دست بردار نہ ہونگا اور کبھی تجھے نہ چھوڑونگا (دیکھو ۶ آیت مقابلہ کرو استثنا باب ۲۹ سے ۳۱ آیت ۱۔۲۔ تواریخ ۲۸ باب ۲۰ آیت + ۲۔ تواریخ ۱۲ باب ۹ آیت)

س ۱۵ جس حال کہ خدا نے اپنے بندوں سے یہ وعدے کئے ہیں اُن کو دلیری کے ساتھ کیا دو باتیں کہنی چاہئیں؟

ج (۱) پہلی یہ کہ خداوند میرا مددگار ہے۔ میں خوف نہ کھاؤنگا۔
(۲) دوسری یہ کہ انسان میرا کیا کریگا (دیکھو ۶ آیت)

س ۱۶ خداوند یسوع نے روپیہ کی محبت کی نسبت کیا کہا؟

ج یہ کہ اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو (دیکھو متی ۶ باب ۱۹ تا ۲۰ آیت)

س ۱۷ اس حکم میں کس چیز کی ممانعت ہے؟

ج یہ کہ اُس کے پیرو صرف اپنے ہی فائدہ کے اور آرام و عزت کے لئے مال جمع نہ کریں۔ اگر وہ محنت کشی اور دینداری سے اس ارادہ اور مقصد سے مال جمع کریں کہ اپنے گھر والے کی پرورش یا اپنے بال بچوں یا اوروں کے بال بچوں کی تربیت کرسکیں یا خدا کی عبادت کے لئے عبادت خانہ بنا سکیں یا پاسبانوں اور انجیل کے مبشروں کی پرورش یا کتاب مقدس کی چھپوائی اور اشاعت کے لئے یا بیواؤں۔ یتیموں اور لاچاروں کی مدد کرنے یا ہسپتال اور شفاخانے بنوانے اور ان کے خرچ اُٹھانے کے لئے۔ تو یسوع انہیں منع نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی اور تعریف کریگا۔ جیسے اُس نے کہا ہے (دیکھو متی ۲۵ باب ۳۵ و ۳۶ آیت)

اگر یسوع کے شاگرد یوحنا کے پاس نہ گھر ہوتا اور نہ کچھ مال تو کیا یسوع مرتے وقت اپنی ماں کو اُس شاگرد کے سپرد کرتا؟ جیسے لکھا ہے کہ اُس نے یوحنا سے کہا کہ "دیکھ تیری ماں یہ ہے۔ اور اُسی وقت سے وہ شاگرد اُسے اپنے گھر لے گیا" (دیکھو یوحنا کی انجیل ۱۹ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت)

اگر شمعون چمار کی دو منزلہ کوٹھی نہ ہوتی جس میں اُس نے پطرس رسول کی مہمان داری کی تو کیا وہ خدا کے خادم کی کچھ مدد کر سکتا؟ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یسوع یہ نہیں دیکھتا کہ کسی آدمی کے پاس مال اور گھر ہے یا نہیں بلکہ یہ جانچتا ہے کہ وہ کس طور اور کس مراد و مقصد سے روپیہ کماتا اور خرچ کرتا یا رکھ چھوڑتا ہے۔ آیا صرف اپنے ہی فائدے اور آرام کے لئے یا اوروں کے فائدے کے لئے بھی۔

س ۱۸ ساتویں آیت میں اس خط کا مصنف عبرانی مسیحیوں کے پیشواؤں کے نمونے سے کیا نصیحتیں نکالتا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ وہ اپنے پیشواؤں کا خیال رکھیں کہ اُنہوں نے ان سے خدا کا کلام سُنا تھا۔

(۲) دوسرے وہ اپنے پیشواؤں کی زندگی کے انجام پر غور کریں اس لئے کہ ان میں سے کتنے انجیل سُنانے کے سبب جان سے مارے گئے تھے مثلاً استفنس۔ یعقوب اور پطرس رسول۔ وہ ان شہیدوں کی موت کے انجام اور مبارک بادی پر غور کریں۔

(۳) تیسرے وہ اپنے پیشواؤں کے ایمان پر غور کرکے ان کی مانند ایمان دار بننے کی کوشش کریں۔

س ۱۹ مصنف آٹھویں آیت میں یسوع مسیح کی الٰہی ذات کی ایک خاص صفت بتاتا ہے اس کا بیان کرو۔

ج یہ کہ "وہ کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے" کیا کسی مخلوق یا نبی کے حق میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے؟ ہرگز نہیں۔ لیکن یسوع مسیح کے حق میں انجیلِ مقدس کے لکھنے والے متفق الرائے ہو کر یہ کہتے ہیں۔ وہ بار بار نبیوں کی تعریف تو کرتے ہیں لیکن وہ ان کی نسبت ہرگز یہ نہیں کہتے کہ ان میں سے کوئی "کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے" ظاہر ہے کہ خدا کی ذات بے بدل ہے۔ اور انجیل مقدس کے لکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کی ذات بھی بے بدل ہے (دیکھو یوحنا کی انجیل ۱ باب ۱ سے ۱۸ آیت + ۸ باب ۵۶ سے ۵۸ آیت + ۱۷ باب ۱ سے ۵ و ۲۲ سے ۲۶ آیت + متی ۱۱ باب ۲۵ سے ۲۷ آیت + رومیوں ۱ باب ۱ سے ۴ آیت + ۲۔کرنتھیوں ۸ باب ۹ آیت + فلپیوں ۲ باب ۶ سے ۱۱ آیت + کلسیوں ۱ باب ۱۵ سے ۱۹ آیت + ۱۔تھسلنیکیوں ۱ باب ۱۷ آیت + عبرانیوں ۱ باب ۱ سے ۳ و ۱۲ آیت + ۲ باب ۹ و ۱۲ آیت + مکاشفہ ۱ باب ۸ آیت)

س ۲۰ اس ایمان سے کہ یسوع کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے گھبرائے اور ستائے ہوئے عبرانی مسیحیوں کو کیا تسلی ملی؟

ج یہ کہ جیسے خداوند یسوع مسیح نے ان کے ستائے ہوئے پیشواؤں کو سنبھالا کہ وہ خوف ناک موت کے وقت دلیری کے ساتھ یہ کہہ سکتے تھے کہ "خداوند میرا مددگار ہے۔ میں خوف نہ کھاؤں گا انسان میرا کیا کریگا؟" ویسے ہی وہ اس ایمان سے ہر طرح کا دکھ سہہ سکتے تھے

س ۲۱ لکھنے والا ۹ آیت میں کون سی تعلیموں کی طرف اشارہ کرتا ہے؟

ج مختلف خوراکوں کی بابت بنی اسرائیل میں مختلف رائیں تھیں۔ کوئی کہتا تھا کہ موسوی شریعت کے موافق اِس قسم کا کھانا جائز اور حلال ہے اور دوسری قسم کا ناجائز اور حرام۔ مصنف اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ ایسی تعلیموں کی بابت حُجّت کرنا بے فائدہ ہے۔ وہ گویا یہ کہتا ہے کہ اس حُجّت کو چھوڑ دو اور اپنے دل کو فضل کی باتوں سے بھر دو اور مضبوط رہو۔ نہ کہ قسم قسم کی خوراکوں سے جن کے استعمال کرنے والوں نے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا (دیکھو ۹ آیت مقابلہ کرو کلسیوں ۲ باب ۱۶ سے ۲۳ آیت + ۱ تمطاؤس ۴ باب ۳ سے ۵ آیت + اعمال ۱۰ باب ۱۵ آیت + رومیوں ۱۴ باب ۱ سے ۷ و ۱۴ سے ۲۳ آیت)

س ۲۲ دسویں آیت میں لکھا ہے کہ یسوع کے پیرووں کی ایسی قربان گاہ ہے جس میں سے خیمے کی خدمت کرنے والوں کو کھانے کا اختیار نہیں۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ خیمہ کی خدمت کرنے والوں سے موسوی شریعت کے خادم مراد ہیں۔ یہ خادم خیمہ کے اندر یعنی خدا کے مَقدِس کے اندر بے عیب جانوروں کا خون گناہوں کے کفارہ کے لئے قربان گاہ پر چھڑکتے تھے۔ خیمہ یا مَقدِس کے یہ خادم عبرانی مسیحیوں سے یہ کہتے تھے دیکھو تم نے خدا کے مَقدِس کی قربان گاہ کی قربانیاں چھوڑ دی ہیں۔ اب تمہارے پاس گناہ کے کفارے کے لئے کوئی قربان گاہ نہیں ہے۔ تم جن گھروں میں جمع ہو کے عبادت کیا کرتے ہو اُن میں کوئی قربان گاہ نہیں ہے۔

اور گناہ کے کفارے کے لیئے بغیر قربان گاہ کے گناہوں کی معافی نہیں ہو سکتی۔

س ۲۳ لکھنے والا اِس کے خلاف کیا کہتا ہے؟

ج یہ کہ صلیب کی قربان گاہ پر یسوع کا خون ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لیئے چھڑکا گیا تھا۔ خدا کی نظر میں یسوع کا خون جانوروں کے خون سے کس قدر زیادہ اَن مول اور بیش قیمت ہے۔ جو خون اُس صلیب پر چھڑکا گیا وہ کل جہان کے گناہوں کے کفارہ کے لیئے کافی اور کامل اور خدا کو مقبول ہے۔ اِس لیئے ہم پر جو یسوع پر ایمان لائے ہیں کسی دوسری قربان گاہ کی ضرورت نہیں ہے۔ شروع سے آخر تک اِس خط کی تعلیم یہی ہے (دیکھو ساتواں، آٹھواں نواں اور دسواں باب)

س ۲۴ دسویں آیت میں لکھا ہے کہ یسوع پر ایمان لانے والوں کی ایسی قربان گاہ ہے جس میں سے موسوی شریعت کے مقدس کی خدمت کرنے والوں کو کھانے کا اختیار نہیں ہے۔ کیوں اُن کو یہ اختیار نہیں ہے؟

ج اس لیئے کہ جانوروں کا جو خون خیمہ یا مقدس کی قربان گاہ پر اِن خدمت کرنے والوں کے ہاتھوں سے چھڑکا گیا تھا اُنہوں نے اُن جانوروں کا خون یسوع کے خون سے جو صلیب پر چھڑکا گیا تھا بہتر کہا۔ اُنہوں نے اپنے گناہوں کے کفارے کے لیئے اُن جانوروں کا خون اختیار کیا اور یسوع کے خون کو ناچیز جانا تھا۔ وہ اُس بات پر ایمان نہ لائے تھے کہ خدا کی طرف سے یسوع ایک بے عیب اور بے داغ برّہ ٹھہرا تھا جس کے بیش قیمت خون سے اُس کے پیرو موسوی شریعت

کے اختیار سے آزاد کئے جاتے ہیں اور دل کے اندر روح القدس کی قدرت سے نئی پیدائش اور نئی زندگی پاتے ہیں۔اس لئے موسوی شریعت کے مقدس کی خدمت کرنے والوں کو یسوع کے خون سے نہ گناہوں کی معافی اور نہ نئی پیدائش کی قوت اور نہ اس نئی زندگی کی روحانی خوراک کھانے کا اختیار تھا۔اُن کے لئے یسوع کا بیش قیمت خون بے اثر ہوگا۔اور اُن کو اس خون کی بیش قیمت برکتوں کو لے لینے کا اختیار نہیں ہے (دیکھو۱۰ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۶ باب ۱۰ سے ۱۳ آیت)

س ۲۵ بارھویں آیت میں لکھا ہے کہ یسوع نے بھی اُمت کو خود اپنے خون سے پاک کرنے کے لئے دروازہ کے باہر دُکھ اُٹھایا۔اس کے معنے کیا ہیں؟

ج اس کے معنے یہ ہیں کہ یسوع شہر یروشلیم کے باہر اپنی صلیب آپ اُٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے۔ جس کا ترجمہ عبرانی زبان میں گلگتہ ہے۔وہاں انہوں نے اُس کو اور ساتھ اور دو شخصوں کو صلیب دی ایک کو دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف۔اور یسوع کو بیچ میں (دیکھو یوحنا ۱۹ باب ۱۶ سے ۱۸ آیت)

س ۲۶ یسوع کے اس طرح کی ذلت کی موت سے یعنی شہر یروشلیم کے باہر کھوپڑی کی جگہ تک آپ اپنی صلیب اُٹھاتے ہوئے اُس جگہ تک باہر جانے سے عبرانی مسیحیوں کے لئے کیا ہدایت ہے؟

ج پہلے یہ کہ وہ بھی یسوع کی سی ذلت اپنے اُوپر لئے ہوئے یروشلیم کے خیمہ گاہ یا مقدس سے باہر یسوع کے پاس چلیں۔اِس لئے

کہ اُس کا خون یروشلیم کے مقدس کی قربان گاہ پر نہیں بلکہ شہر یروشلیم کے باہر کھوپڑی کی جگہ میں صلیب پر چھڑکا گیا ہے۔ اور جس وقت وہاں چھڑکا گیا تو کیا ہؤا؟ یہ کہ شہر یروشلیم کے مقدس کی پاک ترین جگہ کا پردہ اُوپر سے نیچے تک خدا کی قدرت سے پھٹ گیا یہ بات ظاہر ہو کہ اُس مقدس کی پاک ترین جگہ موقوف ہو گئی ہے۔ اور اب سے اِس زمانے کے آخر تک خدا نے شہر یروشلیم کے پاک ترین مکان کے بدلے میں اپنے پیارے بیٹے کی صلیب کے خون کو کفارہ کے لئے منظور کیا ہے۔ پس آؤ۔ اے عبرانی مسیحیو۔ اور اے کل جہان کے مسیحیو لیکن شہر یروشلیم کے مقدس کے پاس یا انسان کے ہاتھوں کے بنے ہوئے کسی مقدس کی پاک ترین جگہ کے پاس آنے کی ضرورت نہیں یسوع جو شہر یروشلیم کے باہر اور اُس شہر کے مقدس کے باہر صلیب پر ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے قربان ہؤا وہ آپ ہی ہمارے گناہوں کا کفارہ گاہ ہے یسوع کا خون جو صلیب پر کفارہ کے بڑے دن پر چھڑکا گیا وہ ہر ایک گنہگار کے گناہوں کے لئے کافی اور کامل کفارہ گاہ ٹھہرتا ہے۔

س۲۷ چودھویں آیت میں لکھا ہے کہ یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں بلکہ ہم تو آنے والے شہر کی تلاش میں ہیں۔ اس کے معنے کیا ہیں؟

ج یہ کہ اب سال بسال شریعت کے حکم کے موافق شہر یروشلیم کو جانے اور اُس کے مقدس میں قربانیاں اور نذریں گزراننے یا وہاں حج کرنے کو جانے کی ضرورت نہیں وہ شہر یروشلیم اور اُس کے مقدس کا پاک ترین مکان

آنے والے یروشلیم اور اُس کے مقدس کی مثالیں اور پرچھائیاں ہیں۔
اب ہم ابراہیم کی مانند اُس پائدار شہر کے امیدوار ہیں (دیکھو عبرانیوں
۱۱ باب ۱۰ سے ۱۶ آیت)

س ۲۸ عبرانی مسیحیوں کے مخالف اُن سے کیا کہتے تھے؟

ج یہ کہ تم نے موسوی شریعت کی قربانیوں کو گذراننا اور عیدوں کے ماننے
کے لئے شہر یروشلیم کا حج کرنا چھوڑ دیا ہے۔ تم اس مقدس
شہر کے پاک مقدس کی پاک قربانیوں اور پاک نذروں کے بدلے میں
کیسی قربانیاں اور کیسی نذریں گذرانتے اور خدا کی عبادت کیسے کرتے
ہو؟

س ۲۹ عبرانی مسیحی ان سوالوں کا کیا جواب دیتے تھے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ یسوع ہمارا سردار کاہن ہے۔ وہ بھیڑ بکریوں کا خون لے
کر ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے خدا کے حضور میں نہیں گیا
بلکہ اپنے ہی خون سے خدا کے سامنے بے عیب قربانی گذرانی اور
اُس کی یہ قربانی خدا کو منظور ہوئی۔ اب ہم جانوروں کی قربانیاں اور
قسم قسم کی نذریں نہیں گذرانتے۔ ہم اپنے سردار کاہن یسوع کے
وسیلے سے اپنے دلوں اور ہونٹوں کی حمد کی قربانیاں گذرانتے ہیں۔
ہم ہر وقت خدا کے سامنے یہ دل اور ہونٹوں کی قربانیاں چڑھاتے ہیں
(۲) عبرانی مسیحی اس سوال کا دوسرا جواب یہ دے سکتے تھے۔ کہ ہم نہ
صرف ہونٹوں کے پھل کی قربانیاں ہی گذرانتے ہیں بلکہ بھلائی اور سخاوت
کی قربانیاں بھی گذرانا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش
ہوتا ہے (دیکھو ۱۶ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۱۲ باب ۱۳ آیت + فلپیوں

۴ باب ۸ آیت + پیدائش ۸ باب ۲۱ آیت)

س ۳۰ ۱۷ آیت میں عبرانی مسیحیوں کو یہ ہدایت ہے کہ وہ اپنے پیشواؤں کے فرماں بردار اور تابعدار رہیں۔ کیوں؟

ج تین سببوں سے:۔

(۱) پہلے اس لئے کہ جس جھنڈ کی خبرگیری کے لئے وہ پیشوا رکھے گئے تھے وہ وفادار چرواہوں کی مانند جاگتے رہتے تھے۔

(۲) دوسرے اس لئے کہ وہ اس طرح سے جاگتے رہتے تھے کیونکہ آخر کو خدا کے سامنے اُن کو حساب دینا پڑیگا۔

(۳) تیسرے اس لئے کہ وہ لالچ یا خود غرضی سے نہیں بلکہ خوشی سے اور جھنڈ کے فائدہ کے لئے اُن کی روحوں کی خبرگیری کرتے تھے (مقابلہ کرو اعمال ۲۰ باب ۲۶ سے ۲۸ آیت + ۱۔ تھسلنیکیوں ۲ باب ۱۹ و ۲۰ آیت + ۳ باب ۱۱ آیت)

س ۳۱ ۱۸ آیت میں لکھا ہے کہ اس خط کا مصنف اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں سے عرض کرتا ہے کہ ہمارے واسطے دعا کرو۔ وہ اس عرض کے کون سے تین سبب بتاتا ہے؟

ج (۱) پہلے یہ کہ اُس کا دل اُن کے لئے صاف تھا اور اُسے اُمید تھی کہ اُن کا دل بھی اُس کے لئے صاف ہے۔ کیونکہ جس کا دل صاف نہ ہو اُس کے دل سے پاک و صاف دعا پیدا نہیں ہو سکتی۔

(۲) دوسرا سبب یہ تھا کہ اُس کا دل یہ گواہی دیتا تھا کہ ہر بات میں (مثلاً جیسے کہ اِس خط کے لکھنے میں) اُن کی بھلائی کے لئے اپنی زندگی گذارنی چاہی۔ (دیکھو ۱۶ آیت)

(۳) اور اس عرض کی تیسری وجہ یہ تھی کہ مصنف اُن کے پاس جلد آنا چاہتا تھا۔ اِس لئے اُس نے اُن سے یہ عرض کی کہ "میرے لئے دعا کرو" کہ میں جلد تمہارے پاس آسکوں۔ دعا کرو کہ میرے آنے میں کچھ رُکاوٹ نہ ہو۔ نہ بیماری اور نہ مخالفوں کی تدبیروں سے اور نہ کسی اور رُکاوٹ سے۔ (مقابلہ کرو رومیوں ۱ باب ۱۲ آیت + ۱۵ باب ۳۰ آیت + افسیوں ۶ باب ۱۸ آیت + ۱۔تھسلنیکیوں ۵ باب ۲۵ آیت + ۲۔تھسلنیکیوں ۳ باب ۱ آیت)

س ۲۳ ۱۸ اور ۱۹ آیتوں پر غور کرنے سے اِس خط کے مصنف کی نسبت کون سی باتیں معلوم ہوتی ہیں؟

ج (۱) پہلی یہ کہ جن عبرانی مسیحیوں کو یہ خط بھیجا گیا تھا وہ اِس کے مصنف کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔ اور وہ بھی اُن سے خوب واقف تھا۔ اس لئے اپنے خط میں اسے اپنا نام بتانے کی ضرورت نہ تھی۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ لکھنے والا اُن کے پاس جاتا اور رہا کرتا تھا۔ ورنہ وہ یہ نہ لکھتا کہ "میں جلد تمہارے پاس پھر آنا چاہتا ہوں"۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ گمانِ غالب ہے کہ مصنف جن پیشواؤں کی طرف اشارہ کرتا تھا وہ بھی ان میں سے تھا۔ شاید چرواہا یا پاسبان بھی تھا کیونکہ اِس خط کے شروع سے آخر تک مسیحی جھنڈ کے کسی پاسبان کا دل بولتا ہے۔ خط میں جو سنجیدہ آگاہی کی باتیں ہیں کلیسیا کے غمخوار دردمند پاسبان کے دل ہی کے اندر سے آہوں کے ساتھ نکلیں (مقابلہ کرو اعمال ۲۰ باب ۱۳ آیت + فلپیوں ۳ باب ۱۸ آیت + گلتیوں ۴ باب ۱۱ سے ۲۰ آیت)

(۲) مصنف کی بابت ایک اور خیال یہ ہے کہ شاید عبرانی مسیحیوں میں سے بعض اُس کی صاف دلی پر شک کرتے ہونگے۔ کیونکہ اُسے یہ لکھنا پڑا کہ "میرا دل تمہاری طرف صاف ہے" جو کچھ میں نے تم کو لکھا تمہاری روحوں کے فائدہ کے لئے لکھا نہ کسی رنج یا رنجش سے بلکہ اس لئے یوں لکھا ہے کہ مجھے یسوع کو جو بھیڑوں کا بڑا چرواہا ہے حساب دینا پڑیگا۔ اسے بھائیو "میرے لئے دعا کرو" اور میری آخری دعا تمہارے ساتھ یہ ہے (دیکھو ۱۸ ، ۲۱ آیات)

س ۳۳ اس خط کے مصنف کی اس آخری دعا میں کون سی تسلی بخش باتیں پائی جاتی ہیں؟

ج (۱) پہلے یہ کہ عبرانی مسیحیوں کا خدا اطمینان کا چشمہ کہلاتا ہے۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱۴ باب ۲۷ آیت)

(۲) دوسرے یہ کہ اس دنیا کی پراگندہ اور آوارہ بھیڑوں کا بڑا چرواہا خداوند یسوع مسیح ہے۔

(۳) یہ کہ جتنے اس بڑے چرواہے کی آواز سن کر اُس پر ایمان لائینگے وہ کبھی ہلاک نہ ہونگے۔ کوئی اُنہیں اُس کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔ وہ انہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے۔ (دیکھو ۲۰ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۱۰ باب ۲۸ سے ۲۸ آیت)

(۴) اس دعا میں چوتھی تسلی بخش بات یہ ہے کہ اس بڑے چرواہے نے اپنے ایمان لانے والوں کے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے آپ کو خدا کے سامنے صلیب پر بے عیب قربان کر دیا۔ اور خدا نے اُس کے کفارہ کو کافی اور کامل جان کر اُس کو مُردوں میں سے زندہ کر کے

اُٹھا لیا اور اپنے تخت کی دہنی طرف بٹھایا کہ وہ اپنے ایمان لانے والوں کو گناہوں کی معافی دے اور ہمیشہ کی زندگی بخشے۔ اور گناہوں کی جو خواہش اُن کے دلوں میں ہو۔ وہ روح القدس کی بھسم کر دینے والی آگ سے بھسم کر دے۔

(۵) پانچویں تسلی بخش بات یہ ہے کہ جو کچھ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے وہ اُس زندہ چرواہے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے اُس کے ایمان لانے والوں میں پیدا کرتا ہے۔ وہ اُنہیں اپنی مرضی پوری کرنے کی روح بخش دیتا ہے (دیکھو ۲۱ آیت)

(۶) اس دعا کی آخری تسلی بخش بات یہ ہے کہ یسوع کے ایمان لانے والے ان برکتوں کو شکر گزاری اور بڑی محبت کے ساتھ لے کر بھول نہیں جاتے بلکہ دل سے یہ گاتے ہیں خدا کی تمجید ابدالآباد ہوتی رہے آمین (دیکھو ۲۱ آیت مقابلہ کرو رومیوں ۱۱ باب ۳۶ آیت + گلتیوں ۱ باب ۵ آیت + ۲۔ تمطاؤس ۴ باب ۱۸ آیت)

س ۳۴ خط کے لکھنے والے کی آخری التماس کیا ہے؟

ج یہ کہ اس خط میں جو نصیحت کی باتیں اُس نے لکھی ہیں اُس کے مسیحی بھائی اُن کے پڑھنے یا سُننے سے ناراض نہ ہوں بلکہ اُن کی برداشت کریں وہ کہتا ہے کہ میں نے مختصر طور پہ لکھا ہے کیونکہ مَیں جلد تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ اور تب مفصل طور پہ روبرو ہم آپس میں باتیں کرینگے اس وقت تک جن نصیحت کی باتوں سے تمہارے دل میں کچھ رنجش ہوئی ہو اُس کو بُجھا دو (مقابلہ کرو ۱۸ و ۱۹ و ۲۲ آیات)

س ۳۵ جس وقت وہ اُن کے پاس آنا چاہتا تھا تو اپنے ساتھ کس کو لیتے

کا ارادہ تھا؟

ج بھائی تمتھیس کو بشرطیکہ وہ رہا ہو گیا ہو کچھ خبر نہیں کہ تمطاؤس کہاں تھا یا کس قید خانے میں قید تھا یا کس سبب سے قید ہو گیا تھا۔
(دیکھو ۲۳ آیت)

س ۳۶ ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ اطالیہ والے تمہیں سلام کہتے ہیں۔ یہ اطالیہ والے کون تھے؟

ج اس کی کچھ ٹھیک خبر نہیں بعض مسیحی عالموں کا خیال ہے کہ عبرانی مسیحیوں کی جس جماعت یا کلیسیا کو یہ خط بھیجا گیا تھا وہ شہر روم یا اطالیہ ملک کے عبرانی مسیحیوں کی جماعت یا کلیسیا تھی۔ اس سے یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ مصنف یہودیہ ملک یا ایشیا کی کسی کلیسیا کا پاسبان تھا جس میں کئی اطالیہ والے شریک ہونگے جن کا وطن ملک اطالیہ یا شہر روم تھا۔ اور اس لئے وہ اطالیہ والے مسیحی کہلاتے ہونگے اور انہی کی طرف سے لکھنے والا سلام کہتا ہے۔ جس حال میں کہ اس خط کے لکھنے والے کی بابت کسی کو ٹھیک پتہ نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ لکھنے والا کس شہر سے لکھ رہا تھا۔ اور جس حال میں کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ کس شہر یا ملک کے عبرانی مسیحیوں کی کلیسیا کو وہ لکھ رہا تھا تو یہ بتانا کہ وہ اطالیہ والے مسیحی کون تھے مشکل ہے اتنا کہنا کافی ہے کہ یہ اطالیہ والے مسیحی تھے اور اس خط کے لکھنے والے کے دوست بھی تھے اور ان کا وطن شہر روم یا ملک اطالیہ تھا۔ اور عبرانی مسیحیوں کی جس جماعت یا کلیسیا کو یہ خط بھیجا گیا تھا اس میں ان اطالیہ والوں کے دوست تھے اس لئے مصنف ان کی طرف

سے خط کے پڑھنے والوں کو اطالیہ والوں کا سلام کہتا ہے۔
خط کی آخری برکت خیر یہ ہے کہ "تم سب پر فضل ہوتا رہے۔
آمین۔" (دیکھو ۱۳ باب ۲۵ آیت + گلتیوں ۶ باب ۱۸ آیت + افسیوں ۶ باب ۲۴ آیت + ۲-کرنتھیوں ۱۳ باب ۱۴ آیت + ۱-تھسلنیکیوں ۳ باب ۱۸ آیت + ۵ باب ۲۸ آیت + ۱-تمطاؤس ۶ باب ۲۱ آیت + طیطس ۳ باب ۱۵ آیت ۱-پطرس ۵ باب ۱۴ آیت)

حاصل کلام

عبرانیوں ۱۳ باب ۱ سے ۲۵ آیت تک

۱۔ اِس باب کی پہلی سے چھٹی آیت تک لکھنے والا عبرانی مسیحیوں سے یہ کہتا ہے کہ "تم میں برادرانہ محبّت قائم رہے" اُن میں ایسی محبت قائم ہو اور بنی رہے جیسی کہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد میں ہوتی اور رہنی چاہیئے۔ (یوحنّا ۱۳ باب ۳۴ و ۳۵ آیت) ایسی محبّت ہو جو کہ بھائیوں کی مسافر پروری سے ظاہر ہوتی ہے (۲ آیت) جس محبت سے یہ خوبیاں پیدا ہوتی ہیں وہ کس کی قدرت سے پیدا ہو گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محبّت روح القدس کی قدرت سے دل کے اندر پیدا ہوتی ہے لہذا کیا ہم رات دن بہت دعا مانگتے رہیں کہ روح القدس خدا کی اور یسوع مسیح کی سی محبّت ہمارے دلوں میں پیدا کرے اور اُس کے اندر یہ نیا نام "محبّت" لکھے (مقابلہ کرو رومیوں ۵ باب ۵ سے ۸ آیت + ۱۔کرنتھیوں ۱۳ باب ۱ سے ۱۳ آیت + گلتیوں ۵ باب ۲۲ آیت + لوقا ۱۱ باب ۱۳ آیت)

۲۔ اس خط کا مصنف اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں سے کہتا ہے کہ جو تمہارے پیشوا تھے اور جنہوں نے تمہیں خدا کا کلام سنایا۔ انہیں یاد رکھو بلکہ ان کی زندگی کے انجام یعنے پھل پہ غور کرو (دیکھو ۷ آیت)

تم اُن کی زندگی کا پھل ہو۔ اگر وہ تمہارے گاؤں یا شہر کو آکر خدا کا کلام نہ سُناتے تو تم اِس کلام کی روشنی۔ یسوع کی نجات کی خوشخبری کے وعدوں۔ خدا کی محبت کے اظہار اور ہمیشہ کی زندگی کی راہ سے ناواقف رہتے۔ انہوں نے تمہارے دلوں میں خدا کے کلام کو بیج کی مانند بویا۔ تم اِس بیج کے بونے والوں کی محنت کا پھل ہو۔ تم اُن کے نیک نمونہ کو یاد رکھو اور اُن کی زندگی کے پھل پر غور کرو۔ اور جیسے کہ انہوں نے تمہارے لئے اپنی زندگی خرچ کی تم بھی اوروں کو خدا کا کلام سُناؤ۔ تم بھی دعا اور محبت کے ساتھ کلام کا بیج بوؤ۔ اور آخرکار تم بھی اُن کی مانند خوشی سے گاتے ہوئے جمع کروگے (دیکھو زبور ۱۲۶ کی ۵ و ۶ آیت + مکاشفہ ۱۴ باب ۱۳ آیت)

اے عبرانی مسیحیوں کے پیشواؤ اور چرواہو! مبارک ہو تم کہ اب تم خدا کے پاک آسمانی شہر نئے یروشلیم میں اُس مبارک مقدس گروہ کے بیچ میں اپنی زندگی کی محنت اور انجام کا پھل دیکھتے ہو اور نہ صرف اِس مقدس گروہ میں تمہاری زندگی کا پھل ہے بلکہ عبرانی مسیحی کلیسیا کو دیکھو۔ کیا اُن میں سے اکثر تمہاری زبان سے اور تمہارے اِس خط کے پڑھنے یا سُننے سے اور تمہارے پاک چال چلن کو دیکھ کر یسوع کے پیرو نہیں ہوئے؟ اور گو یسوع کے نام کی خاطر انہیں دُکھ پر دُکھ سہنا پڑا تو بھی وہ ثابت قدم رہے اور اپنے پیشواؤں کو یاد کرکے خدا کا شکر کرتے جاتے ہیں۔ گمان غالب ہے کہ اس خط کا مصنف عبرانی مسیحیوں کی کسی جماعت یا کلیسیا کا پاسبان یا چرواہا تھا۔ ۱۷ سے ۱۹ آیات کو ساتویں آیت سے مقابلہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا

ہے کہ جس عبرانی کلیسیا کا پیشوا یا چرواہا لکھنے والا تھا اُن میں سے کئی
اُس کی صاف دلی پر شک لاتے تھے۔ اس لئے وہ اپنے دل کو کھول
کر کہتا ہے کہ میرا دل تمہاری طرف صاف ہے۔ مَیں ہر بات میں نیکی کے
ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ مَیں رنج سے نہیں بلکہ جو کچھ میں نے
کیا یا کہا یا لکھا سب تمہاری روحوں کے فائدے کے لئے کیا۔ کہا اور
لکھا۔ یہ جان کر کہ آخرکار مجھے خدا کے سامنے حساب دینا پڑیگا قریباً
اُنیس سَو برس گزرے کہ مصنف نے خدا کے سامنے اِس خط کے
لکھنے کا حساب دے دیا ہے۔ اور اُمید قوی ہے کہ اُس نے خدا سے
یہ کلام سُن لیا ہے کہ "اے اچھے اور دیانتدار چرواہے شاباش۔
تُو تھوڑے میں دیانتدار رہا مَیں تجھے بہت چیزوں کا مختار بناؤنگا
اپنے مالک کی خوشی میں شریک ہو" (متی ۲۵ باب ۲۱ آیت۔ لوقا ۱۹ باب
۱۵ سے ۱۷ آیت)

۳۔ مصنف اس خط کی آخری باتوں میں مسیحیوں کو اور اُن کے پیشواؤں
اور چرواہوں کو یسوع کا یہ تسلی بخش نام بتاتا ہے۔ کہ یسوع مسیح
کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے (دیکھو ۸ آیت) وہ گویا اُن سے
یہ کہتا ہے کہ تمہارے دل نہ گھبرائیں تمہارے بڑے بڑے دیانتدار
اور ایماندار پیشوا اور چرواہے گزر گئے۔ اُن میں سے بعض پتھراؤ
کئے گئے جیسے استفنس (دیکھو اعمال ۷ باب ۵۴ سے ۶۰ آیت)
بعض تلوار سے قتل کئے گئے جیسے یوحنا رسول کا بھائی یعقوب۔
(دیکھو اعمال ۱۲ باب ۲ آیت) بعض صلیب پر چڑھائے گئے۔ جیسے
پطرس رسول (دیکھو یوحنا ۲۱ باب ۱۸ و ۱۹ آیت) بعض اسیری میں

بھیجے گئے جیسے یوحنا رسول جو خدا کا کلام سنانے اور یسوع کی گواہی دینے کے باعث اُس جزیرے میں جو پتمس کہلاتا ہے بھیجا گیا تھا (دیکھو مکاشفہ ۱ باب ۹ آیت) اور بعض ٹھٹھوں میں اڑائے گئے۔ بعضوں کے کوڑے لگائے گئے۔ بعض زنجیروں میں جکڑے گئے اور قید میں پڑنے سے آزمائے گئے (دیکھو عبرانیوں ۱۱ باب ۳۶ سے ۳۸ آیت) تو بھی ایسے دکھوں میں ایک آواز اُن سے یہ کہتی ہوئی سنائی دی کہ "میں تجھ سے ہرگز دست بردار نہ ہونگا۔ اور کبھی تجھے نہ چھوڑونگا" (دیکھو ۵ آیت) اس آواز سے وہ دلیری کے ساتھ کہہ سکتے تھے "کہ خداوند میرا مددگار ہے۔ میں خوف نہ کرونگا انسان میرا کیا کریگا؟"

اُنیس سو (۱۹۰۰) برس گزرے کہ گھبرائے اور ستائے ہوئے عبرانی مسیحیوں نے اپنے بڑے چرواہے کے اس نام سے دلیری۔ تقویت اور تسلی پائی اور اُس وقت سے اب تک اُس کی کلیسیا کے چرواہوں نے اُس نام سے اور اس قدرت سے جو اس نام میں ہے زمانہ بزمانہ تقویت پائی ہے۔ پس آنے والے زمانے میں بھی خواہ کچھ ہی ہو یسوع کے جھنڈ کے چرواہے خوف نہ کھائیں بلکہ اپنے بڑے اور زندہ اور قدرت بخش چرواہے اور اُس کے وعدوں پر دل سے تکیہ کریں۔ اور وہ اُس کے نام کی قدرت اور اُس کے وعدوں سے اُس کے جھنڈ کو دلیری اور دلاسا دیں۔ جیسے مسیح نے فرمایا کہ "اے چھوٹے گلے نہ ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہت دے" (دیکھو لوقا ۱۲ باب ۳۲ آیت)

۴۔ مصنف کا دل سچی جھنڈ کے چرواہے کا دل تھا اُس نے اپنے جھنڈ کو

اِس خط کے وسیلے سے بڑی سنجیدگی اور اُن کی برگشتگی کے خوف اور غم سے یہ خط لکھا (مقابلہ کرو ۲ باب ۱ سے ۳ آیت + ۳ باب ۸ سے ۱۷ آیت + ۴ باب ۱ آیت + ۵ باب ۱۲ آیت + ۶ باب ۱ سے ۸ آیت + ۱۲ باب ۱۵ سے ۱۷ آیت)

اے یسوع کے جھنڈ کے چرواہو۔ جن کو یسوع نے ہمارے سپرد کیا ہے خواہ وہ ہمارے گھرانے کے ہوں یا ہماری مسیحی برادری کے۔ خواہ وہ کلیسیا میں ہوں یا کلیسیا سے باہر کے۔ ہم روبرو یا زبان سے یا خط کے ذریعہ یا کسی اور وسیلہ سے پیار سے بھرے ہوئے دل اور غم کے ساتھ اُن کو غفلت کی نیند سے جگائیں۔ ایسا نہ ہو کہ آخر کار جھنڈ کا بڑا چرواہا ہم سے یہ کہے کہ جو بھیڑیں میں نے تیرے سپرد کر کے کہا کہ "میری بھیڑیں چَرا" وہ کہاں ہیں؟ (دیکھو یوحنا ۱۰ باب ۱ سے ۱۳ آیت + ۲۱ باب ۱۵ و ۱۶ آیت + متی ۹ باب ۳۶ سے ۳۸ آیت + اعمال ۲۰ باب ۲۸ آیت)

۵۔ اس خط میں یسوع کے بہت نام لکھے ہوئے ہیں:۔

(۱) پہلے وہ یسوع کہلاتا ہے۔ یعنے گناہ سے بچانے والا (دیکھو ۲ باب ۱ آیت + ۷ باب ۲۲ آیت + ۱۲ باب ۲ آیت + ۱۳ باب ۸ و ۲۰ آیت)

(۲) دوسرے وہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے (مقابلہ کرو ۱ باب ۲ و ۵ آیت + ۴ باب ۱۴ آیت + ۵ باب ۵ آیت + ۶ باب ۶ آیت + ۷ باب ۳ و ۲۸ آیت + ۱۰ باب ۲۹ آیت)

(۳) تیسرے وہ مسیح کہلاتا ہے (دیکھو ۳ باب ۱۴ آیت + ۵ باب ۵ آیت

+ ۲ باب ۱۱ آیت + ۹ باب ۱۱ و ۱۲ آیت + ۱۱ باب ۲۶ آیت + ۱۳ باب ۲۰ آیت)

(۴) چوتھے وہ بڑا اور رحم دل اور دیانت دار سردار کاہن کہلاتا ہے (دیکھو ۲ باب ۱۷ آیت + ۷ باب ۲۶ آیت + ۸ باب ۱ آیت)

(۵) پانچویں وہ ایک بہتر عہد کا ضامن کہلاتا ہے (دیکھو ۷ باب ۲۲ آیت)

(۶) چھٹے وہ بہتر عہد کا درمیانی کہلاتا ہے (دیکھو ۸ باب ۶ آیت)

(۷) ساتویں وہ بھیڑوں کا چرواہا کہلاتا ہے (دیکھو ۱۳ باب ۲۰ آیت)

(۸) آٹھویں وہ آئندہ کی اچھی چیزوں کا سردار کاہن کہلاتا ہے۔ (دیکھو ۹ باب ۱۱ آیت)

علاوہ ان عجیب پُر مطلب اور غور طلب ناموں کے یسوع کا ایک اور نرالا۔ بے مثال اور لاثانی نام مَلکِ صَدق ہے۔ اِس خط میں یہ نام آٹھ دفعہ پایا جاتا ہے (دیکھو ۵ باب ۶ و ۱۰ آیت + ۶ باب ۲۰ آیت + ۷ باب ۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۷ آیت) روح القدس نے اِس خط کے مصنف کو یسوع کے اس نام کے معنے سمجھانے کی سمجھ بخش دی۔ مصنف موسےٰ اور زبور کی کتابوں سے اُن کے معنے کھول کر اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں سے کہتا ہے کہ اے بھائیو! روح القدس یہ باتیں تمہیں کبھی سناتا ہے۔ آج تم کبھی اُس کی آواز سُنو۔ تم صرف روح القدس کی آواز سُنو نہ موسےٰ اور نہ داؤد کی نہ میری

جو خدمت یسوع کے اِس نامعلوم شاگرد کو بخشی گئی تھی کہ وہ

اپنے عبرانی مسیحی بھائیوں کو یہ خط لکھے اور اُس وقت سے اب تک اُس کے ذریعے سے کلام کرتا ہے کاش کہ اِن دنوں میں بھی یسوعؔ کے کئی پیرو اُس کی خاص خدمت کے لئے روح القدس سے مسیح اور مخصوص کئے جائیں۔ کاش کہ وہ روح القدس کی آواز سُن لیں اور اُس سے بڑھ کر وہ سیکھ کر زبان اور کلام بلکہ کل زندگی سے عمر بھر یسوعؔ کی بھیڑوں کی گلہ بانی اور رکھوالی کریں۔ اور اُن بھیڑوں کو بھی جو اب تک اُس کے بھیڑخانے کی نہیں اُس کے اندر لائیں۔ کاش کہ وہ یسوعؔ کو یہ کہتے ہوئے سُن لیں کہ "میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اِس بھیڑخانے کی نہیں مجھے اُن کا بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سُنینگی" (دیکھو یوحنا ۱۰ باب ۱۶ آیت مقابلہ کرو یوحنا ۴ باب ۲۷ آیت + ۷ باب ۳۷ آیت + ۱۷ باب ۲۲ و ۲۳ آیت + متی ۸ باب ۵ سے ۱۱ آیت ۹ باب ۳۵ سے ۳۸ آیت + ۱۱ باب ۲۵ سے ۳۰ آیت + مکاشفہ ۲۲ باب ۱۷ سے ۲۱ آیت)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

عبرانیوں ۱۳ باب ۱ سے ۲۵ آیت تک

س ۱ کیا میں دل سے یقین کرتا ہوں کہ برادرانہ محبت یسوع کی چھاپ ہے؟ کیا میرے دل پر وہ چھاپ ہے؟ جس وقت میں اپنے دل سے یہ سوال کرتا ہوں تو کیا روح القدس میرے دل کے اندر دیکھ کر کہتا ہے کہ تیرے دل میں فلاں کی طرف رنجش یا جلن ہے؟ تو اُس کو یسوع کے کلام اور روح القدس کی قدرت سے نکال دے۔

س ۲ اگر میں بیاہا ہُوا ہوں تو کیا روز بروز میری یہ دعا نہ ہو جیسے کہ میں اپنے بدن کو پیار کرتا ہوں۔ اور جیسے مسیح نے کلیسیا کو اپنا بدن جان کر پیار کیا میں اپنی بیوی سے ایسی محبت رکھوں؟

س ۳ کلیسیا کے جن پاسبانوں سے انجیل کے جن مبشروں سے یا مدرسے کے جن اُستادوں سے میری روح کو فائدہ پہنچا کیا میں دل کی شکرگزاری سے اُنہیں یاد نہ کروں؟ اور اگر وہ جیتے ہوں تو کیا میں کسی نہ کسی طرح سے اپنے دل کا شکریہ ادا نہ کروں؟

س ۴ توریت اور زبور میں جو مشکل باتیں لکھی ہوئی ہیں روح القدس نے اُن کے سمجھنے کے لئے اس خط کے لکھنے والے کے ذہن کو کھولا۔ یہاں تک کہ اُس نے اِن باتوں کو حل کیا اور اس خط میں صاف صاف لکھا کہ

انجیل مقدس کی جو باتیں مشکل معلوم ہوتی ہیں کیا روح القدس میرے ذہن کو بھی کھول کر اُن کو حل نہیں کر سکتا کہ وہ میری سمجھ میں آئیں؟

س ۳ کیا جس جس وقت میں کسی کو خط لکھنے کے لئے قلم اُٹھاتا ہوں میرے دل میں یہ دعا نہ اُٹھے کہ اے خداوند بخش دے کہ میرے اس خط میں وہ بات جو تجھے ناپسند ہے لکھی نہ جائے۔ اور یہ بھی بخش کہ اس خط کے پڑھنے والے کو فائدہ پہنچے۔

دعا

عبرانیوں ۱۳ باب ۱ سے ۲۵ آیت تک

اے بھیڑوں کے بڑے چرواہے۔ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے اِس خط کے لکھنے والے کو چن لیا اور تیار کیا کہ وہ اِس خط کے لکھنے سے تیری بھیڑوں کو چرائے۔ میں تیری بھیڑوں میں سے ہوں اور میں نے اِس خط کو بار بار پڑھ کر بے حد برکت پائی ہے۔ تُو نے اپنے روح سے مجھ سے کہا کہ تُو اِس خط کی تفسیر لکھ کر میری بھیڑیں چرا۔ اِس لئے میں نے بڑی شکرگزاری و عاجزی اور اُمید و دُعا کے ساتھ اِس خط کی تفسیر کو لکھ کر آج ختم کیا۔ اے بھیڑوں کے چرواہے تُو اِس تفسیر کو اپنے ہاتھ میں لے اور اِس سے اپنی بھیڑوں کی چوپانی کروا۔ تاکہ وہ اِس سے خوراک پائیں اور تیری پیروی کر کے تیرے پاک نام کی تعریف کا موجب بنیں۔ آمین۔

جے۔ جے۔ لوکس

پی۔آر۔بی۔ایس پریس انار کلی لاہور میں باہتمام
مسٹر ایف۔ڈی۔وارث پرنٹر چھپی۔